سلسلہ مفسدات القلوب مکمل

دِل کا بگاڑ

اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والے اعمالِ دِل

إِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمُضْغَةً....

تالیف: فضیلۃ الشیخ مُحمّد صالح المُنجّد

ترجمہ: شفیق الرحمن الدّاوی حفظہ اللہ

ہماری دعوت
اسلاف کا راستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مفسدات القلوب مکمل

دِل کا بگاڑ

اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والے اعمالِ دل

إِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمُضْغَةً....

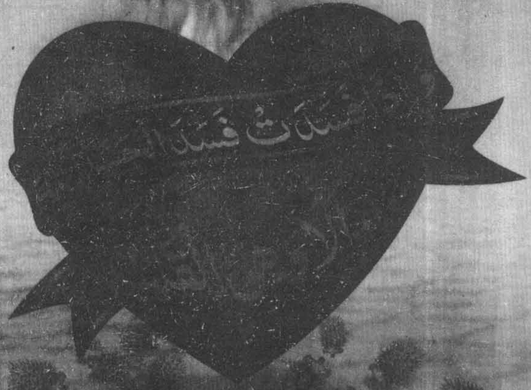

تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد
ترجمہ: شفیق الرحمن الدراوی حفظہ اللہ

AL-FURQAN TRUST

الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

دِل کا بگاڑ

اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والے اَعمالِ دِل

تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد ترجمہ: شفیق الرحمٰن الدراوی حفظہ اللہ

سعودی عرب

دارالعلوم الندیه للنشر والتوزیع

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جده

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المكتب الرئيسى الرياض، حي الفيصلة

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبه دار الفرقان، الرياض

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبه بيت السلام، الرياض

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

پاکستان

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37321865

مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37244973

دار الکتب السلفیہ: اقرا سینٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37361505

مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: 0321-4460487

مکتبہ آل ابراھیم غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: 0322-4005775

ملنے کے پتے

اسلام آباد ▪ دارالندوۃ: 0321-[illegible] ▪ مسعود اسلامک بکس: 051-32261356

▪ تسجیلات طیبہ 051-35535168 ▪ الحرم (اسلامک بکس) 0300-322-4814274

کراچی ▪ فضلی بک: 021-32212991 ▪ علمی کتاب گھر: 021-32628939

سیالکوٹ ▪ مکتبہ رحمانیہ: 052-34591911

فیصل آباد ▪ مکتبہ اسلامیہ: 041-32631204 ▪ مکتبہ اہل حدیث: 041-32629292

AL-FURQAN TRUST

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

❑ **عیش پرستی** ---------- 27

◈ مترجم کی باتیں ---------- 31

◈ مقدمہ از مصنف ---------- 33

◈ آسائش حیات کی تعریف ---------- 34

◈ عیش پرستی کی مذمت قرآن کریم میں ---------- 35

◆ ۱۔عیش پرستی ظالموں اور کافروں کی صفت ---------- 35

◆ ۲۔عیش پرستی آخرت میں عذاب کا سبب ---------- 36

◆ ۳۔دنیا میں ہلاکت کا سبب ---------- 36

◆ ۴۔دوسروں کی ہلاکت کا سبب ---------- 37

◆ ۵۔نیکی سے دوری کا سبب ---------- 38

◆ ۶۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ---------- 38

◈ عیش پرستی کی مذمت احادیث نبوی میں ---------- 39

◈ عیش پرستو! خوش نہ ہونا ---------- 41

◆ ۱۔نعمتیں امتحان وآزمائش ---------- 41

◆ ۲۔دنیاوی نعمتوں سے آخرت کی نعمتوں کا زوال ---------- 44

◆ ۳۔قیامت کے دن نعمتوں پر جوابدہی ---------- 47

◈ کیا عیش پرستی وتونگری لازم وملزوم ہیں؟ ---------- 49

◈ زمانہ حال اور عیش پرستی ---------- 50

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۔زلفوں کا بناؤ سنگار -- 50

◆ ۲۔تزئین اور نظافت میں مبالغہ -- 51

◆ ۳۔لباس کی خریداری میں مبالغہ -- 52

◆ ۴۔کھانے پینے میں غلو -- 53

❀ ٹھنڈے کھانے کو پھینک دینا -- 53

❀ فاخرانہ برتنوں میں ہی کھانا کھانا -- 53

❀ کھانے کے لیے مہنگے ترین ہوٹل کا انتخاب -- 53

❀ کھانے کے ساتھ سوڈا واٹر کو لازم سمجھنا -- 53

◆ ۵۔شادی کی محفلیں اور تقریبات -- 55

◆ ۶۔موبائل اور دیگر اشیاء -- 55

◆ ۷۔گاڑیاں، ان کے نمبرز اور زیب وزینت -- 56

◆ ۸۔رہائش گاہیں اور ان کی آرائش -- 56

◆ ۹۔نوکر چاکر اور خدمت گار -- 56

◆ ۱۰۔کھیل کود وتفریح میں مبالغہ -- 57

◆ ۱۱۔معروف شخصیات (اداکار اور کھلاڑی) کے مال ومتاع کی خریداری ----- 57

› عیش پرستی کے اسباب -- 58

◆ ۱۔لمبی امیدیں اور موت کو بھلا دینا -- 58

◆ ۲۔اندھی تقلید اور بُرے معاشرے کا اثر قبول کرنا -- 58

◆ ۳۔بری تربیت -- 58

◆ ۴۔مال ودولت اور نعمتوں کی کثرت -- 58

◆ ۵۔شہوت پرستی -- 59

◆ ۶۔دشمن کی چالیں -- 60

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◈ دل پر عیش پرستی کے اثرات ---------- 61
◆ ا۔دل میں غیر اللہ کی بندگی ---------- 61
◆ ۲۔دنیا سے تعلق اور آخرت سے لاتعلقی ---------- 61
◆ ۳۔سعادت مندی کے حصول میں مشغولیت ---------- 62
◆ ۴۔دل کے دیگر امراض ---------- 64
◆ ۵۔فاسقوں اور گناہ گاروں کی صحبت ---------- 64
◆ ۶۔جسم پر برے اثرات ---------- 64
◆ ۷۔وقت کا ضیاع ---------- 65
◆ ۸۔عبادات میں سستی ---------- 65
◆ ۹۔معاشرتی فساد ---------- 65
◈ عیش پرستی کا علاج ---------- 66
◆ ا۔راحت پسندی و سستی سے اجتناب ---------- 66
◆ ۲۔دنیا میں زہد اور قلت سامان ---------- 66
◆ ۳۔اپنے سے ادنیٰ کو دیکھے ---------- 68
◆ ۴۔امیدیں کم کرنا ---------- 68
◆ ۵۔زاہدین اور صالحین کی سیرت کا مطالعہ ---------- 70
◆ ۶۔بعض نعمتوں کو چھوڑ دینا ---------- 72
◆ ۷۔عیش پرستی کا مقابلہ اور غرباء کا خیال ---------- 73
◈ خاتمہ ---------- 75
◈ ذہنی آزمائش ---------- 76
◈ پہلے درجہ کے سوالات ---------- 76
◈ دوسرے درجہ کے سوالات ---------- 76

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاق کا شر ---- 77

- مقدمہ از مصنف ---- 79
- نفاق کی تعریف ---- 80
- نفاق کی اقسام ---- 80
  - اعتقادی نفاق ---- 81
  - عملی نفاق ---- 81
  - اصلی اور عارضی نفاق ---- 82
- نفاق کا خوف ---- 83
- کتاب وسنت میں وارد منافقین کی علامات ---- 85
  - ۱۔ دل کا مرض ---- 85
  - ۲۔ شہوانی طمع ---- 86
  - ۳۔ تکبر واستکبار ---- 86
  - ۴۔ آیاتِ الٰہی کا استہزاء ---- 88
  - ۵۔ مومنین کا استہزاء ---- 88
  - ۶۔ لوگوں کو انفاق (خرچ کرنے) سے روکنا ---- 89
  - ۷۔ حماقت اور لوگوں پر حماقت کا الزام ---- 90
  - ۸۔ کافروں سے دوستی ---- 91
  - ۹۔ مؤمنین کے خلاف کمین گاہ ---- 92
  - ۱۰۔ اللہ تعالیٰ سے دھوکا اور عبادت میں سستی و کاہلی ---- 93
  - ۱۱۔ تذبذب اور تردد ---- 95
  - ۱۲۔ مومنوں کو دھوکا ---- 96
  - ۱۳۔ طاغوت سے فیصلہ کرانا ---- 97

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۴۔مومنین میں فساد (خانہ جنگی اور فتنہ) پھیلانا ---------- 98
◆ ۱۵۔جھوٹی قسم،خوف اور بزدلی ---------- 98
◆ ۱۶۔بغیر عمل کے ثنا پسندی ---------- 100
◆ ۱۷۔نیک اعمال میں عیب نکالنا ---------- 101
◆ ۱۸۔نچلے درجہ پر راضی رہنا ---------- 103
◆ ۱۹۔برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا ---------- 104
◆ ۲۰۔جہاد سے نفرت اور پیچھے رہنا ---------- 105
◆ ۲۱۔رسوا کرنا اور افواہیں پھیلانا ---------- 106
◆ ۲۲۔مؤمنین سے پیچھے رہ جانا ---------- 106
◆ ۲۳۔جہاد سے پیچھے رہنے کے لیے اجازت طلب کرنا ---------- 107
◆ ۲۴۔پیچھے رہنے کے لیے عذر گھڑنا ---------- 108
◆ ۲۵۔لوگوں کو حقیر جاننا ---------- 109
◆ ۲۶۔مؤمنین کی تکلیف پر خوش ہونا ---------- 110
◆ ۲۷۔امانت میں خیانت ---------- 111
◆ ۲۸۔نماز کے اوقات میں تاخیر کرنا ---------- 114
◆ ۲۹۔باجماعت نماز سے پیچھے رہ جانا ---------- 115
◆ ۳۰۔بے ہودگی اور زبان درازی ---------- 116
◆ ۳۱۔گانے سننا ---------- 117
◇ نفاق سے بچاؤ ---------- 118
◆ ۱۔نماز کے لیے جلدی کرنا اور تکبیر اولیٰ پانا ---------- 118
◆ ۲۔حسن خلق اور دین کی سمجھ ---------- 119
◆ ۳۔صدقہ ---------- 120

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۴۔ قیام اللیل ---------- 120
◆ ۵۔ جہاد فی سبیل اللہ ---------- 121
◆ ۶۔ ذکر الٰہی کی کثرت ---------- 121
◆ ۷۔ دعا ---------- 122
◆ ۸۔ انصار سے محبت ---------- 123
◆ ۹۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ---------- 123
◈ منافقین کے بارے میں مسلمانوں کا موقف ---------- 123
◆ ۱۔ ان کی پیروی سے اجتناب ---------- 124
◆ ۲۔ منافقین سے روگردانی، ان کو ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ نصیحت ---------- 125
◆ ۳۔ ان کی طرف سے جھگڑا یا ان کا دفاع نہ کرنا ---------- 126
◆ ۴۔ ان سے دوستی رکھنے کی ممانعت ---------- 126
◆ ۵۔ ان کے ساتھ جہاد اور ان پر سختی ---------- 127
◆ ۶۔ ان کی تحقیر اور ان کی جماعت میں اضافہ نہ کرنا ---------- 128
◆ ۷۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ---------- 128
◈ خاتمہ ---------- 130
◈ ذہنی آزمائش ---------- 131
◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 131
◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 131
❑ **غفلت کی ہلاکت** ---------- 133
◈ مقدمہ از مصنف ---------- 135
◈ غفلت کی تعریف ---------- 136
◈ غفلت کے بارے میں شرعی موقف ---------- 137

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◈ غفلت کی اقسام ---------- 140

◆ محمود غفلت ---------- 140

◆ مذموم غفلت ---------- 140

◈ مذموم غفلت کی اقسام ---------- 140

◆ پہلی قسم...... غفلتِ عارضہ ---------- 141

◆ دوسری قسم...... متکرر غفلت ---------- 141

◆ تیسری قسم...... غفلت تامہ ---------- 142

◈ غفلت کے اسباب ---------- 142

◆ ۱۔ راحتِ بدن کی تلاش ---------- 142

◆ ۲۔ دنیاوی لذات کی حرص ---------- 143

◆ ۳۔ گناہ کا شعور ختم ہونا ---------- 144

◆ ۴۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی ---------- 144

◆ ۵۔ کام کاج اور رزق کی تلاش ---------- 145

◆ ۶۔ کھیل تماشے ---------- 146

◈ ایک سوال...... ہماری اولادوں نے اس کھیل سے کیا پایا؟ ---------- 148

◆ ۷۔ نعمت کوشی و آسائش ---------- 149

◆ ۸۔ دنیا کی طرف میلان ---------- 150

◆ ۹۔ اہل غفلت کی صحبت ---------- 150

◆ ۱۰۔ مباحات کی کثرت ---------- 152

◈ لوگوں کی غفلت کی بعض مثالیں ---------- 153

◆ ۱۔ اللہ کا دین سیکھنے سے غفلت ---------- 153

◆ ۲۔ قرآن سے غفلت ---------- 155

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۳۔ ذکر الٰہی سے غفلت ---------- 155
◆ ۴۔ ان اذکار سے غفلت جو انسان کی حفاظت کا سامان ہیں ---------- 156
◆ ۵۔ نیت سے غفلت ---------- 157
◆ ۶۔ اعمال کی ترتیب سے غفلت ---------- 161
◈ غفلت کی سزائیں ---------- 164
◆ ۱۔ دنیا میں عذاب کا مستحق ---------- 164
◆ ۲۔ آیات الٰہیہ اور ان کے فہم سے اعراض ---------- 164
◆ ۳۔ رحمت الٰہی سے محرومی ---------- 166
◆ ۴۔ دعاؤں کی عدم قبولیت ---------- 166
◆ ۵۔ غافل پر شیطان کا مسلط ہونا ---------- 167
◆ ۶۔ مزید غفلت کا پیدا ہونا ---------- 167
◆ ۷۔ برا خاتمہ ---------- 168
◆ ۸۔ آخرت میں حسرت ---------- 168
◆ ۹۔ جہنم کی آگ میں داخلہ ---------- 168
◈ غفلت کا علاج ---------- 170
◆ ۱۔ ذکر ---------- 171
◆ ۲۔ دعا ---------- 171
◆ ۳۔ تہجد ---------- 172
◆ ۴۔ قبرستان کی زیارت ---------- 172
◆ ۵۔ دنیا کے حال پر تدبر اور غور وفکر ---------- 173
◆ ۶۔ جنت اور جہنم کا ذکر ---------- 179
◈ خاتمہ ---------- 184

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◈ ذہنی آزمائش ---------- 186

◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 186

◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 186

□ **شہوت کی آگ** ---------- 187

◈ مقدمہ از مصنف ---------- 189

◈ شہوت کی تعریف ---------- 190

◈ شہوت کیوں پیدا کی گئی؟ ---------- 190

◈ حرام شہوت میں پڑنے کے اسباب ---------- 193

◆ ا۔ ایمانی کمزوری ---------- 193

◆ ۲۔ برے ساتھی ---------- 194

◆ ۳۔ بدنظری ---------- 195

◆ ۴۔ فراغتِ وقت ---------- 195

◆ ۵۔ نظر بازی ---------- 196

◆ ۶۔ شہوت انگیزی کی قربت ---------- 196

◈ شہوت کے ساتھ برتاؤ ---------- 197

◆ پہلا قاعدہ...... ''معاذ اللہ'' کہنا ---------- 198

◆ دوسرا قاعدہ...... خائن نظر سے اجتناب ---------- 201

◈ بدنظری کو شرمگاہ کی حفاظت سے مقدم کیوں کیا؟ ---------- 203

◆ اچانک نظر ---------- 208

◆ نظر نیچی رکھنے کے فوائد ---------- 209

◆ تیسرا قاعدہ...... خیالات سے دفاع ---------- 211

◈ شہوت کا علاج کیسے کریں؟ ---------- 217

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ا۔نکاح کرنا ---------- 218
☆......نیک عورت آدھے دین کی حفاظت ---------- 220
☆......نکاح میں اجر، بے حیائی میں گناہ ---------- 220
☆......عفت کے طالب کے لیے اللہ کی مدد ---------- 221
◆ ۲۔روزہ ---------- 222
◆ ۳۔جسمانی طاقت کا نفع بخش استعمال ---------- 224
◆ ۴۔شہوت انگیزی سے اجتناب ---------- 224
◆ ۵۔جب کوئی عورت بھلی لگے تو اپنی بیوی کے پاس جائے ---------- 225
◆ ۶۔بلاضرورت عورتوں کے گھر سے نکلنے پر پابندی ---------- 227
◆ ۷۔گھر میں عبادت کی کثرت ---------- 227
◆ ۸۔دعا ---------- 228
◆ ۹۔گناہ کے خطرناک نتائج میں غور وفکر ---------- 231
◈ پاک دامن مردوں کے قصے ---------- 231
◆ ا۔سیدنا یوسف علیہ السلام ---------- 232
◆ ۲۔جریج عابد رحمہ اللہ کا قصہ ---------- 235
◆ ۳۔ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا قصہ ---------- 236
◆ ۴۔سری بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ---------- 237
◆ ۵۔ابوبکر المسکی رحمہ اللہ کا قصہ ---------- 238
◈ پاک دامن عورتوں کے قصے ---------- 239
◈ شہوت پرستوں کے قصے ---------- 240
◈ خاتمہ ---------- 243
◈ ذہنی آزمائش ---------- 244

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 244
◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 244

خواھش پرستی ---------- 245

◈ مقدمہ از مصنف ---------- 247
◈ خواہش پرستی کی تعریف ---------- 249
◈ خواہش پرستی کی ممانعت ---------- 249
◈ انسان کب خواہشات پرستی پر سزا پاتا ہے؟ ---------- 253
◈ خواہش پرستی کے اسباب ---------- 254
◆ ۱۔ بچپن سے نفس کا ضبط پر عادی نہ ہونا ---------- 255
◆ ۲۔ خواہش پرستوں کی مجلس ---------- 257
◆ ۳۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت کی معرفت میں کمزوری ---------- 257
◆ ۴۔ خواہش کی تکمیل میں دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنا ---------- 258
◆ ۵۔ دنیا کی محبت اور اس میں رغبت ---------- 259
◆ ۶۔ مباحات کے حصول میں سبقت ---------- 260
◆ ۷۔ خواہش پرستی کے انجام سے لاعلمی ---------- 261
◈ خواہش پرستی کے نقصانات ---------- 261
◆ آخرت کا گھاٹا ---------- 262
◆ خواہش پرستی گمراہی کی طرف لے جاتی ہے ---------- 263
◆ قرآنی مواعظ سے فائدہ نہ ہونا ---------- 264
◆ دل کا فساد ---------- 265
◆ علم اور عقل کا خاتمہ ---------- 266
◆ ایمان کا خاتمہ ---------- 266

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ہلاکت خیز چیز ---------- 268
◆ توفیق کے دروازے بند ہونا ---------- 269
◆ اطاعت کا ختم ہوجانا ---------- 269
◆ گناہوں کی وجہ سے ذلت ورسوائی کا سبب ---------- 270
◆ دین میں بدعت کا سبب ---------- 270
◆ دنیاوی زندگی تنگ ہونے اور لوگوں کی دشمنی کا سبب ---------- 270
◆ دشمن کے غالب ہونے کا سبب ---------- 272
◆ لوگوں کی طرف سے مذمت کا سبب ---------- 272
◆ ذلت اور رسوائی کا سبب ---------- 273
◈ خواہش پرستی کی مخالفت کے فوائد ---------- 275
◆ جنت کا حصول ---------- 276
◆ محشر کی سختیوں سے نجات ---------- 277
◆ شرف ومنزلت ---------- 279
◆ عزائم میں پختگی ---------- 281
◆ صحت کی حفاظت ---------- 281
◆ دنیاوی مصائب سے حفاظت ---------- 282
◈ خواہش پرستی کا علاج ---------- 282
◈ اچھی خواہش اور بری خواہش ---------- 286
◈ خاتمہ ---------- 291
◈ ذہنی آزمائش ---------- 294
◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 294
◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 294

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ **جاہ و منصب کی محبت** ---------- 295
◈ مقدمہ از مصنف ---------- 297
◈ جاہ و منصب کی محبت خفیہ شہوت ہے ---------- 298
◈ ولایت لوگوں کی ضرورت ہے ---------- 299
◆ ولایت سے متعلق مسلمان کا مؤقف ---------- 300
◈ جاہ و منزلت کی محبت اور اس کی صورتیں اور احوال ---------- 306
◆ حکومت کی محبت اور حرص کے دو احوال ---------- 308
◈ حکومت کی محبت کے مظاہر ---------- 309
◆ ۱۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات کمال میں منازعت ---------- 309
◆ ۲۔عمل میں اخلاص کا فقدان ---------- 310
◆ ۳۔کام چوری اور بخل ---------- 310
◆ ۴۔لوگوں کی عیب جوئی اور طعن بازی ---------- 311
◆ ۵۔دین اور علم میں اپنے سے افضل کی طرف رہنمائی نہ کرنا ---------- 311
◆ ۶۔کسی چیز کے زوال یا چھن جانے پر حسرت ---------- 311
◆ ۷۔لوگوں پر تکبر اور ان کے ساتھ برا سلوک ---------- 311
◆ ۸۔امور ولایت نبھانے کی توفیق نہ ہونا ---------- 313
◆ ۹۔کفار اور مشرکین سے دوستی ---------- 313
◆ ۱۰۔حق کا قبول نہ کرنا ---------- 314
◆ ۱۱۔سلاطین کی قربت اور ہم نشینی ---------- 315
◆ ۱۲۔شہرت کی محبت ---------- 319
◆ ۱۳۔ثنا پسندی (خوشامد پسندی) ---------- 319
◆ ۱۴۔جھوٹ بولنا اور اللہ پر بغیر علم کے بات کہنا ---------- 321

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۵۔دل کی تنگی اور غیر اللہ سے تعلق ---------- 325

◆ ۱۶۔بخل اور تفریق ---------- 325

◇ حکومت کی محبت کے اسباب ---------- 326

◆ ۱۔دوسری حکومت سے آزادی ---------- 326

◆ ۲۔نفسیانی شہوت و رغبت کی موافقت ---------- 326

◆ ۳۔ایمانی کمزوری ---------- 327

◆ ۴۔احساس امانت سے لاشعوری ---------- 328

◆ ۵۔وہمی لذت کا شعور ---------- 329

◆ ۶۔دنیا کی محبت ---------- 329

◆ ۷۔خود پسندی ---------- 331

◇ جاہ و منصب کی محبت کا علاج ---------- 332

◆ ۱۔تحقیق اخلاص کا اہتمام ---------- 332

◆ ۲۔حکومت کے طالب کو حکومت نہ دی جائے ---------- 333

◆ ۳۔مشورہ ---------- 334

◆ ۴۔حکومت کے برے انجام پر غور وفکر ---------- 335

◆ ۵۔اپنے نفس کا محاسبہ اور کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار ---------- 338

◆ ۶۔علمی مشغولیت اور اس سے منقطع نہ ہونا ---------- 338

◆ ۷۔دنیا میں زہد اور آخرت میں رغبت ---------- 339

◆ ۸۔آخرت کی نعمتوں میں غور وفکر ---------- 340

◆ ۹۔انسانی اور دینی خدمت کی فکر ---------- 341

◆ ۱۰۔ولایت کی ذمہ داری کا احساس ---------- 342

◆ ۱۱۔اپنے نفس کی معرفت ---------- 343

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۲۔ کثرت کے ساتھ اللہ کی حمد وثناء ---------- 343
◆ ۱۳۔ لوگوں کے لیے تواضع ---------- 344
◆ ۱۴۔ دنیا اور حکومت کی محبت کا صحیح استعمال ---------- 345
◆ ۱۵۔ سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ ---------- 345
◇ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واقعہ ---------- 347
◆ ۱۶۔ الدعاء ---------- 349
◇ خاتمہ ---------- 350
◇ ذہنی آزمائش ---------- 351
◇ پہلی قسم کے سوالات ---------- 351
◇ دوسری قسم کے سوالات ---------- 351
□ **عشق کی تباہیاں** ---------- 353
◇ مقدمہ از مصنف ---------- 355
◇ عشق کی تعریف ---------- 357
◇ عشق کی اقسام ---------- 358
◆ پہلی قسم......مردوں کا عورتوں سے عشق ---------- 360
◆ دوسری قسم......عورتوں کا مردوں سے عشق ---------- 361
◆ تیسری قسم......مردوں کا مردوں سے عشق ---------- 362
◆ چوتھی قسم......عورتوں کا عورتوں سے عشق ---------- 363
◆ عشق پر دلالت کرنے والے امور ---------- 363
◇ عشق اختیاری یا اضطراری ---------- 363
◇ عشق کے خطرات ---------- 366
◇ عشق کے نقصانات اور منفی پہلو ---------- 366

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۔ بسا اوقات عشق کفر کا سبب ---------------------------- 366
◆ ۲۔ عاشق اور وصل معشوق کے وسائل ---------------------------- 371
◆ ۳۔ عاشق کا ذکر الٰہی سے دور ہو جانا ---------------------------- 371
◆ ۴۔ عاشق کے دل کا عذاب ---------------------------- 373
◆ ۵۔ عاشق کا دنیا و آخرت سے بے بہرہ ہو جانا ---------------------------- 375
◆ ۶۔ عاشق اور دنیاوی آفات ---------------------------- 375
صحابہ کرام بہترین مخلوق کیوں تھے؟ ---------------------------- 378
◆ ۷۔ لوگوں میں عاشق کے کردار کی خرابی ---------------------------- 381
◆ ۸۔ معشوق کا عاشق کو بلیک میل کرنا ---------------------------- 381
◆ ۹۔ عشق جرائم کی جڑ ---------------------------- 382
◆ ۱۰۔ حسن خاتمہ کی توفیق نہ ہونا ---------------------------- 382
◆ ۱۱۔ عقل کا فتور ---------------------------- 385
◇ عشق کے اسباب ---------------------------- 386
◆ ۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے اعراض ---------------------------- 386
◆ ۲۔ پیار کی طلب ---------------------------- 387
◆ ۳۔ حرام گانے، اور گندی فلمیں ---------------------------- 388
◆ ۴۔ شخصی کمزوری اور تقلید ---------------------------- 389
◆ ۵۔ مثالی شخصیت کا خاتمہ ---------------------------- 389
◆ ۶۔ فراغت ---------------------------- 389
◆ ۷۔ زیب و زینت ---------------------------- 389
◆ ۸۔ اپنے اعضاء کی حفاظت نہ کرنا ---------------------------- 390
◇ عشق سے بچاؤ کا طریق کار ---------------------------- 391

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۔عشق کے اسباب سے اجتناب ---- 392
◆ ۲۔صرف اللہ تعالیٰ کی محبت ---- 392
◆ ۳۔تعلقات کا خاتمہ ---- 393
◆ ۴۔نگاہ کی حفاظت ---- 393
◇ عشق کا علاج ---- 394
◆ ۱۔فرار ---- 394
◆ ۲۔معشوق کی برائیوں پر غور وفکر ---- 396
◆ ۳۔حرام سے نفس کو جھڑکنا ---- 397
◆ ۴۔نفس کو رب کی عظمت کی یاد دہانی ---- 398
◆ ۵۔عشق کے انجام پر نظر ---- 398
◆ ۶۔دعا ---- 399
◆ ۷۔صبر ---- 401
◆ ۸۔مجاہدۂ نفس ---- 401
◆ ۹۔ثقہ لوگوں سے مشورہ ---- 401
◇ خاتمہ ---- 402
◇ ذہنی آزمائش ---- 406
◇ پہلی قسم کے سوالات ---- 406
◇ دوسری قسم کے سوالات ---- 406
□ **دُنیا کی محبت** ---- 407
◇ مقدمہ از مصنف ---- 409
◇ دنیا کی حقیقت ---- 411
◇ مومنین اور دنیا ---- 419

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ نبی کریم ﷺ کا دنیا کے متعلق موقف ---------- 419
◆ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا کے متعلق موقف ---------- 421
◆ بعض تابعین کا دنیا کے متعلق موقف ---------- 424
◇ دنیا کی محبت کے مظاہر ---------- 425
◆ ۱۔ لوگوں کا دنیا میں انہماک ---------- 425
◆ ۲۔ آخرت کے عمل سے دنیا کی طلب ---------- 425
◆ ۳۔ آسائش پسندی وعیش پرستی ---------- 426
◆ ۴۔ مال وجاہ وشرف کی محبت ---------- 426
◇ دنیا کی محبت کے اسباب ---------- 427
◆ ۱۔ دنیا کی ظاہری زینت وحسن ---------- 427
◆ ۲۔ دل کا میلان ---------- 428
◆ ۳۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح ---------- 429
◇ دنیا کی محبت کے مفاسد ---------- 431
◆ ۱۔ محبت دنیا ہر برائی کی جڑ ---------- 431
◆ ۲۔ دنیا کی محبت کفر اور معاصی میں وقوع کا سبب ---------- 431
◆ ۳۔ آخرت سے پہلے دنیا میں عذاب ---------- 433
◆ ۴۔ دل کی آخرت سے غفلت اور عمل میں کمی ---------- 435
◆ ۵۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے مزاحمت ---------- 438
◆ ۶۔ ذکرِ الٰہی سے لذت اور سرور نہ ملنا ---------- 439
◆ ۷۔ دائمی پریشانی اور فقر ---------- 439
◆ ۸۔ ذکر الٰہی سے غفلت ---------- 441
◆ ۹۔ دنیا ہی مقصود وغایت ---------- 441

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۱۰۔اجر سے محرومی اور عمل کا ضیاع ---------------------------- 443
◆ ۱۱۔سرکشی [بغاوت] -- 443
◆ ۱۲۔دین کے بدلے دنیا کی تجارت ---------------------------- 445
◆ ۱۳۔اللہ پر بغیر علم کے بات اور دین میں بدعات ---------------------- 445
◆ ۱۴۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر و جہاد فی سبیل اللہ کا ترک ---------- 447
◆ ۱۵۔نصرت الٰہی میں تاخیر اور ہیبت کا اٹھ جانا ---------------------- 448
◆ ۱۶۔دنیا وآخرت کا خسارہ ---------------------------------- 449
◆ ۱۷۔پیٹ کی پوجا اور دل کی موت ---------------------------- 449
◆ ۱۸۔برا خاتمہ -- 450
◇ دنیا کی محبت کا علاج -- 451
◆ ۱۔دنیا کی حقیقت کا پختہ علم ---------------------------------- 451
◆ ۲۔دنیا کی حقارت وذلالت ---------------------------------- 451
◆ ۳۔دنیا کے جلد زوال پذیر ہونے میں غور وفکر ---------------------- 451
◆ ۴۔تھوڑی چیز پر قناعت ---------------------------------- 455
◆ ۵۔دنیا کی محبت کے انجام پر غور وفکر ---------------------------- 456
◆ ۶۔حقیقی لذت کے اسباب کے حصول کی کوششیں ---------------------- 457
◆ ۷۔اللہ کی رضا مندی کو باقی چیزوں پر ترجیح ---------------------- 458
◆ ۸۔جنت کی نعمتوں میں تفکر ---------------------------------- 458
◆ ۹۔آخرت کی نعمتوں پر یقین، اور انھیں دنیا پر ترجیح ------------------ 459
◆ ۱۰۔دنیا کے جلد زوال پذیر ہونے پر تدبر وتفکر ---------------------- 460
◆ ۱۱۔دنیا کی محبت سے صبر ---------------------------------- 462
◇ خاتمہ -- 464

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◈ ذہنی آزمائش ---------- 466
◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 466
◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 466

❑ کٹ حجتی اور مناظرہ ---------- 467

◈ مقدمہ از مصنف ---------- 469
◈ جدل و مراء کی تعریف ---------- 471
◆ جدال کا معنی ---------- 471
◆ جدل اور مراء میں فرق ---------- 472
◈ قرآن میں جدل کا معنی ---------- 472
◈ جدل اور طبیعت انسانی ---------- 474
◈ جدل و مراء کے اسباب ---------- 479
◈ مجادلہ کی شروط ---------- 481
◈ جدال کی اقسام ---------- 489
◆ مذموم جدال ---------- 490
◆ محمود جدال ---------- 490
◆ مذموم جدال ---------- 492
◆ جدال اور ایمانی کمزوری ---------- 500
◆ جدال مذموم کی دو قسمیں ---------- 503
◆ تقدیر میں جدال ---------- 505
◈ محمود جدال کی مثالیں ---------- 510
◈ مذموم جدال کے نقصانات ---------- 517
◆ خیر سے محرومی ---------- 517

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ علم سے محرومی ---------- 517

◆ امتوں کی ہلاکت ---------- 519

◆ بغض ونفرت اور دل کی سختی ---------- 520

◆ توفیق سے محرومی ---------- 521

◆ اللہ تعالیٰ سے دوری ---------- 521

◆ راہ حق سے دوری ---------- 522

◆ کرامت کا خاتمہ ---------- 522

◆ بدعات کا ظہور اور خواہش پرستی ---------- 523

◈ علماء سے جھگڑا ---------- 524

◈ خاتمہ ---------- 527

◈ ذہنی آزمائش ---------- 529

◈ پہلی قسم کے سوالات ---------- 529

◈ دوسری قسم کے سوالات ---------- 529

❑ **تکبر کی ہلاکت** ---------- 531

◈ مقدمہ از مصنف ---------- 533

◈ تکبر کا معنی ---------- 534

◆ شرعاً ---------- 534

◈ تکبر اور خود پسندی میں فرق ---------- 537

◈ تکبر کے اسباب ---------- 537

◆ ا۔کسی کے لیے بھی عدمِ تواضع کی رغبت ---------- 538

◆ ۲۔دوسری سے امتیازی حیثیت کی طمع ---------- 538

◆ ۳۔اپنی ذات یا علم میں نقص کو چھپانے کی کوشش ---------- 538

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۴۔دوسروں کا تعظیم میں مبالغہ ---------- 539
◆ ۵۔لوگوں میں فضیلت کے معیار کا خاتمہ ---------- 539
◆ ۶۔نعمتوں سے مقابلہ اور اللہ تعالیٰ کو بھول جانا ---------- 540
◇ تکبر کیوں آتا ہے؟ ---------- 541
◆ ۱۔مال ---------- 541
◆ ۲۔علم ---------- 542
◆ ۳۔عمل اور عبادت ---------- 544
◇ مشکل پیرائے کی تشریح ---------- 544
◆ ۴۔نسب ---------- 547
◇ متکبرین کی مثالیں ---------- 549
◆ ۱۔ابلیس ---------- 549
◆ ۲۔فرعون اور اس کے لشکر ---------- 550
◆ ۳۔صالح علیہ السلام کی قوم ثمود ---------- 551
◆ ۴۔ہود علیہ السلام کی قوم عاد ---------- 552
◆ ۵۔قومِ شعیب علیہ السلام ---------- 552
◆ ۶۔قومِ نوح علیہ السلام ---------- 553
◆ ۷۔بنو اسرائیل ---------- 553
◆ ۸۔مشرکین عرب ---------- 554
◇ سلوک پر تکبر کے اثرات ---------- 555
◆ ۱۔اللہ تعالیٰ پر ایمان؛ اس کی اطاعت اور عبادت سے تکبر ---------- 555
◆ ۲۔لوگوں کے گال چڑھانا اور متکبرانہ چال ---------- 556
◆ ۳۔کپڑا لٹکانا اور اسے زمین پر گھسیٹنا ---------- 558

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۴۔اپنے لیے تعظیم وقیام کو پسند کرنا ---------- 559
◆ ۵۔بات چیت میں حلق پھاڑ کر بولنا ---------- 559
◆ ۶۔ٹھٹھہ و مذاق وطعنہ زنی اور عیب جوئی ---------- 560
◆ ۷۔غیبت ---------- 561
◆ ۸۔فقراء ومساکین اور ضعفاء کی مجلس سے دوری ---------- 561
◆ ۹۔عیوب ونقائص ---------- 564
◆ ۱۰۔نصیحت قبول نہ کرنا ---------- 565
◆ ۱۱۔علم حاصل نہ کرنا ---------- 565
◆ ۱۲۔ملنے والے کو سلام نہ کرنا ---------- 565
◆ ۱۳۔اکیلے نہ چلنا ---------- 566
◈ دنیا میں متکبر کی سزا ---------- 567
◆ ۱۔متکبر، لوگوں میں حقیر اور کم تر ہوتا ہے ---------- 567
◆ ۲۔اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محرومی ---------- 567
◆ ۳۔دنیا میں عذاب کی نبوی وعید ---------- 568
◆ ۴۔تکبر نعمتوں کے زوال کا سبب ---------- 569
◆ ۵۔زمین میں دھنسنے اور عذاب قبر کا سبب ---------- 570
◈ آخرت میں متکبر کی سزا ---------- 571
◆ ۱۔متکبر کی ہلاکت یقینی ہے ---------- 571
◆ ۲۔متکبرین مبغوض اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے دور ---------- 572
◆ ۳۔اللہ تعالیٰ کا غضب ---------- 572
◆ ۴۔متکبرین کا ذلت آمیز حشر ---------- 573
◆ ۵۔تکبر راہ جنت میں رکاوٹ ---------- 574

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ ۶۔متکبرین اور جہنم کی وعید ---------- 575

◆ ۷۔ذلت کے ساتھ جہنم میں داخلہ ---------- 577

◇ تکبر کا علاج ---------- 578

◆ ۱۔دل سے تکبر کی بیخ کنی ---------- 579

◆ ۲۔تکبر کے اسباب میں غور وفکر ---------- 582

◆ ۳۔دعا اور اللہ سے مدد کی طلب ---------- 588

◆ ۴۔تواضع ---------- 588

◇ خاتمہ ---------- 592

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

وقت حاضر کے حالات و واقعات پر نظر رکھنے والا شخص، لوگوں میں تعجب خیز اور حیرت انگیز اعمال دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ انواع واقسام کی تزئین و آرائش کی چیزوں کے ذریعے ظاہری حسن و جمال کو سنوارنے اور اسے خوش نما و دیدہ زیب بنانے کی دوڑ لگی ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات کا مشاہدہ بھی کرے گا کہ باطن (دل) کو سنوارنے اور اس کی اصلاح سے مکمل بے اعتنائی اور انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سارے لوگوں کا مشغلہ صرف اپنی شکل وصورت کو خوبصورت اور پرکشش بنانا رہ گیا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (المنافقون: ٤)

”اور جب تو انھیں دیکھے تجھے ان کے جسم اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں تو تو ان کی بات پر کان لگائے گا، گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں، ہر بلند آواز کو اپنے خلاف گمان کرتے ہیں۔ یہی اصل دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہ۔ اللہ انھیں ہلاک کرے، کہاں بہکائے جارہے ہیں۔“

ظاہری دلکشی کے پیچھے بھاگنے والی اس قوم کی حالت دیوار کے سہارے لگی ہوئی بے سود لکڑیوں کی مانند ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ سب دکھاوٹی چیزیں اور جسم ہیں، اس وقت تک ان کوئی حیثیت نہیں جب تک وہ اپنے باطن کو پاک اور دلوں کو پاکیزہ نہ بنالیں۔ ظاہری حسن و جمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک اس کا باطن اور دل قبیح ہے۔ ان لوگوں کو دُنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ظاہری حسن و جمال نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اس کی وجہ سے وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ روزِ آخرت میں بھی ان کا انجام اچھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دھوکے اور جال سے بچنے کا ذکر اپنی کتاب میں کئی مقامات پر کیا ہے جیسے سورۂ مریم آیت ۷۴ میں ہے کہ ''اور ہم نے ان سے پہلے کتنے زمانوں کے لوگ ہلاک کردیے جو ساز و سامان میں اور دیکھنے میں کہیں اچھے تھے۔'' دولت و ثروت اور جاہ و جلال ان کے کچھ کام نہ آیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باطن کا حسن و جمال اور دل کا صحیح ہونا ہی اصل اساس ہے جس پر دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

یہ عربی کتاب ''سلسلہ مفسدات القلوب'' کا اُردو ترجمہ ''دل کا بگاڑ'' ہے۔ اس کتاب میں دل کو سیاہ اور اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والے اعمال کا محاسبہ کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ دل کی اصلاح میں انتہائی معاون ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس کتاب کی پاکستان میں اشاعت اور ترجمہ کے حقوق بفضل للہ تعالیٰ الفرقان ٹرسٹ کو دیے گئے ہیں۔ ہم نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے اسے عوام الناس کے لیے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاص طور پر اپنی بڑی بیٹی کا مشکور ہوں کہ جس نے آخری پروف کو پڑھا اور غلطیوں کی نشان دہی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان علمائے کرام کا بھی مشکور ہوں جن کے تعاون اور مشوروں سے الفرقان ٹرسٹ بے حد مقبول کتابیں شائع کر رہا ہے۔ ہم قارئین کے بھی مشکور ہیں جو ہماری کتابوں کو محبت اور توجہ سے پڑھتے اور ان کے منتظر رہتے ہیں۔ آخر میں الفرقان ٹرسٹ کے رفیق عبدالرؤف بھائی کا بھی شکر گزار ہوں جو ہر کتاب کو دقیق نظری سے گزار کر شائع کرتے ہیں اور ادارے کی ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ ہم سب معاونین خیر کو آخرت میں بھی جنت الفردوس میں اسی طرح جمع فرما دے۔ آمین

ابو ساریہ عبدالجلیل

سعودی عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم کی باتیں

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . أَمَّا بَعْدُ :

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قرآنی علوم وفنون ایک لا متناہی سلسلہ ہے۔ یہ بھی قرآن کا ایک معجزہ ہے کہ ہر آنے والا اس موضوع پر لکھتا چلا جاتا ہے، مگر اس علم کی انتہا ہونے کو نہیں آتی۔ ہر دور میں اس بات کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے کہ صحیح منہج اور مسلک پر چلتے ہوئے ترجیحات متعین کرتے ہوئے نرم اور دھیمے لہجے میں دعوت حق کو پھیلایا جائے۔ یہ سعادت اس دور کے بعض عرب علماء کے نصیب میں وافر طور پر آئی ہے کہ ان کا انداز بیان اتنا شیریں اور دھیما ہوتا ہے کہ نہ ماننے والے کے دل میں بھی اثر کر جاتا ہے، اور ایسی ہی دعوت کامیاب بھی رہتی ہے۔

حقیقت میں بہترین لوگ وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو علوم وحی کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یقیناً یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ایسا انعام ہے جو قابل رشک ہے، اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر دور کی مناسبت سے قرآنی علوم وفنون ؛ نکات و معارف ، مسائل وغوامض پر لکھا جائے اور الحمد للہ کہ علمائے حق کی ایک جماعت روزِ اول سے یہ خدمت انجام دے رہی ہے ، اور روز آخر تک جب تک کہ ایک بھی حق بات کہنے والا زندہ ہے وہ قال اللہ اور قال الرسول کی مبارک صدائیں بلند کرتا رہے گا۔

ان ہی علمائے حق میں سے ایک معاصر عالم محترم فضیلۃ الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسوخ علم سے نوازا ہے۔ان کے بارے میں آپ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں:

﴿وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ﴾ (البقرة: ٢٤٧)

''اللہ نے اس کو علم اور جسم کی کشائش زیادہ دی ہے۔''

موصوف محترم منجھے ہوئے باوقار عالم اور عابد و زاہد شخص ہیں ۔ ان کی تحریروں سے لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں ۔

حال ہی میں انہوں نے ایک نیا سلسلۂ رسائل ''اعمال القلوب'' اور'' مفسدات قلوب'' شروع کیا ہے۔جس میں اوّل الذکر میں بارہ رسالے ہیں جبکہ ثانی الذکر میں دس رسالے ہیں۔ اگر چہ یہ رسالے عرب معاشرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھے گئے ہیں ، لیکن بالعموم ان موضوعات کا احاطہ ہے، جس سے اس وقت پورا عالم گزر رہا ہے۔

ان کتابچوں کے ترجمہ میں لفظی ترجمہ سے ہٹ کر اس مفہوم اور مقصود کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ اصل کتابوں میں خود الشیخ نے پیش نظر رکھا ہے۔تاہم پھر بھی جہاں کہیں وضاحت کی ضرورت پڑی تو اس کے لیے میں نے [] بین القوسین (بڑی بریکٹ) میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔() چھوٹی بریکٹ میں کلام مصنف کی بات کا ہی مفہوم یا وضاحت ہوگی۔ -......- دو ڈیش کے درمیان کلام مصنف کی عبارت کو آگے پیچھے کیا گیا ہے۔اس کے باوجود کہیں پر کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہو تو ادارہ کو مطلع کریں، غلطی کی تصحیح کر دی جائے گی۔ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم و مہربان ذات ہمیں کتاب وسنت کی سمجھ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،آمین برحمتك يا أرحم الراحمين۔

آپ کا بھائی

شفیق الرحمٰن الدراوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسدات القلوب

عیش پرستی

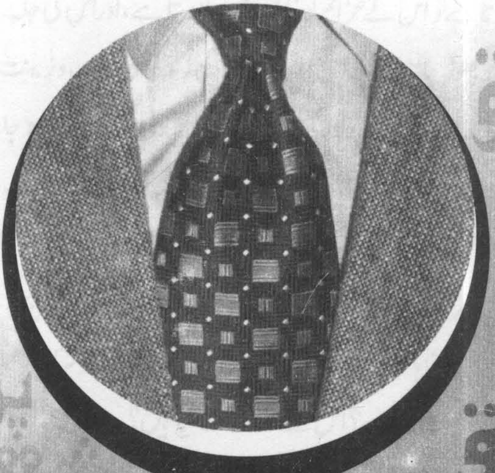

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ . أما بعد !

بیشک عیش پرستی و آسائش پسندی خطرناک بیماری اور مہلک مرض ہے۔ جب یہ مرض کسی امت میں گھر کر جاتا ہے تو اس کے عزائم کو خاک میں ملا دیتا ہے، اور اس کی جگہ سستی، کاہلی، کام چوری اور پسماندگی کو چھوڑ جاتا ہے اور اس امت کو دنیا کی زندگی کی زیب و زینت میں لگا دیتا ہے، اور دنیا ان کیلئے محبوب ہو جاتی ہے، اور عیش پرستی میں اگر کوئی شخص گرفتار ہو جائے تو یہ اس کی کمزوری کا اعلان اور بودے پن کی نشانی ہے، اور اس کی کاہل بننے اور معاملات کے اس ہاتھوں سے نکل جانے کی دلیل بن جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص دنیاوی لذتوں کو محنت و مشقت اور سنجیدگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اس مرض کی خطرناکی اور ضرر رسانی کی کثرت کے پیش نظر ہمارے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم اس زخم پر اپنا ہاتھ رکھیں اور اس کا علاج کرنے کی کوشش کریں۔

عیش پرستی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے نقصانات کیا ہیں؟

اور ہم اپنے ان معاشروں کا کیسے علاج کریں جن میں یہ بیماری جڑ پکڑ گئی ہے؟

اس کتاب میں ہم نے ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی ہے۔ میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی طرح بھی تعاون کیا۔ جس کی بدولت یہ کتاب خوبصورت شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اے اللہ! ہماری غلطیوں کی اصلاح کر دے، اور ہماری نیتوں اور اعمال کو درست کر دے، اور ہمیں خیر و ہدایت کی توفیق عطا فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محمد صالح المنجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسائش حیات کی تعریف

لغوی معنی: ......اس کے لیے عربی زبان میں "التُّرْفُ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کا عام فہم معنی ہے: "نعمتوں میں وسعت اور پر آسائش زندگی۔" کہا جاتا ہے: "أَتْرَفَ فُلَانٌ فَهُوَ مُتْرِفٌ" فلاں انسان عیش پرست ہے یعنی پر آسائش زندگی گزار رہا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (المؤمنون: ۳۳)

"اور ہم نے انہیں دنیاوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۶﴾ (هود: ۱۱٦)

"ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گناہ گار تھے۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ﴾ (الأنبياء: ۱۳)

"اور جہاں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وہی واپس لوٹو۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ﴾ (المؤمنون: ٦٤)

"ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا۔"

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّىۡۤ اَكۡرَمَنِ ﴿۱۵﴾﴾ (الفجر: ۱۵)

''انسان (کا یہ حال ہے) کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔''

اصطلاحی معنی: ......اصطلاح میں عیشی پرستی نعمتوں کے استعمال میں اعتدال کے حد سے تجاوز کر جانے اور عیاشی کے لیے زیادہ نعمتوں کے جمع کرنے کو کہتے ہیں۔

پس عیش پرست وہ لوگ ہیں جنہیں نعمتوں کی کثرت اور آسائشِ حیات نے سرکش بنا دیا ہو وہ مزید دنیاوی لذات ولہو ولعب کی تلاش میں ہوں اور وہ کھانے پینے اور رہائش و سواری میں آسائش کی انتہا تک پہنچنے میں اپنی کوشش صرف کرتے ہوں۔''

عیش پرستی کی مذمت قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر عیش پرستی کی مذمت کی ہے، وہ ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

ا۔عیش پرستی ظالموں اور کافروں کی صفت:

اللہ تعالیٰ کفار کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِيۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾﴾

(ھود: ۱۱۶)

''ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گنہگار تھے۔''

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بے شک گزری ہوئی ہر اُمت میں سے وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، اور وہ دنیاوی لذتوں کے پیچھے پڑ گئے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے تکبر کیا اور اکڑ گئے، اور اللہ کی راہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رو کنے لگے؛ کلام عرب میں یہی لوگ عیش پرست ہیں؛ جن پر انعام کیا گیا ہو، اور وہ لذتوں میں پلے بڑھے ہوں۔"

۲۔ عیش پرستی آخرت میں عذاب کا سبب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِۖ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝٥٩ ﴾ (مريم: ٥٩)

"پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔"

کعب الاحبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ کی قسم! میں اللہ کی کتاب میں منافقین کی یہ صفات پاتا ہوں:
شراب نوش، تارک نماز، گیٹ کھیلنے والے، فجر اور عشاء کی نمازوں سے سو جانے والے، کام پر جانے میں تاخیر کرنے والے، نماز جمعہ ترک کرنے والے۔"

پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِۖ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝٥٩ ﴾ (مريم: ٥٩)

"پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔"[1]

۳۔ دنیا میں ہلاکت کا سبب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِن قَرۡيَةٖ كَانَتۡ ظَالِمَةٗ وَأَنشَأۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا ءَاخَرِينَ ۝١١ فَلَمَّآ أَحَسُّواْ بَأۡسَنَآ إِذَا هُم مِّنۡهَا يَرۡكُضُونَ ۝١٢ لَا

[1] ابن ابی حاتم، الدر المنثور: ٥/٥٢٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿١٣﴾ (الأنبياء: ١١-١٣)

''اور کتنی ہی بستیاں ہم نے توڑ کر رکھ دیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد اور لوگ نئے پیدا کر دیے۔ تو جب انھوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا اچانک وہ ان (بستیوں) سے بھاگ رہے تھے۔ بھاگو نہیں اور ان (جگہوں) کی طرف واپس آؤ جن میں تمھیں خوش حالی دی گئی تھی اور اپنے گھروں کی طرف، تاکہ تم سے پوچھا جائے۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ﴾ ''یہ ان لوگوں سے ٹھٹھا کیا جا رہا ہے؛ گویا کہ ان سے کہا جا رہا ہو: ''اللہ کے عذاب کے نازل ہونے سے بھاگ دوڑ کر کے بچنے کی کوشش نہ کرو، اور ان نعمتوں اور سرور و معیشت اور پرتعیش رہائش گاہوں کی طرف پلٹ جاؤ۔'' [1]

۴۔ دوسروں کی ہلاکت کا سبب:

عیش پرستی کی اذیت دوسرے لوگوں کو بھی پہنچتی ہے۔ کئی قومیں اپنی عیش پرستی کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾﴾ (الإسراء: ١٦)

''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر وہ اس میں حکم نہیں مانتے تو اس پر بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے برباد کر دیتے ہیں، بری طرح برباد کرنا۔''

آپ لوگوں کی زندگیوں میں اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہوں گے کہ عیش پرستوں کا فساد صرف ان تک ہی محدود نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ اس کے مضر اثرات دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتے

[1] تفسیر ابن کثیر: ٥/٣٣٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ اپنے ہاتھوں میں موجود چیزوں کی نمود ونمائش کرتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ بھی ان کی تقلید کرنے لگ جائیں۔

۵۔ نیکی سے دوری کا سبب:

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو شدت کی گرمی جہاد کے لیے نہ نکل سکے، جو کہ سایہ دار اور ٹھنڈی جگہوں پر رہنے کے عادی ہو چکے تھے:

﴿ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ ﴾ (التوبۃ: ۸۱)

''وہ لوگ جو پیچھے چھوڑ دیے گئے وہ اللہ کے رسول کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوگئے اور انھوں نے ناپسند کیا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کریں اور انھوں نے کہا گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دے جہنم کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ سمجھتے ہوتے۔''

عیش پرست لوگوں پر گرمی اور مشقت میں راہ خدا میں نکلنا گراں گزرا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مختصر سی اور ختم ہو جانے والی دنیا کی راحت کو آخرت کی ابدی اور کامل راحت پر ترجیح دی اور اس گرمی سے ڈر گئے جس سے سایہ کے ذریعہ بچنا ممکن تھا، اور جس میں صبح وشام کے ٹھنڈے اوقات میں بھی چلا جا سکتا تھا۔ مگر اس شدت کی گرمی کا کوئی خیال نہ کیا جس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور اس میں آگ شعلے مارتے ہوئے بھڑک رہی ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ ﴾ (الفجر: ۱۵۔۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس لیکن انسان جب اس کا رب اسے آزمائے، پھر اسے عزت بخشے اور اسے نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور لیکن جب وہ اسے آزمائے، پھر اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔''

عیش پرست لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس پر فراخی رزق اور وسعت نعمت کا انعام کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے معزز و مکرم بنایا اس لیے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ اسے مختلف قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کرتے ہیں تو گریہ وزاری اور آہ و بکا کرنے لگ جاتا ہے اور یہ سب کچھ عیش پرستی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اگر ایسا انسان زاہد بن کر زندگی بسر کرتا تو ان مصائب اور پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتا اور ان پر راضی رہتا، بلکہ ان پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا۔

اگر ہم غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ صبر کرنا غنا پر صبر کرنے کی نسبت بہت آسان ہے۔

عیش پرستی کی مذمت احادیث نبوی میں

بہت ساری احادیث نبویہ میں عیش پرستی کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ یہ سب عیش پرستی سے ڈرانے کے لیے ہے تاکہ دل کا تعلق اس دنیا، دنیا کی لذتوں اور ختم ہونے والی نعمتوں ہی میں نہ کھو جائے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی منبر کے اردگرد بیٹھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم لوگوں کے متعلق دنیا کی زیب و زینت سے ڈرتا ہوں کہ اس کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔''[1]

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''دنیا میٹھی سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنہ میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقة علی الیتامیٰ: ۱٤٦٥۔ صحیح مسلم: ۱۰۵۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتلا ہونے) سے بچو۔''❶

سیّدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی فضالہ بن عبید سے ملنے کے لیے گئے، وہ اس وقت مصر میں مقیم تھے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو کہا: ''میں تمہارے پاس زیارت کے لیے نہیں آیا، لیکن میں اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ میں اس امید پر آپ کے پاس آیا ہوں کہ شاید آپ کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم ہو۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایسے ایسے حدیث ہے۔ تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو پراگندہ [غبار آلود] حالت میں دیکھتا ہوں، حالانکہ آپ اس علاقہ کے امیر [گورنر] ہیں؟ تو جواب میں فرمایا:

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بکثرت زیب وزینت اختیار کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔''

پھر پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو ننگے پاؤں دیکھ رہا ہوں؟

فرمایا: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم کبھی کبھار ننگے پاؤں چلا کریں۔''❷

ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کبھی کبھار ننگے پاؤں چلنے کا حکم دیا کرتے تھے تاکہ ان کے پاؤں سخت ہو جائیں، اور مختلف قسم کی جگہوں پر چلنے کے عادی ہو جائیں؟

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے اللہ! آلِ محمد کا رزق ان کے لیے بقدر کفایت کر دے۔'' ❸

یعنی صرف اتنی روزی دے کہ وہ کسی سے مانگنے کے محتاج نہ رہیں، اور نہ ہی اس میں اتنی زیادتی ہو جس کی وجہ سے عیش وعشرت میں مبتلا ہو جائیں۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب أکثر أهل الجنة.

❷ ابو داؤد کتاب الترجل، باب النهي عن کثیر من الارفاء: ٤١٦٠؛ صححه الألباني رحمه الله.

❸ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰة، باب في الکفاف والقناعة: ١٠٥٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیش پرستو! خوش نہ ہونا

ا۔نعمتیں امتحان وآزمائش:

اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا ہے کہ اس دنیا میں بندوں پر نعمتوں کی وسعت امتحان اور آزمائش ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ جس شخص پر نعمتوں کی کثرت ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہے، اوراس سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ بہت سارے عیش وعشرت کے دلدادہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ان پر ان نعمتوں کی کثرت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عیش پرست پر کیسے راضی ہوسکتا ہے جو اس کی نعمتوں کو بطورِ ناراضی اور تکبر استعمال کرتا ہے؟ ان سے پہلے کفار بھی ایسا ہی گمان کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے مال واولاد کی کثرت دیکھی تو کہنے لگے:

﴿وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝۳۵﴾

(سبا : ۳۵)

”اور کہنے لگے کہ ہم مال اور اولاد زیادہ رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب ہونے والا نہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے انھیں خبر دی کہ ان کا یہ اعتقاد درست نہیں، سو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ٛ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷﴾ (سبا : ۳۷)

”اور نہ تمھارے مال ایسے ہیں اور نہ تمھاری اولاد جو تمھیں ہمارے ہاں قرب میں نزدیک کردیں، مگر جو شخص ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا بدلہ ہے، اس کے عوض جو انھوں نے عمل کیا اور وہ بالا خانوں میں بے خوف ہوں گے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝١١ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝١٢
وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝١٣ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝١٤ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝١٥
كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝١٦ ﴾ (المدثر: ١١ تا ١٦)

''چھوڑ مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔اور میں نے اسے لمبا چوڑا مال عطا کیا۔اور حاضر رہنے والے بیٹے (عطا کیے)۔اور میں نے اس کے لیے سامان تیار کیا، ہر طرح تیار کرنا۔پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔ ہرگز نہیں! یقیناً وہ ہماری آیات کا سخت مخالف رہا ہے۔''

یعنی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ ہم آخرت میں بھی اسے زیادہ بیٹے اور مال دیں گے، ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان عیش پرست عقل کے مسکین لوگوں کے لیے یہ بات پہلے سے بیان کر دی ہے کہ ان پر یہ انعامات محض ایک ڈھیل ہیں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝٥٥ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي
الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝٥٦ ﴾ (المؤمنون: ٥٥۔٥٦)

''کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم مال اور بیٹوں میں سے جن چیزوں کے ساتھ ان کی مدد کر رہے ہیں۔ہم انھیں بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں، بلکہ وہ نہیں سمجھتے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ
بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٨٥ ﴾ (التوبة: ٨٥)

''اور تجھے ان کے اموال اور ان کی اولاد بھلے معلوم نہ ہوں، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ انھیں ان کے ذریعے دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ ﴾

(التوبة : ٥٥)

''سو تجھے نہ ان کے اموال بھلے معلوم ہوں اور نہ ان کی اولاد، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ انھیں ان کے ذریعے دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾

(آل عمران : ١٧٨)

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ہرگز گمان نہ کریں کہ بے شک جو مہلت ہم انھیں دے رہے ہیں وہ ان کی جانوں کے لیے بہتر ہے، ہم تو انھیں صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (القلم : ٤٤)

''پس چھوڑ مجھے اور اس کو جو اس بات کو جھٹلاتا ہے، ہم ضرور انھیں آہستہ آہستہ (ہلاکت کی طرف) اس طرح سے لے جائیں گے کہ وہ نہیں جانیں گے۔''

۲۔ دنیاوی نعمتوں سے آخرت کی نعمتوں کا زوال:

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے جن کی نیکیوں کا بدلہ انھیں دنیا کی زندگی میں ہی مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰﴾ (الاحقاف : ۲۰)

''اور جس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، آگ پر پیش کیے جائیں گے، تم اپنی نیکیاں اپنی دنیا کی زندگی میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے، سو آج تمھیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا، اس لیے کہ تم زمین میں کسی حق کے بغیر تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔''

ابو مجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کچھ لوگ [روزِ قیامت] ایسے بھی ہوں گے جو دنیا کی زندگی میں کی گئی نیکیاں مفقود پائیں گے، ان سے کہا جائے گا: تم دنیا کی زندگی میں اپنے مزے اڑا چکے اور اس سے فائدہ لے چکے۔''

یعنی حساب کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا؛ وہ اپنی نیکیوں کے بارے میں پوچھیں گے، جو نیکیاں انہوں نے کی تھیں، مگر آج ان کا اجر نظر نہیں آ رہا ہوگا؛ تو انھیں خبر دی جائے گی کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں مختلف قسم کی نعمتوں سے مزے اڑانے میں اپنی ساری نیکیاں ختم کردی ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ اس دنیا میں نعمتوں کا بہت کم استعمال کرتے تھے۔ تاکہ وہ ان نعمتوں کو آخرت کی زندگی کے لیے ذخیرہ کرکے رکھ سکیں۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''مجھے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا، میں نے ہاتھ میں گوشت لٹکایا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا: یہ گوشت ہے جو میں نے ایک درہم میں اپنی بیویوں کے لیے خریدا ہے، انھیں اس کا بہت شوق ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی انسان جب بھی کسی چیز کا شوق رکھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے پھر اسے کر گزرتا ہے؟ تو کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے پیٹ کو اپنے چچا زاد اور پڑوسی کے لیے سمیٹ لے۔ تم اس آیت سے کتنے دور ہو گئے ہو؟

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا﴾

''تم دنیا کی زندگی میں اپنی پاکیزہ چیزوں کے مزے اڑا چکے۔''

[سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ] کہتے ہیں:

''میں جب واپس پلٹا تو میں کہہ رہا تھا کہ اے کاش! ان سے اچانک سامنا ہی نہ ہوا ہوتا۔'' (1)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر میں چاہتا تم میں سب سے زیادہ اچھا کھانا کھانے والا، اور سب سے زیادہ نرم لباس پہننے والا ہوتا؛ مگر میں اپنی نیکیوں کو آخرت کے لیے باقی رکھتا ہوں۔'' (2)

حفص بن ابی العاص رحمہ اللہ اکثر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ مگر جب کھانا ان کے سامنے لایا جاتا تو اس کے کھانے سے اجتناب کرتے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ آپ ہمارے ہاں کھانا نہیں کھاتے؟''

تو انہوں نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! میرے گھر والے میرے لیے کھانا تیار کرتے ہیں، وہ اس سے نرم ہوتا ہے؛ اس لیے میں گھر کے کھانے کو آپ کے کھانے پر ترجیح دیتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''تیری ماں تجھے گم پائے! کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اگر میں چاہتا تو ایک موٹی تازہ بھیڑ کا حکم دیتا، اس کے بال اتارے جاتے، پھر میں آٹا گوندھنے کا حکم دیتا جس کی نرم اور گرم روٹیاں بنائی جاتیں، اور ان کے ساتھ بہترین قسم کا گوشت وشوربہ ہوتا، پھر میں حکم دیتا اڑھائی کلو کشمش کو گھی میں ملا کر ہمارے سامنے ایسے رکھا جاتا جیسے ہرن کا خون؛ [مگر میں ایسا نہیں کرتا] حفص نے کہا: میں جانتا ہوں آپ کو نرم کھانے کا پتہ ہے۔ تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(1) أخرجه عبد بن حميد كما في الدر المنثور: ٧/٤٤٧. (2) تفسير الطبرى: ٢٢/١٢٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہاری ماں تمہیں گم پائے ! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ! اگر روزِ قیامت میں اپنی نیکیوں کے کم ہونے کو بُرا نہ سمجھتا تو میں تمہارے ساتھ ان نرم کھانوں میں تمہارا شریک ہوتا۔'' ❶

ام المؤمنین سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے امیر المؤمنین ! اگر آپ اپنی اس قمیض سے نرم قمیض پہن لیتے تو اس میں کیا حرج تھا؟ اور اگر اپنے اس کھانے سے تھوڑا اچھا کھانا کھالیتے تو کیا فرق پڑتا؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر روئے زمین فتح کی ہے، اور آپ کے رزق میں وسعت دی ہے۔

آپ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ اپنی طرف سے دفاع کروں گا۔ کیا تم جانتی نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کتنی تنگی میں گزری ہے؟ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کچھ واقعات یاد دلائے یہاں تک کہ انھیں رلا دیا۔ پھر فرمایا: میں نے تم سے کہا ہے: میرے دو دوست تھے، ایک راہ پر چلتے تھے۔ اگر میں ان دونوں کی راہ چھوڑ کر چلنا چاہوں تو چل سکتا ہوں، مگر اللہ کی قسم ! میں زندگی میں ضرور بالضرور ان کے ساتھ شرکت کروں گا؛ شاید کہ میں ان جیسی زندگی گزار سکوں۔'' ❷

یہاں پر دوستوں سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو ان کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''یہ کھانا ہمارے لیے ہے تو فقراء مسلمانوں کے لیے کیا ہے؟ جو جَو کی روٹی سے بھی اپنا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کے لیے جنت ہے۔ اس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا:

''اگر ہمارے نصیب میں دنیا کے ساز و سامان اور عیش و عشرت ہو اور وہ جنت کو پالیں تو یقیناً وہ ہم سے بہت زیادہ دور آگے نکل گئے۔'' ❸

---

❶ أخرجه ابن سعد و عبد بن حمید كما في الدر المنثور: ٤٤٧/٧. ❷ رواه ابن ابی شيبه: ٣٤٤٣٤.
❸ تفسیر الطبری: ١٢٠/٢٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی نیکیاں کم ہوتے جارہی ہیں، اور انسان کو چاہیے کہ جتنا ممکن ہوسکے اپنی نیکیوں کو باقی رکھے، اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. ''نہیں ہے نیکی کرنے کی قوت اور نہ برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔'' ❶

۳۔ قیامت کے دن نعمتوں پر جوابدہی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں خبر دی ہے کہ دنیا کی جن نعمتوں میں انسان گزر کر رہا ہے، ان کے بارے میں روزِ قیامت ضرور پوچھا جائے گا کہ کیا ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں، ارشادِ ربانی ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ⑧﴾ (التکاثر: ۸)

''پھر عنقریب تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔''

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا کی لذتوں میں سے ہر ایک لذت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' ❷

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہاں تک کہ شہد کے ایک گھونٹ کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔'' ❸

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نعمتوں میں دوپہر اور رات کا کھانا بھی شامل ہے۔'' ❹

ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نعمتوں میں سے شہد کھانا بھی ہے، اور صاف گھی کے ساتھ روٹی کھانا بھی۔'' ❺

---

❶ تفسیر الطبری: ۱۲۰/۲۲.
❷ تفسیر ابن کثیر: ۴۷۷/۸۔
❸ تفسیر ابن کثیر: ۴۷۷/۸۔
❹ تفسیر ابن کثیر: ۴۷۷/۸۔
❺ تفسیر ابن کثیر: ۴۷۷/۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

''تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ابن آدم سے قیامت والے دن سوال نہیں کیا جائے گا۔ان کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں ان کے بارے میں سوال بھی ہوگا ،اوران کا حساب بھی ،مگر جس کو اللہ چاہے[حساب سے معاف کردے]۔وہ کپڑا جس سے اپنی شرمگاہ چھپالے۔روٹی کا وہ ٹکڑا جس سے اپنی کمر سیدھی کرلے،اور وہ گھر جس کا سایہ حاصل کرسکے۔''❶

لیجیے! یہ اسلامی سلطنت کے تین عظیم المرتبت انسانوں کا قصہ ہے۔جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ ان کے دو دوست اور وزیر سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما۔سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تو سامنے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو پایا۔آپ نے پوچھا: اس وقت تمہیں کس چیز نے گھر سے نکالا ہے؟ کہنے لگے: یارسول اللہ! بھوک نے ۔آپ ﷺ نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے نکالا ہے جس نے تم دونوں کو گھر سے نکالا ہے۔کھڑے ہوجاؤ۔'' وہ دونوں رسول اللہ ﷺ ساتھ اٹھ کر کھڑے ہوگئے ؛ایک انصاری آیا اورانھیں اپنے ساتھ لے گیا۔وہ کھجور کا ایک خوشہ لایا جس میں کچی اور پکی کھجوریں تھیں،اورعرض گزار ہوا: اس سے تناول فرمایئے اور خود چلا گیا ، پھرایک میمنہ[بکری کا بچہ] ذبح کیا اوران کے لیے گوشت بھون لایا۔ جب انہوں نے گوشت بھی کھایا اور کھجوریں بھی اور سیراب ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر وسیّدنا عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزِ قیامت تم سے ضرور بالضرور ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا ،تمہیں گھر سے بھوک نے نکالا ،اور پھر اس وقت تک گھر نہیں پلٹے جب تک کہ تمہیں یہ نعمتیں نہیں مل گئیں۔''❷

اگر اس امت کے سب سے بڑے تین افراد کا یہ حال ہے کہ ان سے بھی ان نعمتوں

❶ تفسیر الطبری: ۸/۴۷۷. ❷ مسلم ، کتاب الاشربة ، باب جواز استیاعه: ۲۰۳۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق سوال ہوگا جو کہ انھیں بہت سخت بھوک کے بعد ایک ہی بار حاصل ہوگئیں۔ تو پھر ہم لوگوں کا کیا حال ہوگا جو روزانہ تین وقت اعلیٰ قسم کے مرغن اور پر تعیش قسم کے کھانے کھاتے ہیں۔

کیا عیش پرستی و تونگری لازم وملزوم ہیں؟

عیش پرستی کی بنیاد و اساس اکثر و بیشتر تونگری پر قائم ہوتی ہے۔ مگر تونگری کے لیے عیش پرستی لازم نہیں ۔ کتنے ہی غنی اور مال دار لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ بخیلوں جیسی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے اہل خانہ فقر و حاجت میں مبتلا رہتے ہیں۔ کتنے ہی فقیر ایسے ہوتے ہیں کہ نعمتوں ، ملذات اور شہوات کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوششیں کرتے ہیں ، حتی کہ وہ انہی کوششوں میں مقروض بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ زہد کے لیے فقیر ہونا لازمی نہیں ہے اور کتنے ہی غنی ایسے گزرے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال وجاہ اور ہر قسم کی نعمت سے نوازا تھا مگر انہوں نے زاہد بن کر زندگی بسر کی۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان اپنے مال وتجارت اور مملوکات کو چھوڑ دے تاکہ وہ عیش پرستی سے دور ہو جائے بلکہ ایسا بالکل ممکن ہے کہ انسان ان تمام چیزوں کی حفاظت کرتے ہوئے عیش پرستی سے بھی دور رہے ، اور عرف کے مطابق اپنے نفس پر اور اپنے اہل خانہ پر خرچ بھی کرے ، اور اللہ کی راہ میں فقراء ، مساکین پر صدقہ و خیرات بھی کرے اور اس کے پاس اتنا مال باقی رہ جائے جس سے اس کے امور حیات اور تجارت چلتے رہیں۔

نبی کریم ﷺ کو جب صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں خبر ہوئی کہ وہ زہد یا عبادت میں حدِ مشروع سے تجاوز کرنا چاہتے ہیں ؛ تو آپ ﷺ اس پر ناراض ہوئے ، آپ کے صحابہ میں سے ایک نے کہا : میں ساری رات نماز پڑھا کروں گا ؛ اور دوسرے نے کہا : میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا : میں عورتوں سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گا اور ان سے دور رہوں گا ؛ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''اللہ کی قسم ! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا خوف رکھنے والا ہوں ، حالانکہ میں نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں روزہ بھی رکھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں یعنی میرے طریقے پر نہیں۔"❶

پس اہل خانہ اور اولاد سے اعراض کرنا[منہ موڑنا]؛ ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب ہوں اور نہ ہی یہ انبیاء کرام کا طریقہ کار ہے۔❷

زہد کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا دل دنیاوی امور میں سے کسی چیز کے ساتھ ہی نہ لگ کر رہ جائے۔ نہ ہی وہ مال کے ساتھ لگے، نہ ہی مقام و مرتبہ کے ساتھ اور نہ ہی منصب کے ساتھ، نہ ہی حکومت کے ساتھ۔"

زمانۂ حال اور عیش پرستی

زمانۂ حال کی ہماری اس زندگی میں عیش پرستی کی کئی ایک صورتیں پائی جاتی ہیں، ان میں سے چند ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

ا۔ زلفوں کا بناؤ سنگار:

یعنی ہر وقت بالوں کو خوبصورت بنانا، کنگھی کرتے رہنا، انھیں سنوارنا، اور ان کے لیے مختلف قسم کی کریمیں خریدنا تاکہ بالوں کی اچھی صورت میں پیش کیا جائے۔

بالوں کے بارے میں بھی اسلام کی تعلیمات اعتدال پر مبنی ہیں۔ جن لوگوں کے بال ہوں، انھیں بالوں کا اکرام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر دن کنگھی کرنے اور بنانے سنوارنے سے منع کیا ہے، مگر ایک دن چھوڑ کر ایک دن ایسا کرنا چاہیے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے بال ہوں، اسے چاہیے ان کا احترام کرے یعنی انھیں بنا سنوار کر رکھے۔"❸

جب کہ سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ٥٠٦٣۔ و صحیح مسلم: ١٤٠١.

❷ الزهد والورع والعبادة: ٧٣-٧٤.

❸ ابو داؤد، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر: ٤١٦٣؛ صححه الألبانی رحمه الله.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر کبھی کبھی۔" (یعنی ایک دن کے بعد ایک دن) "❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان دونوں حدیثوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"حق بات تو یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان کسی طرح بھی کوئی ٹکراؤ یا تعارض نہیں۔ اس لیے کہ انسان کو اس کے بالوں کا اکرام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی بناؤ سنگھار اور نعمت گزاری میں زیادتی سے منع کیا ہے، انسان بالوں کا اکرام کرے، مگر انھیں نعمتوں کی بے قدری، عیش پرستی یا نعمت کے غلط استعمال کا ذریعہ نہ بنائے، بلکہ ایک دن کے بعد ایک دن کنگھی کرے۔" ❷

۲۔ تزئین اور نظافت میں مبالغہ:

کوئی انسان بہت زیادہ دیر حمام یا غسل خانے میں لگاتا ہے، اور بعض لوگ تو غسل خانوں کے لیے انواع و اقسام کی عطرات، خوشبوئیں اور قسم قسم کے صابن اور اس طرح کی دیگر جدید عیش پرستی کی ایسی چیزیں استعمال کرتے ہیں، جو ہمارے اس زمانے سے پہلے نہیں تھیں۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اسلام نے خوبصورتی اور صفائی کا خیال رکھنے کی تعلیمات دی ہیں بلکہ اس کا حکم دیا ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ﴾ (الأعراف: ۳۱)

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت پر اپنا لباس پہن لیا کرو۔"

مگر یہ حکم حد سے زیادہ تجاوز نہ کرنے اور زیادہ عیاشی نہ کرنے سے جڑا ہوا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"زینت اور نظافت کا اختیار کرنا اس وقت تک مباح ہے جب تک کہ اس میں نہ ہی نعمتوں میں اسراف [حد سے تجاوز] اور متکبر لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔" ❸

---

❶ ابو داؤد، کتاب الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه: ۴۱۵۹؛ صححه الألباني رحمه الله.

❷ حاشية ابن قيم على سنن أبي داؤد: ۱۱/۱۴۷۔ ❸ التمهيد لابن عبد البر: ۵/۱۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عیاشی نہیں ہے کہ انسان نہائے دھوئے، پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرے۔ پسینہ وغیرہ کے اثرات ختم کرنے کے لیے اچھا صابن یا دیگر کوئی چیز استعمال کرے، تاکہ صفائی دیر تک باقی رہے اور وہ پسینہ کی اس بو سے دوسروں کو تکلیف نہ دے۔ نہ ہی مسجد میں اور نہ ہی دوسری جگہوں پر۔ مگر عیاشی یہ ہے کہ انسان ان چیزوں میں مبالغہ کرے، ان امور پر بہت سارا مال خرچ کرے اور ان چیزوں کے پیچھے پڑ کر اپنا بہت سارا قیمتی وقت ضائع کر دے۔

۳۔ لباس کی خریداری میں مبالغہ:

آج سے کچھ عرصہ ہی پہلے کی بات ہے کہ کسی انسان کے پاس پہننے کے لیے صرف ایک ہی جوڑا کپڑوں کا ہوا کرتا تھا اور جب وہ اسے دھونا چاہتا یا صاف کرنا چاہتا تو اس کی مجبوری ہوا کرتی تھی کہ وہ گھر میں باقی رہے یہاں تک کہ اس کے گھر والے اس کپڑے کو صاف کر کے خشک کر لیں جب تک وہ کپڑے بھیگے رہتے وہ لوگوں کی مجلس میں نہیں نکل سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنا انعام کیا، ایک ایک شخص کے پاس کپڑوں کے کئی جوڑے ہیں۔ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے جب تک کہ یہ حدود کے اندر عرف کے مطابق ہوں۔

لیکن بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ مخصوص و معروف کمپنیوں کے تیار کردہ لباس ہی پہنتے ہیں جو ان کے آرڈر پر تیار کیے گئے ہوتے ہیں تاکہ وہ باقی لوگوں سے جدا اور منفرد شخصیت نظر آئے۔ اگر یہی چیز عیش پرستی نہیں ہے تو پھر عیش پرستی کیا ہے؟

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ایسے اچھے کپڑے پہنیں جو ہم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مظہر ہوں مگر یہ چیز میانہ روی اور اقتصاد کی حدود کے اندر ہے۔

سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔''

اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔'' ❶

علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سلف صالحین رحمہم اللہ درمیانہ قسم کا لباس پہنا کرتے تھے جو نہ ہی بہت زیادہ اعلیٰ قسم ہوتا، اور نہ ہی بہت زیادہ ہلکی قسم کا ہوتا، اوران میں سے اچھی قسم کا لباس جمعہ کے دن اور دوست و احباب سے ملاقات کے لیے چن لیا کرتے تھے۔ان کے ہاں اچھے لباس کا انتخاب برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جب کہ وہ لباس جو کہ صاحبِ لباس کی عزت و تکریم کو کم کر دیتا لیکن وہ اسے زہد یا فقیری کے اظہار کو متضمن سمجھتا۔ گویا کہ وہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ پر شکوہ کر رہا ہے۔جس سے پہننے والے کو بھی حقیر سمجھا جاتا؛ یہ تمام چیزیں سلف کے ہاں مکروہ سمجھی جاتی تھیں۔''

پس بہترین امور وہ ہیں جو کہ اعتدال (میانہ روی) پر مبنی ہوں۔

۴۔کھانے پینے میں غلو:

عیش پرست لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کھانے پینے میں غلو کرتے ہیں۔ وہ صرف وہی کھانا کھاتے ہیں اور وہی چیزیں پیتے ہیں جن کی قیمتیں گراں قدر ہوں۔وہ نفیس ترین اور فاخر ترین چیزوں پر ہی راضی ہوتے۔

ایسے لوگ ایک وقت میں ایک یا دو قسم کے کھانے پر راضی نہیں ہوتے؛ بلکہ ان کے ہاں ضروری ہوتا ہے کہ ایک وقت کا دستر خوان مختلف قسم کے کئی ایک کھانوں سے بھرا ہوا اور اگر ان کے سامنے صرف ایک ہی قسم کا کھانا رکھ دیا جائے تو وہ اس کے کھانے سے ہچکچاتے ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

''بقدر کفایت سے زیادہ بڑھ کر کھانا ناجائز ہے کیونکہ یہ عیش پرستی کا راستہ ہے۔'' ❷

ا۔ٹھنڈے کھانے کو پھینک دینا:

بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جو وہی کھانا کھاتے ہیں جو تازہ ہو۔اگر ایسا کھانا جو بھی

❶ مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم البكر و بيان: ٩١.
❷ تفسير القرطبي: ١١/ ٦٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریزر میں لگا ہو، تو اس کا لقمہ ان کے لیے منہ میں رکھنا ممکن نہیں۔ بلکہ ایسے کھانے کو کچرے میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اس چیز سے ارفع سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے کھانے کو گرم کرکے کھائیں اگرچہ اس کا ذائقہ، رنگ اور بو بھی ٹھیک ہو مگر ایسا صرف عیش پرستی کے لیے کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان کبھی کبھار اپنے لیے اچھے قسم کے کھانے تیار کرلے، یا ایسے نفیس کھانے خریدے جن کی قیمت اعلی ہو، مگر ایسا کبھی کبھی ہونا چاہیے۔ اگر یہ بات کسی کی خصلت اور عادت بن جائے تو یہی چیز مذموم ہے، اور یہ ایسا طریقہ کار ہے جس کو نہ ہی شریعت مانتی ہے اور نہ ہی عقل۔

۲۔ فاخرانہ برتنوں میں ہی کھانا کھانا:

کھانا کھانے کے لیے انتہائی فاخرانہ اور بیش قیمت برتنوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ امیر گھرانے کے لوگوں کو دیکھیں گے جو کہ صرف ٹریڈ مارک رکھنے والی کمپنیوں کے برتنوں میں ہی کھاتے ہیں۔ ان کے پکانے کے لیے بھی وہ برتن استعمال کرتے ہیں جو کہ بڑی کمپنیوں کے تیار کردہ ہوتے ہیں، وہ کسی درمیانے درجہ کے کارخانہ کے تیار کردہ دیگچے، گلاس اور پلیٹیں استعمال کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے۔

۳۔ کھانے کے لیے مہنگے ترین ہوٹل کا انتخاب:

بڑے بڑے بلند و بالا اور عالمی شہرت رکھنے والے ہوٹلوں کے چکر لگائے جاتے ہیں۔ بس اس ہوٹل اور کسی دوسرے ہوٹل کے کھانے میں فرق صرف ہوٹل کے نام اور اس کی اعلیٰ ڈیکوریشن کا ہوتا ہے، باقی نہیں۔

۴۔ کھانے کے ساتھ سوڈا واٹر کو لازم سمجھنا:

یہ بھی عیش پرستی ہے کہ کھانے پینے میں کثرت کے ساتھ سوڈا واٹر اور مختلف انواع کے مشروبات کا استعمال ہو۔ جنہیں اب کھانے کے ساتھ ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ اب ہر شخص کھانے کے ساتھ یا کھانے کے بعد سوڈا واٹر پینا ضروری سمجھتا ہے۔

یہ کیسے نہ ہو؟ لوگوں کو اس چیز کی انتہائی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ جو کچھ انہوں نے کھایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اسے ہضم بھی کیا جائے۔ جب کہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو بدہضمی میں مبتلا کیا اور اپنے پیٹ کو مختلف انواع کے کھانوں اور میٹھے سے بھر لیا۔ اب انھیں ایسی چیز کی ضرورت پڑی ہے جو کہ کھانا ہضم کرنے میں ان کی مددگار ثابت ہو۔

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک آدمی نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں آپ کے لیے ''جوارش'' تیار کردوں؟ آپ نے پوچھا: جوارش کیا ہوتا ہے؟ کہنے لگا: ایک ایسی چیز ہے جب آپ کو کھانا تنگ کرے تو اس کے ہضم کرنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں نے تو چار ماہ سے پیٹ بھر کر کھانا ہی نہیں کھایا اور ایسا نہیں ہے کہ مجھے کھانا نہیں ملتا بلکہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ وقت گزارا ہے جو کہ ایک وقت سیر ہو کر کھاتے ہیں تو ایک وقت بھوکے رہتے ہیں۔'' [1]

۵۔ شادی کی محفلیں اور تقریبات:

اسلامی ملکوں میں عمومی طور پر سہاگ رات یا ولیمہ کی رات فضول خرچی، اسراف اور عیاشی کرنا ایک ضرب المثل بن گیا ہے۔ ہر شخص منفرد چیز پیش کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے، اور اس کام کے لیے میدان سجتے ہیں۔ اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ شادی ہالوں کی قیمتیں خیالی حد کو پہنچنے لگی ہیں۔ صرف دلہن کا سہاگ رات کا لباس ہی ایک مستقل حکایت بن چکی ہے۔ سہاگ رات کے لباس کی قیمتیں بھی انسانی خیالات سے آگے بڑھ چکی ہیں۔ دولہا کے لیے اس آگ میں جلنا لازم ہو چکا ہے، اس لیے کہ لڑکی اور اس کے اہل خانہ عالیشان قسم کے لباس اور فاخرانہ طرز سے کم کپڑے پر راضی ہی نہیں ہوتے اور پھر اس کے لیے بھی عالمی ٹریڈ مارک کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

شادی کی محفلوں میں فضول خرچی کا نقصان صرف مال کے ضائع ہونے اور لوگوں میں حسد و بغض کے پھیلنے تک ہی محدود نہیں ہوتا، بلکہ اس کا نقصان دوسرے نوجوانوں تک سرایت

---

[1] الزهد لامام احمد: ۱۸۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جاتا ہے کہ بعض لوگ جب اتنے اخراجات دیکھتے ہیں جن کے وہ متحمل نہیں ہو سکتے تو وہ شادی کرنے سے ہی مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب ایسے نوجوان آگ کی دو بھٹیوں میں سے ایک میں جلتے رہتے ہیں۔ یا تو کنوارے پن کی بھٹی یا پھر اس قرض کی بھٹی جس کا سبب یہ شادی ہوتی ہے۔

۶۔ موبائل اور دیگر اشیاء:

عیش پرستی کی صورتوں میں سے ایک صورت لوگوں کے دلوں پر غالب آ چکی ہے، وہ نئے نئے موبائل فون کی ایجاد اور ان کے لیے رنگ برنگے غلاف اور دیگر لوازمات ہیں۔ اب تو گولڈن نمبر کی فروخت کے لیے بولیاں لگتی ہیں جن میں بعض نمبرز خیالی حد تک بلند قیمتوں میں فروخت ہوتے ہیں۔

۷۔ گاڑیاں، ان کے نمبرز اور زیب وزینت:

ہمارے معاشروں میں عیاش پرستی کے پھیلتی ہوئی صورتوں میں سے ایک نئے نئے ماڈل کی گاڑیوں کا التزام بھی ہے۔ سالانہ بنیاد پر نئی گاڑیاں خریدی جاتی ہیں اور پھر ان کے لیے گولڈن نمبرز حاصل کرنے کے لیے بڑی بڑی رقوم خرچ کی جاتی ہیں۔ خلیجی ممالک میں سے ایک ملک میں گاڑی کے خصوصی نمبر کے لیے بولی لگائی گئی، جس میں کئی ملین صرف نمبروں کے حصول پر خرچ کیے گئے۔

۸۔ رہائش گاہیں اور ان کی آرائش:

کئی خاندان ایسے بھی ہیں جو اپنے گھر کا سازوسامان مسلسل سلسلہ وار شکل میں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ بعض گھرانے تو ہر چھ ماہ کے بعد گھر کے جملہ لوازمات کو تبدیل کر دیتے ہیں اور بعض گھرانے سال بعد اور بعض تین یا پانچ سال بعد۔ یعنی جس طرح کی استطاعت ہو۔

گھروں کی سجاوٹ میں طرح طرح کی فن کاریاں، اور انھیں مختلف قسم کے عیاشی کے سامان سے بھر دینے کے متعلق جتنا بھی کہا جائے کم ہے۔

رنگ برنگ مختلف قسم کے سامانِ زیب وزینت ملک بھر اور باہر سے طلب کیے جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اور اس فن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں؛ جنہیں اس ڈیکوریشن کے عوض کے طور پر بھاری رقوم ادا کی جاتی ہیں۔ اب تو واش روم بھی اس قدر زیب و زینت سے تیار کیے جاتے ہیں گویا کہ وہ اعلیٰ قسم کی بیٹھک ہوں۔ جنہیں رنگ برنگی خوشبوؤں؛ اعلی سنگ مرمر، اور بہترین قسم کے شیشوں سے سجایا جاتا ہے۔

۹۔ نوکر چاکر اور خدمت گار:

اب یہ معاملہ یہاں تک نہیں رہا کہ گھر میں ایک آدھ نوکرانی ہو جو کہ گھر کے امور نبھانے میں گھر والوں کی مدد کرے۔ اب تو معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ایک گھر میں کئی کئی نوکرانیاں ہیں جو اپنے اپنے کاموں کی ماہر جانی جاتی ہیں۔ اگر ایک صفائی کے کام کی ماہر ہے تو دوسری کھانا پکانے کی اور تیسری بچوں کی نگہداشت و پرورش کی۔ ایسے ہی نوکروں میں ایک مالی ہے، جو باغیچہ میں درختوں کی دیکھ بھال کا ماہر ہے تو ایک چوکیدار؛ اور ساتھ ہی ڈرائیور؛ اور ایسے بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ گھر کے ہر فرد کے لیے الگ الگ ڈرائیور ہو۔ بعض گھرانے تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہاں پر نوکروں اور نوکرانیوں کی تعداد گھر کے افراد سے زیادہ ہوتی ہے۔

۱۰۔ کھیل کود وتفریح میں مبالغہ:

تفریح اور پکنک کے لیے ایسے ہوٹلز اور شہر آباد کیے گئے ہیں جن کی تعمیر و تیاری پر اربوں خرچ کیے گئے ہیں۔ پھر عوام الناس یہاں پر تشریف لاتے ہیں تا کہ اپنے تفریحی پروگرام سے استفادہ کر سکیں۔ دوسری طرف کھیل اور کھانے کے پوائنٹ ہیں۔ کیا آپ اس کے بارے میں تصور کر سکتے ہیں کہ یہاں پر آنے والے لوگ کس قدر بڑی رقوم ان خدمات کے عوض پیش کرتے ہیں۔

۱۱۔ معروف شخصیات (اداکار اور کھلاڑی) کے مال ومتاع کی خریداری:

- ❀ ام کلثوم (مصری اداکارہ) کا رومال پانچ ملین (پچاس لاکھ) ڈالر میں فروخت ہوا۔
- ❀ نجیب محفوظ کا وہ قلم جس سے اس نے الحاد [کفریہ کلام] لکھا تھا، چھ ہزار ڈالر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت ہوا۔

❀ لیڈی ڈیانا کے کپڑوں کے متعلق یہ فیصلہ ہوا کہ انھیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جائے ہر ٹکڑا دو ملی میٹر کا ہو، اور ہر ٹکڑا پچیس ڈالر کے عوض فروخت کیا جائے۔ یہاں تک کہ ایک جوڑے کی قیمت سوملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ یہ تجارت تو عیش پرست لوگوں کے لیے بہت ہی مفید اور نفع بخش ہے۔

ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی عیش پرستی کے یہ چند ایک نمونے اور شکلیں تھیں۔ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ جس کا خیال رکھنا اور وقت کے ختم ہو جانے سے پہلے اپنی اصلاح کرنا لازم ہے۔

عیش پرستی کے اسباب

عیش پرستی کے اسباب بہت سے ہیں، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

ا۔ لمبی امیدیں اور موت کو بھلا دینا:

عیاشی کے اسباب میں اہم سبب موت کو بھلا کر زندگی کی لمبی اُمیدیں لگانا ہے۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس دُنیا میں رہنے والا ہے اور اسے ابھی اتنی جلدی موت آنے والی نہیں۔

۲۔ اندھی تقلید اور بُرے معاشرے کا اثر قبول کرنا:

بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو کہ دوسرے لوگوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں وہ کسی چیز میں ذرا برابر بھی کوئی غور وفکر نہیں کرتے کہ کیا عقل ونظر میں بھی ان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''انسان اس بات میں رغبت رکھتا ہے کہ وہ معاشرے کا اہم رکن ہو، اور یہ معاشرہ تو عیش پرستی اور شان وشوکت میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو ضروری ہے کہ وہ بھی اسی کشتی کا سوار ہو، اور وہ بھی کھانے پینے میں، لباس اور رہائش میں ایسے ہی فضول خرچی کرے۔

معاملہ تو صرف تقلید تک ہی نہیں رہا، بلکہ اب اس سے آگے بڑھ کر مقابلہ بازی اور سبقت تک پہنچ گیا ہے۔ ہر شخص دوسرے پر اس میدان میں سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بری تربیت:

بچوں کی تعلیم و تربیت میں کمزوری: خصوصاً جب یہ دیکھا جائے کہ ان کے گرد و نواح میں ہر قسم کی عیش پرستی اور شان و شوکت میں مقابلہ بازی کا دور چل رہا ہو۔

۴۔ مال و دولت اور نعمتوں کی کثرت:

مال و دولت انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان نعمت کی فروانی اور راحت پسندی کی طرف مائل ہوتا ہے، اور مال دار انسان اپنی جھوٹی انا اور شان و شوکت کی خاطر مال خرچ کرنے لگ جاتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿٦﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿٧﴾ ﴾ (العلق : ٦-٧)

"ہرگز نہیں، بے شک انسان یقیناً حد سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ غنی ہو گیا ہے۔"

اس سرکشی اور آپے سے باہر ہونے کی سب سے واضح صورت یہ ہے کہ انسان نعمتوں پر سرکشی کرنے لگتا ہے؛ اور غیر ضروری طور پر صرف مقابلہ بازی کے لیے، اور نمایاں نظر آنے کی چاہت میں خرچ کرنے لگتا ہے۔

۵۔ شہوت پرستی:

یہ محبت انسان کی فطرت میں رچی بسی ہوئی ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾ ﴾

(آل عمران : ١٤)

"لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے، جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس اچھا ٹھکانا ہے۔‘‘

یہ محبت اپنی ذات کی حد انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے جس پر اسے کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی۔ مگر مذموم بات تو یہ ہے کہ انسان ان چیزوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴ ﴾ (التوبة : ٢٤)

’’کہہ دیں اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور رہنے کے مکانات، جنھیں تم پسند کرتے ہو، تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

دنیا کی تمام لذات شراب کی طرح ہیں۔ جب انسان ان کا عادی ہوجائے تو پھر ان کا ترک کرنا اس کے لیے مشکل ہوجاتا ہے۔ دنیا شیطان کی شراب ہے۔ جس نے اس شراب سے پی لیا وہ کبھی ہوش میں نہیں آتا، اِلا یہ کہ جب موت کی گھڑیاں سر پر کھڑی ہوں تو ندامت وشرمندگی کے ساتھ گھاٹا پانے والوں میں سے ہوجاتا ہے۔

٦۔ دشمن کی چالیں:

جب ہمارے دشمنوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ سابقہ امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کی عیش پرستی تھا؛ تو وہ ایسی پلاننگ کرنے لگے جس سے امت اسلامیہ کو مختلف قسم کی عیش پرستیوں، دُنیا کی لذات اور [فکرِ آخرت سے] غافل کردینے والی چیزوں میں غرق کیا جاسکے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم بھی ان کے ساتھ دوستی اور محبت کی حرص میں مبتلا رہیں ۔اور خصوصاً جب عیاشی اور لذت اندوزی کے ساز و سامان کے مالک بھی وہ ہیں ۔ یہودیوں نے اپنے پروٹوکولز میں بھی یہ بات کہی ہے:

''ہم جیسے تیسے بھی ہوں ان لوگوں کو عیش پرستی میں مبتلا کر دیں گے۔''

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ''ہم عنقریب لوگوں کی اکثریت کو مختلف قسم کے کھیل تماشوں اور غافل کر دینے والے امور؛ فراغت کے اوقات میں دُنیا کی نئی نئی رنگینیوں اور لذات میں مبتلا کر دیں گے۔''

دل پر عیش پرستی کے اثرات

دنیا پر خوش ہونا اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا، اس کی لذتوں میں کھب جانا ایسا زہر قاتل ہے جو انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے ، اور انسان کے دل پر اس کے بہت ہی بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ان اثرات میں کچھ ذیل میں درج کیے دیتے ہیں:

ا۔دل میں غیر اللہ کی بندگی:

سلیم و مستقیم دل وہ ہے جو شرک اور شکوک و شبہات! دنیا کی محبت اور اس کے متعلقات سے خالی ہے ۔ اسی لیے وہ روزِ قیامت نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔ بخلاف آسائش پسند اور عیش پرست لوگوں کے جن کے دل لذتوں کے پجاری بن گئے ہیں ۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''دینار اور درہم کا بندہ اور قطیفہ اور خمیصہ کا بندہ ہلاک ہو جائے (یہ دونوں چادریں ہیں) اسے اگر دیا جائے تو مسرور ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے ہلاک ہو جائے اور سرنگوں ہو جائے ، جب اس کو کانٹا چبھے، تو نہ نکلے۔'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیش پرستوں کے یہ اوصاف بیان کیے ہیں کہ وہ دینار و درہم کے بندے ہیں ، کپڑے اور لباس کے بندے ہیں ۔ اس لیے کہ وہ ان ہی چیزوں کی وجہ سے محبت

---

[1] بخاری ، كتاب الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله : ٢٨٨٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور انھی کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں اور ہر کام انھی چیزوں سے وابستہ ہے۔

۲۔ دنیا سے تعلق اور آخرت سے لاتعلقی:

عیش پرست انسان کا دل دنیاوی ملذات میں لگا رہتا ہے، اور وہ ان کے حصول کے لیے انتہا درجے کا حریص ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾﴾

(الأعلى: ۱٦-۱۷)

''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب دل دنیا کے دستر خوانوں سے بے نیاز ہو جائیں تو پھر وہ آخرت کے دستر خوانوں پر بیٹھتے ہیں اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتے ہیں جنہیں وہاں سے دعوت دی جاری ہو، اور جب دنیا کے دستر خوانوں پر راضی ہو جائیں تو آخرت کے دستر خوان چھوٹ جاتے ہیں۔''[1]

۳۔ سعادت مندی کے حصول میں مشغولیت:

مختلف قسم کی دنیاوی لذات اور عیش پرستی کے ساز و سامان کے حصول پر حریص ہونے سے لوگوں کا ہدف سعادت و رتبہ کا حصول ہے۔ جب دل اس سعادت کو حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے تو بے چین، مضطرب اور پریشان رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقصود کو پالے۔ ان چیزوں کی سعادت ایک وہم اور سراب ہے جو کبھی بھی حاصل ہونے والی نہیں۔ انسان تو ہمیشہ ان کے پیچھے پڑا رہتا ہے، مگر اسے یہ سعادت حاصل نہیں ہوتی۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''جس شخص کو بڑی فکر دنیا کی ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام منتشر کر دے گا اور

[1] الفوائد: ۹۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مفلسی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دے گا اور دنیا اس کو اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہے اور جس کی نیت اصل آخرت کی طرف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سب کام درست کر دے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا جھک مار کر اس کے پاس آئے گی۔''[1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنے شیخ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق اس وقت کا قصہ بیان کرتے ہیں، جب انھیں جیل میں ڈال دیا گیا تھا اور آپ سے کاغذ و قلم و سیاہی سب کچھ چھین لیا گیا تھا اور جیل سے باہر کی دنیا سے رابطہ کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب آپ کو شام میں قید کر دیا گیا تھا۔ آپ کے بارے میں کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ پاکیزہ زندگی گزارتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ باوجود اس کے کہ آپ پر کتنی تنگیاں تھیں، آپ پر زندگی تنگ کر دی گئی تھی؛ ہر قسم کی آسائش و نعمت پر پابندی تھی۔ لیکن آپ کی حالت اس کے برعکس تھی۔ اس قید میں جہاں آپ کو دھمکیاں مل رہی تھیں اور انتہائی ظلم و ستم برداشت کر رہے تھے، وہاں آپ کی زندگی لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی گزر رہی تھی، اور آپ کو سب سے زیادہ شرح صدر حاصل تھا، ان کا دل لوگوں میں سب سے بڑھ کر مضبوط تھا، اور ان کا نفس ان کے قابو میں تھا۔ آپ کے چہرے پر نعمتوں کی تروتازگی نمایاں تھی، اور جب ہم زیادہ خوف زدہ ہو جاتے اور طرح طرح کے گمان آنے لگتے اور زمین ہم پر تنگ ہونے لگتی تو ہم آپ کے پاس آتے؛ ہم آپ کو دیکھتے اور آپ کا کلام سنتے، جس سے یہ ساری چیزیں ختم ہو جاتیں اور شرح صدر، قوت، یقین اور اطمینان حاصل ہو جاتا۔ بہت ہی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کو جنت کے ملنے سے پہلے اس کے نظارے کرا دیتی ہے اور ان کے لیے جنت کے دروازے اس دنیا ہی میں کھول دیے جاتے ہیں۔

[1] ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الهم بالدنيا: ٤١٠٥ صححه الألباني رحمه الله.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں جنت کی خوشبو، اور نسیم بہار آتی ہے؛ جس سے ان کی جنت کی طلب اور بڑھ جاتی ہے، اور وہ اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگتے ہیں۔ ان میں بعض تو یہ کہتے تھے کہ:

''ہم جس حال میں ہیں اگر اس کے متعلق بادشاہوں اور شہزادوں کو علم ہو جائے تو وہ ہم پر تلواریں سونت کر کھڑے ہو جائیں۔'' [1]

۴۔ دل کے دیگر امراض:

عیش پرستی کی وجہ سے دل میں کئی قسم کی دیگر بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسے تکبر، فخر، غرور اور اس کے ساتھ ہی انسان سے تواضع وانکساری اور نرمی جیسی صفات ختم ہو جاتی ہیں۔

۵۔ فاسقوں اور گناہ گاروں کی صحبت:

اس لیے کہ یہی تو وہ لوگ ہیں جو شہوات کی ٹھکانوں پر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ رہ گئے اہل دین اور دنیا سے بیزار لوگ تو ان کا ان چیزوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ ایسے ٹھکانوں کا رُخ کرتے ہیں۔

کسی سے کہا گیا: تمھیں کس چیز نے دنیا سے زاہد بنا دیا؟ کہا: اس کی وفاداری کے کم ہونے نے، بیوفائی کے زیادہ ہونے نے، اور اس کے شریک کاروں کی ذلالت نے۔

۶۔ جسم پر برے اثرات:

عیش پرست لوگوں کے جسم مشقت برداشت کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے اور کسی ادنیٰ سے سبب کی بنا پر بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جسم کو اس ہیئت پر پیدا کیا ہے کہ وہ مشقت برداشت کرے تو جب انسان فطرت کی مخالفت کرتا ہے تو پھر اس میں یہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ سردی سے اس طرح بچا جائے کہ اسے ذرا برابر

[1] الوابل الصیب: ٦٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی سردی نہ لگے، اس لیے کہ ایسا کرنا بھی نقصان دہ ہے۔ بعض شہزادے اپنے آپ کو سردی اور گرمی سے بچایا کرتے تھے؛ یہاں تک کہ ان میں کوئی بھی چیز ان کے بدن کو چھوتی بھی نہیں تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی باطنی قوت مدافعت ختم ہوگئی اور بہت جلد موت کے راستے پر روانہ ہو گئے۔"[1]

یہ بات طے شدہ ہے کہ عیش پرستی انسان کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کے اندر امراض کا مقابلہ کرنے کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے اور انسان زندگی کی سختیاں برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

۷۔ وقت کا ضیاع:

عیش پرستی میں خواہشات و لذات کی تلاش میں انسان کا بہت سارا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر انسان کو وقت کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو وہ اسے فانی لذات کے پیچھے پڑ کر ضائع نہ کرے؛ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .))[2]

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں، صحت اور فراغت۔"

۸۔ عبادات میں سستی:

عیش پرست انسان دنیا کی نعمتوں اور ملذات کی طلب میں ہوتا ہے۔ وہ قرآن کریم کی تلاوت اور روزہ رکھنے کے لیے وقت نہیں نکال پاتا اور نہ ہی رات کو قیام کرسکتا ہے، اس کا یہی حال تمام تر عبادات میں ہوتا ہے۔

۹۔ معاشرتی فساد:

عیش پرستی کی وجہ سے معاشرہ سست اور کاہل ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ میں مختلف قسم کی پیداواری صلاحیت کم ہوجاتی ہے۔ زرعی پیداوار کم ہوجاتی ہے، صنعتی پیداوار

[1] لطائف المعارف: ٣٥٦.   [2] بخاری، كتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ: ٦٤١٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوال پذیر ہو جاتی ہے، اور ایسے ہی تجارت وغیرہ کو بھی دھچکا لگتا ہے۔ اس لیے کہ اکثر لوگ تو مختلف قسم کی عیش پرستی کا سامان حاصل کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جس سے قیمتی وقت کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

عیش پرستی کا علاج

عیش پرستی اور راحت پسندی کا علاج کئی طرح سے ممکن ہے۔ کچھ طریقے اور تدابیر فوائد کی غرض سے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

۱۔ راحت پسندی و سستی سے اجتناب:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ.)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، عجز، سستی، بزدلی اور بہت زیادہ بڑھاپے سے۔''

عاجزی کا معنی ہے کسی چیز پر قدرت نہ رکھنا اور سستی کا معنی ہے کسی چیز پر قدرت ہونے کے باوجود اس کو ترک کر دینا۔

انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو کام کاج کرنے کا عادی بنائے۔ خواہ یہ کام اس کے فرائض منصبی میں شامل ہو، یا گھریلو کوئی کام ہو، جیسے اہل خانہ کی خدمت وغیرہ۔

سیّدنا اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو فرمانے لگیں:

''آپ اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے تھے۔'' [2]

یہ بات بہت مناسب ہے کہ گھر میں بچی کو برتن دھونے اور گھر صاف کرنے کی عادت

---

[1] بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب ما يتعوذ من الجبن: ٢٨٢٣۔ صحيح مسلم: ٢٧٠٦.

[2] بخاري، كتاب الأذان، باب من كان في حاجة: ٦٧٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالی جائے اور بچے کو زراعت و کاشت کاری، باغیچہ کی ترتیب و تربیت، گاڑی دھونے اور بازار سے گھر کی دوسری چیزیں خریدنے اور اس طرح کے دیگر کاموں کا عادی بنایا جائے۔

۲۔ دنیا میں زہد اور قلت سامان:

اہم ترین علاج یہ ہے کہ انسان اپنے لیے اور اپنے اہل خانہ کے لیے اس دنیا سے زہد کی دعا کرے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ:

''اے اللہ! آل محمد کو قوت (یعنی صرف اتنا رزق دے جس سے ان کا گزر ہو جائے۔'' ❶

اگر ہم میں سے کوئی ایک حقیقی معنی میں اس دنیا میں غور وفکر کرے تو اسے بہت ہی حقیر پائے گا جو کہ اتنی مشقت برداشت کرنے اور اس کے پیچھے دوڑنے کی مستحق نہیں ہے۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بھیڑ کے ایک بچے جو کہ چھوٹے کانوں والا اور مرا ہوا تھا، کے پاس سے گزرے، آپ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

''تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے، اب تو یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔'' ❷

سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ: ۱۰۵۵.

❷ مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنۃ للکافر: ۲۹۵۷.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی دنیا کی قدر ہوتی تو کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پلاتا۔" ❶

یہ فانی زندگی اس بات کی مستحق نہیں ہے کہ اس کی نعمتوں پر خوشیوں کے شادیانے بجائے جائیں اور نہ ہی اس کی لذتوں کے چھوٹ جانے پر غمگین ہونے کی ضرورت ہے۔

جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا جس آدمی کے پاس ایک ہزار دینار ہوں وہ زاہد ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں وہ زاہد ہوسکتا ہے بشرطیکہ جب اس میں زیادتی ہو تو وہ خوشی نہ محسوس کرے، اور جب اس میں کمی ہو جائے تو وہ پریشان نہ ہو۔" ❷

سیّدنا محصن الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ خوش حال تھا، بدن کے لحاظ سے تندرست تھا اور اس کے پاس اس دن کے لئے روزی موجود تھی تو گویا کہ اس کے لئے دنیا سمیٹ دی گئی۔" ❸

انسان کو چاہیے کہ دنیا کو دل کی فیاضی کے ساتھ لے، اس کو بھی دے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کا حق بھی ادا کرے اور لوگوں پر صدقہ بھی کرے۔ جو مال اس کے پاس ہے گویا کہ وہ لوگوں کے لیے ہے۔

۳۔ اپنے سے ادنیٰ کو دیکھے:

انسان کو ہمیشہ کے لیے یہ بات مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ وہ [دنیا کے معاملات میں] ان لوگوں کی طرف نہ دیکھے جو اس سے جاہ و منصب میں آگے ہیں، بلکہ ان لوگوں کی طرف دیکھے جو اس سے پیچھے ہیں۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچان کر ان کا اعتراف کرے اور ان

❶ ترمذي، ابواب الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا على الله عزوجل: ٢٣٢٠ صححه الألباني رحمه الله.

❷ مدارج السالكين: ١/٤٦٥۔ فيض القدير: ٤/٧٢۔

❸ ترمذي، ابواب الزهد، باب في الوصف من ميزت له الدنيا: ٢٣٤٦ حسنه الألباني رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی طرف ہرگز نہ دیکھے جو عیش پرستی میں مگن ہیں۔

۴۔ امیدیں کم کرنا:

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا کہ تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راستہ طے کرنے والے ہو۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کے اوقات سے اپنی مرض کے اوقات کے لیے حصہ لے لے اور اپنی زندگی کے وقت سے اپنی موت کے لیے کچھ حصہ لے لے۔ ❶

حفص بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا، اور وہ ان کے گھر میں ادھر ادھر دیکھنے لگا، پھر گویا ہوا: اے ابو ذر! تمہارا ساز و سامان کہاں ہے؟ تو سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بے شک ہمارے کچھ گھر ہیں جہاں ہم اپنی اچھی چیزیں بھیج دیتے ہیں۔''

(یعنی میرا ایک دوسرا گھر بھی ہے جہاں پر میں اپنا سامان جمع کرتا ہوں اور ہر عمدہ چیز ادھر بھیج دیتا ہوں؛ اس سے مراد آخرت کا گھر تھا)۔ تو وہ دیہاتی کہنے لگا: جب تک یہاں ہو تو یہاں بھی سامان کا ہونا بہت ضروری ہے، تو کہنے لگے: گھر کا مالک ہمیں یہاں پر نہیں چھوڑے گا۔'' ❷

کچھ لوگوں کو بعض صالحین کے گھروں میں جانے کا اتفاق ہوا، وہ اپنے نگاہوں سے گھروں میں ادھر ادھر تاڑنے لگے، اور پوچھا: ''ہم تو آپ کے گھروں کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کوچ کر جانے والے کا گھر ہو! تو انہوں نے کہا: میں کوچ تو نہیں کروں گا، بلکہ زبردستی یہاں سے نکال دیا جاؤں گا۔''

---

❶ بخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ ((كن في الدنيا......)): ٦٤١٦.

❷ جامع العلوم والحكم: ٣٨٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم میں سے کوئی انسان بھی یہ نہیں چاہتا کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو چھوڑ کر کوچ کر جائے، مگر اسے زبردستی یہاں سے نکالا جاتا ہے، اور سیکنڈوں میں اس کی جان قبض کر لی جاتی ہے۔ اس کی روح اس سے اجازت لیے بغیر نکال لی جاتی ہے۔ اسے کوئی ڈھیل بھی نہیں دی جاتی، اور نہ ہی تیاری کرنے کے لیے کوئی مہلت دی جاتی ہے۔

۵۔ زاہدین اور صالحین کی سیرت کا مطالعہ:

سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے والے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد ایسا تھا جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی کہ جس کی اتباع اور تقلید کی طرف دعوت دی جائے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہی کبھی دسترخوان پر کھانا کھایا، اور نہ ہی کبھی سالن کے ساتھ روٹی کھائی یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔'' [1]

ابو حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید آٹے کی روٹی کھائی ہے؟ تو سیّدنا سہل نے فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا اس وقت سے لے کر اللہ کو پیارے ہونے کے وقت تک کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔''

پھر میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تم چھلنی استعمال کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھلنی نہیں دیکھی جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا یعنی آپ فوت ہوگئے، میں نے پوچھا: تم لوگ بغیر چھانے ہوئے کیسے استعمال کرتے تھے، انہوں نے کہا ہم اس کو پیس لیتے تھے اور پھونک مارتے تھے جس قدر اس کا چھلکا اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جس قدر باقی رہتا ہم اس کو گوندھتے اور کھاتے۔'' [2]

---

[1] بخاري، كتاب الرقاق، باب فضل الفقر: ٦٤٥٠.

[2] بخاري، كتاب الأطعمة، باب ما كان النبيّ و أصحابه: ٥٤١٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی چادر اور تہبند نکال کر دکھائی اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ان دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔'' ❶

اس باب میں صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ نے زہد و پارسائی، عیش پرستی اور ملذات سے دوری کی انتہائی نادر مثالیں قائم کی ہیں۔

یہ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ وہ شخصیت ہے جن کی عیش پرستی کی مثالیں قریش میں بیان کی جاتی تھیں۔ کوئی بھی انسان لباس اور خوشبو میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا، پھر انہوں نے عیش پرستوں کی زندگی کو خیرآباد کہہ دیا اور زاہدین کی کشتی کے ایک مسافر بن گئے۔ جب شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تو ان کے لیے اتنا کفن نہیں ملتا تھا جو کہ سارے جسم کے لیے کافی ہو سکے۔ صرف ایک چادر کے علاوہ کچھ بھی نہ ملا، اس چادر سے اگر سر کو ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔'' ❷

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ایک دوسری عمدہ ترین مثال ہیں جنہوں راحت و آسائش کی زندگی کو خیرآباد کہہ کر زہد کی زندگی اختیار کرلی تھی۔

حجاج الصواف بیان کرتے ہیں: ''مجھے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ ان کے لیے کپڑا خرید لاؤں۔ میں نے آپ کے لیے کپڑا خریدا، اس میں ایک جوڑا ایسا بھی تھا جس کی قیمت چار سو درہم تھی۔ آپ نے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور فرمانے لگے:

''یہ کتنا موٹا اور کتنا کھردرا کپڑا ہے۔ پھر حکم دیا کہ ان کے لیے کوئی دوسرا کپڑا خریدا جائے۔'' آپ کے لیے دوسرا جوڑا چودہ درہم میں خریدا گیا؛ آپ نے اسے چھو کر فرمایا:

''سبحان اللہ! کتنا ہی نرم اور کتنا باریک کپڑا ہے۔'' ❸

عبداللہ بن عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اپنے باپ کے پاس آتے ہیں [جس وقت وہ خلیفہ تھے] اور ان سے تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے میرے ابا جی!

---

❶ بخاري، كتاب اللباس، باب الأكسية والخمائص: ٥٨١٨.

❷ ابن حبان في الثقات: ٢٣٤/١. ❸ الطبقات الكبرى: ٣٣٤/٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے کوئی لباس تو پہنا دیجیے۔ تو آپ نے انھیں حکم دیا: خیار بن رباح بصری کے پاس جاؤ؛ اس کے پاس میرے کپڑے پڑے ہوئے ہیں، ان میں سے جو چاہو لے لو۔ آپ خیار بن رباح کے پاس گئے اور اس سے کہا: میں نے اپنے باپ سے پہننے کے لیے لباس مانگا تھا، انہوں نے کہا کہ خیار بن رباح کے پاس جاؤ، اس کے پاس میرے کپڑے ہیں ان میں سے جو چاہو، لے لو۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین نے سچ کہا اور ایک لمبا قطری جوڑا نکالا، جو کہ رنگا ہوا تھا - جو متوضع لباس شمار ہوتا تھا - اور کہنے لگا: امیر المؤمنین کا یہی کپڑا میرے پاس ہے، اس میں سے لے لیجیے۔ عبداللہ واپس اپنے والد عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے اور عرض گزار ہوئے: ابا جی! میں نے آپ سے پہننے کے لیے لباس مانگا تھا، آپ نے مجھے خیار بن رباح کے پاس بھیجا۔ اس نے مجھے ایسا کپڑا نکال کر دیکھایا جو کہ نہ ہی ہمارا لباس ہے اور نہ ہی ہماری قوم کا لباس ہے۔ آپ نے فرمایا: اس آدمی کے پاس ہمارا وہی کپڑا ہے۔

عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ واپس پلٹ گئے۔ جب وہ دروازے سے نکلنے والے تھے تو انھیں آواز دی اور فرمایا: ''کیا یہ مناسب ہوگا کہ میں بیت المال سے تمہیں ایک سو درہم قرضہ دے دوں؟ عرض کیا: ہاں؛ ابا جی! تو انھیں سو درہم قرض دے دیا گیا۔ جب بیت المال سے ان کے عطیہ کی باری آئی تو حساب کر کے اس میں سے سو درہم کاٹ لیے گئے۔'' [1]

جناب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ زہد کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لوگ کہتے ہیں: مالک بن دینار زاہد ہے۔'' (میں کہتا ہوں) بے شک زاہد تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں؛ دنیا نے جن کی قدم بوسی کی، مگر انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا۔'' [2]

۶۔ بعض نعمتوں کو چھوڑ دینا:

سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے تواضع کے پیش نظر (نفیس وقیمتی) لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہے تو روزِ قیامت اللہ تعالی اسے مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے

[1] تاریخ دمشق: ٦٦/١٧. [2] السنة لعبد اللہ بن أحمد بن حنبل: ١/١١٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار دے گا کہ اہل ایمان کے لباسوں میں سے جسے چاہے پہن لے۔'' ❶

سیّدنا ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط لکھا:

''اور تمہیں عیش وعشرت اور مشرکوں والے لباس اور ریشم پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریشمی لباس پہننے سے منع فرماتے تھے۔'' ❷

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''عیش پرستوں اور اہل عجم کا لباس پہننا چھوڑ دو۔'' ❸

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابن آدم! اپنی ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا تیرے لیے بہتر ہے اگر تو اس کو روک لے گا تو تیرے لیے برا ہوگا اور دینے کی ابتدا اپنے اہل وعیال سے کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' ❹

۷۔ عیش پرستی کا مقابلہ اور غرباء کا خیال:

عیش پرستی اور نعمت کوشی کے مقابلہ کے وسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان غربا وفقراء کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو۔ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ کی طرف آئے اور پانی مانگا، تو سیّدنا عباس نے کہا:

''اے فضل! تم اپنی ماں کے پاس جا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لے آ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانی پلا، عباس نے کہا: یارسول اللہ! لوگ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانی پلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پانی پیا۔'' ❺

---

❶ ترمذی، ابواب الزھد، باب البناء کله وبال: ۲۴۸۱ صححه الحاكم۔

❷ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم لبس الحریر...... : ۲۰۶۹/۱۲۔

❸ رواه احمد في المسند: ۳۹۴/۱۔

❹ مسلم، کتاب الزکوٰة، باب بیان أن الید العلیا...... : ۱۰۳۶۔

❺ بخاری، کتاب الحج، باب سقایة الحج: ۱۶۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا پانی منگایا جائے جس میں کسی نے ہاتھ نہ ڈالے ہوں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار کیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے پانی میں شریک ہوئے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر پائے بھی کھانے کی دعوت میں مجھے دیئے جائیں تو میں قبول کرلوں گا، اور اگر پائے میرے پاس ہدیتاً بھیجے جائیں تو میں ان کو قبول کرلوں گا۔'' [1]

مراد یہ ہے کہ اگر مجھے کوئی ایسی چیز ہدیہ بھیجی جائے جس پر بہت تھوڑا ہی گوشت ہو تو میں اسے بھی قبول کرلوں گا۔

ہماری زندگیوں میں موجود بکثرت عیش پرستی کے خلاف جنگ کی یہ بعض صورتیں ہیں۔ جن پر بہت توجہ کی ضرورت ہے، اپنے بچوں کے ساتھ بالخصوص۔ اس لیے کہ وہی مستقبل کی نسل ہیں۔ اگر وہ اسی طرح عیش پرستی اور سستی اور کاہلی پر پروان چڑھتے رہے تو پھر ہمارے سامنے ایک انتہائی تاریک مستقبل ہے، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی رحم کردے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

بے شک یہ زندگی جو عیش پرست لوگ بسر کررہے ہیں یہ صرف اور صرف دنیا کی زندگی کی زیب وزینت ہے۔ یہ زائل ہوجانے والی نعمتیں ہیں، جن کے عطا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد اپنے بندوں کا امتحان لینا ہے اور اس کے بندوں میں سے بہت تھوڑے ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔

میرے بھائیو! فضول خرچی کے نقصانات سے بچو اور عیش پرستی کے برے انجام سے خبردار رہو۔ اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں اپنے پیچھے فقر وتنگدستی چھوڑ جاتی ہیں۔ ان کی وجہ سے لوگوں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایسا کرنے والے ذلیل ورسوا ہوکر رہ جاتے ہیں۔ عیش پرستی اور راحت پسندی اگرچہ تمام لوگوں کے حق میں ہی بری ہے، مگر طلبہ دین، علمائے کرام اور داعیان إلی اللہ کے لیے یہ بہت ہی بری چیز ہے۔ یہ مرض عوام وخواص میں پھیل چکا ہے، بہت کم ہی لوگ ایسے ہوں گے جو اس سے محفوظ ہوں۔

بہترین امور اعتدال والے ہیں، اور پاکیزہ اشیاء کے استعمال میں افراط سے بچنا چاہیے۔ اس لیے کہ افراط انسان کو عیش پرستی اور تکبر کی طرف لے جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے انسان شبہات میں واقع ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جو انسان ان چیزوں کا عادی بن جائے، اور کبھی کبھار یہ چیزیں اسے نہ مل سکیں تو وہ صبر کا دامن چھوڑ کر حرام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

جیسا کہ وہ انسان جو اپنے آپ پر تمام حلال چیزوں کو حرام کرلیتا ہے، وہ بھی اس کی وجہ سے راہ حق سے خارج ہوجاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری نیتوں اور ہماری اولادوں کی اصلاح فرمادے، اور ہماری زندگیوں کو بقدرِ کفایت کردے، اور ہمارے معاملات کو سدھار دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے سوالات کے دو درجے ہیں۔ پہلے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے جوابات براہِ راست دیے جاسکتے ہیں، اور دوسرے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلے درجہ کے سوالات:

۱۔ عیش پرستی [الترف] کی لغوی اور اصلاحی تعریف کیجیے؟

۲۔ عصر حاضر میں موجود عیش پرستی کی تین صورتیں ذکر کریں؟

۳۔ عیش پرستی کے مظاہر پھیلنے کے اسباب کیا ہیں؟

۴۔ فرد اور معاشرے پر عیش پرستی کے تین اثرات ذکر کیجیے؟

۵۔ ہر بیماری کی دوا ہوتی ہے؛ عیش پرستی جیسی موذی بیماری کی کیا دوا ہے؟

دوسرے درجہ کے سوالات:

۱۔ قرآن مجید میں عیش پرستی کی مذمت کیوں کی گئی ہے؟

۲۔ کیا عیش پرستی اور تونگری لازم وملزوم ہیں؟

۳۔ عیش پرستی کیسے دل پر غیر اللہ کی بندگی کی راہ بنتی ہے؟

۴۔ اور اللہ جانتا ہے کہ ان سے بہترین زندگی گزارنے والا کوئی نہیں تھا: یہ کس کا مقولہ ہے؟ اس سے مقصود کیا ہے؟ اور اس کی مناسبت کیا ہے؟

۵۔ عیش پرستی معاشرہ کے لیے تباہ کن ہے، اس کی وضاحت کریں؟

۶۔ کیا دنیا سے زہد اور مال جمع کرنے کی محبت ایک دل میں جمع ہو سکتے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسدات القلوب

نفاق کا شر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

اس میں کوئی شک نہیں کہ نفاق ایک ہلاکت خیز بیماری ہے، اور انتہائی پر خطر انحراف ہے، یہ شر بہت عام ہو چکا ہے۔ یہ ان سب سے خطرناک امراض میں سے ایک ہے جو انسان کے دل کو تباہ کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی انسان اپنے لیے منافقت کو پسند نہیں کرتا؛ سوائے اس کے کہ وہ غیر شعوری طور پر اس مرض میں واقع ہو جائے۔ خاص طور پر عملی نفاق۔

اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو کر بیٹھ جائے، اور جو کوئی اس کو ٹوکے تو اسے غلط کہے، اور اس مرض سے اپنے نفس کی اصلاح نہ کرے۔ اس لیے کہ [اس مرض کا باقی رہنا] انسان سے خیر کی تمام صفات کو ختم کر دیتا ہے، اور اسے نیکی کے کاموں سے محروم کر دیتا ہے، اور اسے ہر اچھی عادت و خصلت سے دور کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ایک راندہ درگاہ اور بہکا بن کر بیٹھ جائے۔ قرآن کریم نے منافقین کا پردہ چاک کیا ہے اور ان کی صفات ذکر کی ہیں۔ اس کتاب میں ہم نفاق کی تعریف، اس کی اقسام، منافقین کی صفات اور ان سے بچاؤ کے طریقوں کے متعلق گفتگو کریں گے۔

میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح کی مدد کی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ .

محمد صالح المنجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاق کی تعریف

لغوی تعریف:......(نَفَقَ) ''نون، فا، اور قاف'' تین حرف ہیں اس کے دو معنی ہیں:

پہلا معنی:......کسی چیز کا ختم ہو جانا یا منقطع ہو جانا۔

دوسرا معنی:......کسی چیز کو چھپانا اور انتہائی پوشیدہ رکھنا۔

یہ (النفقُ) سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد زمین میں سوراخ (سرنگ) ہے جس میں چھپا جاتا ہے، اور اسی سے نفاق نکلا ہے، اس لیے کہ منافق کفر کو چھپائے رکھتا ہے۔ [1]

نفاق کو شرعی اصطلاح میں عرب اس کے مخصوص معنی میں نہیں جانتے تھے، اگر چہ اس کی اصل عربی زبان میں معروف تھی۔

شرعی تعریف:......خیر کا اظہار کرنا اور شر کو چھپانا۔

منافق کے متعلق ابن جریر سے قول منقول ہے:

''منافق وہ ہے جس کا قول اس کے فعل کے مخالف ہو، اور اس کے اسرار اس کے اعلانیہ کے مخالف ہوں، اور اس کا باطن اس کے ظاہر کے، اور اس کا شاہد اس کے غائب کے مخالف ہو۔'' [2]

نفاق کی اقسام

نفاق کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: (۱) نفاق اکبر اور (۲) نفاق اصغر۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نفاق بھی کفر کی طرح ہے۔ ایک نفاق اصلی نفاق سے کم درجہ کا ہے، اسی لیے

---

1. لسان العرب: ۱۰/ ۳۵۷۔ معجم مقاییس اللغة: ۵/ ۴۵۵.
2. تفسیر القرآن العظیم: ۱/ ۱۷۶.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر و بیشتر کہا جاتا ہے: ''ایسا کفر جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور ایسا کفر جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ [ایسے ہی] نفاق اکبر اور نفاق اصغر ہے۔'' ❶

اعتقادی نفاق:

اعتقادی نفاق یہ ہے کہ کوئی انسان اسلام اور ایمان کا اظہار کرے، مگر باطن میں وہ کافر ہو۔ یہ وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا، جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا اور انھیں کافر کہا اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایسے منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نفاق اکبر یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان کا اظہار کرے، مگر باطن میں وہ ان میں سے بعض چیزوں کے یا سب چیزوں کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔'' ❷

اس قسم کے منافق کے لیے فقہائے کرام ''زندیق'' کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''زنادقہ کا طبقہ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا اظہار کیا، مگر کفر کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی کو دل میں پوشیدہ رکھا، یہی لوگ منافق ہیں جو کہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔'' ❸

عملی نفاق:

اس سے مراد یہ ہے پوشیدہ طور پر دین کے امور کی محافظت کو ترک کرنا، مگر ظاہراً اس کا اہتمام کیا جائے، مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور صحیح عقیدہ ہو۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نفاق اصغر عملی نفاق کو کہتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اعلانیہ تو نیکی کا

---

❶ مجموع الفتاوی: ۷/ ۵۲٤۔ ❷ جامع العلوم و الحکم: ۱/ ٤۳۱۔

❸ طریق الهجرتین: ۵۹۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کرے، مگر باطن میں اس کے خلاف ہو۔" ❶

ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں ایمان کے ساتھ نفاق اصغر یا نفاق عملی جمع ہو جائیں۔ یہ گناہوں اور نافرمانی کے کاموں میں سب سے بڑا گناہ ہے، بخلاف نفاق اکبر کے، اس لیے کہ کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور نفاق اکبر کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے۔" مگر جب نفاق اصغر کسی کے دل میں جڑ پکڑ لے، اور کامل ہو جائے تو ایسے انسان کو نفاق اصغر نفاق اکبر تک پہنچا دیتا ہے اور اس انسان کو بالکل ہی دین سے نکال باہر پھینکتا ہے۔

عملی نفاق والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ اس کا حکم تمام کبیرہ گناہ کے مرتکب لوگوں کی طرح ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کی مغفرت فرما کر جنت میں داخل کر دے گا، اور اگر چاہے گا تو اسے اسکے گناہوں پر سزا دیگا، اور پھر آخر کار اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔

اصلی اور عارضی نفاق:

اصلی نفاق سے مراد وہ نفاق ہے جس سے پہلے صحیح اسلام قبول ہی نہ کیا ہو۔ بعض دنیاوی مصلحتیں بعض لوگوں کو ایسا کرنے پر آمادہ کرتی ہیں، تاکہ وہ اسلام کا اظہار کریں، حالانکہ وہ دل سے اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ تو ایسا انسان اپنے اسلام کے اعلان کے پہلے لمحہ ہی سے منافق ہوتا ہے، پھر وہ اسی نفاق پر چلتا رہتا ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ اسلام کا اعلان کرتے ہیں، اور وہ اس میں سچے ہوتے ہیں۔ مگر پھر بعد میں ان کے دل میں شک اور نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا ان کے ساتھ بعض آزمائشیں پیش آنے کے بعد ہوتا ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی سچائی کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ ایسے لوگ باطن میں مرتد ہو جاتے ہیں، مگر اپنے مرتد ہونے کا اعلان کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اس لیے وہ ظاہری طور پر برابر اسلام کا اظہار کرتے رہتے ہیں، اس خوف سے کہ کہیں ان پر مرتدین کے احکام نہ جاری ہو جائیں، یا پھر کہیں ان دنیاوی فائدوں سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں جو انھیں مسلمان ہونے کی وجہ سے حاصل ہو رہے ہیں۔ یا پھر اس خوف سے

---

❶ جامع العلوم و الحکم: ۱/۴۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کہیں انھیں لوگوں کی طرف سے مذمت کا سامنا کرنا پڑے اور معاشرے میں وہ اپنا وقار کھو بیٹھیں۔ یا ان کے علاوہ کوئی دوسرے دنیاوی فائدے جو ان کی نظر میں ہوں، ان کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو؛ اسی وجہ سے وہ ظاہری طور پر تو اسلام کا اعلان کرتے رہتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ کافر اور مرتد ہوتے ہیں۔

نفاق کا خوف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد سلف صالحین رحمہم اللہ میں نفاق کا بہت زیادہ خوف پایا جاتا تھا۔ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نماز میں جب تشہد سے فارغ ہو جاتے تو نفاق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے، اور بہت کثرت سے پناہ مانگتے۔ کسی نے ان سے کہا: اے ابو درداء آپ اور نفاق؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ تو فرمانے لگے: ''تم اس چیز کو چھوڑ دو؛ اللہ کی قسم! کوئی شخص ایک لمحہ اپنے دین سے مرتد ہو جاتا ہے اور اسی لمحے دین اس سے چھین لیا جاتا ہے۔'' [1]

سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہو گئی؛ فرمانے لگے: ''سناؤ حنظلہ! کیا حال ہے؟ کہتے ہیں، میں نے کہا: حنظلہ منافق ہو گیا ہے؟ فرمایا: سبحان اللہ تم یہ کیا کہتے ہو؟ ''میں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم بیوی بچوں اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے میں اور ابو بکر چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ٦/٣٨٢۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں، جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنے بیوی بچوں اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو، ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ ایک گھڑی (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی) اور آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ (مسلم)

''حنظلہ منافق ہوگیا'' اس کے معنی یہ ہے کہ آپ کو یہ خوف محسوس ہوا کیا منافق ہوگیا ہوں، کیونکہ جب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو انھیں خوف محسوس ہوتا، اور اس کے ساتھ مراقبہ وتفکیر اور فکرِ آخرت لاحق ہوتی۔ مگر جب اس مجلس سے نکلتے تو بیوی بچوں میں اور دنیا کے دھندوں میں مصروف ہو جاتے۔ اصل میں نفاق اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کہ انسان اپنے دل میں چھپائے ہوئے شر کے خلاف ظاہر کرتا ہے۔ آپ کو یہ خوف محسوس ہوا کہ کہیں یہ بھی نفاق نہ ہو تو نبی کریم ﷺ نے انھیں بتایا کہ یہ نفاق نہیں ہے؛ اور انھیں ہمیشہ اسی چیز پر مداومت کرنے کا مکلّف نہیں ٹھہرایا گیا۔

''ایک گھڑی اور ایک گھڑی'' سے مراد یہ ہے کہ ایک گھڑی ایسے ہونا چاہیے اور ایک گھڑی ایسے ہونا چاہیے۔ [1]

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جنازہ کے لیے بلایا گیا۔ آپ اس جنازہ میں نکلے، یا

[1] رواه ابن أبي شيبة: ٨/٦٣٧۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد ٣/٤٢ میں کہا ہے: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے منافقین کے نام بتا دیے تھے۔ اس لیے آپ کو بہت سارے ایسے لوگوں کے منافق ہونا کا علم تھا جنہیں عام لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہ منافق ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ہدایت کی تھی کہ یہ راز کسی کو بتانا نہیں۔ اس لیے آپ کسی کو بتایا نہیں کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ کے لیے نکلے؛ میں ان سے لپٹ گیا، اور عرض گزار ہوا: اے امیر المومنین! آپ تشریف رکھیے؛ یہ انسان منافقین میں سے تھا۔ آپ نے فرمایا: تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا میں بھی منافقین میں سے ہوں؟ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی نہیں: لیکن آپ کے بعد میں کسی کی قسم کو پورا نہیں کروں گا۔"

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا ہے۔ وہ سب اپنے نفس پر نفاق سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا تھا کہ وہ جبریل اور میکائیل جیسے ایمان والا ہے۔" [1]

اس سے مراد وہ نفاق نہیں ہے جو کہ اصل ایمان کا الٹ ہے، بلکہ وہ امور مراد ہیں جو ایمان کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور مسلمان منافق ہو جاتا ہے۔

کتاب وسنت میں وارد منافقین کی علامات

قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں بہت سے مواقع پر منافقین کا ذکر آیا ہے، جہاں ان کی علامات بیان کی گئی ہیں اور مومنین کو منافقین سے ڈرایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ایک خاص سورت نازل کی ہے۔ ان کی صفات میں سے چند ایک یہ ہیں:

ا۔ دل کا مرض:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾﴾ (البقرۃ: ۱۰)

"ان کے دلوں ہی میں ایک بیماری ہے تو اللہ نے انھیں بیماری میں اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔"

---

[1] مدارج السالکین: ۱/۳۵۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان کے دلوں میں شہوات اور شبہات کے امراض پیدا ہوئے جنھوں نے ان کو ہلاک کرکے رکھ دیا، اور یہ بڑے گناہ ان کی نیتوں اور ارادوں پر غالب آ گئے جنھوں نے ان لوگوں کو فساد میں مبتلا کر دیا اور یہ فساد کبھی انھیں ہلاکت کے دروازے پر پہنچا دیتا ہے، اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور اطباء ان کے علاج سے عاجز آ جاتے ہیں یہی اللہ کا فرمان ہے: ﴿فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ﴾ ''ان کے دلوں میں بیماری تھی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری میں مزید بڑھا دیا۔'' [1]

۲۔ شہوانی طمع:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝٣٢﴾ (الأحزاب: ٣٢)

''بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔''

وہ انسان طمع کرنے لگے جس کے دل میں بیماری ہو؛ یہ بیماری دل میں ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ یا تو وہ انسان سے اسلام میں شک کرنے والا ہے اس وجہ سے وہ منافق ہے۔ اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو حقیر سمجھتا ہے یا پھر ایسا انسان شہوت پرستی میں مبتلا ہونے کو معمولی سمجھتا ہے۔ [2]

۳۔ تکبر و استکبار:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥﴾ (المنافقون: ٥)

---

[1] مدارج السالکین: ۱/ ۳۴۹۔ [2] جامع البیان ۲۰/ ۲۵۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ان سے کہا جائے آؤ اللہ کا رسول تمھارے لیے بخشش کی دعا کرے تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے گا کہ وہ منہ پھیر لیں گے، اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔''

منافقین پر اللہ کی لعنت ہو، ان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ:

﴿ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝ ﴾ (المنافقون : ٥)

''آؤ اللہ کا رسول تمھارے لیے بخشش کی دعا کرے تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے گا کہ وہ منہ پھیر لیں گے، اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔''

یعنی رک جاتے ہیں اور جو کچھ ان سے کہا جاتا ہے وہ تکبر کی وجہ سے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝ ﴾ (المنافقون : ٥)

''اور تو انھیں دیکھے گا کہ وہ منہ پھیر لیں گے، اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت پر انھیں یہ بدلہ دیا کہ فرمایا:

﴿ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ ﴾ (المنافقون : ٦)

''ان پر برابر ہے کہ تو ان کے لیے بخشش کی دعا کرے، یا ان کے لیے بخشش کی دعا نہ کرے، اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا، بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' [1]

---

[1] تفسیر القرآن العظیم: ٤/ ٤٧٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ آیاتِ الٰہی کا استہزاء:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ ﴾ (التوبة: ٦٤)

''منافقوں کو اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت نہ اترے جو ان کے دلوں کی باتیں انھیں بتلا دے۔ کہہ دیجیے کہ مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر دبک رہے ہو۔''

منافقین کو اس بات کا خدشہ رہتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو ان کے دل کے راز آشکار کر دے، یعنی مومنین کے سامنے ان کے دل کا کفر و نفاق ظاہر کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں نازل کی، اس لیے کہ منافقین نے رسول اللہ ﷺ پر عیب نکالا تھا، اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی کچھ باتوں کا ذکر کیا تھا؛ اور یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا راز آشکار نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے کہہ دیجیے: ﴿ اسْتَهْزِءُوْا ﴾ تم مذاق کیے جاؤ۔ یہ انھیں دھمکی دی جاری ہے اور عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے کہ: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو باہر نکالنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔'' [1]

۵۔ مومنین کا استہزاء:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ﴾ (البقرة: ١٤، ١٥)

''اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے

[1] جامع البیان: ١٤/ ٣٣١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور جب اپنے شیطانوں کی طرف اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان میں سے ہر ایک کے دو چہرے ہیں: ''ایک وہ چہرہ ہے جس سے وہ مومنین سے ملتے ہیں، اور دوسرا وہ چہرہ ہے جس کے ساتھ وہ اپنے ملحد بھائیوں کے پاس واپس پلٹتے ہیں اور ان کی دو زبانیں ہیں۔ ایک زبان وہ ہے جس سے وہ ظاہری طور پر مسلمانوں کے ساتھ ملتے ہیں اور دوسری زبان وہ ہے جو ان کے دل میں چھپے رازوں کی ترجمان ہے۔

ان لوگوں نے کتاب وسنت سے اعراض اس لیے کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور انہوں نے وحی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کیا۔ اس لیے کہ وہ اپنے پاس موجود اس علم پر خوش تھے جس کا زیادہ ہونا انھیں کچھ بھی کام نہ آیا سوائے اس کے کہ ان کے شر اور تکبر یعنی ان کی بدبختی اور شقاوت میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اس لیے آپ انھیں دیکھیں گے کہ وہ ہمیشہ تعلیمات وحی پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ جس کا بدلہ انھیں یہ ملتا ہے کہ:

﴿ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۵ ﴾ (البقرۃ: ۱۵)

''اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔''

۶۔ لوگوں کو انفاق (خرچ کرنے) سے روکنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ ﴾ (المنافقون: ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں، حالانکہ آسمانوں کے اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں اور لیکن منافق نہیں سمجھتے۔''

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے جس میں مسلمانوں کو سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جدا اور دور ہو جائیں۔ اور عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والے مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے یا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات کا ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات کی خبر دی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلانے کے لیے بھیجا پھر اس سے پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا میں نے ایسا نہیں کہا اور کہنے لگا کہ انہوں نے رسول اللہ سے جھوٹ کہا ہے صحابی رسول کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس بات سے میرے دل میں بہت رنج اور دکھ واقع ہوا یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے میری تصدیق کے لیے یہ آیت نازل کی: ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس ایک آدمی بھیجا اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، اور فرمایا: ''اے زید! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔''[1]

۷۔ حماقت اور لوگوں پر حماقت کا الزام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ١٣﴾

(البقرۃ: ۱۳)

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ المنافقین: ۴۹۰۰۔ صحیح مسلم: ۲۷۷۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ سن لو! بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان منافقین کے نزدیک کتاب وسنت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہنے والے اہل ظاہر ہیں، جنہیں معقولات کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے، اور نصوص شریعہ پر عمل کرنے والا اور منقولات کو نقل کرنے والا ان کی نظروں میں اس گدھے کی طرح ہے جو کہ بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور تعلیمات وحی پر عمل کرنے والا سراسر نقصان میں ہے۔ ایسا انسان ان منافقین کی نظر میں قابل قبول نہیں ہے۔ اتباع کرنے والوں کو یہ لوگ بیوقوف کہتے ہیں، اور یہ منافق ان سچے مسلمانوں کے متعلق اپنی مجلسوں میں باتیں کرتے ہیں۔'' ❶

۸۔ کافروں سے دوستی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳۸ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹﴾ (النساء: ۱۳۸۔ ۱۳۹)

''منافقوں کو خوش خبری دے دے کہ بے شک ان کے لیے ایک درد ناک عذاب ہے۔ وہ جو کافروں کو مومنوں کے سوا دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو بے شک عزت سب اللہ کے لیے ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمارہے ہیں: اے محمد! ﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ''آپ ان منافقین کو بشارت سنادیجیے'' وہ منافق جو کہ میرے ساتھ کفر کرنے والوں کو اور

❶ مدارج السالکین: ۱/ ۳۵۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دین میں الحاد پیدا کرنے والوں کو اپنے اولیاء اور دوست بناتے ہیں اور مومنین کو چھوڑ دیتے ہیں ، یعنی مومنین کے برعکس ایسے لوگوں سے دوستی لگاتے ہیں کہ: ﴿ اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ ﴾ کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ یعنی قوت ، حفاظت اور پاسداری کی تلاش میں ان سے دوستی لگاتے ہیں اور اہل ایمان سے بے رخی برتتے ہیں۔ [آپ انھیں کہہ دیجیے]: ﴿ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ﴾ ''بے شک عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔'' تو جو لوگ عزت کی تلاش میں کفار کو اپنے دوست بناتے ہیں، حقیقت میں یہی لوگ ذلیل اور حقیر ہیں۔ ان [منافقین] نے مومنین کو اپنا دوست بنا کر ان کے پاس عزت اور قوت کیوں نہیں تلاش کی؟۔ کیونکہ مدد تو اس اللہ کی طرف سے آتی ہے جس کے لیے تمام قوت اور عزت ہے۔ جو جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ وہ ان کو عزت بھی دیتا اور انھیں قوت سے بھی نوازتا۔''❶

۹۔ مؤمنین کے خلاف کمین گاہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ الَّذِيۡنَ يَتَرَبَّصُوۡنَ بِكُمۡ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَـكُمۡ فَتۡحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ ۖ وَاِنۡ كَانَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نَصِيۡبٌ ۙ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَيۡكُمۡ وَنَمۡنَعۡكُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَلَنۡ يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا ۝ ﴾

(النساء: ۱٤۱)

''وہ جو تمھارے بارے میں انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمھارے لیے اللہ کی طرف سے کوئی فتح ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کوئی حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور ہم نے تمھیں ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا۔ پس اللہ تمھارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ

❶ جامع البیان ۹/۳۱۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا اور اللہ کافروں کے لیے مومنوں پر ہرگز کوئی راستہ نہیں بنائے گا۔"

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ: ﴿الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ﴾ "یہ لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے رہتے ہیں" یعنی اے مومنو! تمہارے انجام کے انتظار میں رہتے ہیں۔ ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ﴾ "پھر اگر تمہیں اللہ فتح دے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں؟" یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے دشمن پر فتح عطا کر دیں اور تمہارے مال غنیمت حاصل ہو جائے تو تم سے کہنا شروع کر دیتے ہیں: کیا ہم تمہارے ساتھ مل کر جہاد نہیں کرتے تھے، اور غزوات میں تمہارے ساتھ شریک نہیں تھے؟ تو ہمیں بھی مال غنیمت میں سے ہمارا حصہ دو۔ اس لیے کہ جنگ میں ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے۔ پھر فرمایا: ﴿وَإِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور اگر اس کے برعکس کفار کو موقع مل جائے تو یہی منافقین کفار سے کہتے ہیں: "کیا ہم نے اس وقت تک تمہارا ساتھ نہیں دیا یہاں تک کہ تم ان لوگوں پر غالب آ گئے، اور ہم اس وقت تک تمہیں کمک پہنچاتے رہے یہاں تک کہ تم نے انھیں ذلیل کر دیا، اور وہ لوگ تم سے ڈر کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا انجام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا، یعنی اس دن مومنین اور منافقین کے مابین فیصلہ ہو جائے گا؛ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا جب کہ منافقین اور کفار سب جہنم میں جائیں گے۔"[1]

۱۰۔ اللہ تعالیٰ سے دھوکا اور عبادت میں سستی و کاہلی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا

[1] جامع البيان: ٩/ ٣٢٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ (النساء: ١٤٢)

''بے شک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ انھیں دھوکا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔''

منافقین منافقت کے ذریعہ اپنے اموال اور اپنی جانیں بچا کر [اپنے تئیں] اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دھوکا بازی کو ان پر ہی الٹ رہا ہے کہ ان کی زبان سے ایمان کے اظہار پر ان کے خون اور مال محفوظ کر دیے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ رازوں اور اعتقاد کفر کو جانتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا میں ڈھیل دی جا رہی ہے یہاں تک کہ آخرت میں جب اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات ہوگی تو ان کا باطنی کفر انھیں جہنم میں لے کر جانے کا سبب بن جائے گا۔''

رہا اللہ کا یہ فرمان کہ: ﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُونَ النَّاسَ﴾: ''اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی اور سستی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ منافقین جو بھی عمل کرتے ہیں ان اعمال میں سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر فرض کیے ہیں، ان لوگوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ آخرت کے دن پر اور ثواب و عذاب پر ان لوگوں کا ایمان ہی نہیں۔ وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ مؤمنین سے ڈرتے ہوئے اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے کرتے ہیں کہ کہیں مومن ان کو قتل نہ کر دیں اور ان کے مال و اسباب نہ چھین لیں۔ تو جب یہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں جو کہ ایک ظاہری فریضہ ہے، تو یہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تاکہ مومنین گمان کریں کہ یہ لوگ بھی انہی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہے، اور نہ ہی وہ نماز کے فرض ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اسی لیے وہ نماز کے لیے سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ اور یاد الٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔''

یہاں پر کوئی اعتراض کرنے والا کہہ سکتا ہے کہ: ''کیا اللہ تعالیٰ کی یاد میں بھی کوئی چیز برائے نام ہے؟ تو اس سے کہا جائے گا: ''اس کا معنی اس کے برعکس ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ اس کا درست معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں تاکہ وہ قتل یا گرفتاری اور مال کے چھن جانے سے بچ سکیں نہ کہ ان لوگوں کی طرح ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی ربوبیت کے لیے مخلص ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی یاد کو برائے نام کہا ہے۔ اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی قربت چاہتے ہیں، اور نہ ہی اس سے ثواب مقصود ہوتا ہے، اور نہ ہی اللہ کی ہاں موجود نعمتوں کے طلب گار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی محنت و مشقت اور ظاہری ریاضت کے باوجود اس انسان کی طرح ہیں جو سراب کو پانی سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگتے ہیں۔'' [1]

۱۱۔ تذبذب اور تردد:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾﴾ (النساء: ۱۴۳)

''اس کے درمیان متردد ہیں، نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے پھر تو اس کے لیے ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ منافقین اپنے دین کے بارے میں حیران اور سرگرداں ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں کسی بھی چیز کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ پس وہ تو نہ ہی مومنوں کے ساتھ بصیرت پر ہیں اور ان نہ ہی مشرکین کے ساتھ جہالت پر ہیں، مگر ان کی درمیانی راہ پر حیران ہیں۔'' [2]

[1] جامع البیان: ۵/۳۲۹۔ [2] جامع البیان: ۵/۳۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هٰذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هٰذِهِ مَرَّةً.)) ❶

''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلْعَائِرَةِ'' متردد اور سرگرداں کو کہتے ہیں۔ جس کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کن کے ساتھ چلے، اور تعیر کا معنی ہے کہ متردد اور حیران اِدھر اُدھر آتی جاتی ہے۔'' ❷

۱۲۔ مومنوں کو دھوکا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ ﴾ (البقرة : ۹)

''اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔''

منافق اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو اپنی زبان کے قول اور تصدیق سے دھوکا دیتا ہے وہ اس طرح کہ اس کے دل میں جھوٹ اور شک پوشیدہ ہے۔ تاکہ وہ اپنی زبان سے اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے اپنی جان بچالے جن کا اجراء کافر رہنے کی صورت میں اس پر ہوتا۔ اگر وہ اپنی زبان سے اس تصدیق اور اقرار کا اظہار نہ کرتا تو اس پر بھی قتل کیے جانے یا پھر قیدی بنانے کے احکام جاری ہوتے۔

منافقین کا یہی اپنے رب کو اور اس پر ایمان رکھنے والے مومنین کو دھوکا دینا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب صفات المنافقين واحكامهم: ۲۷۸۴.

❷ شرح النووی علی مسلم: ۱۷/۱۲۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ طاغوت سے فیصلہ کرانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۶۰ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ ﴾ (النساء : ٦٠۔٦١)

’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔‘‘

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جب آپ منافقین کے درمیان صریح وحی کے مطابق فیصلہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اس سے بھاگ رہے ہیں۔ اور اگر آپ انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بلائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اس سے منہ موڑ کر بھاگ رہے ہیں، اور اگر آپ ان کے حقائق کا مشاہدہ کریں تو دیکھیں گے کہ ان کے اور ہدایت کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے اور یہ لوگ حق سے بہت سخت اعراض کرنے والے ہیں۔‘‘ [1]

[1] مدارج السالکین: ۱/ ۳۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ مومنین میں فساد (خانہ جنگی اور فتنہ) پھیلانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴾ (التوبۃ : ٤٧)

''اگر وہ تم میں نکلتے تو خرابی کے سوا تم میں کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے اور ضرور تمھارے درمیان (گھوڑے) دوڑاتے، اس حال میں کہ تم میں فتنہ تلاش کرتے، اور تم میں کچھ ان کی باتیں کان لگا کر سننے والے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر یہ تم میں مل کر نکلتے بھی تو تمھارے لیے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے۔'' اس لیے کہ یہ لوگ بزدل اور ذلیل ہیں۔ نیز فرمایا کہ: ''اور یہ لوگ تمھارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنہ ڈالتے۔'' یعنی بہت جلد ہی تمھارے درمیان چغل خوری، بغض اور فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے، اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان کی باتوں پر کان دھرنے والے اور ان کے کلام کو اچھا سمجھنے والے ہیں، اور جو ان سے خیر خواہی کے طلب گار ہیں۔ اگرچہ انھیں ان لوگوں کے حال یعنی نفاق کا علم نہیں ہے۔ اس سے تم مومنین کے درمیان بہت بڑا فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔'' [1]

۱۵۔ جھوٹی قسم، خوف اور بزدلی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ ﴾ (التوبۃ : ٥٦۔٥٧)

[1] تفسير القرآن العظيم: ٤/ ١٦٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں اور لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۔ اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ پا لیں، یا کوئی غاریں، یا گھسنے کی کوئی جگہ تو اس کی طرف لوٹ جائیں، اس حال میں کہ وہ رسیاں تڑا رہے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو ان منافقین کی عاجزی کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ ان کے خوف و دہشت کا یہ حال ہے کہ وہ اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہی ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ مگر یہ ایک بزدل قوم ہے؛ اسی وجہ سے قسمیں اٹھاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کوئی پناہ گاہ یا قلعہ پاتے یا غاروں میں یا کسی سرنگ میں کوئی جگہ پاتے تو ان میں گھس جاتے۔

یعنی تمہارے پاس سے بھاگ جانے میں جلدی کرتے۔ اس لیے کہ یہ لوگ آپ لوگوں سے مجبوراً ہی ملتے ہیں خوشی سے نہیں ملتے۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم سے ملاقات ہی نہ ہو۔ مگر احکام کی ضرورت کے لیے۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ لوگ ہمیشہ خوف زدہ غمگین اور پریشان رہتے ہیں۔ اس لیے کہ اسلام اور اہل اسلام برابر عزت و رفعت پا رہے ہیں۔ اسی لیے جب کبھی مسلمانوں کو کوئی خوشی ملتی ہے تو اس پر یہ لوگ کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ان کا مؤمنین کے ساتھ میل جول ہی نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ﴾

''اگر یہ کوئی بچا کی جگہ یا کوئی غار یا کوئی بھی سر گھسانے کی جگہ پالیں تو ابھی اس طرف لگام توڑ کر الٹے پاؤں بھاگ چھوٹیں۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴﴾ (المنافقون: ٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور جب تو انھیں دیکھے تجھے ان کے جسم اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں تو تو ان کی بات پر کان لگائے گا، گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں، ہر بلند آواز کو اپنے خلاف گمان کرتے ہیں۔ یہی اصل دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہ۔ اللہ انھیں ہلاک کرے، کہاں بہکائے جا رہے ہیں۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لوگوں میں سے بہترین جسموں والے، اور زبان میں سب سے زیادہ چالاک اور بیان کرنے میں بڑے لطیف البیان اور دل کے لحاظ سے سب سے بزدل والے ہیں اور اعضاء و جوارح کے لحاظ سے سب سے کمزور ہیں۔ ان کی مثال اس گڑی ہوئی لکڑی کی ہے جس سے کوئی پھل حاصل نہیں ہوتا۔ جسے اس کی جگہ سے اکھیڑ دیا گیا ہو، اور اسے ایک دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا گیا ہو تاکہ چلنے والے اسے اپنے پاؤں تلے روند نہ ڈالیں۔“ [1]

١٦۔ بغیر عمل کے ثنا پسندی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸ ﴾ (آل عمران: ١٨٨)

”ان لوگوں کو ہرگز خیال نہ کر جو ان (کاموں) پر خوش ہوتے ہیں جو انھوں نے کیے اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف ان (کاموں) پر کی جائے جو انھوں نے نہیں کیے، پس تو انھیں عذاب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہرگز خیال نہ کر اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں

[1] مدارج السالکین: ١/ ٣٥٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین میں سے بعض ایسے تھے جو جب نبی اکرم ﷺ غزوہ کے لیے نکلے تو وہ پیچھے رہ گئے اور نبی رحمت ﷺ کے خلاف بیٹھ جانے سے خوش ہوئے جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے معذرت کی اور قسم اٹھائی اور انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی تعریف کی جائے اس کام پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیے تو آیت نازل ہوئی:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾﴾

''ان لوگوں کو ہرگز خیال نہ کر جو ان (کاموں) پر خوش ہوتے ہیں جو انھوں نے کیے اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف ان (کاموں) پر کی جائے جو انھوں نے نہیں کیے، پس تو انھیں عذاب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہرگز خیال نہ کر اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' ❶

۱۷۔ نیک اعمال میں عیب نکالنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾﴾ (التوبة : ٥٨)

''اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو تجھ پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں، پھر اگر انھیں ان میں سے دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انھیں ان میں سے نہ دیا جائے تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان منافقین میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو کہ صدقات کی تقسیم کے بارے میں؛ جب آپ انھیں تقسیم کرتے ہیں تو آپ پر عیب اور تہمتیں لگاتے

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا: (٤٥٦٧)۔ صحیح مسلم: ٢٧٧٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ حقیقت میں ان ہی لوگوں پر تہمت ہے۔اس کے باوجود وہ دین کا انکار نہیں کرتے مگر اپنے حصہ کا انکار کرتے ہیں [مال کا رونا روتے ہیں]۔اسی لیے فرمایا اگر انھیں زکوٰۃ کے مال میں سے دیا جائے تو:

﴿ رَضُوا وَإِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴾

''پھر اگر انھیں ان میں سے دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انھیں ان میں سے نہ دیا جائے تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾﴾ (التوبة : ٧٩)

''وہ لوگ جو صدقات میں خوش دلی سے حصہ لینے والے مومنوں پر طعن کرتے ہیں اور ان پر بھی جو اپنی محنت کے سوا کچھ نہیں پاتے، سو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے مذاق کیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا حالانکہ ہم بوجھ اٹھا کر مزدوری کیا کرتے تھے اور ابوعقیل نے نصف صاع صدقہ دیا اور کوئی دوسرا آدمی ان سے زیادہ لایا تو منافقین نے کہا بے شک اللہ اس صدقہ سے بے پرواہ ہے دوسرے نے تو صرف دکھاوے ہی کے لیے ایسا کیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾

''جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں۔''[1]

[1] صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب قوله الذين يلمزون...... : ٤٦٦٨ ـ صحيح مسلم : ١٠١٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی عیب جوئی اور الزام تراشی سے کوئی بھی انسان کسی بھی حال میں محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہاں تک کہ صدقہ کرنے والے بھی ان سے نہ بچ سکے۔ اگر ان میں سے کوئی بہت زیادہ مال لے کر آتا تو کہتے کہ یہ دکھلاوا کر رہا ہے، اور اگر کوئی تھوڑا مال لانے والا ہوتا تو کہتے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی اور بے نیاز ہے۔''[1]

۱۸۔ نچلے درجہ پر راضی رہنا:

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ ءَامِنُوا بِٱللَّهِ وَجَٰهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ ٱسْتَـْٔذَنَكَ أُولُوا ٱلطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ ٱلْقَٰعِدِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾

(التوبة : ٨٦)

''جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لا اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مندوں کا ایک طبقہ آپ کے پاس آ کر یہ کہہ کر رخصت لے لیتا ہے کہ ہمیں تو بیٹھے رہنے والوں میں ہی چھوڑ دیجئے۔''

اللہ تعالیٰ قدرت اور وسعت کے باوجود جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اور ان کی سزا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں کہ ''ہمیں چھوڑ دیجیے! تاکہ ہم پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہ جائیں، اور وہ اپنے لیے اس عار اور عورتوں کے ساتھ بیٹھے رہنے پر راضی ہو گئے۔ لشکر نکلنے کے بعد تو پیچھے رہ جانے والی عورتیں ہی تھیں، اور جب جنگ واقع ہو جائے تو یہ لوگوں میں سب سے زیادہ بزدل ثابت ہوتے ہیں اور امن کے حالات میں باتیں کرنے میں لوگوں میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ ایک دوسری آیت میں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَآءَ ٱلْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَٱلَّذِى يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ ٱلْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ ٱلْخَوْفُ

[1] تفسير القرآن العظيم: ٤/١٨٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ ﴾ (الأحزاب : ١٩)

''تمھارے بارے میں سخت بخیل ہیں، پس جب خوف آپہنچے تو تو انھیں دیکھے گا کہ تیری طرف ایسے دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گھومتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری کی جا رہی ہو، پھر جب خوف جاتا رہے تو تمھیں تیز زبانوں کے ساتھ تکلیف دیں گے۔''

یعنی امن کی حالت میں تو ان کی زبانوں سے بڑی بڑی باتیں سامنے آتی ہیں، مگر جب جنگ شروع ہوتی ہے تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر بزدل ثابت ہوتے ہیں۔'' [1]

۱۹۔ برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ ﴾ (التوبة : ٦٧)

''تمام منافق مرد اور عورت آپس میں ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے انھیں بھلا دیا، بے شک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں۔''

اللہ تعالیٰ منافقین کی حرکتوں کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی حالت مومنوں کی حالت کے برعکس ہے۔ اس لیے کہ مومن تو آپس میں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں جب کہ ان منافقین کی حالت یہ ہے کہ:

﴿ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ ﴾

''یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں۔''

[1] تفسیر القرآن العظیم: ١٨٤/٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دیا ہے، اور تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا، اور انھیں بھلا دیا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ''اور کہا جائے گا آج کے دن ہم تمھیں اس طرح بھلا دیں جس طرح تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ بے شک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں۔'' یعنی راہِ حق سے بھٹکے ہوئے اور گمراہی پر چلنے والے ہیں۔'' ❶

۲۰۔ جہاد سے نفرت اور پیچھے رہنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ ﴾ (التوبۃ: ۸۱)

''وہ لوگ جو پیچھے چھوڑ دیے گئے وہ اللہ کے رسول کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہو گئے اور انھوں نے ناپسند کیا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کریں اور انھوں نے کہا گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دے جہنم کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ سمجھتے ہوتے۔''

اللہ تعالیٰ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جانے پر خوش ہو رہے تھے، اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں نکل کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی جانوں اور اموال کے ساتھ جہاد کریں، اور یہ آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ سخت گرمی میں مت نکلو۔ اس لیے کہ غزوہ تبوک کے لیے رسول اللہ ﷺ بہت سخت گرمی کے موسم میں نکلے تھے۔ جب کہ اس وقت پھل تیار تھے اور درختوں کے سائے بہت ہی گھنے اور شان دار تھے۔ اسی لیے منافقین آپس میں کہنے

❶ تفسیر القرآن العظیم: ۱۷۳/۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے: ''گرمی میں نہ نکلو۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ فرما دیجیے کہ: ''ان لوگوں کے لیے [جو کہ جہاد سے جان بوجھ کر نفاق کی وجہ سے پیچھے رہے] جہنم کی آگ ہے جس میں ان کا انجام کار ہوگا۔ یہ آگ اس گرمی سے بہت ہی سخت گرم ہے جس گرمی سے تم بھاگتے ہو۔''❶

۲۱۔ رسوا کرنا اور افواہیں پھیلانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾﴾

(الاحزاب: ۱۲-۱۳)

''اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا دینے کے لیے وعدہ کیا تھا۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو! تمھارے لیے ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں، پس لوٹ چلو، اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا، کہتے تھے ہمارے گھر تو غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ کسی طرح غیر محفوظ نہیں، وہ بھاگنے کے سوا کچھ چاہتے ہی نہیں۔''

۲۲۔ مؤمنین سے پیچھے رہ جانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾﴾ (النساء: ۷۲)

❶ تفسیر القرآن العظیم: ۱۸۹/٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یقیناً تم میں بعض وہ بھی ہیں جو پس و پیش کرتے ہیں پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب کے سامنے منافقین کی یہ صفت بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَإِنَّ مِنكُمْ﴾ ''بے شک تم میں سے۔'' یعنی اے مؤمنو! وہ تمہاری گنتی میں سے، اور تمہاری قوم میں سے وہ لوگ ہیں جو کہ تم سے مشابہت اختیار کررہے ہیں اور ایسا ظاہر کررہے ہیں کہ وہ بھی تمہاری ملت میں سے ہیں، اور تمہاری دعوت کے حامل لوگ ہیں۔ حقیقت میں وہ پیچھے رہ جانے والے منافقین ہیں۔ تم میں سے جو کوئی ان کی پیروی کرے گا وہ اسے بھی تمہارے دشمن سے جہاد وقتال سے اس وقت روک دیں گے جب تم ان سے جنگ کے لیے نکل رہے ہو، اور اگر تمہیں کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے وقتی طور پر شکست ہو یا تمہارے لوگ قتل کردیے جائیں، یا دشمن کی طرف سے تمہیں زخم پہنچے تو یہ لوگ کہتے ہیں:

﴿قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا﴾

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔''

ورنہ مجھے بھی زخم یا تکلیف پہنچتی یا قتل کردیا جاتا۔ اس کا راز یہ ہے کہ اس کی تمہارے ساتھ دشمنی نے اسے تمہارے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے پیچھے رکھا ہے۔ اس لیے کہ اسے ان چیزوں کے بارے میں ابھی تک شک ہے جس اجر وثواب اور انعام کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں سے کررکھا ہے۔ اسے تو نہ ہی اللہ تعالیٰ سے کسی نیکی پر ثواب کی امید ہے اور نہ ہی کسی گناہ پر کسی سزا سے ڈرتا ہے۔''[1]

۲۳۔ جہاد سے پیچھے رہنے کے لیے اجازت طلب کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] جامع البیان: ۸/۵۳۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (التوبة : ٤٩)

''ان میں سے کوئی تو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے مجھے فتنے میں نہ ڈالیے، آگاہ رہو وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں: ''اے محمد (ﷺ)! ان منافقین میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو آپ سے کہتے ہیں کہ: ''ہمیں پیچھے بیٹھے رہنے کی اجازت دیجیے! اور ہمیں اپنے ساتھ جہاد میں شامل کر کے اہل روم کی عورتوں کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا نہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان باتوں کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا: ''آگاہ رہو! بے شک یہ لوگ پہلے سے ہی فتنہ میں مبتلا ہیں۔'' یعنی وہ اپنی ایسی باتوں کی وجہ سے فتنوں میں گر چکے ہیں۔'' [1]

۲۴۔ پیچھے رہنے کے لیے عذر گھڑنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (التوبة : ٩٤)

''تمھارے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے، کہہ دے عذر مت کرو، ہم ہرگز تمھارا یقین نہ کریں گے، بے شک اللہ ہمیں تمھاری کچھ خبریں بتا چکا ہے، اور عنقریب اللہ تمھارا عمل دیکھے گا اور اس کا رسول بھی، پھر تم ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کو جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمھیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو خبر دی ہے کہ جب وہ واپس مدینہ

[1] تفسیر القرآن العظیم : ١٦١/٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلٹیں گے تو منافقین ان کے پاس آ کر اپنے عذر پیش کریں گے۔ فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیجیے: ﴿قُل لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہیں سمجھیں گے۔'' ﴿قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ﴾ اللہ نے ہمیں تمہارے احوال کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے، اور فرمایا: ﴿وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾ ''اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے، یعنی تمہارے اعمال کو لوگوں کے اور تمام دنیا کے سامنے کر دیں گے، اور پھر اس کے بعد: ﴿ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ''پھر اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پر وہ تم کو بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اچھے اور برے اعمال کے متعلق تمہیں آگاہ کر دے گا اور پھر اسی کے مطابق تمہیں بدلہ بھی دے گا۔''[1]

۲۵۔ لوگوں کو حقیر جاننا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾﴾

(النساء: ۱۰۸)

''وہ لوگوں سے چھپاؤ کرتے ہیں اور اللہ سے چھپاؤ نہیں کرتے، حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو اس بات کا مشورہ کرتے ہیں جسے وہ پسند نہیں کرتا اور اللہ ہمیشہ اس کا جو وہ کرتے ہیں، احاطہ کرنے والا ہے۔''

اس آیت میں منافقین کا ردّ کیا جا رہا ہے جو کہ لوگوں سے اپنی برائیوں کو چھپاتے ہیں، تاکہ وہ لوگ ان پر انکار اور ردّ نہ کر سکیں اور اللہ کے سامنے اعلانیہ ایسا کرتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو ان کی پوشیدہ باتوں سے بھی آگاہ ہے اور ان چیزوں سے بھی آگاہ ہے جو کہ ان

[1] تفسیر القرآن العظیم: ۲۰۱/۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴾

"وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے ہوئے ہے۔" [1]

۲۶۔ مؤمنین کی تکلیف پر خوش ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۱۸ تا ۱۲۰)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمھیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔ بے شک ہم نے

[1] تفسیر القرآن العظیم: ۲/۴۰۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں، اگر تم سمجھتے ہو۔ دیکھو! تم وہ لوگ ہو کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے انگلیوں کی پوریں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ کہہ دے اپنے غصے میں مر جاؤ، بے شک اللہ سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگتی ہے اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بے شک اللہ، وہ جو کچھ کرتے ہیں، اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو منع کر رہے ہیں کہ وہ منافقین کو اپنے ہم راز نہ بنائیں جنہیں ان کی خفیہ باتوں کا علم ہو، اور دشمن کے متعلق پوشیدہ رازوں کو جان سکیں۔ منافقین سے جتنا ہوسکتا ہے وہ مومنوں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کرتے ہیں، اور ہر ممکن طریقہ سے انھیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان سے جتنی بھی دھوکا بازی اور مکر ممکن ہوسکتا ہے، وہ کر گزرتے ہیں، اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مومن تکلیف، مصیبت اور تنگی میں مبتلا ہوں۔''[1]

۲۷۔ امانت میں خیانت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ﴾ (التوبة : ۷۵، ۷٦)

''ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے مال

[1] تفسیر القرآن العظیم : ۲/۱۰٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا تو ہم ضرور صدقہ و خیرات کریں گے اور آپ کی طرح نیکو کاروں میں ہو جائیں گے۔لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا۔''

اللہ تعالیٰ اس چیز کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ منافقین میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد و میثاق کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے غنی کر دے تو وہ اپنے مال میں سے صدقہ کریں گے اور نیکو کار لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ مگر انہوں نے اپنی بات کو پورا نہیں کیا، اور نہ ہی اپنے دعویٰ کو سچ ثابت کیا۔ تو ان کے اس کرتوت کی سزا یہ ملی کہ نفاق نے ان کے دل میں روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دن تک کے لیے گھر کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔''[1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ ﴾ (البقرۃ: ۸)

''بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان لوگوں کا اصل سرمایہ دھوکا بازی اور مکاری ہے۔ جھوٹ اور دروغ گوئی ان کا سامان تجارت ہے، اور ان کی عقل اتنی ہی کام کرتی ہے کہ دونوں فریق ان سے راضی ہیں، اور وہ ان کے درمیان امن سے رہ رہے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ ﴾ (البقرۃ: ۹)

---

[1] تفسیر القرآن العظیم: ۸۳/۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔'' ❶

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بے ہودگی کرے۔'' ❷

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جنہیں علمائے کرام کی ایک جماعت نے مشکل احادیث میں شمار کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ خصلتیں کسی سچے مسلمان میں بھی پائی جاسکتی ہیں، جس کے ایمان میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں یہ تمام خصلتیں جمع تھیں۔ ایسے ہی بعض سلف یا علماء میں ان میں سے بعض یا تمام خصلتیں پائی جاتی تھیں۔ اس حدیث میں الحمد للہ کوئی اشکال نہیں پایا جاتا مگر علمائے کرام نے اس کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ تو جو بات محققین نے کہی ہے، اور اکثر لوگوں نے اسی کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ: ''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بے شک یہ خصلتیں منافقت کی خصلتیں ہیں، اور ان خصلتوں کا حامل انسان منافقین سے مشابہت رکھتا ہے، اور ان کے اخلاق سے متصف ہے۔ پس بے شک نفاق پوشیدہ بات کے خلاف ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ چیز ان خصلتوں کے حامل انسان میں پائی جاتی ہے۔ تو یہ نفاق

❶ مدارج السالکین : ١/٣٤٩۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق : ٣٤۔ صحیح مسلم : ٥٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس انسان کے حق میں ہوگا جس کے ساتھ یہ بات کرے گا اور وعدہ کرے گا، یا اس کے پاس امانت رکھے گا، یہ جس کے ساتھ جھگڑا ہوگا یا لوگوں میں سے جن کے ساتھ وعدہ کرے گا۔ (یعنی ان امور میں اس کے ہاں منافقت ہوگی)۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ انسان بالکل ہی منافق ہے، اور وہ اسلام کا صرف اظہار کررہا ہے اور منافقت کو چھپا رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے کہیں بھی ایسا منقول نہیں ہے کہ یہ انسان کفار کی طرح کے نفاق کا مرتکب ہے جو کہ ہمیشہ جہنم کے نچلے درجہ میں رہیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ "وہ خالص منافق ہوگا۔" اس کا معنی یہ ہے کہ ان خصائل کی وجہ سے اس کی منافقین سے مشابہت بہت سخت ہے۔ بعض علمائے کرام نے کہا ہے: "یہ اس انسان کے بارے میں ہے جس پر یہ خصلتیں غالب ہوں۔ رہ گیا وہ انسان جس سے نادر طور پر ایسی حرکات سرزد ہوتی ہوں، اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوتا، اس حدیث کے معنی میں یہی بات علماء کے ہاں راجح ہے۔" [1]

۲۸۔ نماز کے اوقات میں تاخیر کرنا:

سیّدنا علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر بصرہ میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں گئے وہ گھر مسجد کے ایک کونے میں تھا تو جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی تو ہم نے ان سے کہا کہ ہم ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں انہوں نے کہا: عصر کی نماز پڑھ لو تو ہم کھڑے ہوئے تو ہم نے نماز پڑھی جب ہم فارغ ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"یہ تو منافق کی نماز ہے کہ سورج کو بیٹھے دیکھتا رہتا ہے جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے تو کھڑا ہوکر چار ٹھونگیں مارنے لگ جاتا

---

[1] شرح النووی علی مسلم: ۲/۴٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت تھوڑا کرتا ہے۔'' ❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' نمازوں میں ان کے پہلے وقت سے تاخیر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو جاتا ہے۔ صبح کی نماز سورج کے چڑھ جانے کے بعد پڑھتے ہیں، عصر سورج غروب ہونے کے وقت پڑھتے ہیں۔ اور کوّے کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں۔ اس وقت تو یہ صرف بدن کی نماز یعنی ورزش رہ جاتی ہے، دل کی نماز نہیں ہوتی، اور اس نماز کو بھی لومڑی کی طرح جلدی جلدی بھاگم بھاگ میں صرف جان چھڑانے کی کوشش میں پورا کرتے ہیں۔'' ❷

۲۹۔ باجماعت نماز سے پیچھے رہ جانا:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ وہ کل اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان ساری نمازوں کی حفاظت کرے جب انھیں نماز کے لیے بلایا جائے یعنی جب اذان ہو جائے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے طریقے متعین کر دیے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں، اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا (منافق) اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے، اور اگر تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی آدمی نہیں جو وضو کرے پھر ان مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے، اس کا ایک درجہ بلند کرتا اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور ہم مشاہدہ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، استحباب التکبیر بالعصر: ٦٢٢.

❷ مدارج السالکین: ١/٣٥٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے کہ منافق کے سوا کوئی بھی نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ جس کا نفاق ظاہر ہو جاتا اور ایک آدمی جسے دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔''❶

علامہ شمنی فرماتے ہیں:

''یہاں پر منافق سے مراد وہ منافق نہیں ہے جو دل میں کفر کو چھپاتا ہے اور اسلام کا اظہار کرتا ہے۔ اس لیے کہ جو کفر چھپاتا ہے وہ کافر ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کلام کا آخری حصہ پہلے حصہ کے متناقض ہوتا۔''❷

۳۰۔ بے ہودگی اور زبان درازی:

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حیا اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔''❸

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کم گوئی سے مراد مختصر کلام کرنا ہے، اور فحش گوئی سے مراد بے ہودہ کلام کرنا ہے، اور زیادہ باتیں کرنا سے مراد کثرت کے ساتھ کلام کرنا ہے۔ یہ ان خطیبوں کی مثال ہے جو خطبہ دیتے ہیں اور اس میں بہت طوالت اختیار کرتے ہیں، اور اپنی فصاحت کا اظہار کرتے ہیں تا کہ لوگ ان کی تعریف کریں۔ یہ ایسا کام ہے جس پر اللہ راضی نہیں ہوتا۔''❹

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''من جملہ ان کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے جیسا کہ کھوٹا سکہ نقدی میں ہی شمار

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعة من سنن الهدى: ٦٥٤.

❷ عون المعبود: ١٧٩/٢۔ ❸ ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في العي: ٢٠٢٧.

❹ طريق الهجرتين: ٦٠٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے مگر بہت سارے لوگوں میں اس لیے چل جاتا ہے کہ وہ اس نقدی کی پہچان نہیں رکھتے۔ اس کو صرف ماہر آدمی ہی پہچان سکتا ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ لوگوں میں سے دین پر ان [منافقین] سے بڑھ کر کوئی بھی گروہ نقصان دہ نہیں ہے، اور بلاشبہ ایمان ان کے دل سے ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے معاملہ کو بہت کھول کر بیان کیا ہے اور ان لوگوں کے اوصاف واحوال واضح کیے ہیں، اور ان کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اس لیے کہ امت پر ان کی آزمائش اس وجہ سے بھی بہت سخت ہے کہ یہ لوگ ان کے درمیان میں رہتے ہیں۔ اس لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ان کی معرفت حاصل کی جائے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے، اور ان کی باتوں پر توجہ نہ دی جائے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے کتنے ہی اللہ کے بندوں پر راہ زنی کر کے انھیں راہِ حق سے بہکا دیا اور گمراہی کے راستے پر لگا دیا۔ انھیں بڑی بڑی امیدیں دلانے لگے، اور بڑے بڑے وعدے کیے۔ مگر ان کے وعدے صرف دھوکے کا ساز وسامان تھے، اور ان کی امیدیں ہلاکت اور بربادی کے وعدے تھے۔“ [1]

۳۱۔ گانے سننا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔“ [2]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بلاشبہ منافقت کی بنیاد یہ ہے کہ اس کا ظاہر باطن کی مخالفت کرے اور گانا گانے والا دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ یا تو وہ کھلم کھلا ایسے کرتا ہو تو وہ انسان فاجر ہے یا پھر وہ اپنے آپ کو عابد وزاہد ظاہر کرتے ہوں اور ساتھ ہی گناہ کے کام بھی چھپ چھپا کر کرتے ہوں تو پھر اس صورت میں منافق ہوں

[1] طریق الهجرتین: ۶۰۳. [2] شعب الإیمان: ۱۰/۲۲۳.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن میں اپنی رغبت ظاہر کرتا ہے، مگر اس کے دل میں شہوات اور وہ چیزیں ابال کھارہی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول ناپسند کرتے ہیں؛ جیسے موسیقی، گانے، گاجے باجے اور وہ چیزیں جو گانے کی طرف بلاتی ہوں اور اس پر برانگیختہ کرتی ہوں۔اس کا دل ان چیزوں سے معمور ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا اظہار کرتا ہو؛ تو یہ محض نفاق ہے اور ایسے ہی نفاق کی علامتوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرنا اور نماز کے لیے سستی کے ساتھ اٹھنا اور نماز ٹھونگیں مار کر ادا کرنا ہے۔آپ بہت کم لوگوں کو ایسے پائیں گے جو گانے کے فتنہ میں مبتلا ہوں اور ان کے اندر یہ صفات نہ پائی جائیں۔اور ایسے ہی نفاق کی اساس جھوٹ پر رکھی گئی ہے جب کہ گانا شعر و شاعری میں سب سے جھوٹی چیز ہے۔اس لیے کہ گانے برے کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے، اسے مزین کرتا ہے اور اسے اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اچھی چیز کو بُری بنا کر پیش کرتا ہے اور اس سے بے رغبتی اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔یہی چیز عین نفاق ہے، اور ایسے ہی دھوکا بازی، ملاوٹ اور مکر و فریب نفاق میں سے ہیں اور گانے کی بنیاد ان ہی چیزوں پر ہوتی ہے۔''[1]

نفاق سے بچاؤ

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو منافقین کی صفات سے بچانے کے لیے اچھی صفات سے متصف ہو، اور اعمال صالحہ بجالائے؛ ان اعمال میں سے چند ایک یہ ہیں:

ا۔ نماز کے لیے جلدی کرنا اور تکبیر اولیٰ پانا:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ خالص اللہ کی رضا کے لیے باجماعت

[1] اغاثة اللهفان : ۱/ ۲۵۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھی اس کی دو چیزوں سے براءت لکھ دی جاتی ہے جہنم سے برأت اور نفاق سے برأت۔'' ❶

جہنم سے برأت :......اس سے مراد نجات اور خلاصی ہے۔کہا جاتا ہے کہ فلاں نے قرض اور عیب سے براءت حاصل کر لی، یعنی نجات پالی۔

نفاق سے برأت:......علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ'' اس انسان کو دنیا میں منافقین کے عمل کرنے سے امان مل جاتی ہے اور اہل اخلاص کے سے عمل کرنے کی توفیق دی جاتی ہے، اور آخرت میں اس عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے جو عذاب منافقین کو ہوگا، اور اس کے لیے گواہی دی جاتی ہے کہ یہ انسان منافق نہیں ہے۔اس لیے کہ منافق جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر سستی چھائی ہوتی ہے، جب کہ اس کا عمل ان کے خلاف ہے۔مرقاۃ [شرح مشکوٰۃ] میں ایسے ہی لکھا ہے۔'' ❷

۲۔حسن خلق اور دین کی سمجھ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ .)) ❸

''دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو منافق میں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ۔''

حسن سمت :......اچھے اخلاق سے مراد یہ ہے کہ خیر و بھلائی کے طریقے تلاش کیے جائیں، اور اپنے آپ کو صالحین کے رنگ میں ڈھالا جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ

❶ ترمذی کتاب الصلاة، باب ما جاء فی فضل التكبيرة الأولیٰ: ۲۴۱؛ حسنه الألبانی رحمه الله۔

❷ تحفة الأحوذی: ۲/۴۰۔

❸ یہ حدیث غریب ہے؛ترمذی، كتاب العلم، باب فی فضل الفقه علی العبادة: ۲۶۸۴ صححه الألبانی رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری اور باطنی عیوب سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔"

۳۔صدقہ :

سیّدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا .)) ❶

"طہارت نصف ایمان کے برابر ہے اور الحمد لِلّٰہ میزان کو بھر دے گا اور سبحان اللّٰہ والحمد لِلّٰہ سے زمین وآسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے حجت ہوگا یا تیرے خلاف ہوگا ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے یا اسے ہلاک کرنے والا۔"

صدقہ صدقہ دینے والے کے ایمان پر حجت ہے منافق صدقہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہ وہ صدقہ پر عقیدہ وایمان ہی نہیں رکھتا۔ جو کوئی صدقہ کرتا ہے، اس کے صدقہ کرنے سے اس کے ایمان کے سچا ہونے پر دلیل لی جاسکتی ہے۔" ❷

۴۔ قیام اللیل :

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بہت ہی کم ایسا ہوگا کہ منافق رات کو [نماز کے لیے] بیدار ہو۔" ❸

اس لیے کہ منافق اس وقت نیک اعمال میں اپنی سرگرمی دکھاتا ہے جب لوگ اسے

❶ صحيح مسلم ، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء : ۲۲۳.

❷ شرح النووی علی مسلم : ۱۰۱/۳.   ❸ حلية الأولياء : ۳۳۸/۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ رہے ہوں۔ جب وہ اکیلا ہوتا ہے تو نیکی کے کام میں چستی دکھانے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ جب انسان رات کو بیدار ہو کر اللہ کے سامنے سربسجود ہوتا ہے تو یہ قیام اس انسان کے نفاق سے محفوظ ہونے اور سچے ایمان کی دلیل ہے۔"

۵۔ جہاد فی سبیل اللہ:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کی موت (اس حال میں) واقع ہوگئی اور اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی تمنا ہوئی تو وہ نفاق کے شبہ پر مرا۔" ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو ایسے کرتا ہے تو وہ اس وصف میں جہاد سے پیچھے رہ جانے میں منافقین کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ بلاشبہ جہاد کا ترک کرنا نفاق کے شعبوں میں سے ایک ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جس انسان نے نماز پڑھنے کی نیت کی مگر نماز پڑھنے سے پہلے مر گیا، تو اس پر کوئی مذمت نہیں ہوگی۔ بخلاف اس آدمی کے جس نے نماز کی نیت ہی نہیں کی تھی اور مر گیا۔"

۶۔ ذکر الٰہی کی کثرت:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بے شک کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے امان ہے۔ اس لیے کہ منافقین اللہ تعالیٰ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔ ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝١٤٢﴾ (النساء: ١٤٢)

"اور یاد الٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔"

سیّدنا کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح مسلم كتاب الامارة، باب ذم من مات ولم يغز............: ١٩١٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو کوئی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اسے نفاق سے برأت مل جاتی ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورت منافقین کو اپنے اس فرمان پر ختم کیا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٩﴾ ﴾

(المنافقون : ۹)

''مسلمانو ایسا نہ ہو تمھارے مال اور اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل بنا دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے پس وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

اس آیت میں منافقین کے فتنہ سے ڈرایا جا رہا ہے جو کہ اللہ کی یاد سے غافل ہوئے اور نفاق کا شکار ہو گئے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے خوارج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ: ''کیا وہ منافق ہیں؟ تو فرمایا: ''منافقین اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں،،۔ یہ نفاق کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کیا جائے۔اپنے آپ کو نفاق سے مامون سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کرنے والے دل کو یہ عزت دی ہے کہ اسے نفاق سے محفوظ کر دیا ہے۔ نفاق تو صرف ان دلوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتے ہیں۔''[1]

۷۔دعا:

سیّدنا جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حمص میں سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ اپنی مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب تشہد کے لیے بیٹھے تو نفاق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا:

''اے ابو درداء! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ؛ آپ اور نفاق؟ آپ نے فرمایا: اے اللہ معاف کر دے۔ تین بار ایسے فرمایا۔ کون ہے جو آزمائش سے مامون رہ

[1] الوابل الصیب : ۱۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے؟ کون ہے جو آزمائش سے مامون رہ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم! انسان کو ایک گھڑی میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور وہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے۔'' ❶

۸۔ انصار سے محبت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''منافق کی علامت انصار سے بغض ہے اور ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے۔'' ❷

۹۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔'' ❸

منافقین کے بارے میں مسلمانوں کا موقف

منافقین کے ساتھ نرمی سے پیش آنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ان کی سازشوں اور خطرے کو معمولی سمجھنا جائز نہیں ہے۔ آج کے دور کے منافقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین سے زیادہ خطرناک ہیں۔

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آج کے منافقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین سے زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے جب کہ آج کے منافقین اعلانیہ نفاق کے

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ٦/٣٨٢۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الايمان، باب علامة الايمان حب الانصار: ١٧۔ صحيح مسلم: ٧٤.

❸ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على ان حب الانصار: ٧٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتکب ہیں۔'' ❶

منافقین کے بارے میں مسلمانوں کا مؤقف یوں ہونا چاہیے:

ا۔ان کی پیروی سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ﴾ (الأحزاب: ١)

''اے پیغمبر اللہ سے ڈریے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مانئے ؛ بے شک اللہ (سب کچھ) جانتا ہے اور حکمت والا ہے۔''

علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے بیان کیا ہے کہ اے نبی ! اللہ سے ڈریں ، اس کی اطاعت اختیار کریں اور اس کے فرائض اور اپنے اوپر واجبات کو ادا کریں ، اور حرام چیزوں سے اور اس کی حدود کو پامال کرنے سے بچ کر رہیں اور کافروں کی اطاعت نہ کریں۔ وہ کافر جو کہتے ہیں کہ اپنے ماننے والے کمزور اہل ایمان کو اپنی مجلس سے دور کردیں تاکہ ہم آپ کے پاس بیٹھ سکیں، اور نہ ہی منافقین کی بات مانیں جو آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آپ کے لیے خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں ، مگر وہ نہ ہی آپ کا نہ آپ کے دین کا اور نہ ہی آپ کے اصحاب کا ذرا بھر لحاظ کرتے ہیں۔ آپ ان کی رائے ہرگز قبول نہ کریں، اور نہ ہی خیر خواہی کی طلب میں کبھی ان سے مشورہ کریں۔ بلاشبہ یہ لوگ آپ کے پکے دشمن ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس چیز کا علم ہے جو کچھ یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں۔ حقیقت میں ان کا قصد و ارادہ اس چیز کا ہرگز نہیں ہوتا جو آپ کے لیے خیر خواہی ظاہر کرتے ہیں۔

❶ صحیح بخاری ، کتاب الفتن، باب اذا قال عند قوم شيئًا : ٧١١٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے: وہ آپ کے معاملات کی تدبیر میں آپ کے دین اور آپ کے صحابہ کرام کے بارے میں بہت ہی حکیم ہے، اور ان کے علاوہ بھی کائنات کی جتنی بھی تدابیر ہیں ان میں اس کی حکمت ظاہر ہے۔''[1]

۲۔ منافقین سے روگردانی، ان کو ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ نصیحت:

[اس کے ساتھ ہی منافقین کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے انھیں نصیحت بھی کرنی چاہیے]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣٨﴾ ﴾ (النساء: ۱۳۸)

''منافقین کو یہ امر پہنچا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ ﴾ (النساء: ۶۳)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کا بھید اللہ تعالیٰ پر بخوبی روشن ہے آپ ان سے چشم پوشی کیجئے، انھیں نصیحت کرتے رہیے اور انھیں وہ بات کہیے جو ان کے دلوں میں گھر کرنے والی ہو۔''

اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں: ﴿ اُولٰٓئِكَ ﴾ اے محمد ﷺ! یہ منافقین جن کی صفات میں نے تیرے کے سامنے بیان کی ہیں؛ ﴿ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، اسے جانتا ہے۔ کہ وہ اپنے فیصلے طاغوت سے کرواتے ہیں، اور آپ کے پاس فیصلہ کروانے کے لیے نہیں آتے؛ اور لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں؛ یہ ان کے دلوں میں نفاق اور کجی کے باعث ہے۔ اگرچہ وہ قسمیں ہی کیوں نہ اٹھاتے پھریں کہ ہم نے تو صرف بھلائی اور توفیق کا ارادہ کیا تھا۔ [اس لیے اے پیغمبر] ﴿ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ ﴾ ان سے منہ موڑ لیجیے، اور انھیں نصیحت

[1] جامع البیان: ۲۰/۲۰۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجیے۔ انھیں چھوڑ دیجیے؛ اور انھیں جسمانی تکلیف نہ دیجے۔ مگر انھیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرائیے، اور اس سے ڈرائیں کہ کہیں ان کے گھروں میں کوئی عذاب یا عقوبت نازل ہو جائے، اور انھیں ان کے دلوں میں موجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں شک سے ڈرائیں، اور [فرمایا]: ﴿وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا﴾ اور انھیں اللہ تعالیٰ سے تقوی اختیار کرنے؛ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اس کے وعدہ و وعید پر ایمان لانے کا حکم دیجیے۔''❶

۳۔ ان کی طرف سے جھگڑا یا ان کا دفاع نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۟ۙ﴾ (النساء: ۱۰۷)

''اور ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں، یقیناً دغا باز گناہ گار اللہ تعالیٰ کو اچھا نہیں لگتا۔''

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ: ﴿وَ لَا تُجَادِلْ﴾ (اے محمد ﷺ!) اور جھگڑا نہ کیجیے۔ ان لوگوں کی طرف سے جو کہ: ﴿عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ﴾ اپنے نفسوں میں خیانت کرتے ہیں اور اپنی خیانت کی وجہ سے انھیں بھی خائین بناتے ہیں اور اموال میں خیانت کرتے ہیں یہ بنوابیرق کے لوگ تھے۔ فرمایا جارہا ہے کہ جو لوگ اپنے حقوق کا مطالبہ کررہے ہیں ان کی طرف سے جھگڑا نہ کیجیے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ خواہ یہ خیانت مال میں ہو یا کسی اور گناہ کا ارتکاب کرنے میں، جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کردیا ہے۔''❷

۴۔ ان سے دوستی رکھنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❶ جامع البیان: ۸/۵۱۵۔ ❷ جامع البیان: ۹/ ۱۹۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْـَٔايَٰتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾﴾

(آل عمران: ۱۱۸)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمھیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔ بے شک ہم نے تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں، اگر تم سمجھتے ہو۔''

یہ آیت مسلمانوں میں سے کچھ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو کہ اپنے یہودی اور اہل نفاق حلفاء سے میل جول رکھتے تھے۔ ان کے درمیان دور جاہلیت کے بعض اسباب کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت و اخلاص کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس چیز سے منع کر دیا، کہ وہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں یا کسی چیز کے بارے میں ان سے کوئی خیر خواہی کی امید رکھیں۔'' [1]

۵۔ ان کے ساتھ جہاد اور ان پر سختی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾﴾ (التوبة: ۷۳)

''اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو، اور ان پر سخت ہو جاؤ، ان کی اصلی جگہ دوزخ ہے جو نہایت بدترین جگہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! اسلحہ اور تلوار کے ساتھ کفار سے جہاد کیجیے۔ اور

[1] جامع البیان: ۷/۱٤۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین کے ساتھ۔

اہل علم اس کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے کہ منافقین کے ساتھ اس جہاد کی صفت وطریقہ کار کیا ہونا چاہیے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دیا ہے؟

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اور زبان اور ہر ممکن چیز کے ساتھ ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہی قول سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد وقتال اور ان پر رعب ڈال کر ان پر سختی کیجیے۔

۶۔ ان کی تحقیر اور ان کی جماعت میں اضافہ نہ کرنا:

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''منافق کو ''سردار'' نہ کہو۔ کیونکہ اگر وہ سردار ہو تو بے شک تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔'' ❶

۷۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا وَهُمْ فَٰسِقُونَ ﴿٨٤﴾﴾ (التوبة : ٨٤)

''اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا کبھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا بیٹا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اپنا کرتہ اس کے کفن کے لیے دے دیجیے۔ آپ نے دے دیا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ آپ ان کی نماز جنازہ بھی پڑھا دیجیے۔ آپ

❶ ابو داؤد، کتاب الادب، باب لا یقول المملوك ربي و ربتي : ٤٩٧٧ صححه الألباني رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے چلنے کا ارادہ کیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ منافق کی نماز پڑھا رہے ہیں اور دعائے مغفرت فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو اس سے منع فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اختیار دیا ہے کہ میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں یا نہ کروں اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ﴾ (التوبة : ٨٠)

''ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر۔ اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔''

لہٰذا میں اس کے لیے ستر بار سے زیادہ مغفرت چاہوں گا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ تو منافق ہے اور آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ ﴾

''یعنی اے رسول! ان منافقوں سے جو بھی مرے اس کی نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر جاؤ۔''

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنا ترک کر دی۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب لبس القمیص : ٥٧٩٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

گزشتہ صفحات میں جو کچھ بیان گزرا ہے، اس سے نفاق کا ظاہر ہوگیا ہے۔ یہ ایک ایسا عاجز کرنے والا مرض ہے اور صفت مذموم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان صفات سے متصف شخص کو خائن اور غدار، جھوٹے اور فاجر سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے کہ منافق اس چیز کے خلاف ظاہر کرتا ہے جو اس کے دل میں پوشیدہ ہے۔

وہ سچا ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ وہ امانت کا دعوے دار ہوتا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ وہ اصل میں خائن ہے۔ وہ وعدہ کی پاس داری کا دعویدار ہے، مگر وہ جانتا ہے کہ وہ غدار ہے، کسی عہد و پیمان کا خیال نہیں کرتا۔ وہ اپنے فریق مخالف پر طرح طرح کے الزام دھرتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ان الزام تراشیوں میں فاجر ہے۔

اس کے سارے اخلاقیات کی بنیاد ہی تدلیس اور دھوکا بازی پر مبنی ہوتی ہے۔ جس انسان کے اندر ایسی صفات پائی جائیں اس کے بارے میں نفاق اکبر میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علمی نفاق اگرچہ ایسا گناہ ہے جس کا مرتکب ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا، مگر یہ خدشہ ضرور رہتا ہے کہ جب یہ نفاق دل میں جڑ پکڑ لے تو اس انسان کو مستقل دھوکے باز اور حیلہ ساز نہ بنادے، اور معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ اس انسان کے دل سے ایمان نکال دیا جائے، اور اس کے بدلے میں دل میں کفر و نفاق کو بھر دیا جائے۔ جو کہ اس کے ان ہی گناہوں کی سزا ہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کے فساد کی اصلاح فرما دے، اور ہمیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دو قسم کے سوالات رکھے جا رہے ہیں۔ پہلی قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب فوراً دیا جاسکتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ نفاق کی لغوی اور شرعی تعریف کیجیے؟

۲۔ نفاق کی کتنی اقسام ہیں؟

۳۔ نفاق اعتقادی اور نفاق عملی کے درمیان کیا فرق ہے؟

۴۔ منافقین کی خاص صفات اور نشانیاں ہیں، ان میں سے زیادہ نمایاں کونسی ہیں؟

۵۔ مسلمان اپنے نفس کو نفاق سے کیسے بچا سکتا ہے؟

۶۔ منافقین کے بارے میں شرعی موقف کیا ہے؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ اصلی نفاق اور عارضی نفاق میں کیا فرق ہے؟

۲۔ مدینہ میں نفاق کا ظہور کیوں ہوا جب کہ مکہ میں اس کا ظہور نہیں ہوا۔

۳۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے'' اس کی وضاحت کریں؟

۴۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علمائے کرام نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں شمار کیا ہے کہ ''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ایک بات نفاق کی ہے، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بے ہودگی بکے۔''

تو پھر اس حدیث کا صحیح معنی کیا ہے؟

۵۔ بعض ان سورتوں کے نام لیں جن میں منافقین اور نفاق کے بارے میں بیان ہوا ہے؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسدات القلوب

غفلت کی ہلاکت

نفاق

عشق

عیش پرستی

تکبر

غفلت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

اس میں کوئی شک نہیں کہ غفلت ایک ہلاکت خیز بیماری ہے، جب یہ بیماری کسی پر مسلط ہو جاتی ہے تو وہ دونوں جہانوں میں خسارہ اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹ ﴾ (الحشر: ١٩)

''اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انھیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔''

غفلت کیا ہے؟ اور غفلت کے بارے میں شرعی موقف کیا ہے؟ غفلت کی انواع و اقسام کتنی ہیں؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟

ان سوالوں کے جواب آپ آنے والے سطروں میں ملاحظہ کر سکیں گے، اور میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح کی مدد کی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں غفلت سے بیدار کر دے اور ہمارے گناہ معاف فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محمد صالح المنجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غفلت کی تعریف

غفلت: ......لغت میں " غفل يغفل غفلةً و غفولاً "کا مصدر ہے۔ابن فارس کہتے ہیں: ''غین ، فاء ،اور لام اصل صحیح ہیں۔ جو کہ کسی چیز کو بھول کر ترک کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔اور بسا اوقات ایسا عمداً بھی ہوتا ہے۔'' ❶

علامہ فیومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غفلت: انسانی فکر سے کسی چیز کے غائب ہوجانے اور اس کے یاد نہ آنے کا نام ہے۔کبھی کبھار اس کا استعمال اس چیز کے متعلق ہوتا ہے جسے سستی کی وجہ سے ترک کیا جائے ، یا اس سے منہ موڑ لیا جائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ (الأنبياء : ١)

''وہ بے خبری میں منہ پھیرے ہوئے ہیں'' ❷

اصطلاحی تعریف: ......اس چیز کے شعور کے مفقود ہوجانا جو اس بات کی مستحق ہے کہ اس کا احساس وشعور کیا جائے۔'' ❸

علامہ راغب اصفہانی نے اس کی تعریف یہ کی ہے:

''[غفلت] اس سہو کا نام ہے جو کہ انسان پر کم یاد رکھنے یا عدم بیداری کی وجہ سے پیش آتا ہے۔'' ❹

علامہ جرجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

❶ معجم مقاييس اللغة : ٤/ ٣١١ ـ مادة : غفل۔

❷ المصباح المنير : ٢/٤٤٩۔

❸ فيض القدير : ١/٢٦٢۔

❹ مفردات غريب القرآن : ٢/١٥٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''غفلت: نفس کو خواہشات کے پیچھے لگائے رکھنے کا نام ہے۔''❶

غفلت کے بارے میں شرعی موقف

اللہ تعالیٰ نے مذمت کی غفلت فرمائی ہے، اور غافلین کے انجام سے ڈرایا ہے اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو خبردار کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے یا ان کے ساتھ نہ ہو جانا جو غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ﴾ (الأعراف : ۲۰۵)

''اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی سے اور خوف سے اور بلند آواز کے بغیر الفاظ سے صبح و شام یاد کر اور غافلوں سے نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ غافلین کی صحبت اختیار کرنے سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ ﴾ (الكهف : ۲۸)

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھ جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہو اور اس شخص کا کہنا مت مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام ہمیشہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان بہت سارے لوگوں کی مذمت غفلت کی وجہ سے کی ہے، اللہ تعالیٰ

❶ التعریفات : ۲۰۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

﴿ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ﴾ (الروم: ۷)

''وہ تو (صرف) دنیاوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہیں۔

حقیقت میں کافر لوگ ہی اہل غفلت میں سے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ۱۰۶ تا ۱۰۸)

''جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔''

ہلاکت ہو ہر قسم کی ہلاکت ہو اس انسان کے لیے جو کہ غافل رہا یہاں تک کہ اس کا کام تمام ہو گیا اور وہ گھاٹا پانے والوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِيَ الۡاَمۡرُ ۘ وَ هُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ وَّ هُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ﴾ (مریم : ۳۹)

''تو انھیں اس رنج و افسوس کے دن کا ڈر سنا دے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت اور بے ایمانی میں ہی رہ جائیں گے۔''

یہ آیات نبی کریم ﷺ نے تلاوت فرمائیں، جب آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے موت کے ذبح کیے جانے کا تذکرہ فرمایا، سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنتیوں سے کہا جائے گا کہ دیکھو کہ تم اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے اس کو سب نے اپنی اپنی موت کے وقت دیکھا تھا اس کے بعد دوزخیوں سے کہا جائے گا دیکھو! کیا تم اسے پہچانتے ہو، سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے اس کو سب نے اپنی اپنی موت کے وقت دیکھا تھا اس کے بعد پھر اس کو ذبح کر دیا جائے گا اور جنتیوں سے کہا جائے گا کہ بے فکر ہو کر جنت میں رہو تم کو اب کبھی موت نہ آئے گی اور اسی طرح دوزخ والوں سے کہا جائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

﴿ وَ اَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِيَ الۡاَمۡرُ ۘ وَ هُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ وَّ هُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ﴾ (مریم : ۳۹)

''تو انھیں اس رنج و افسوس کے دن کا ڈر سنا دے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت اور ایمان نہیں لائیں گے۔'' اور اپنے ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ فرمایا۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله عزوجل، وانذرھم یوم الحسرۃ : ۴۷۳۰۔ صحیح مسلم : ۲۸۴۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غفلت کی اقسام

غفلت کی دو قسمیں ہیں:

☆محمود غفلت ☆مذموم غفلت

محمود غفلت:

یہ غفلت گناہوں اور برائیوں سے اور ہر اس چیز سے غفلت ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند نہ کرتے ہوں۔ یہی وہ غفلت ہے جس سے متصف خواتین کو اللہ تعالیٰ نے پاک دامن عورتوں کے خطاب سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (النور: ٢٣)

”جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔“

یہاں پر آیت میں غافلات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو فحاشی کے کاموں سے دور رہتی ہیں۔ ایسی چیزیں ان کے خیال میں بھی نہیں کھٹکتیں، اور نہ ہی ان کے ذہن اس طرف جاتے ہیں۔

مذموم غفلت:

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی اطاعت، اور آخرت کے گھر، حساب اور جزاء سے غفلت ہے۔ اسی غفلت کے بارے میں ہم بات کرنا چاہتے ہیں۔

مذموم غفلت کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے خلقت کی اکثریت کو غفلت کی صفت سے متصف بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ①﴾ (الأنبياء: ۱)

''لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا پھر بھی وہ بے خبری میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔''

مذموم غفلت کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم:.......غفلتِ عارضہ:

لوگوں میں سے نیکو کار اور صالحین کے لیے بھی کبھی کبھی غفلت پیش آتی ہے، مگر ان صالحین کی غفلت بہت ہی کم اور جلدی ختم ہونے والی ہوتی ہے، اور وہ بہت جلد ہی اس غفلت سے چوکنے ہو جاتے ہیں، اور وہ جزاء و حساب کو یاد کرنے لگتے ہیں، اور اس غفلت سے توبہ کرنے لگتے ہیں، اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾﴾ (الأعراف: ۲۰۱)

''یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آ جاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

دوسری قسم:.......متکرر غفلت:

غفلت کی وہ قسم ہے جس میں مسلمانوں میں سے گناہ گار اور فاسق لوگ گناہ کی حالت میں زندگیاں گزار رہے ہیں۔ خواہ ان کے گناہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ دیکھیں گے کہ کبھی تو وہ غفلت کو شکار ہوتے ہیں اور کبھی اس سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ کبھی ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو بھی بھول جاتے ہیں، اور پھر دوسرے ہی لمحے ان کی حالت بدلتی ہے، اور وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو ہر وقت یاد دلاتے رہنا چاہیے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ صراط مستقیم؛ سیدھے راستہ پر چلنے لگ جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری قسم:......غفلت تامہ:

یہ غفلت کی وہ قسم ہے جس میں کفار لوگ اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے دن سے پوری طرح غافل ہیں۔ گویا کہ یہ لوگ حیوانات ہیں، نہ ہی انھیں اس چیز کا علم ہے کہ انھیں کیوں پیدا کیا گیا، اور نہ ہی وہ یہ بات جانتے ہیں کہ وہ زندگی کس لیے گزار رہے ہیں؟ ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲﴾ (محمد : ۱۲)

''اور جو لوگ کافر ہوئے وہ (دنیا ہی کا) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں، ان کا اصل ٹھکانا جہنم ہے۔''

بلکہ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگ غفلت میں گویا کہ نشہ کی حالت میں ہیں۔ جنہیں اپنے گرد ونواح کا کوئی خیال ہی نہیں، اور نہ ہی انھیں اس بات کا کچھ احساس وسمجھ ہے کہ ان سے کیا کہا جارہا ہے [اور وہ خود کیا کہہ رہے ہیں]۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝۷۲﴾ (الحجر : ۷۲)

''آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے۔''

ان کفار کو اسلام کی طرف دعوت دے کر اور ملت اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کر کے غفلت سے نکالا جاسکتا ہے۔

غفلت کے اسباب

ا۔ راحتِ بدن کی تلاش:

بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو دن ورات کا اکثر حصہ اپنے جسم کو آرام پہنچانے میں گزار دیتے ہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ وہ جس راحت کی تلاش میں ہیں یہی تو اصل میں تھکاوٹ اور خسارے کا سبب ہے۔ بے شک حقیقی راحت تو اپنے نفس کو ایمانی فضائل میں تھکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے میں اور اعلی اسلامی اخلاقیات میں ہے۔شاعر کہتا ہے:

يَا مُتْعِبَ الْجِسْمِ كَمْ تَسْعٰى لِرَاحَتِهٖ
أَتْعَبْتَ جِسمَكَ فِيمَا فِيْهِ خُسْرَانٌ
أَقْبِلْ عَلَى الرُّوْحِ فَاسْتَكْمِلْ فَضَائِلَهَا
فَأَنْتَ بِالرُّوْحِ لَا بِالْجِسْمِ إِنْسَانٌ

''اے جسم کے خادم! تو اس کی راحت کے لیے کتنی کوششیں کرے گا؟ اور تو نے ایسی چیز اپنے جسم کو تھکا دیا جس میں صرف نقصان ہے۔تم روح کی طرف متوجہ ہواور اپنے نفس کے فضائل مکمل کرو، کیونکہ تم روح کی وجہ سے انسان ہو نہ کہ جسم کی وجہ سے۔''

۲۔دنیاوی لذات کی حرص:

بے شک لذتیں اور فوائد پانے کے لیے حرص کرنا اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے غفلت کے اسباب میں سے ایک ہے۔اسی وجہ سے تو واجبات ضائع ہوتے ہیں ، اور حرام کاری کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔شاعر کہتا ہے:

نَهَارُكَ يَا مَغْرُوْرُ سَهْوٌ وَغَفْلَةٌ
وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَالرَّدٰى لَكَ لَازِمُ
وَتَتْعَبُ فِيْمَا سَوْفَ تَكْرَهُ غِبَّهٗ
كَذَالِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيْشُ الْبَهَائِمُ

''اے دھوکا کھائے ہوئے انسان! تیرا دن غفلت اور نسیان میں گزرتا ہے، اور تیری راتیں چادر لے کر لمبی تان کر سو جانے میں گزرتی ہیں، اور تو ایسی چیزوں میں تنگ ہو رہا ہے کہ عن قریب جن کا نہ ہونا تجھے ناپسند گزرے گا۔ دنیا میں چوپائے ایسے ہی زندگیاں گزارتے ہیں۔''

اس قسم کے لوگ انواع و اقسام کی دنیاوی لذتوں کے حصول کے لیے بڑے حریص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، اور ان میں سے جتنا ہوسکتا ہے، حاصل کر کے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی ملاقات سے غافل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ گناہ کا شعور ختم ہونا:

بہت سارے اہل غفلت گناہ گاروں کے ہاں گناہ کا شعور بھی مر چکا ہوتا ہے، اور انھیں کوتاہی کا احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ ان میں سے تو بعض یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ وہ بہت بڑی خیر پر قائم ہیں، یہاں تک کہ اچانک ان کے حساب و کتاب کا وقت آ جاتا ہے اور اس وقت یہ لوگ اپنی غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے:

أَمَا وَاللّٰهِ! لَوْ عَلِمَ الْاَنَامُ لِمَا
خُلِقُوْا ، لِمَا غَفِلُوْا وَمَا نَامُوْا
لَقَدْ خُلِقُوْا لِمَا لَوْ أَبْصَرَتْهُ
عُيُوْنُ قُلُوْبِهِمْ تَاهُوْا وَهَامُوْا
مَمَاتٌ ثُمَّ قَبْرٌ ثُمَّ حَشْرٌ
وَتَوْبِيْخٌ وَأَهْوَالٌ عِظَامُ

"ہاں اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ انھیں کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تو وہ نہ ہی غافل ہوتے اور نہ ہی سوتے۔ یقیناً انھیں ایسے عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ اگر ان کے دل کی آنکھیں اس کو دیکھ لیں تو وہ اس مقصد کو پانے کے لیے بیدار ہو جائیں اور سرگرداں و پیہم جدو جہد رہیں۔ ہاں! موت ہے، اور اس کے بعد قبر ہے اور اس کے بعد حشر ہے، اور زجر و توبیخ ہے، اور اس کے بعد بہت ہی خطرناک احوال ہیں۔"

۴۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی:

خواہشات نفس کی پیروی اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے غافل کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝﴾ (النازعات : ٤٠، ٤١)

''ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خواہشات نفس کی پیروی کو حق بات کی ضد قرار دیا ہے، اور اسے اس کے الٹ میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝﴾ (ص : ٢٦)

''اے داد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے غفلت کی راہ پر چل رہے ہیں۔ انسان سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرے تاکہ اس کا شمار اہل غفلت میں سے نہ ہو۔

۵۔ کام کاج اور رزق کی تلاش:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسان کام کاج اور تجارت کرنے پر مامور ہے تاکہ وہ اپنے نفس کی، اپنے اہل خانہ اور دوسرے ان لوگوں کی جن کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر ہے، نگہداشت و پرداخت (دیکھ بھال اور خدمت) کر سکے۔

لیکن یہ بات کلی طور پر غلط ہے کہ انسان کے اعمال و تجارت اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آخرت کے گھر سے غفلت کے اسباب میں سے ایک سبب ہو جائے، اور انسان کی سوچ و فکر اور واحد ہدف اس کا کام وتجارت ہوں۔

سچے مومنین کی صفات میں سے ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کی ہے کہ ان کی تجارت اور کام کاج انھیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ﴾ (النور: ٣٦ تا ٣٧)

”ان گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے، اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان میں صبح و شام۔ وہ مرد جنھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ کوئی خرید و فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔“

٦۔ کھیل تماشے:

یہ غفلت کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے بعض قسم کے ان کھیلوں میں ڈوب جانے سے منع فرمایا تھا جو اس دور میں موجود تھے، اور فرمایا تھا کہ یہ غفلت کے اسباب میں سے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جنگل میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا، اور جو شکار ہی کے پیچھے رہے گا وہ (دین کے کاموں سے) غافل ہو جائے گا اور جو شخص بادشاہ کے پاس آمد و رفت رکھے گا وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا۔“ [1]

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصید، باب فی اتباع الصید: ٢٨٥٩۔ صححه الألباني رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ اس شخص پر محمول ہوگا جو اس پر ہمیشگی اختیار کرے؛ یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ باقی دینی اور دنیاوی مصلحتوں سے مشغول ہو جائے۔''❶

جو کوئی اس قسم کے کھیلوں میں مصروف ہو جائے اور یہی چیزیں اس کا مشغلہ اور فکر بن کر رہ جائیں، تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا دل غافل ہو جائے گا۔ وہ نماز کو بھی بھول جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی فرمانبرداری کو بھی؛ اور جماعت کے اہتمام کو بھی؛ اور اس طرح باقی مصلحتیں بھی طاق نسیان کی نظر ہو جائیں گی۔

جب صرف شکار کے پیچھے لگے رہنا انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے؛ حالانکہ شکار کرنے میں کئی ایک بدنی فوائد ہیں جن سے جسم کی نشو ونما ہوتی ہے اور اسے قوت ملتی ہے، اور اس سے دشمن کے خلاف جہاد کی تیاری میں بھی مدد ملتی ہے۔تم پھر الیکٹرونک کھیلوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہوگا؟

ہمارے اس دور میں الیکٹرونک گیمز غفلت کے بڑے اسباب میں سے ہیں۔ اس لیے کہ یہ غافل کرنے والی بڑی چیزوں میں ایک ہیں۔ ان گیمز کے ایجاد کرنے کا ایک بڑا مقصد ہی یہ تھا کہ انسان ایک لمبا عرصہ تک بے پروائی اور غفلت کی زندگی گزار سکے۔

ان ہی الیکٹرونک گیمز کی وجہ سے گھنٹوں سے وقت ضائع ہوتا ہے، اور زندگی کا بہت بڑا نقصان کیا جاتا ہے۔

کھیلوں کی بڑی بڑی کمپنیاں اس میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔ تاکہ مارکیٹوں میں ہر جگہ ان کے بنائے ہوئے اسباب کھیل وتماشا ہی نظر آئیں۔ ان کھیلوں کی اصل طبیعت ونوعیت کیا ہے؟ اور ہماری اولادوں اور ہمارے نوجوانوں کی زندگیوں کا کتنا بڑا وقت ان کھیلوں میں ضائع ہو رہا ہے یہ ایک لمحہ فکر ہے۔

جدید قسم کے الیکٹرونک گیمز صرف گھنٹہ یا دو گھنٹے میں ہی ختم نہیں ہوتے؛ بلکہ ایک یا دو

---

❶ فتح الباری: ٩/٦٦٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن میں بھی ختم نہیں ہوتے ، ان کے لیے پورا پورا ہفتہ چاہیے، اور بعض گیمز میں تو ایک ماہ سے بھی زیادہ لگ جاتا ہے۔

اس قسم کے کھیلوں کے اختتام کے لیے صرف ایک دو بار ہی نہیں کھیلا جاتا بلکہ ان کو اچھی طرح سے سمجھنے کے لیے اور آخر تک پہنچنے کے لیے کئی بار مسلسل کھیلنا پڑتا ہے تا کہ اس کے آخر تک پہنچا جا سکے۔

اس گیم کے آخر تک پہنچنے تک اس گیم کے بنانے والے اس کا دوسرا حصہ بازار میں لے آتے ہیں اور پھر تیسرا حصہ اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ جب پہلا حصہ ختم ہو جاتا ہے اس کا دوسرا حصہ بازار میں آجاتا ہے، اور جب ایک گیم کے تمام حصے ختم ہوتے ہیں تو اتنی دیر میں کوئی نئی گیم بازار میں آجاتی ہے۔

ان گیمز میں لوگوں کے مست و مشغول ہو جانے کی وجہ سے بعض سیٹلائٹ چینلز والوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر صرف ان گیمز کو دیکھانے کے لیے علیحدہ سے ٹی وی چینلز قائم کر رکھے ہیں جو کہ اس فیلڈ کی آخری پروڈکشن پیش کرتے ہوئے اسے استعمال کرنے کے طریقے بھی بتاتے ہیں۔

ایک سوال:...... ہماری اولادوں نے اس کھیل سے کیا پایا؟

اس موقع پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری اولادوں کو ان کھیلوں سے کیا فائدہ ملا؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری اولادیں ان چیزوں سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کرسکیں۔سوائے اس کے کہ انہوں نے ان کے پیچھے پڑ کر اپنے اعصاب کو جلا ڈالا اور اپنی انگلیوں کو ضائع کر دیا، اور نظروں کو کمزور کر دیا، اور ان کی سوچ و فکر شل ہوگئی، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ لمبے لمبے اوقات سکرین کے سامنے بیٹھ کر جو وقت ضائع کیا جاتا ہے وہ کسی شمار میں ہی نہیں۔

ہائے افسوس ! کہ یہ معاملہ یہیں تک ہوتا تو پھر بھی شاید کم حرج ہوتا۔ معاملہ اس سے آگے بڑھ کر ہے۔ اس قسم کے گیمز تو ہماری اولاد کے دلوں میں اہل کفر وشرک کی محبت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیج بوتے ہیں۔

ایک ماں نے اپنے چھوٹے سے بچے کو اس قسم کی گیم کھیلنے سے روکنا چاہا، تو بچہ چلا چلا کر کہنے لگا: ''مجھے یہ گیم کھیلنے دو، بس آئندہ کے لیے میں گرجا گھر میں داخل نہیں ہوں گا۔''

ماں کے لیے یہ چیز انتہائی عجیب تھی کہ اس گیم کا گرجا گھر سے کیا تعلق؟

یہ بات ماں کی توقع کے خلاف تھی؛ وہ اس کی ٹوہ میں لگ گئی۔ آخر کار ظاہر یہ ہوا کہ جب یہ کھیل کھیلنے والے سے کمزوری ظاہر ہوتی ہے، یا وہ اپنے ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکتا تو اسے گرجا گھر میں داخل ہونا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے نفس کو تقویت پہنچائے اور تازہ دم ہو کر جیتنے کے جذبہ سے کھیلے اور اسے پھر سے عافیت حاصل ہو، اور اس طرح کھلاڑی اپنے کھیل کو جاری رکھ سکتا ہے۔

کیا اب یہ ساری چیزیں دیکھنے اور سننے کے بعد بھی ہم ان چیزوں کو معمولی سمجھ کر ان سے لاپرواہی برتیں گے؟ کہ یہ لوگ گیمز کے ذریعہ ہماری اولادوں کو ایسی تربیت دیتے رہیں؟

ان گیمز کی وجہ سے مسلسل کتنی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں؟

زندگی کا کتنا ہی بڑا حصہ اور کتنا ہی قیمتی وقت اللہ تعالیٰ کی یاد، اس کی اطاعت سے غفلت میں گزرتے ہیں؟

کیا ان گیمز کی وجہ سے ہمارے بچے قرآن حفظ کرنے سے دور نہیں ہو رہے؟

کیا یہ گیمز بچوں کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے دور نہیں کر رہے؟

صرف یہی نہیں بلکہ ان گیمز نے ان بچوں کو دو وقت کا کھانا بھی بھلا دیا ہے جس سے ان کی صحت اور تربیت کیسے سلامت رہ سکتی ہے!!

۷۔ نعمت کوشی و آسائش:

ہمارے اس دور میں نعمت کوشی اور آسائش پرستی ایک فن اور آرٹ بن گیا ہے۔ اس وجہ سے لوگ بہت بڑی غفلت کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس لیے کہ آسائش پرستی کے ضمن میں کئی قسم کے سیاحتی سفر بھی ہوتے ہیں، اور بڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے ہوٹلوں اور بوفے ہاؤسز کے چکر بھی۔ جہاں پر مختلف قسم کے کھانے تناول کیے جاتے ہیں۔ جن کی تیاری میں اور کھانے میں لوگوں کے وقت کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

آپ ذرا بازاروں کو دیکھیں جہاں پر اس قسم کے کھانے تیار کیے جانے کے لیے لوگ روزانہ مشغول رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کھانوں کی تیاری اسی وقت ممکن ہے جب ان کے لیے ان کی لوازمات خرید لی جائیں۔

۸۔ دنیا کی طرف میلان:

اس میں کوئی شک نہیں کہ غفلت کے بڑے اسباب میں سے ایک دنیا کی محبت بھی ہے اور اس کی طرف میلان بھی ہے، کیونکہ اس سے انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے انسان کی امیدیں بڑھنے لگتی ہیں، اور انسان کو مختلف قسم کی بے کار تمنائیں گھیرے رکھتی ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان توبہ میں ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

اگر یہ انسان اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دیتا تو پھر ہرگز اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور آخرت کے گھر سے کبھی بھی غافل نہ ہوتا، اور اس کو اس بات کا علم ہوتا کہ دنیا تو صرف ایک گزرگاہ ہے مستقل قیام گاہ نہیں؛ تو وہ اتنی لمبی لمبی امیدیں نہ کرتا اور نہ ہی اتنی لمبی خواہشات اور ملذات کا شکار ہوتا۔

۹۔ اہل غفلت کی صحبت:

اہل باطل اور غافل لوگوں کی صحبت اختیار کرنا غفلت کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝۲۸﴾ (الکهف : ۲۸)

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھ جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہو اور اس شخص کا کہنا مت مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام ہمیشہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑲﴾ (الحشر: ۱۹)

"اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انھیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔"

علامہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"محرومی ہے ہر قسم کی محرومی اس انسان کے لیے ہے جو اللہ کی یاد سے غافل رہے اور ان لوگوں سے مشابہ ہو جائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا، اور اللہ کی یاد سے اور اس کا حق ادا کرنے سے غافل ہو گئے اور اپنی نفوس کو گرا دیا اور شہوات کے پیچھے پڑ گئے۔ ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکے، اور نہ ہی کبھی ان کی امیدیں بر آ سکیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذاتی مصلحتیں بھی ان کو بھلا دیں، اور اپنی ذات کے لیے بھی فوائد اور منافع سے ان کو غافل کر دیا۔ ایسے لوگ افراط کا شکار ہو گئے اور دونوں جہانوں کا خسارہ اٹھانے والے بن گئے۔ انہوں نے بہت بڑی ایسی غفلت اور کند ذہنی کا ارتکاب کیا جس کا تدارک اور ازالہ ممکن نہیں۔ اور نہ ہی اس زخم پر کوئی مرہم رکھی جا سکتی ہے۔ اس لیے کہ بغیر کسی شک و شبہ کے یہی لوگ اصلی فاسق ہیں جو اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری سے نکل گئے اور نافرمانیوں اور برائیوں کے گڑھوں میں گر گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس کیا جو انسان اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کا پابند ہو، اور اپنے آنے والے کل کے لیے اعمال پر نظر رکھتا ہو، اور وہ جنت کی نعمتوں کا مستحق ہو، اور سلامتی کی زندگی گزار رہا ہو اور اس کا شمار ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے، وہ انبیاء، وشہداء اور صالحین میں سے ہیں، ایسا انسان اور وہ انسان برابر ہو سکتے ہیں جو اللہ کی یاد سے مسلسل غافل رہتا ہو، اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بھلا دے؛ وہ دنیا میں بھی بد بخت ہو، اور آخرت میں بھی عذاب کا مستحق ہو۔ بے شک پہلی قسم کے لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ گھاٹا پانے والے ہیں۔''[1]

۱۰۔ مباحات کی کثرت:

غفلت کا ایک سبب کثرت کے ساتھ مباحات میں مشغولیت بھی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں سے دل سخت ہوتا ہے۔

آپ آج کل لوگوں کے احوال میں ذرا غور وفکر کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ مباحات میں ان کی مشغولیت نے انھیں اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے غافل کر دیا ہے۔

اس انسان کا انجام کیا ہوگا جو کہ پورا پورا دن اپنے کام سے غائب رہتا ہو، پھر وہ صرف کھانا کھانے کے لیے باہر نکلتا ہو، پھر اس کے بعد سو جاتا ہو۔ جب نیند سے بیدار ہو تو کھیل وکود کے لیے چلا جائے، یا اپنے دوست واحباب یا اہل خانہ کے ساتھ پارک وغیرہ میں چلا جائے۔ پورا دن ختم ہو گیا اور وہ ان مباح امور میں ہی مصروف رہا۔

یہ کون سی زندگی ہے؟

روزانہ کے اس پروگرام کے پیچھے کون سی خیر کی امید وابستہ ہو سکتی ہے؟

---

[1] تیسیر الکریم المنان: ۸۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی غفلت کی بعض مثالیں

ہمارے اس بعد کے دور میں غافل لوگوں کی بہت زیادہ کثرت ہوگئی ہے، اوران چیزوں کی بھی کثرت ہوگئی ہے جن کی وجہ سے انسان غفلت کا شکار ہوجاتا ہے۔

مسلمان مومن پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کو ان چیزوں کی یاد دلائے ،(اور اسے نصیحت کرے)۔شاید کہ وہ اس نصیحت سے سبق حاصل کرے، اور اس وعظ و تلقین سے اسے کوئی فائدہ ہو۔

وہ چیزیں جن سے انسان غفلت کا شکار ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا۔ اللہ کا دین سیکھنے سے غفلت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین سے لاعلمی اور جہالت گناہوں کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے۔ گناہوں سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے، اور پھر انسان اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے بالکل غافل ہوجاتا ہے۔

وہ انسان حساب وکتاب سے کیسے ڈرسکتا ہے جسے آخرت میں میزان اور پل صراط کے ہونے کا کوئی علم ہی نہ ہو؟

وہ انسان برے خاتمہ سے کیسے ڈرسکتا ہے جو یہ بات نہ جانتا ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دوانگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹتا ہے؟

یہی تو وہ جہالت ہے جس کی وجہ سے اہل اسلام میں تفرقہ بازی پیدا ہوتی ہے، اور انسان کے لیے اندھے پن اور گمراہی میں زندگی گزارنے کا سبب بن جاتی ہے؟، اور بیشتر اوقات اس کی وجہ سے انسان بری لوگوں کے حق میں بھی جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی نے ایک حکایت نقل کی ہے جو کہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جہالت جاہل انسان کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"اہل مشرق میں سے اپنے زمانہ کے فقیہ علامہ طرطوشی نے اندلس کی زیارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ وہ ایک محاذ پر مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ ابن عربی اس مسجد میں موجود تھے۔

شیخ طرطوشی نے نفل نماز پڑھی؛ جب وہ رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے۔ اس طرح رفع الیدین کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ لیکن اہل اندلس میں امام مالک رحمہ اللہ سے اس کے خلاف روایت نے شہرت پالی ہے کہ ان دونوں حالتوں میں رفع الیدین نہیں کیا جائے گا۔

جب علامہ طرطوشی نے جو کہ متبع سنت عالم تھے، رفع الیدین کیا جو کہ امام مالک رحمہ اللہ کے مشہور مذہب کے خلاف تھا، تو بحریہ کے امیر نے اس چیز کو برا جانا۔ وہ اس وقت ابن عربی کے پہلو میں بیٹھا ہوا نماز کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک فوجی کو حکم دیا کہ شیخ طرطوشی کو قتل کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ: میرا دل یہ بات سن کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، وہ میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ علامہ طرطوشی فقیہ وقت ہے۔''

تو وہ مجھ سے کہنے لگے: پھر یہ رفع الیدین کیوں کرتا ہے؟

انھیں بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اور مالکیہ کے ہاں بھی یہ ایک روایت میں موجود ہے۔ مگر یہ روایت مذہب میں مشہور نہیں ہے۔ وہ برابر انھیں نصیحت کرتے اور سمجھاتے رہے یہاں تک کہ لوگوں کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔'' [1]

آپ غور کیجیے! جہالت غافل انسان کو کیسے اس مقام تک پہنچا دیتی ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان کا خون بھی حلال سمجھنے لگتا ہے۔ حالانکہ وہ حق اور سنت پر ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے دین سے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہے۔

---

[1] تفسیر القرطبی: ۱۹/ ۲۸۱۔ الاعتصام للشاطبی: ۱/ ۲۷۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قرآن سے غفلت:

لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب سیکھنے، سکھانے اور اس کو یاد کرنے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ان تمام چیزوں کی ترغیب دی ہے۔

سو قرآن کا ماہر انسان عزت والے بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

قیامت کے دن حافظ قرآن کے درجات اس کے حفظِ قرآن کے حساب سے بلند کیے جائیں گے۔

قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

قرآن کا قاری (پڑھنے والا) اپنے اہل خانہ کی شفاعت کرے گا۔"

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری کرامات ہیں جو کہ قرآن کے پڑھنے والے، پڑھانے والے اور یاد کرنے والے پائیں گے، مگر لوگ اس سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔

۳۔ ذکر الٰہی سے غفلت:

یادِ الٰہی ہی متقین کے لیے زادِ راہ اور صالحین کی توجہ کا مرکز ہے۔ اللہ کی یاد دلوں کی قوت ہے۔ اسی سے بستیاں آباد رہتی ہیں۔ آفات کو روکنے میں ذکر الٰہی کا اہم ترین اور بنیادی کردار ہے۔ اسی سے سختیاں ختم ہوتی ہیں، اور ذکر کرنے والے جنت کے باغوں کی سیر کرتے ہیں۔

ذکر کرنا زبان اور دل کی بندگی ہے۔ عابدوں کی زینت ذکر ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا دروازہ ہے جو اس کے اور اس کے بندوں کے درمیان ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو عام و خاص ذکر سے غفلت میں رہتے ہیں؟

صبح ہوتی ہے تو ہم میں سے کوئی ایک صبح کے اذکار نہیں پڑھتا، اور شام ختم ہوتی ہے تو وہ شام کے اذکار نہیں پڑھتا۔

مسجد میں داخل ہوتا اور پھر نکل جاتا ہے، مگر اسے مسجد میں داخل ہونے اور خارج ہونے کی دعاؤں کا کوئی پتہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھر میں آتا جاتا ہے، مگر گھر میں داخل ہونے یا گھر سے باہر نکلنے کی دعاؤں کا کوئی پتہ نہیں، اوراس کے ہونٹ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حرکت میں نہیں آتے۔

گدھے کا چلانا سنتا ہے، مرغ کی آذان سنتا ہے، مگر وہ ذکر نہیں کرتا (یعنی دعا نہیں پڑھتا) حالانکہ ان مواقع کے لیے خاص دعائیں ہیں، اور یہ آوازیں سننے کے لیے خاص دعائیں ہیں۔ پس جس انسان کی یہ حالت ہو، تو جب اس کے سامنے مباح شہوات ہوں گی تو وہ کیسے اللہ کو یاد کرے گا۔ جیسے کہ مباح کھانے، بیوی وغیرہ [کے پاس جاتے ہوئے دعائیں کیسے یاد رہیں گی]؟

جو انسان عبادت کی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوجائے تو وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ شہوات کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دے۔

۴۔ ان اذکار سے غفلت جو انسان کی حفاظت کا سامان ہیں:

انسان کو کبھی کبھار جو مصائب پہنچتے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ ان اہل غفلت لوگوں کو ان اذکار کے بارے میں خبردار کرتے ہیں۔ پس وہ ان اذکار کو یاد کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک یہ بھی کہتا ہے: اے کاش! میں نے پہلے سے یہ اذکار یاد کیے ہوتے؟

سیّدنا خولہ بن حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس آدمی نے کسی جگہ پہنچ کر یہ کلمات کہے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .))

''میں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' تو اسے اس جگہ سے چلنے تک کوئی بھی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔''[1]

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث صحیح ہے، اور ایک سچا قول ہے۔ ہم اس کی سچائی کو دلیل اور تجربہ سے

[1] صحيح مسلم : ٢٧٠٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہیں۔ اس لیے کہ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے، اس پر عمل کیا ہے۔ اس وقت سے مجھے کسی چیز نے کوئی تکلیف نہیں دی یہاں تک کہ میں نے یہ اذکار چھوڑ دیے۔ تو ایک رات مہدیہ کے مقام پر مجھے بچھو نے ڈس لیا۔ میں اپنے ذہن میں سوچنے لگا کہ اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ تو پھر مجھے فوراً ہی خیال آیا کہ میں ان کلمات کے ذریعہ پناہ مانگنا بھول گیا تھا۔''[1]

میں نے مدینہ طیبہ کے بعض لوگوں سے یہ قصہ سنا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک انسان نے اپنی جگہ سے اپنے شہر کی طرف چلنے سے پہلے یہ دعا تقریباً ستر کلومیٹر کی دوری پر پڑھی۔ جب یہ انسان اپنے شہر میں پہنچا اور اپنے سر سے سامان اتارا تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا: اے ابا جی! آپ کے سر پر یہ کالا کالا کیا ہے؟ جب اس نے اپنا سر جھاڑا تو دیکھا کہ وہ کالا بچھو ہے، جسے تقریباً ستر کلومیٹر دور سے وہ اپنے سر پر اٹھائے لا رہا ہے۔ پھر وہ آدمی کہنے لگا: مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ذکر کی وجہ سے اس سے محفوظ رکھا جو کلمات میں نے شام کے وقت وہاں پڑاؤ ڈالتے ہوئے کہے تھے۔''

۵۔ نیت سے غفلت:

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔''[2]

لوگ واجبات کو ادا کرتے وقت نیت کرنا بھول جاتے ہیں، اور بسا اوقات اس وجہ سے تو پورا عمل ہی باطل ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جن کے لیے صحیح نیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

بسا اوقات لوگ اس پر اجر ملنے کی نیت کرنا بھول جاتے ہیں۔ اس غفلت کی وجہ سے

---

[1] المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: ٧/٣٦۔ فيض القدير: ١/٥٧٢۔

[2] صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، باب كيف كان بدء الوحی: ١۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے بہت سارے اجر ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ مباح کاموں میں جب انسان نیک نیت کر لیتا ہے تو اس کی وجہ سے یہ مباح کام نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے کام بن جاتے ہیں۔

اگر انسان گھر کے لیے ضرورت کی چیزیں خریدنے پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید باندھ لے، تو اس پر بہت بڑا اجر پا سکتا ہے، اور ایسے جب اپنے اہل خانہ پر واجب یا غیر واجب اخراجات کرتا ہے تو اس پر نیک نیت رکھنے سے اجر کا مستحق بن سکتا ہے۔

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ .)) [1]

"جب مسلمان اپنی بیوی بچوں کی ذات پر کار ثواب سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔"

بسا اوقات انسان اپنے کسی بھائی سے کھیلتا ہے، یا اپنے کسی دوست سے مباح کھیل کھیلتا ہے۔ یہ چیز یا تو اس کے اجر کا باعث ہو سکتی ہے جب کہ وہ اس کھیل سے اپنے مسلمان بھائی کا دل خوش کرنے کی نیت کر لے۔ یا پھر نہ ہی اس پر کچھ پکڑ ہے، اور نہ ہی اس کے لیے کوئی اجر اس لیے کہ اس نے یہ مباح کام کرتے ہوئے کوئی نیت ہی نہیں کی۔

یہی نہیں، بلکہ جب انسان اپنی بیوی سے کھیلتا ہے تو اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے اگر اس نے اچھی نیت کر لی ہو۔ کتنی ہی کثرت کے ساتھ ہم اس نیت کو بھول جاتے ہیں۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"تمہارے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول!

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة: ٥٥۔ صحيح مسلم: ٥٣٥١۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے؟ فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو وہ اس کے لیے گناہ کا باعث ہوتا؟ اسی طرح اگر وہ اسے حلال جگہ صرف کرے گا تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہوگا۔'' ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباحات سچی نیتوں کی وجہ سے قربات اور اطاعات کے کام بن جاتی ہیں۔ بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا بھی اس وقت عبادت بن جاتا ہے جب اس سے نیت بیوی کا حق ادا کرنے کی ہو۔ ایسے ہی اس کے ساتھ اس اچھے طریقے سے سلوک کرنا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یا نیک اولاد کی تلاش کرنا، یا اپنے نفس کی پاکدامنی چاہنا، یا اپنے بیوی کو پاکدامن رکھنے کی نیت کرنا، اور ان دونوں کی حرام کاری کی نظر سے روکنا، یا ایسی سوچ سے روکنا، یا ایسے خیالات سے دور رکھنے کے لیے کوشش کرنا یا اس طرح کی دیگر باتیں ان سب کا شمار نیک مقاصد میں ہوتا ہے۔'' ❷

بسا اوقات عمل چھوٹا ہوتا ہے، مگر نیت کی وجہ سے وہ بڑا ہو جاتا ہے، اور بیشتر اوقات عمل کوئی بڑا ہوتا ہے، مگر نیت کی وجہ سے وہ چھوٹا ہو جاتا ہے، جیسا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔'' ❸

سیّدنا ابو بردۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا۔ جب یہ دونوں چلے تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے عبد اللہ! تم قرآن

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقة: ۱۰۰۶.

❷ شرح النووی: ۷/ ۹۲۔

❸ الإخلاص والنية: ۷۰۔ جامع العلوم والحکم: ۳/ ۱۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، سواری پر، ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تو سو جاتا ہوں اور پھر اٹھتا ہوں اور اپنی نیند میں بھی وہی ثواب سمجھتا ہوں جو اپنی عبادت میں سمجھتا ہوں۔'' ❶

''اپنی نیند میں بھی وہی ثواب سمجھتا ہوں جو اپنی عبادت میں۔'' اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ راحت میں بھی ثواب کے ایسے ہی طلب گار رہتے تھے جیسے مشقت میں۔ اس لیے کہ جب راحت سے مقصود یہ ہو کہ اس سے عبادت پر نفس کی اعانت ہوگی تو اس سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔'' ❷

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کا معنی یہ ہے کہ میں طاقت حاصل کرنے کی نیت سے سوتا ہوں، تاکہ اپنے نفس کو عبادت کے لیے تیار کرسکوں، اور اسے اطاعت گزاری کے لیے چاک و چوبند کروں۔ اس میں بھی میں اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی اجر کی امید کرتا ہوں جیسا کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں ہے۔'' ❸

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان لوگوں کے متعلق حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جن کی ساری فکر اللہ تعالیٰ اور آخرت کا گھر ہوتا تھا اور وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ظاہر ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

''اگرچہ عام طور پر عادت کے طبعی افعال بھی اچھی نیت کی وجہ سے عبادت بن جاتے ہیں۔ ان اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی تلاش پر مدد کی نیت کرنا، اور من جملہ طور انسان کا پہلا وقفہ اس کام کے داعی [سبب] کے ساتھ ہوتا ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ و معاذ: ٤٣٤٥.

❷ فتح الباری: ٦٢/٨.

❸ النووی: ٢٠٩/١٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر غور کیا جائے گا، اور اس سے ایسی راہ تلاش کی جائے گی جو اس کے رب تک پہنچانے والی ہو۔ اس وجہ سے یہ کام اس انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قربت کا کام ہو جاتا ہے۔'' [1]

اس سارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ بلاشبہ انسان ایک دن میں کئی ایک کام کرتا ہے۔ وہ اپنی ڈیوٹی پر جاتا ہے، کھاتا، پیتا، سوتا اور ہنسی مذاق کرتا ہے، لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہے، خرید و فروخت کرتا ہے، کرایہ ادا کرتا ہے، یہ تمام چیزیں اہل غفلت کے اذہان میں نہیں کھٹکتی کہ وہ ان امور کو بجالانے کے وقت اچھی نیت کر لیں۔

جب کہ اہل عبادات ہر کام کرنے سے پہلے رک جاتے ہیں اور اپنے دل میں اچھی نیت پیدا کر لیتے ہیں جس سے ان کے اعمال درست ہو جائیں اور اس سے عام عادت کا کام عبادت ہو جائے۔

۶۔ اعمال کی ترتیب سے غفلت:

غفلت میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ نہ اعمال کی ترتیب کا خیال اور نہ انھیں ان کی جگہ پر رکھا جائے۔ اس لیے کہ شرعی عبادات اجر کے لحاظ سے مختلف ہیں اور ان میں ثواب کئی ایک اعتبار سے ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ مطلق طور پر افضل ہیں اور بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ زمانے کے لحاظ سے افضل ہوتے ہیں اور بعض اعمال جگہ و مکان کے لحاظ سے افضل ہوتے ہیں، اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت مطلق طور پر افضل اعمال ترین میں سے ہے۔ مگر جب انسان مسجد میں داخل ہو رہا ہو تو اس وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا کو قرآن کی تلاوت سے مقدم کیا جائے گا اور ایسے ہی مسجد سے نکلتے وقت، اور ایسے ہی صبح و شام کے اذکار کو قرآن کی تلاوت پر مقدم کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت ہی کم نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے

[1] طريق الهجرتين : ٣٣٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے: ''اگر میں روزہ رکھوں تو نماز پڑھنے میں کمزور ہو جاتا ہوں، اور نماز پڑھنا میرے نزدیک روزہ رکھنے سے افضل ہے۔''

اگر آپ روزہ رکھتے تو ایک ماہ میں فقط تین دن روزہ رکھتے۔ ❶

عمومی طور پر وہ اعمال جن کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچتا ہو وہ ان اعمال سے افضل ہیں جن کا نفع انسان کی ذات تک محدود ہو۔

لوگوں کو علمِ نافع کی تعلیم دینا نفل نماز پڑھنے سے اور نفلی روزہ رکھنے سے افضل ہے، اگر یہ نماز، روزہ لوگوں کو تعلیم دینے میں خلل ڈالتے ہوں۔

بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور یہاں سے شیطان موقع پا لیتا ہے، اور وہ اس طرح کامیاب ہو جاتا ہے کہ ابن آدم کو زیادہ ثواب والے عمل سے ہٹا کر کم ثواب والے عمل میں مشغول کر دیتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان انسان کو کسی ایک برائی تک پہنچانے کے لیے ستر نیکی کے دروازے کھول کر دکھائے، یا پھر اس سے کوئی ایک بڑا خیر کا کام چھڑانے کے لیے خیر کے چھوٹے چھوٹے ستر دروازے کھول دیتا ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی وضاحت کی ہے۔'' ❷

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور بے شک بعض علماء نے اس طرح فضیلت کو ترتیب دیا ہے کہ وہ کتاب کی تصنیف کو؛ یا علمِ نافع کی تعلیم کو نفلی نماز یا نفلی روزہ پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لیے کہ یہ ایسی کاشتکاری ہے جس کا فائدہ بڑھتا رہتا ہے اور اس سے فائدہ کا حصول بھی طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے۔'' ❸

---

❶ رواه الطبراني في المعجم الكبير: ٨٨٦٩۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد: ٣٠٤/٢ رجاله رجال الصحيح۔

❷ بدائع الفوائد: ٤٨٥/٢ بتصرف يسير۔

❸ صيد الخاطر: ٤٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن ابن عثیمین رحمہ اللہ درس دیتے ہوئے اچانک رک گئے۔ آپ اپنی عادت کے مطابق نمازِ مغرب کے بعد درس دے رہے تھے۔ طلباء نے اپنے سر جھکا لیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں نے ابھی اپنے ہاتھ کے ایک کونے میں ''طلاء'' کا نشان دیکھا ہے۔ جب میں نے وضو کیا تو اس طرف میرا دھیان نہیں گیا۔ پھر میں نے نماز پڑھی اور درس دینے کے لیے بیٹھ گیا اور اب اس کا مجھے پتہ چلا۔

آپ نے طلبہ سے اجازت لی اور کھڑے ہو گئے۔ اس طلاء کے اثر کو ختم کیا، وضو کیا، اور نماز مغرب دہرائی (صرف فرض پڑھے)، اور اس کے بعد کوئی سنت یا نفل نہیں پڑھے، اور واپس درس مکمل کرنے کے لیے چلے گئے۔

طلبہ میں سے کسی ایک طالب علم نے سنتیں دوبارہ نہ پڑھنے کا سبب پوچھا، تو آپ نے فرمایا:

''علم کا خیال رکھنا یہ زیادہ اہم ہے (اس لیے کہ اس کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے) اور طلبہ جمع ہو چکے تھے، اور وقت گزر رہا تھا اور یہ درس کا وقت تھا جب کہ نفل نماز کا فائدہ صرف نماز پڑھنے والے کو ہی ملتا ہے۔''

اگر ان دونوں چیزوں کے درمیان جمع کرنا ممکن ہوتا تو جمع کیا جا سکتا تھا۔ مگر آپ نے نفل نماز پڑھنے پر درس دینے کو ترجیح دی۔

غفلت کا معاملہ صرف انھی امور تک محدود نہیں ہے، بلکہ نیت کے درست کرنے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں غفلت برتی جاتی ہے۔ لوگوں کو دین کی دعوت دینے اور ان کی تربیت کرنے میں غفلت کی جاتی ہے، اور مختلف قسم کی نفل نمازوں جیسے اشراق، چاشت اور نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنے میں غفلت۔

ایسے ہی نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک مسجد میں بیٹھنا (اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا) اور دینی علمی درس میں حاضر ہونا، وعظ و نصیحت کی مجالس میں حاضر ہونا یہ تمام امور غفلت کی وجہ سے ترک کیے جا رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری عبادات ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں۔

غفلت کی سزائیں

غفلت کی سزائیں بہت زیادہ اور مختلف قسم کی ہیں، ان میں سے کچھ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کیا جاتا ہے:

ا۔ دنیا میں عذاب کا مستحق:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَٰفِلِينَ ﴿١٣٦﴾ ﴾ (الاعراف : ١٣٤ تا ١٣٦)

”اور جب ان پر عذاب آتا تو کہتے اے موسیٰ! اپنے رب سے اس عہد کے واسطے سے دعا کر جو اس نے تیرے ہاں دے رکھا ہے، یقیناً اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کر دے تو ہم ضرور ہی تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو ضرور ہی بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو ایک وقت تک دور کر دیتے، جسے وہ پہنچنے والے تھے تو اچانک وہ عہد توڑ دیتے تھے۔ تو ہم نے ان سے انتقام لیا، پس انھیں سمندر میں غرق کر دیا، اس وجہ سے کہ بے شک انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔“

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی نشانیوں سے غفلت کی وجہ سے غرق کر دیا۔

۲۔ آیات الٰہیہ اور ان کے فہم سے اعراض:

اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنا اور انھیں سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اور ان سے فائدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہ کرنے کی بھی انتہائی خطرناک سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝١٤٦﴾ (الاعراف: ١٤٦)

''عنقریب میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں حق کے بغیر بڑے بنتے ہیں اور اگر ہر نشانی دیکھ لیں تو بھی اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگر بھلائی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے راستہ نہیں بناتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اسے راستہ بنا لیتے ہیں، یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔''

یعنی انھیں قرآن میں غور و فکر کرنے کی توفیق نہیں دوں گا، اور نہ ہی وہ ان آیات سے عبرت حاصل کر سکیں گے اور یہ نشانیاں ان کے سامنے سے گزریں گی، مگر وہ ان سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''انھیں ان کی تکذیب کی وجہ سے آیات کے فہم و تدبر سے موڑا جا رہا ہے، اور انھیں سمجھنے کی توفیق نہیں دی جا رہی۔'' [1]

یہ انتہائی بلیغ سزا ہے؛ مگر اہل غفلت کو اس کا شعور نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اہل غفلت کو اس سے بڑی ایک سزا اور بھی غفلت کی صورت میں ہی دیتے ہیں، جو کہ ان کے کرتوں کا پورا پورا بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ﴾ (الصف: ٥)

''پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا۔''

---

[1] تفسير البيضاوي: ١/ ٣٦٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان لوگوں نے ہدایت کو چھوڑ کر اندھے پن کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں راہ حق سے اندھا کر دیا۔

۳۔رحمت الٰہی سے محرومی:

سیّدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجرات میں سے تھیں، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا:

''تم لوگ تسبیح ،تہلیل اور تقدیس پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں کے پوروں پر گنا کرو۔ اس لیے کہ قیامت کے دن اسے سوال کیا جائے گا اور وہ بولیں گی۔ پھر غافل نہ ہونا کیوں کہ اس سے تم اسباب رحمت بھول جاؤ گی۔''❶

۴۔دعاؤں کی عدم قبولیت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین سے ساتھ دعا مانگا کرو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔''❷

انسان کو چاہیے کہ دعا کے وقت اس کا یقین اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا اور کامل ہونا چاہیے، اور اہل غفلت دل والے لوگوں کی طرح نہ نہیں ہونا چاہیے جو کہ چند سیکنڈ کی دعا کے لیے اپنے

❶ ترمذی ، کتاب الدعوات، باب فی فضل تسبیح: ۳۵۸۳ وحسنه الألباني رحمه الله ۔

وضاحت:......(۱) پوروں میں انگلیاں اور ناخن شامل ہیں۔مگر یہاں پر مراد یا تو پوری پوری انگلیاں ہیں، کہ ایک انگلی پر تین تسبیح گنی جائیں اور ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر پندرہ تسبیح شمار کی جاسکتی ہیں۔ یا پھر اس سے مراد فقط پورے ہی ہیں اس طرح ایک انگلی پر ایک تسبیح ہوگی، اور ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر پانچ۔ دونوں طرح شمار کر لینے میں کوئی حرج نہیں مگر سنت طریقہ یہ ہے کہ ایک بار تسبیح کہہ کر ایک انگلی کو بند کرلیا جائے ، اور پھر دوسری بار تسبیح کہہ کر دوسری انگلی کو بند کرلیا جائے۔ اس طرح دو ہاتھوں کی دس انگلیوں پر دس تک شماری ہوسکتی ہے۔ دراوی۔

۲۔''بولیں گی'': اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں قوت گویائی دے گا اور یہ انگلیاں اپنے ساتھی کے لیے اللہ کے ہاں گواہی دیں گی۔

❷ ترمذی، كتاب الدعوات، باب في ايجاب الدعاء: ۳٤۷۹ وحسنه الألباني في صحيح الجامع (۲٤٥)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ اٹھاتے ہیں، اور انھیں یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا کہا اور کیا دعا کی۔

یا پھر وہ لوگ جو امام (یا دعا کرنے والے) کے ساتھ آمین آمین کہتے جاتے ہیں، اور اس کو دعا کی کوئی سمجھ ہی نہیں ہوتی۔ پھر دعا کیسے قبول ہو جب کہ ان لوگوں کا حال یہ ہے جس کا ابھی تذکرہ ہوا ہے۔

۵۔ غافل پر شیطان کا مسلط ہونا:

جب انسان اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے، تو بے شک شیطان اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے، وہ اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہیں پر رات گزارتا ہے، اور ایسے ہی جب وہ کھانا کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل ہوتا ہے، تو شیطان اس کے ساتھ کھانے لگ جاتا ہے۔

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

> ”جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آج تمہارے لیے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ نہ ملی اور جب کھانا کھانے کا وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات گزارنے کی جگہ اور شام کا کھانا مل گیا۔“ [1]

۶۔ مزید غفلت کا پیدا ہونا:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک غفلت دوسری غفلت کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لے آتی ہے، اور وہ اپنے ساتھ تیسری کو؛ اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان شہوات کے گڑھوں میں گر جاتا ہے، اور اس سے باہر نکلنے کی طاقت ہرگز نہیں رکھتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے اس کا تدارک نہ کر لے۔

کتنے ہی گناہ گار اور فاسق و فاجر لوگ ایسے ہیں جن کی ابتدا تو غفلت سے ہوئی تھی،

[1] صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب: ۲۰۱۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے نہ ہی اس غفلت کا مقابلہ کیا اور نہ ہی اس سے توبہ کی (تو وہ نتیجتاً گناہوں میں پڑ کر ہلاک ہوگئے۔)

۷۔ برا خاتمہ:

غفلت کی وجہ سے انسان کی موت ایسی حالت میں واقع ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں، اور اس بارے میں ان لوگوں کے لاتعداد حقیقی اور سچے قصے ہیں جو اللہ کی یاد سے غافل ہوئے؛ اور پھر آخرکار ان کا انجام بدبختی پر ہوا اور اس دنیا سے انتہائی برا خاتمہ ہوا۔ یہ غفلت کی سب سے بڑی آفت اور مصیبت ہے۔

۸۔ آخرت میں حسرت:

آخرت (قیامت کے دن) کے ناموں میں سے ایک نام ''حسرت کا دن'' بھی ہے۔ یہ نام اس وجہ سے ہے کہ اس دن اہل غفلت اپنی غفلت پر حسرت و افسوس کریں گے اور نیک اعمال کے ترک کرنے پر نادم ہوں گے۔ لیکن ہائے افسوس کہ اس دن کی حسرت و یاس کچھ بھی کام نہیں آنے والے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی شخص کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لیے ندامت ہوگی اور جو شخص کہیں لیٹے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ندامت ہوگی۔'' [1]

۹۔ جہنم کی آگ میں داخلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝٧ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝٨﴾ (يونس: ۷، ۸)

[1] ابو داؤد کتاب الادب، باب کراھیة ان یقوب الرجل: ٤٨٥٦ وصححه الألباني رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾ ﴾

(الانبیاء: ۹۷)

''اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا اس وقت کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی کہ ہائے افسوس! ہم اس حال سے غافل تھے بلکہ فی الواقع ہم قصور وار تھے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ ﴾

(الاعراف: ۱۷۹)

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں جن کے ساتھ وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے نہیں، یہ لوگ چوپاؤں جیسے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔''

بس یہ غافل لوگ ایسے ہیں جن کے دل عبرت حاصل کرنے، نصیحت پکڑنے، تدبر و تفکر کرنے سے سخت ہو چکے ہیں، اور ان کی آنکھیں حق بات کا ادراک کرنے سے اندھی ہو چکی ہیں، اور ان کے کان حق بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کی طرح ہیں ، بلکہ چوپایوں سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں، اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت برتنے والے ہیں۔

قیامت کے دن حساب کے میدان میں ہر غافل انسان سے کہا جائے گا: [اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿ لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ ﴾ (ق : ٢٢)

''یقیناً تو اس سے غفلت میں تھا لیکن ہم نے تیرے سامنے سے پردہ ہٹا دیا پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے۔''

مراد یہ ہے کہ تم [غفلت کے] پردہ میں تھے، اور تمہیں مرنے کے بعد کے احوال نظر نہیں آرہے تھے۔اور نہ ہی آخرت کو کسی حساب میں رکھتے تھے، اور نہ ہی تم نے اس دن کے لیے کوئی تیاری کی، اور نہ ہی کبھی اس کے بارے میں سوچا۔ پھر ہم نے تمہارے سامنے سے یہ پردہ چاک کردیا اور تمہاری روح قبض کرلی، اور جب قیامت کے خوفناک منظر دیکھے، اور انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، تو شدتِ خوف کی وجہ سے تمہاری نظریں دائیں بائیں نہیں مڑ سکتی تھیں۔ بلکہ وہ قیامت کی سختی کی وجہ سے ایک ہی جگہ پر جمی ہوئی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ غفلت کی عاقبت اور انجام کسی بھی لحاظ سے آسان نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے غافل انسان دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھاتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس برے انجام سے محفوظ اور اپنی عافیت میں رکھے۔

غفلت کا علاج

اگر کوئی انسان کہے کہ غفلت کا علاج کیا ہے، اور اس سے نجات کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ غفلت کا علاج کئی امور سے ممکن ہے، ان کا ذکر درج ذیل ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ ذکر:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٢٠٥﴾﴾ (الأعراف: ۲۰۵)

''اور اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔''

بلاشبہ غفلت کا مقابلہ کرنے اور اسے ختم کرنے میں اللہ کے ذکر کا بڑا اہم کردار ہے۔ ذکر الٰہی انسان کو غفلت کے گڑھوں سے نکالنے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے، اور جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا، اور جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر پر متوجہ اور مشغول ہوگا، اسی قدر اس کے دل کو زندگی نصیب ہوگی اور اس کے دل سے غفلت زائل ہو جائے گی۔

۲۔ دعا:

غفلت کے زائل ہو جانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا غفلت پر قابو پانے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے، اور خاص کر جب انسان ان صحیح دعاؤں سے مدد لے جو کتب احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں منقول ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے، آپ فرمایا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرْمِ وَالْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالسَّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی سے، اور سستی سے، اور بخل سے اور

[1] رواه ابن حبان: ۱۰۲۳ ـ الحاكم (۱۹٤٤ ـ وصححه الألباني في صحيح الجامع: ۱۲۸۵.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھاپے سے، اور دل کی سختی سے اور غفلت و ذلت اور مسکنت سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر سے اور کفر و شرک اور نفاق سے اور سُمع اور ریا کاری سے۔''

۳۔ تہجد:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص (نماز میں) کھڑے ہو کر دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور نماز میں کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے گا وہ فرمانبرداروں میں لکھا جائے گا اور جو ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ بے حد ثواب پانے والوں میں لکھا جائے گا۔''[1]

۴۔ قبرستان کی زیارت:

قبروں کی زیارت ایک ایسی چیز سے ہے جس سے دلوں کی غفلت ختم ہوتی ہے، اور غافلین سے غفلت کے پردے چھٹ جاتے ہیں۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے پہلے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب زیارت کر لیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت، موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔''[2]

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اہل غفلت کے بارے میں پوچھنے والے بعض لوگوں کو وصیت کی تھی کہ وہ انھیں اپنے ساتھ لے کر قبرستان میں جائیں، اور اس چیز کو آپ نے نیکی اور بھلائی کے کاموں پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون میں شمار کیا تھا۔

---

[1] ابو داؤد، کتاب شهر رمضان، باب تحريب القرآن: ١٣٩٨ وصححه الألباني في صحيح الجامع: ٣٩٦٤۔

[2] رواه أحمد: ١٣٠٧٥ وصححه الألباني رحمه الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ دنیا کے حال پر تدبر اور غور و فکر:

اس لیے کہ جو انسان دنیا کے حال پر تدبر کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کی خوشیاں میل کچیل کے مشابہ ہیں، اور اس کی لذتیں بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان عزت و شرف، فراغت اور آسائش کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ اچانک پریشانیاں اس پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ شقاوت و بدبختی اس کے گھر میں ڈیرے ڈال دیتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے کل کا غنی و مال دار آج کا فقیر و تنگ دست ہو جاتا ہے، اور کل کا عزت و شرف والا آج ذلیل و رسوا ہو کر رہ جاتا ہے۔

جب موت آتی ہے تو لوگوں کے کندھوں پر اٹھائے ہوئے گھر سے نکلتا ہے۔ پھر اسے مٹی میں اس کے انجام کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

دنیا کے اس کثرت کے ساتھ فنا کرنے اور فنا ہونے پر کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا، اور نہ ہی اس کے احوال کے بدلنے کو ملامت کی جا سکتی ہے۔ یہ حالات تو اس دنیا کے ختم ہونے اور زائل ہو جانے پر سب سے واضح دلائل ہیں۔ یہاں صحت بیماری سے بدل جاتی ہے، وجود ختم ہو کر عدم کا شکار ہو جاتا ہے، نوجوانی کو بڑھاپا آ گھیرتا ہے اور نعمتیں زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ زندگی کو موت گھیر لیتی ہے، عمارتیں اور بستیاں ویران ہو جاتی ہیں، اور یہاں پر جمع ہونے والے متفرق ہو جاتے ہیں۔

ہند بنت نعمان کہتی ہے:

"میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ ہم لوگوں میں سب سے عزت والے تھے، اور ہمارا ملک سب سے مضبوط تھا۔ ہمارے ملک میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ میں نے دیکھا: ہم لوگوں میں سب سے کم تعداد میں ہیں۔...... کسی آدمی نے پوچھا کہ وہ اپنا قصہ بیان کرے کہ ایسے کیوں اور کیسے ہو گیا؟

تو وہ کہنے لگی: ایک وقت تھا کہ عرب میں کوئی ایک ایسا نہیں تھا جو ہم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیدیں نہ رکھتا ہوں، اور پھر ایسی شام بھی آ گئی کہ عربوں میں کوئی ایسا نہیں ہے
جو ہم پر ترس نہ کھاتا ہو۔" ❶

دیکھیں! ان لوگوں کا صبح کے وقت کیا حال تھا، اور شام ہوتے ہوتے کیا حال ہو گیا؟

بے شک یہ عبرت اور نصیحت ہے کیا ہے کوئی جو کہ عبرت حاصل کرے؟۔

جعفر البرمکی کی ماں عبادۃ عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے پاس گئی، وہ ان سے سردی سے بچنے کے لیے جسم گرم رکھنے کے لیے مینڈھے کا چمڑا مانگ رہی تھی۔ لوگوں نے اس سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جن میں وہ رہا کرتی تھی۔ تو کہنے لگی:

"ایسے ہی عید کی ایک صبح میرے پاس چار سو لونڈیاں تھیں، اور میں کہتی تھی میرا بیٹا جعفر میرا نافرمان ہے یعنی میری صحیح خدمت نہیں کرتا۔" ❷

اس کا حال ایک عید کے دن تو یہ تھا کہ نعمتوں کی بھرمار تھی اور دوسری عید پر یہ حال ہو گیا کہ لوگوں سے اپنے جسم کو گرم رکھنے کے لیے کوئی گرم کپڑا مانگتی پھرتی تھی۔

صالحین میں سے کسی ایک نے کہا ہے کہ:

میرا گزر کوفہ کے گھروں میں سے ایک گھر پر ہوا۔ میں نے سنا کہ گھر کے اندر ایک لونڈی گا رہی تھی:

أَلَا يَـــا دَارُ لَا يُـــدْخُـلُكِ حُـــزْنٌ
وَلَا يَـــذْهَـــبُ بِسَـــاكِـنِكِ الـزَّمَـــانُ

"آگاہ ہو جا اے گھر! تیرے اندر کبھی غم داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہی تیرے رہنے والوں کو زمانہ ختم کر سکے گا۔"

پھر اس کے بعد بھی ایک بار میرا گزر اس گھر کے سامنے سے ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ دروازے پر درماندگی کے آثار ہیں اور وحشت چھائی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا: اس گھر والوں کو کیا ہو گیا؟ تو کہنے لگے: "ان کا بڑا مر گیا، گھر کا مالک مر گیا۔"

❶ زاد المعاد ٤/١٧٣۔ ❷ البداية والنهاية: ١٠/٢١٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گھر کے دروازے پر گیا اور دستک دی اور میں نے کہا: میں نے یہاں پر ایک آواز سنی تھی کہ کوئی لونڈی گا رہی تھی:

أَلا يَـــــادَارُ لا يُـــدْخُــلُكِ حُـــزْنٌ
وَلا يَـــذْهَـــبُ بِسَـــاكِـنِكِ الـزَّمَـــانُ

''آگاہ ہو جا اے گھر! تیرے اندر کبھی غم داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہی تیرے رہنے والوں کو زمانہ ختم کر سکے گا۔''

تو گھر کے اندر سے ایک عورت رونے لگی اور اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! بے شک اللہ تعالیٰ تبدیلیاں لاتا ہے، مگر اسے نہیں بدلا جا سکتا، اور نہ ہی وہ بدلتا ہے، اور موت ہر ایک مخلوق کا آخری انجام ہے۔

پس اللہ کی قسم! میں وہاں سے روتے ہوئے واپس آیا۔''[1]

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دس عرب لوگوں کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا۔ ایک دن جب کہ ہم چلتے جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک بستی پر ہوا، جس کی عمارتیں ہمیں بہت بھلی لگیں۔ ہمارے بعض ساتھی کہنے لگے: اگر ہم ذرا اس بستی میں چلے جاتے......''

جب ہم بستی میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ جو بستیاں میں نے دیکھی تھیں ان میں سے بہترین بستی تھی۔ ہم نے اس بستی میں ایک سفید محل دیکھا، جس کے آخری کونے میں ایک بوڑھا آدمی تھا، اور اس کے ساتھ کچھ نوجوان تھے، اور ایک لونڈی تھی، اس کے ہاتھ میں دف تھا، وہ اسے بجا رہی تھی اور یہ گا رہی تھی:

مَـــعْشَـــرَ الـــحُسَّـــادِ مُـــوْتُــوْا كَـمَـدَا
كَـــذَا نَـــكُـــوْنَ مَـــا بَـــقِـيْـنَـــا أَبَـدَا

''اے حسد کرنے والوں کی جماعت! تم اپنے حسد کی آگ میں جل کر مر جاؤ،

[1] الإعتبار لابن ابی الدنیا: ٣٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم جب تک زندہ رہیں گے ایسے ہی رہیں گے۔''

ہم نے دیکھا کہ وہاں پر پانی کا ایک حوض ہے اور اس پر برتن رکھے ہوئے ہیں، اور کثرت کے ساتھ جانور اونٹ، گائے، گھوڑے وغیرہ ہیں اور یہ محل بالکل گول طرز پر ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر ہم اپنا سامان اتار کر تھوڑی دیر کے لیے یہاں پڑاؤ ڈالیں تو ہماری آنکھیں ان نظاروں کے مزے لے سکیں اور تھوڑی دیر کے لیے نفس تر و تازہ ہو جائے۔

جب ہم اپنا سامان اتار رہے تھے تو اس محل کی طرف سے کچھ لوگ ہماری طرف آئے۔ ان کی گردنوں پر چادریں تھیں۔ انہوں نے ہمارے لیے وہ چادریں بچھا دیں، پھر انہوں نے ان چادروں پر ہمارے لیے انواع و اقسام کے اچھے کھانے اور مشروبات چن دیے، اور آرام کرنے کو کہا۔ ہم آرام سے بیٹھ گئے۔ پھر جب ہم کوچ کرنے کے لیے اٹھے تو وہی لوگ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے: ''بے شک اس بستی کا سردار آپ کو سلام کہتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ اگر میری طرف سے خدمت میں کوئی کمی ہوئی ہو تو اس پر میری طرف سے معذرت قبول کیجیے۔ میں اپنے ہاں ایک شادی کی وجہ سے مصروف ہوں۔ [اس لیے خود حاضر نہ ہو سکا]، اور ہمارے لیے دعا کیجیے۔ پھر انہوں نے باقی کھانا اٹھایا اور ہمارے دسترخوان میں باندھ دیا۔ میں نے یہ سفر پورا کیا اور واپس آ گیا۔

ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ پھر سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دس عرب باشندوں کے ساتھ وفد کی صورت میں بھیجا۔ ان لوگوں میں سے ایک بھی میرا پرانا ساتھی نہیں تھا۔ تو جب میں ان لوگوں کے سامنے اس بستی کا اور وہاں کے رہنے والوں کا قصہ بیان کر رہا تھا تو ہم میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا یہ راستہ اسی بستی کی طرف نہیں جا رہا؟ جب ہم اس بستی میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں کچھ ٹیلے اور خستہ و ویران عمارتیں ہیں؛ جن کے صرف نشانات باقی رہ گئے ہیں اور حوض میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں، جب کہ باقی کے نشانات بھی مٹ چکے ہیں۔

ہم وہاں پر اسی تعجب کی حالت میں کھڑے تھے کہ اسی سفید محل کی طرف سے دور سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ میں نے ایک غلام سے کہا: جاؤ اور اس شخص سے ہمیں اس بستی کے متعلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خبر لادو۔ وہ غلام گھبرایا ہوا واپس آیا۔ میں نے پوچھا: خیر تو ہے کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا: میں اس شخص کے پاس پہنچا تو وہ ایک اندھی عورت ہے جس نے مجھے ڈرا دیا۔

جب اس عورت نے میری آہٹ سنی تو کہا: میں تجھ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتی ہوں جس نے تمہیں صحیح سالم یہاں تک پہنچایا، کہ تم میرے سامنے آ ؤ۔

میں چلا اور اس ٹیلے میں داخل ہوا۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگی: پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: تیرے والد اور تیری قوم کا کیا حال ہوا؟

کہنے لگی: وہ سب مر گئے ،اور صرف میں ان میں سے زندہ رہ گئی ہوں ۔

میں نے کہا: کیا تجھے وہ زمانہ یاد ہے جب تمہارے ہاں ایک شادی تھی اور یہاں ایک لونڈی تھی ،اس کے ہاتھ میں دف تھا، وہ اسے بجا رہی تھی اور یہ گا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا کَمَدًا

کَذَا نَکُوْنُ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

''اے حسد کرنے والوں کی جماعت: تم اپنے حسد کی آگ میں جل کر مر جاؤ،

ہم جب تک زندہ رہیں گے ایسے ہی رہیں گے۔''

اس نے ایک چیخ ماری اور عبرت پکڑنے لگی اور کہنے لگی: اللہ کی قسم مجھے وہ سال یاد ہے۔ وہ مہینہ، وہ دن اور وہ شادی بھی یاد ہے۔ وہ میری بہن کی شادی تھی اور دف میرے ہاتھ میں تھا۔ وہ برابر ہمارے سامنے قصہ بیان کرتی رہی یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گئی، اس پر تھوڑی دیر کے لیے نزع کا عالم رہا اور پھر وہ بھی مر گئی۔'' [1]

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کی محبت ہی جہنم کو اہل جہنم سے آباد کرتی ہے، اور دنیا سے بے رغبتی ہی جنت کو اہل جنت سے آباد کرتی ہے۔

دنیا شیطان کی شراب ہے۔ جس کو اس کا نشہ چڑھ گیا تو پھر یہ نشہ اترتا نہیں یہاں تک کہ انسان ندامت وحسرت کے ساتھ گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو کر موت کے لشکر میں

[1] الاعتبار لابن ابی الدنیا: ٤٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھِر جاتا ہے۔

دنیا میں ہر ایک انسان کی مثال ایک مہمان کی ہے، اور اس کے پاس موجود اس کا مال ایک ادھار کا سودا ہے۔ مہمان کوچ کر جائے گا، اور ادھار مال والے واپس لے جائیں گے۔

دنیا کی محبت ہی تمام بیماریوں کی اصل اور جڑ ہے۔ اس لیے کہ دنیا کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، حالانکہ دنیا اللہ کے ہاں بہت ہی حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے، اور اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:

> ''دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ تعالیٰ کی یاد میں اور جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور عالم اور علم سیکھنے والا ملعون نہیں ہے۔'' [1]

دنیا کی محبت آخرت کے لیے نقصان دہ ہے۔

دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں۔ جب ان میں سے ایک خوش ہو جائے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے۔

دنیا کی محبت انسان اور اس کے نیک عمل جس کا نفع اسے آخرت میں حاصل ہو، کے درمیان حائل رہتی ہے۔ اسی لیے یہ بہت ہی بڑی غفلت ہے کہ انسان دنیا کمانے میں ہی منہمک رہے اور ویران ہو جانے کے لیے اس کی تعمیر کرے، اگرچہ وہ جانتا بھی ہے کہ آخر کار اس کا انجام فنا اور زوال پذیر ہو جانا ہی ہے۔ دنیا کی تشبیہ تو صرف ایسی ہے جیسے یونس بن عبد الاعلی نے بیان کیا ہے:

> ''اس کی مثال صرف اس انسان کی سی ہے جو کچھ دیر کے لیے سو گیا اور اس نے خواب دیکھا، اور خواب میں وہ کچھ دیکھا جسے وہ پسند کرتا تھا، اور نا پسند کرتا تھا۔

---

[1] ترمذی، کتاب الزهد، باب من حديث ((ان الدنيا ملعونة)): ۲۳۲۲ و ابن ماجه: ٤١١٢ وحسنه الألباني۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ایسے ہی خواب دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔''❶

انسان کو چاہیے کہ دنیا کی اس دھوکا بازی اور فریب ہی سے بچ کر رہے۔ اس کی خوشیاں بھی پریشانیوں سے منسلک ہیں، اور کی چمک بھی دھندلکے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ اگر خالق نے اس کے بارے میں کوئی خبر نہ دی ہوتی، اور نہ ہی اس کی کوئی مثال بیان کی ہوتی تو پھر بھی یہ دنیا ایسی تھی کہ سویا ہوا انسان بیدار ہوجاتا اور غافل انسان چوکنا ہو جاتا۔ تو پھر اس وقت کیا عالم ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کردیا ہے کہ دنیا اللہ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتی۔ تو پھر کوئی دھوکے میں پڑا ہوا انسان ہی یہ گمان کرسکتا ہے کہ یہ دنیا ہمیشہ باقی رہے گی۔

٦۔ جنت اور جہنم کا ذکر:

☆ بلاشبہ جنت ایسا گھر ہے جس کے رہنے والوں پر کبھی موت نہیں آئے گی، اور نہ ہی اس کے بالا خانے کبھی ویران ہوں گے، اور نہ ہی یہاں کی جوانی کو کبھی بڑھاپا آئے گا، اور نہ ہی کبھی اس کی نعمتیں اور خوبصورتیاں کبھی ختم ہوں گی۔

☆ اس کی ہوا بادنسیم ہے، اور اس کا پانی تسنیم ملا ہوا ہے؟

☆ یہاں کے رہنے والے ارحم الراحمین کی رحمتوں میں چلتے پھرتے ہیں، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے چہرہ کے دیدار سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

☆ یہاں پر ان کے دعائیہ کلمات یہ ہیں:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) اے اللہ تو پاک ہے۔

☆ ان کا سلام ہے: السلام علیکم ورحمة اللّٰه۔

☆ ان کی آخری دعا ہوگی: الحمد للّٰه رب العالمین۔

☆ جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں، نہ ہی کسی کان نے سنی، اور نہ ہی کبھی کسی دل میں ان کا خیال آیا۔

---

❶ عدة الصابرين : ١٩٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ یہ جنت اللہ تعالیٰ نے اپنے اطاعت گزار بندوں کے لیے تیار کررکھی ہے۔ جن پر وہ قطار در قطار گاؤ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، اور انھیں رحیق مختوم پلائی جائے گی، اور ان کے چہروں سے نعمتوں کے آثار نمایاں ہوں گے۔

☆ وہ اس جنت میں کیا پئیں گے؟

☆ ان کے پینے کے لیے پانی، شراب اور دودھ اور شہد ہوگا۔

☆ شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی، بلکہ بالکل سفید جس سے پینے والوں کو لذت حاصل ہوگی۔

☆ انھیں کس چیز سے ڈھانپا جائے گا؟

☆ ان کے پاس نوخیز لڑکے خدمت گار ہوں گے اور یہ نوخیز ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

☆ ان کی بیویاں کون ہوں گی؟

☆ [ان کی بیویاں] حور عین (موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں) ہوں گی۔ گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ انھیں اس سے پہلے نہ ہی کسی جن نے اور نہ ہی کسی انسان نے چھوا ہوگا وہ اپنے ٹھکانوں میں امن سے رہنے والی ہوں گی اور خیموں کے اندر باپردہ رہنے والی ہوں گی۔

☆ اہل جنت کے پاس کون جائے گا؟

☆ فرشتے، ہر ایک دروازے سے خوش خوش ان کے پاس آئیں گے، اور انھیں سلام کریں گے۔ [السلام علیکم و رحمۃ اللہ]

اس گھر کی قدر کا اندازہ کیسے لگایا جاسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اسے اپنے پیارے بندوں کے لیے ٹھکانا قرار دیا اور اس گھر کو اپنی رحمت اور اپنی کرامت [بزرگی] سے بھر دیا اور اس کی نعمتوں کو بہت بڑی کامیابی سے موصوف کیا ہو۔

اس کے ملک کو بہت بڑا ملک کہا ہو، اور اسے ہر قسم کے عیب سے پاک قرار دیا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ اس کی زمین کے بارے میں سوال کریں گے تو وہ مشک اور زعفران کی ہے، اور اگر اس کی چھت کے بارے میں سوال کرو گے تو اس کی چھت اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، اور اگر اس کے سنگریزوں کے بارے میں سوال کرو گے تو اس کے سنگریزے موتی اور جواہر کے ہیں، اور اگر اس کی دیواروں کے بارے میں پوچھا جائے تو ایک اینٹ اگر سونے کی ہے تو دوسری اینٹ چاندی کی۔

اگر اس کے درختوں کے بارے میں پوچھو گے تو اس کے ہر ایک درخت کا تنا سونے کا ہے، اور اگر اس کے پھلوں کے بارے میں سوال کرو گے تو اس کے پھل، مکھن کریم سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں، اور اگر اس کے پتوں کے بارے میں سوال کرو گے تو اس کے پتے انتہائی نرم ریشم کے ہیں۔

ایسے ہی اس کی نہریں جو کبھی متغیر نہیں ہوتیں، اور اس کی عورتیں بھی پاکیزہ عورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لیے بدنی اور نفسیانی نعمتیں جمع کردی ہیں۔ ان کے نفوس نعمتوں میں پرورش پا رہے ہیں، اور ان کے بدن بھی نعمتوں سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں میں رہ رہے ہیں، نہ ہی وہ کبھی بوڑھے ہوں گے، اور نہ ہی ان پر کوئی کمزوری آئے گی۔

اگر آپ جنت کی نعمتوں میں صحیح معنوں میں غور وفکر کرو گے تو ساری کی ساری غفلت ہوا ہو جائے گی۔

ایسے ہی اگر غور کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے لیے کیا عذاب تیار کر رکھا ہے، تو اس سے بھی ساری غفلت کا سوار ہوا بھوت اُڑ جائے گا۔

ایک بڑی چٹان جو جہنم کے کنارے سے پھینکی جائے گی، وہ ستر سال کے بعد جہنم کے گڑھے تک پہنچے گی۔

انسان کو چاہیے کہ ان جہنمیوں کے احوال پر غور کرے جن کے پاؤں ان کی پیشانیوں کے ساتھ لگا کر باندھ دیے جائیں گے اور گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے ان کے چہرے کالے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔ وہ اس جہنم کے کناروں سے آواز دیں گے اور چیخیں چلائیں گے اور کہیں گے:

اے مالک! (داروغہ جہنم)! ہم پر اللہ تعالیٰ کی وعید سچ ثابت ہوگئی۔ اے مالک! ہمارے چمڑے جل گئے۔ اے مالک! ہمیں اس عذاب سے نکال دے، ہم دوبارہ ایسی حرکتوں کا ارتکاب نہیں کریں گے۔

ان سے کہا جائے گا:

ہائے افسوس! تمہارے لیے صد افسوس! اس ذلت کے گھر سے تمہیں کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور ہمارے ساتھ بات بھی نہ کرنا۔''

اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جائیں گے، اور اللہ کے پہلو میں رہ کر جو گناہ کیے ہوں گے ان پر افسوس کریں گے۔ اس وقت کی یہ ندامت انھیں نجات نہیں دے سکے گی، اور نہ ہی ان کا ہائے افسوس کرنا کچھ کام آئے گا۔ بلکہ انھیں چہروں کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس وقت وہ چیخیں گے اور اپنے لیے ہلاکت اور بربادی کی دعائیں کریں گے۔ وہ جتنی بھی ہلاکتوں کو پکاریں گے کچھ نہیں ہوگا، بلکہ ان کے سروں کے اوپر سے پیپ بہائی جائے گی، اور جہنم کی آگ سے ان کے پیٹ اور چمڑے جلائے جائیں گے، اور انھیں لوہے کے گرزوں پیٹا جائے گا۔

پیاس کی وجہ سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہوں گے اور ان کے گالوں پر سیاہی چھا رہی ہوگی، ان کے رخساروں سے گوشت کے ٹکڑے گر رہے ہوں گے، اس کے ساتھ ہی وہ لوگ موت کی تمنا کریں گے، مگر انھیں موت نہیں آئے گی۔

آگ کی چنگاریاں ایسے اڑ رہی ہوں گی جیسے پورا محل۔ ایک چنگاری کا حجم کسی ایک بڑے محل کے برابر ہوگا۔ تو پھر اس آگ کے شعلوں کا آس پاس کیسا ہوگا اور خود وہ شعلے کیسے ہوں گے؟

یہ آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا بڑھ کر ہے۔ جس میں کافر گھونٹ بھرے گا، مگر وہ اسے نگل نہیں سکے گا، وہ تمنا کرے گا کہ کہیں سے بھی اسے موت آجائے، موت (تو اسے ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے نظر) آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں۔ ان کے جوتے بھی آگ کے ہوں گے اور ان کے مونہوں کو بھی آگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔ ان کے اوپر بھی آگ کے سائباں ہوں گے اور نیچے بھی آگ کا سایہ ہوگا۔

اس جسمانی عذاب کے علاوہ وہاں پر معنوی عذاب بھی ہوگا۔ جب بھی کوئی گروہ جہنم میں داخل ہوگا تو وہاں پر پہلے سے موجود لوگ ان پر لعنت کریں گے اور فرشتے انھیں ان کی کوتاہ عملی اور دنیا میں افراط وتفریط کی زندگی گزارنے پر ملامت کر رہے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بے شک ذکر کی مجالس ملائکہ کی مجالس ہوتی ہیں، اور لغو باتوں اور غفلت کی مجالس شیاطین کی مجالس ہوتی ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ جو چیز اسے اچھی لگتی ہے؛ اور ان دو میں سے جسے اپنے لیے زیادہ بہتر سمجھتا ہے، اسے اختیار کر لے۔ وہ دنیا و آخرت میں انھی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔"

بے شک ہمارا یہ زمانہ غفلت کا زمانہ ہے۔ اگر تم اس بات پر یقین کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ زمین میں چلو پھرو اور اس کی سیر کرو۔ زمین میں غور و فکر کرو، اور اس کے رہنے والوں میں غور و فکر کرو۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کیا کیا دیکھیں گے۔

آپ اپنی آنکھوں کے سامنے کھیل تماشوں کے مراکز اور غفلت کے اڈے دیکھیں گے۔ ایسی دکانیں ہیں جو سٹیلا ئیٹس چینلز اور ان کے ساز و سامان کے لیے مختص ہیں۔ جہاں پر عیاشی کے تمام سامان میسر ہیں۔..........الخ

پھر آپ ان چیزوں کے اور عبادت کی جگہوں کے درمیان توازن کیجیے، اور شرعی علم کے حلقات کو دیکھیں، آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے گھر سے غافل کرنے والی چیزیں کہیں بہت ہی زیادہ ہیں۔

[ان حالات میں] جو انسان بیداری کا مظاہرہ کرے اور کھیل تماشہ اور غفلت کی مجالس چھوڑ کر اللہ کے گھروں میں نیک لوگوں کی مجالس اختیار کرے، اور علم کے حلقات کو ترجیح دے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی عزت افزائی کرے گا اور اس کی اس قربانی کے سبب اسے خیر کثیر سے نوازے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے جب بھی غفلت میں ڈالنے والی چیزیں اور اسباب بڑھ جائیں اور انسان ان کا مقابلہ کرے تو اس کا اجر بھی اتنا ہی بڑا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آخری زمانے میں نیک و کار لوگوں کا اجر بہت بڑھ کر ہوگا۔ اس لیے کہ یہ لوگ بے شمار فتنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس غفلت کے اسباب اور اس کی راہوں سے اپنی پناہ میں رکھے، اللہ تعالیٰ ہمیں برے خاتمہ سے پناہ دے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ذکر کرنے اور شکر بجالانے کی توفیق نصیب کرے، اور صحیح معنوں میں اپنی عبادت بجا لانے پر ہماری مدد فرمائے۔ بے شک وہ دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔"

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دو قسم کے سوالات لائے جارہے ہیں۔ پہلی قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب فوراً دیا جاسکتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ غفلت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کریں؟

۲۔ غفلت کی کتنی اقسام ہیں؟

۳۔ مذموم غفلت کی تین اقسام ہیں، وہ کون سی ہیں؟

۴۔ غفلت کے اسباب کیا ہیں؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ جن چیزوں سے لوگ غافل رہتے ہیں ان میں سے ایک نیت بھی ہے، اس کی وضاحت کریں؟

۲۔ اس کتاب میں ایک بچے کا قول نقل کیا گیا ہے جس نے اپنی ماں سے کہا تھا: ''مجھے چھوڑ دے، مجھے کھیلنے دے، میں دوبارہ ہرگز گرجا گھر میں داخل نہیں ہوں گا۔'' اس مقولے کی کیا مناسبت ہے؟

۳۔ دنیا میں غافل کو کیا سزا ملتی ہے؟

۴۔ غافل کو آخرت میں کیا سزا ملے گی؟

۵۔ غفلت کا سب سے قوی ترین علاج کیا ہے؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسدات القلوب

شہوت کی آگ

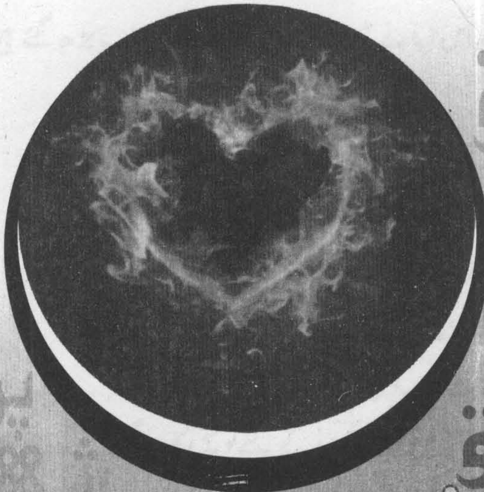

نفاق

عشق

عیش پرستی

غفلت

تکبر

مکر

خواہش پرستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

شہوت اور اس کے متعلقات کی بابت بحث کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے اہم ہے۔خصوصی طور پر اس زمانے میں جس میں شہوت کے اسباب بڑھ گئے ہیں اور ان کا اثر غالب آچکا ہے۔

شہوت کی تعریف کیا ہے؟

شہوت کیوں پیدا کی گئی ہے؟

حرام شہوت میں واقع ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

حرام شہوت کا علاج کیا ہے؟

یہ تمام موضوعات آپ اس کتاب میں پائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی ان تمام لوگوں کے لیے توفیق کا دعا گو ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں اپنا حصہ ڈالا۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محمد صالح المنجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہوت کی تعریف

لغوی تعریف: ......ابن فارس کہتے ہیں: ''شین اور ہا اور حرف علت" واؤ" ایک ہی کلمہ ہیں: اور وہ شہوت ہے۔ کہا جاتا ہے: رجل شھوان ''شہوت پرست آدمی'' ''شيء شهي" مرغوب چیز۔

علامہ فیروز آبادی کہتے ہیں:

((شهي الشئى و شهاه، يشهاه شهوة، و اشتهاه، و تشهاه، أحبه و رغب فيه .))

''کسی چیز کی خواہش کی، اس نے اس سے محبت کی؛ وہ اس کی خواہش کرتا ہے، محبت رکھتا ہے اور اس کا شوق رکھتا ہے، [یہ اس وقت کہا جاتا ہے] جب کسی چیز سے محبت کی جائے اور اس کو حاصل کرنے میں رغبت رکھی جائے۔''

اصطلاحی تعریف: ......اصطلاحی طور پر شہوت کے کئی ایک معانی ہیں، ان میں سے صحیح ترین درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ انسانی طبیعت میں داخل وہ جسمانی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے تاکہ اعلیٰ مقاصد اور بہترین وارفع اہداف کو پورا کیا جاسکے۔

۲۔ مرد اور عورت کے مابین معاشرت کا شعور۔

۳۔ نفس کا کسی چیز کی طرف شوق رکھنا۔

شہوت کیوں پیدا کی گئی؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر شہوات اور لذات اس لیے پیدا کی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ ہم ان سے اپنی مصلحتیں پوری کرنے میں مدد حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر کھانے پینے کی لذت اور شہوت پیدا کی۔ بلاشبہ یہ چیزیں فی نفسہ رحمت ہیں اور اسی سے اس دنیا میں ہمارے جسم باقی رہتے ہیں، اور ایسے ہی نکاح کی شہوت اور اس سے حاصل ہونے والی لذت کا حال ہے۔ یہ بذات خود ایک نعمت ہے، اور اسی سے نسل کا بقا ممکن ہے۔ اگر ان قوتوں سے ان چیزوں پر مدد لی جائے جن کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، تو پھر یہ چیز ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بڑی سعادت کا باعث ہے، اور ہم ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا مطلق انعام کیا ہے۔ اگر ہم ان شہوات کو ان چیزوں میں استعمال کریں جن سے ہمیں منع کیا گیا ہے، جیسا کہ ہم وہ خبیث چیزیں کھائیں جن کے کھانے سے ہمیں روکا گیا ہے، یا جیسا کہ ظلم سے مال کمانا، یا مال میں فضول خرچی کرنا، یا ہمارا اپنی بیویوں پر ظلم کرنا؛ یا اپنے غلاموں [یا لونڈیوں] پر ظلم کرنا، تو ہمارا شمار سرکش ظالموں میں ہوگا جو کہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔''[1]

اس سے ثابت ہوا کہ شہوت بذات خود مذموم نہیں ہے۔ مگر اس کی برائی اس کے استعمال کے لحاظ سے ہے۔ اگر اس شہوت کا استعمال نفع دینے والی چیزوں میں ہو یا پھر ان چیزوں میں ہو جو اس کے لیے مباح ٹھہرائی گئی ہیں، تو ایسی شہوت انسان کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر ایسا نہیں تو کوئی خیر نہیں۔

اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ اس کے بغیر انسان کے دل میں اولاد کے حصول کے لیے کوئی خواہش بیدار نہ ہوتی، اور بہت سارے شرعی مقاصد پورے نہ ہوسکتے۔ پس اللہ تعالیٰ لطیف و حکیم اور خبیر کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس نے ہمارے اندر ایسے اسباب اور برانگیختہ کرنے والے عناصر پیدا کیے جو ہمیں ان چیزوں کے لیے متحرک کرتے ہیں جن میں ہماری بقا اور ہماری مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شہوت و رغبت کی موجودگی کے بغیر

[1] الاستقامة: ۱/۳۴۱-۳۴۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے کسی ایسی چیز کا طلب کرنا باعث مشقت ہوتا اور بسا اوقات یہی چیز انسانی بدبختی اور ہلاکت کا سبب بن جاتی۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی جاری سنتوں میں سے ایک ان کی آزمائش بھی ہے جسے اللہ چاہتا ہے انھیں آزماتا ہے اور اس کی مختلف حکمتیں، اور بہترین وافضل ترین غایات ہیں۔ انھی آزمائشوں میں سے ان کے لیے ایک آزمائش شہوت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ فرماں برداروں کو نافرمانوں سے علیحدہ کردے اور اچھے کو برے سے جدا کردے۔

سیّدنا مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو انسان دنیا کی زندگی میں شہوتوں پر غالب آجائے، یہی وہ شخص ہے کہ جس کے سائے سے شیطان بھی گھبراتا ہے۔"❶

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّ مَسْتُـــورٍ سَبَتْـــهُ شَهْــوَةٌ
فَتَـعَـــرَّى سِتْـــرُهُ فَـــانْتَهَـكَـــا
صَـــاحِـــبُ الشَّهْـوَةِ عَبْدٌ فَـإِذَا
غَـــلَـــبَ الشَّهْوَةَ اَضْحٰى مَلِكًا

"کتنے ہی مستور الحال ایسے ہیں کہ شہوت انھیں کوستی ہے۔ پس اس کا پردہ اٹھ جاتا ہے تو حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے۔ شہوت والا انسان شہوت کا غلام ہوتا ہے مگر جب وہ شہوت پر غلبہ پالے تو وہ اس کا مالک اور آقا بن جاتا ہے۔"❷

عورتوں کی خواہش دنیا کی شہوات میں سے سب سے بڑی شہوت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے دوسری شہوات پر مقدم کیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا فتنہ بہت بڑا ہے۔ اور اس فتنہ کے اثرات فرد اور معاشرہ پر بہت زیادہ اور سخت ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ

❶ حلية الأولياء: ٢/٣٦٥۔ ذم الهوى: ٢٢.
❷ روضة المحبين: ٤٨٤۔ ذم الهوى: ٣٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْأَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾

(آل عمران : ١٤)

''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے، جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔''

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد مردوں پر کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ ضرر رساں نہیں رہے گا۔''[1]

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنے میں مبتلا ہونے) سے بھی بچو۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔''[2]

حرام شہوت میں پڑنے کے اسباب

۱۔ ایمانی کمزوری:

ایمان مومن کا اسلحہ ہے، اور یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس میں پناہ گزین ہوکر ذلت کے گڑھوں میں گرنے سے بچ جاتا ہے۔ جب انسان اطاعت گزاری کے کاموں سے دور ہوجاتا ہے تو اس کا ایمان کمزور ہوجاتا ہے اور وہ نافرمانی کے کاموں میں پڑنے کی جرأت کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے کہا ہے: ''تین باتیں تقویٰ کی نشانیاں ہیں:

۱۔ قدرت ہونے کے باوجود حرام شہوت کا ترک کردینا۔

۲۔ نفس کی منافرت کے باوجود نیک اعمال کو پورا کرنا۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من خسوم المرأۃ : ٥٠٩٦۔ صحیح مسلم : ٢٧٤٠.

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء : ٢٧٤٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ امانتوں کا واپس کر دینا حالانکہ اسے ان کی ضرورت ہو۔

یہ تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان امور کو بجالانے والے کے دل میں ایمان اور دین کا وافر حصہ موجود ہے۔ اس لیے کہ ایسا انسان اپنے سامنے حرام پاتا ہے، مگر اسے اللہ کی رضامندی کے لیے ترک کر دیتا ہے، اور اپنے نفس کو زبردستی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیکی کے کاموں میں لگائے رکھتا ہے حالانکہ دل اس سے منافرت رکھتا ہے اور اپنی ضرورت کے باوجود اہل امانت کو ان کی امانتیں واپس کرتا ہے۔

۲۔ برے ساتھی:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلٰی دِيْنِ خَلِيْلِهِ ، فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ .)) [1]

''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہیے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی لگا رہا ہے۔''

بہت سارے گناہ ایسے ہیں جن کے ارتکاب کا سبب برے دوست ہی بنتے ہیں۔

ایک سترہ سالہ نوجوان اپنے گناہ میں مبتلا ہونے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''میں نے پہلی بار حرام فلم اس وقت دیکھی جب میں اپنے ایک دوست سے ملاقات کے لیے گیا ہوا تھا۔ جب ہم دونوں کمرے میں تھے تو اس نے ایک فلم لگا دی۔ میں نے اس کے ساتھ یہ فلم دیکھی، اور یہی میری ابتدا تھی۔''

بے شک اللہ تعالیٰ نے بے ہودہ گوئی کو حرام ٹھہرایا ہے، اور فحاشی سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝۱۴۸ ﴾ (النساء : ١٤٨)

''برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت

---

[1] أبو داؤد ، كتاب الادب، باب من يؤمر ان يجالس : ٤٨٣٣ ـ الترمذي : ٢٣٧٨ و حسنه الألباني۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور جانتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"مومن نہ ہی طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی لعنت کرنے والا، نہ ہی فاحش ہوتا ہے اور نہ ہی بے ہودہ گو۔"[1]

۳۔ بدنظری:

نظر شیطان کے تیروں میں ایک زہر آلود تیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس فعل سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝﴾ (النور: ۳۰)

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔"

۴۔ فراغتِ وقت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ فراغتِ وقت انسان کو حرام چیزوں کے متعلق سوچنے پر لگا دیتی ہے، اور وہ اپنے خیالات کی لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تاکہ ان خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوئی منصوبہ بندی کر سکے۔ یہاں تک کہ یہ چیز اس کے افکار میں سے ایک فکر بن جاتی ہے، اور پھر انسان بری عادات کی مشق شروع کر دیتا ہے اور اس طرح وہ ہلاک کرنے والی چیزوں میں واقع ہو جاتا ہے۔

نفس کو اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں میں نہ لگایا جائے تو وہ اللہ کی معصیت کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس چیز کو بیان کیا ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] ترمذی، کتاب الزهد، باب الرجل على دين خليله: ۲۳۷۸ وصححه الألباني۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)) ❶

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں، صحت اور فراغت۔"

سو فارغ وقت ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اور اگر انسان اس کو کسی مفید کام میں نہ لگائے تو اسے کسی فاسد کام لگا دیتی ہے۔

۵۔ نظر بازی:

عورتوں کی طرف دیکھنے کے گناہ کو چھوٹا سمجھنا اور ان کے ساتھ اختلاط رکھنا انسان کو کثرت گناہ اور فحاشی کے کاموں میں واقع کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، اگرچہ انسان ابتدائی طور پر ایسی کوئی برائی کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔ مگر یہ پکی بات ہے کہ چھوٹے درجے کے حرام کام سے بچنے میں سستی کا مظاہرہ کرنا انسان کو بڑے حرام کام تک پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے۔

کتنے ہی اہل خانہ ایسے ہیں جو شروع شروع میں اپنے جوان بیٹے کو گھر کی نوکرانی وغیرہ کے ساتھ چھوڑ دینے میں سستی کا ارتکاب کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعد میں انھیں حسرت و افسوس و ندامت کے ساتھ اپنی انگلیاں کاٹنی پڑتی ہیں۔

کتنی ہی نوجوان بچیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ڈرائیورز کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن آخر معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے جو قابل مذمت ہے۔

اس طرح کے دیگر کئی ایک امور ہیں جن میں سستی کا ارتکاب کرنا انسان کو بہت ساری مصیبتوں اور ہلاکت خیز گناہوں میں واقع کر دیتا ہے۔

۶۔ شہوت انگیزی کی قربت:

گناہ میں واقع ہونے کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان ان چیزوں کی قربت اختیار کرے جو اس کی شہوت کو برانگیختہ کرتی ہیں۔ اس لیے صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [سدِ ذرائع کے طور پر] راستوں میں بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ یہاں پر گمان کیا جاسکتا ہے کہ انسان کوئی ایسی چیز دیکھے جس سے اس کی شہوت بیدار ہو۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ: ٦٤١٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہم وہاں بیٹھتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم وہاں بیٹھنے پر مجبور ہو تو راستے کو اس کا حق عطا کرو۔'' لوگوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا ایذا رسانی سے رکنا سلام کا جواب دینا اور اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔'' [1]

یہاں تک کہ عبادت اور ذکر و اذکار کی جگہوں پر بھی شارع علیہ السلام نے عورتیں کی صفیں مردوں کی صفوں سے علیحدہ قائم کیں، اور عورتوں کے (آنے جانے کے) لیے ایک دروازہ مختص کرنے کا حکم دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واپس پلٹنے میں تاخیر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عورتیں واپس پلٹ جائیں۔ یہ تمام اقدام شہوت کو برانگیختہ کرنے والی چیزوں سے دور رکھنے کے لیے کیے جا رہے ہیں۔

شہوت کو برانگیختہ کرنے والی چیزوں میں سے گانے اور موسیقی بھی ہیں، اور وہ جگہیں و مقامات بھی جہاں پر اختلاط ہوتا ہے جیسا کہ ریسٹورنٹ، کھیل کے میدان، گراؤنڈز وغیرہ، اور وہ مختلف قسم کے سٹیلائٹ چینلز، انٹرنٹ ویب سائٹس؛ جو کہ انتہائی بُرے اور قبیح قسم کے مواد نشر کرتے ہیں، اور وہ اخبارات اور رسائل جو کہ گندی تصویروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

شہوت کے ساتھ برتاؤ

جب مسلمان کو شہوت کا عارضہ لاحق ہو جائے، حرام چیز کئی رنگوں میں رنگ کر اس کے سامنے آجائے اور اس کے لیے ان چیزوں کا اختیار و ارتکاب آسان ہو اور تمام حالات اس کے موافق ہو جائیں، تو اس کو اس حالت میں کس طرح کا مظاہرہ کرنا چاہیے؟

اس بارے میں تین قواعد ایسے ہیں جو [اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد] انسان کے لیے اس آزمائش و امتحان سے نکلنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں:

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب افنية الدور: ٢٤٦٥۔ صحیح مسلم: ٢١٢١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا قاعدہ:......"معاذ اللہ" کہنا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کا خوف گناہ کے ارتکاب سے امن کا قلعہ ہے۔اور ایمان انسان کو گناہ اور حرام کاری کے ارتکاب اور شہوات کے اتباع سے بچالیتا ہے۔

"معاذ اللہ" ایسا کلمہ ہے جو کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے کہا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بچالیا، اور انھیں عورتوں کے مکر وفریب سے محفوظ رکھا۔ یہ کلمہ وہ لوگ بھی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے جگہ پائیں گے؛ اس دن جب کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ وَمِنْهُمْ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ .)) (متفق علیه)

"سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو روزِ قیامت اللہ اپنے سائے میں جگہ دے گا، ......اور وہ آدمی جس کو کسی بڑے منصب والی اور خوبصورت عورت نے برائی کی دعوت دی، مگر اس نے کہا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ظاہر یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے یہ کلمہ [معاذ اللہ] کہے؛ تاکہ اسے بھی گناہ سے روکے، یہ کلمہ اپنے دل میں کہے۔"

اس حال میں دل و زبان کو قابو میں رکھنا بہت بڑی چیز ہے، اور اس کے اثرات بھی بہت بڑے ہوتے ہیں۔ اس جیسے کلمات (مَعَاذَ اللّٰهِ یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں؛ أَخَافُ اللّٰهِ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں) اس جیسے مواقع پر صرف ان لوگوں کی زبان سے نکلتے ہیں جو اپنے اوپر اللہ کو نگہبان سمجھتے ہیں، اور جس کا سر و اعلانیہ (ظاہر و باطن) برابر ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے تنہائی میں بھی ایسے ہی ڈرتا ہے جیسے اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

جب مومن کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگہبانی پر ہوتی ہے، اور وہ واقع الحال میں اسماء اللہ الحسنیٰ کے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے، تو وہ ان شہوات کے سامنے ثابت قدم رہتا ہے، اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھسلن کی جگہوں پر [اللہ کے فضل وکرم سے] محفوظ رہتا ہے، اور پھر وہ جنت پاکر کامیاب ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان متقین کے لیے تیار کر رکھی ہے جو غائبانہ طور پر اس سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ ﴾ (ق : ۳۱، ۳۲)

''یہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو۔ جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ جب لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے [اور اللہ کے سوا کوئی اسے دیکھنے والا نہیں ہوتا، تو وہ] اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔'' بقول شاعر:

وَإِذَا خَلَوْتَ بِرِيْبَةٍ فِيْ ظُلْمَةٍ
وَالنَّفْسُ دَاعِيَةٌ إِلَى الطُّغْيَانِ
فَاسْتَحِ مِنْ نَظَرِ الْإِلٰهِ وَقُلْ لَهَا
إِنَّ الَّذِيْ خَلَقَ الظَّلَامَ يَرَانِ

''جب اندھیرے میں کسی گناہ کا موقع ملے، اور نفس تمہیں گناہ کی دعوت بھی دے رہا ہو، تو اللہ کی نظر سے حیا کر، اور اپنے نفس سے کہہ دے: بے شک جس نے اندھیرے کو پیدا کیا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ
خَلَوْتُ ، وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيْبُ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفُلُ سَاعَةً
وَلَا أَنَّ مَا تُخْفِيْ عَلَيْهِ يَغِيْبُ

''جب کبھی زمانے میں تمہیں تنہائی میسر آئے۔ تو یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں تنہا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ کہنا کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے، اور کبھی بھی یہ ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ایک گھڑی کے لیے بھی غافل ہوگا، اور نہ ہی جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کی نظروں سے غائب ہوسکتا ہے۔''

جب مومن کی تربیت اس جیسی باتوں پر ہوتی ہے تو وہ اس کے تقاضوں کے مطابق عمل بھی کرتا ہے، اور ایک کامل اخلاق انسان بن جاتا ہے، اور اس کی پرورش ایسی پاکیزہ ہوتی ہے کہ کوئی چیز اسے بھٹکا نہیں سکتی، اور نہ ہی اس کی شہوت اسے اپنا غلام بنا سکتی ہے، اور نہ ہی اس پر شیطان مسلط ہوسکتا ہے، اور نہ ہی اس کے اندر نفس امارہ اپنا کوئی کام دیکھا سکتا ہے۔ بلکہ جب اسے حرام شہوت کسی طرف بلاتی ہے تو وہ فوراً بیدار ہوجاتا ہے اور وہ کہتا ہے: ''میں اللہ سے ڈرتا ہوں، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اور جب شیطان اس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ فوراً اسے کہتا ہے کہ مجھ پر تیرا بس نہیں چل سکتا۔

جب اس کے دوست اس کے لیے برائی اور فحاشی کے راستوں کو مزین کر دیتے ہیں تو وہ انھیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیتا ہے کہ میں جاہلوں کو پسند نہیں کرتا۔

وہ انسان جس کی تربیت اس طریقہ کار پر ہوئی ہو، وہ اس بات کا حق دار ہے کہ جب کبھی کسی وقت وہ حرام کے قریب ہو، اور اسے روکا جائے تو اس پر یہ کلمہ اثر کرے: ''اتَّقِ اللّٰہَ'' یعنی اللہ سے ڈر جاؤ۔ آپ ذرا اس آدمی کے حال پر غور کیجیے! جو تین آدمیوں میں سے ایک تھا؛ جنہیں اللہ تعالیٰ نے غار سے نجات عطا فرمائی تھی۔ جب ایک چٹان کے غار کا منہ بند کر دیا تھا۔ [اور وہ اپنے اپنے نیک اعمال کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے] 'ان میں ایک نے اپنی دعا میں یہ کہا تھا:

''اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی۔ جو لوگوں میں سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی۔ جس طرح مردوں کو عورتوں سے سخت محبت ہوتی ہے۔ میں نے اس کو طلب کیا یعنی بدکاری کا اظہار کیا۔ تو اس نے ایک انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک سال جب وہ انتہائی مجبوری کی حالت میں میرے پاس آئی۔ میں نے پھر مطالبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا؛ لیکن اس نے کہا تم اپنا مقصد مجھ سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم سو دینار نہ دے دو چنانچہ میں نے محنت کر کے اسے سوبیس دینار جمع کیے۔ جب میں نے اس کو ایک سوبیس دینار ادا کر دیے؛ اور جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر مہر ناجائز طریقے سے نہ توڑ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر، اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑ۔ تو میں نے اس کے ساتھ برائی کرنے میں حرج محسوس کیا، اور میں کھڑا ہو گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ مجھے بہت زیادہ محبوب تھی، اور میں نے وہ مال بھی چھوڑ دیا جو کہ اسے دیا تھا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے صرف تیری رضا کے لیے ایسا کیا تو اس پتھر کو کچھ ہٹا دے وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔'' [1]

آپ اس انسان کے حال پر غور کیجیے۔ کیسے یہ انسان گناہ کے اتنا قریب ہو گیا اور اپنی محبوبہ کے پاس اس جگہ پر بیٹھ گیا جہاں خاوند اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے، اور گناہ کا کام کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی۔ مگر اس جگہ سے صرف ایک کلمہ کی وجہ سے ہٹ گیا؛ وہ کلمہ تھا:

((اِتَّقِ اللّٰہَ .)) ''اللہ سے ڈر جاؤ''

وہ اس عورت کے پاس سے کھڑا ہو کر چلا گیا، حالانکہ وہ اس کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھی۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچے ایمان کی وجہ سے ہے۔ جس کے ثمرات اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے مراقبہ کے احساس اور غیب وشہود میں اس کی نگہبانی کے ایمان کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دوسرا قاعدہ:......خائن نظر سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾﴾ (غافر: ۱۹)

''وہ خیانت کرنے والی آنکھ کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استأجرا جیرا فترك اجره: ۲۲۷۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما خیانت کرنے والی آنکھ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہے، اور وہاں پر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے، یا کسی قوم پر اس کا گزر ہوتا ہے، اور وہاں ان کے ساتھ کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے؛ جب وہ اس سے ذرا غافل ہوتے ہیں تو وہ اسے دیکھنے لگ جاتا ہے، اور جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ اپنی نظریں جھکا لیتا ہے۔ پھر دوبارہ جب غافل ہوتے ہیں تو وہ اسے دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ اپنی نظریں جھکا لیتا ہے۔'' ❶

سیّدنا سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب انسان کسی مجلس میں ہوتا ہے، وہ چوری چوری وہاں سے کسی گزرنے والی عورت کو دیکھتا ہے؛ اگر وہ لوگ اسے دیکھیں کہ وہ عورت کو دیکھ رہا ہے تو یہ بھی اپنی نظر کو بچا لیتا ہے اور اس کی طرف نہیں دیکھتا، اور جب، وہ غافل ہو جاتے ہیں تو یہ پھر سے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ یہی خیانت کرنے والی آنکھ ہے۔'' ❷

اور فرمایا:

﴿وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ (غافر: ١٩)

''سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔''

یعنی انسان اپنے نفس میں جو خواہشات و شہوات پاتا ہے۔

انسان کو جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور عنقریب وہ اس سے اس کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾﴾ (الإسراء: ٣٦)

''جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل

❶ تفسير ابن كثير: ١٣٧/٧. ❷ حلية الأولياء: ٧/ ٧٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔"

اس انسان سے اس نظر کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ وہ نظر جو کہ ابلیس ملعون کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، اور شہوت کی پہلی ڈاک ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حرام کی طرف پہلے قدم اور آخری قدم کے درمیان یوں ربط باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ (النور: ۳۰)

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے نظروں کو ان چیزوں سے بچا کر رکھیں جو ان پر حرام کردی گئی ہیں اور ان چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو نہ دیکھیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مباح کردی ہیں اور جب اتفاقیہ (اچانک) نظر کسی حرام چیز پر پڑ جائے تو انسان کو چاہیے کہ فوراً اپنی نظر کو پھیر لے۔

بدنظری کو شرمگاہ کی حفاظت سے مقدم کیوں کیا؟

نظریں جھکائے رکھنے کا حکم شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے دیا گیا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ نظر زنا کے لیے ایک ڈاک ہے، اور فسق و فجور اور گناہ کے کاموں کے لیے ہرکارے کا کام کرتی ہے۔"[1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عموماً نظر ہی ان تمام حوادث کی اصل اور بنیاد ہے جو انسان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اس لیے کہ خطرات نظر سے ہی جنم لیتے ہیں۔ ان خطرات سے افکار جنم لیتے ہیں۔ ان افکار سے شہوات جنم لیتی ہیں۔ شہوات سے ارادے بنتے

[1] روح المعاني للألوسي: ۱۸/ ۱۳۹۔ تفسير النسفي: ۳/ ۱۴۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ ارادے پختہ ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ عزم مصمم بن جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں لازمی طور پر فعل واقع ہوجاتا ہے جب تک کہ اس میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آجائے۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے کہ:

''نظر کو جھکانے پر صبر کرنا بہت آسان ہے بہ نسبت اس دکھ اور تکلیف کے جو کہ نظر پڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔''

اسی لیے شاعر نے کہا ہے:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَاهَا مِنَ النَّظْرِ
وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ
كَمْ نَظْرَةٍ بَلَغَتْ فِيْ قَلْبِ صَاحِبِهَا
كَمَبْلَغِ السَّهْمِ بَيْنَ الْقَوْسِ وَالْوَتَرِ
وَالْعَبْدُ مَا دَامَ ذَا طَرْفٍ يُقَلِّبُهُ
فِيْ أَعْيُنِ الْغِيْدِ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْخَطَرِ
يَسُرُّ مُقْلَتَهُ مَا ضَرَّ مُهْجَتَهُ
لَا مَرْحَبًا بِسُرُوْرٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

''تمام حوادثات کی بنیاد نظر پر ہوتی ہے، اور بڑی آگ چھوٹی سی چنگاری سے شروع ہوتی ہے، اور کتنی ہی نظریں ایسی ہوتی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں ایسے لگتی ہیں جیسے تیر کمان سے نکل کر اپنے ہدف پر پہنچ جاتا ہے، اور انسان جب تک اپنی نظروں کو گھماتا رہتا ہے۔ وہ خطرے پر کھڑا رہتا ہے۔ اس کا دیکھنا اسے خوش کرتا ہے اور نگاہ کا پلٹنا اس کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ ایسی خوشی کے لیے کوئی خوش آمدید نہ ہو جو کہ نقصان لے کر پلٹتی ہو۔''

بدنظری کی آفات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنے پیچھے حسرت والم چھوڑ جاتی ہے۔ اس لیے کہ انسان بعض اوقات ایسی چیز دیکھتا ہے جس کے حاصل کرنے پر اسے کوئی قدرت بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس کے بغیر صبر کرسکتا ہے۔'' ❶

یہ لوگ جو بازاروں کی طرف جاتے ہیں اور عورتوں کو تاڑتے ہیں اور وہ عورتیں بھی بے پردگی کی حالت میں ہوتی ہیں تو ایسے لوگوں کے دل حسرت والم کی آگ میں جل جل کر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں۔ کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے اکثر بدنظری کا آخری انجام تو زنا نہیں ہوتا اور نہ ہی انسان ان کے ساتھ کسی حرام کاری کے لیے جاتا ہے (پھر اس کی ممانعت کیوں ہے)؟ [ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں:] بے شک اس قسم کی بدنظری کا انجام اکثر حسرت والم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ انسان اپنے سامنے ایک ایسا فتنہ دیکھتا ہے جس تک پہنچنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا تو ایسا انسان حسرت والم کا شکار ہوکر رہ جاتا ہے، اور بیشتر اوقات اپنے مقصود تک پہنچنے کی کوشش بھی کرتا ہے، مگر اس میں ناکام ہوجاتا ہے، اس وجہ حیرانگی اور ہائے افسوس کرنا ہی اس کا مقدر ہوتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ انسان کے لیے سب سے بڑا عذاب ہے کہ آپ ایسی چیز دیکھیں جس سے آپ صبر نہیں کرسکتے اور نہ ہی اس کا کچھ حصہ آپ کو کفایت کرسکتا ہے اور نہ ہی آپ اس کو حاصل کرنے پر قادر ہیں۔''

اسی کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

وَكُنْتَ مَتٰى أَرْسَلْتَ طَرْفَكَ رَائِدًا
لِقَلْبِكَ يَوْمًا أَتْعَبَتْكَ الْمَنَاظِرُ
رَأَيْتَ الَّذِيْ لَا كُلُّهُ أَنْتَ قَادِرٌ
عَلَيْهِ وَلَا عَنْ بَعْضِهٖ أَنْتَ صَابِرٌ

''اور جب تم نے اپنی نگاہ کا پیغام میری طرف بھیجا، میں بھی تیرے دل کا ہم پلہ تھا جس دن کے مناظر نے تجھے تھکا دیا۔ تو نے وہ کچھ دیکھا جس کے پورا حاصل کرنے پر بھی تو قدرت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس کے بعض پر صبر کرسکتا تھا۔''

---

❶ الجواب الكافي: ١٠٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنے ہی نگاہوں کو ڈھیلا چھوڑنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کی نظر واپس آتی ہے تو وہ کسی مقتول کے خون میں لتھڑی ہوئی ہوتی ہے؛ جیسا کہ کہا گیا ہے:

يَا نَاظِرًا مَا أَقْلَعَتْ لحَظَاتُهُ
حَتّٰى تَشَحَّطَ بَيْنَهُنَّ قَتِيْلَا

''اے دیکھنے والے! کیا اس کی نظریں نہیں بھریں گی یہاں تک کہ وہ کسی قتل کو اپنے سامنے خون میں لتھڑا ہوا چھوڑ دیں۔''

اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ نظر کا زخم ہمیشہ دل میں لگتا ہے اور پھر اس کے بعد زخم لگتے ہی جاتے ہیں۔ پھر ان زخموں کی تکلیف بار بار ایسی ہی چیزوں کی طلب کرتی ہے اور کوئی چیز اس کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ شاعر کہتا ہے:

مَا زِلْتَ تُتْبِعُ نَظْرَةً فِي نَظْرَةٍ
فِي إِثْرِ كُلِّ مَلِيْحَةٍ وَمَلِيْحِ
وَتَظُنُّ ذَاكَ دَوَاءُ جُرْحِكَ وَهُوَ فِي التَّـ
ـحْقِيْقِ تَجْرِيْحٌ عَلَى تَجْرِيْحِ
فَذَبَحْتَ طَرْفَكَ بِاللِّحَاظِ وَ بِالْبُكَاءِ
فَالْقَلْبُ مِنْكَ ذَبِيْحٌ أَيُّ ذَبِيْحِ

''تو برابر نظر کے پیچھے نظر دوڑاتا رہا، اور ہر ایک خوبصورت مرد اور عورت کو دیکھتا رہا، اور تو یہ سمجھتا رہا کہ ایسے دیکھنا تیرے زخموں کی دواء ہے۔ حقیقت میں وہ تو زخم پر ایک اور زخم ہے۔ تو نے نظریں لڑا کر اور رو رو کر اپنی نظر کو ذبح کر ڈالا، اور تیرا دل تو بُری طرح ذبح ہو کر رہ گیا ہے۔''

یہ کہا گیا ہے کہ ''نظر کو کچھ دیر کے لیے قابو میں کرنا ہمیشہ کے لیے حسرت والم کی آگ میں جلنے سے بہتر ہے۔''[1]

---

[1] الجواب الكافي : ١٠٦-١٠٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک جو آدمی حرام کی طرف دیکھتا ہے، اس کا حال اس انسان کا سا ہے جو سمندر سے پانی پیتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی پیاس بجھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ جتنا بھی پیئے گا اس کی پیاس اتنی ہی بڑھے گی۔ ایسے ہی شہوت کی نظر سے دیکھنے پر طلب اور زیادہ بڑھتی ہے کسی طرح بھی کم نہیں ہوتی۔

جو انسان اس حدیث پر غور کرے گا جو کہ آنکھوں کی خیانت اور گناہ میں واقع ہونے کے درمیان ربط کو بیان کرتی ہے، تو اس کے لیے [بدنظری کا خطرہ] واضح ہو جائے گا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔" ❶

آپ اس سے بدی نظری کی قباحت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں بدنظری کو زنا سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس میں کوئی شک وشبہ والی بات نہیں کہ مومن انسان کا دل ان چیزوں سے نفرت کرتا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، نظر کے شر سے بچو۔ کتنے ہی عابد ہلاک ہو گئے، اور کتنے ہی زاہد اپنے عزائم توڑ بیٹھے۔ پس بدنظری سے بچ کر رہو، یہ تمام آفات کا بڑا سبب ہے۔ صرف یہ ہے کہ شروع شروع میں اس کا علاج جلدی ممکن ہوتا ہے، اور جب بار بار بدنظری کا ارتکاب کیا جائے اور یہ فعل دل میں جڑ پکڑ لے تو پھر اس کا علاج بہت مشکل ہو جاتا ہے۔" ❷

اس میں کوئی شک نہیں کہ بری نظر شراب کا ایک پیالہ ہے اور اس کا نشہ عشق ہے، اور

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج: ٦٢٤٣۔ صحیح مسلم: ٢٦٥٧.

❷ ذم الھوی: ٩٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشق کا نشہ شراب کے نشہ سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ شرابی کو تو ہوش میں آ جاتا ہے، مگر جس کو عشق کا نشہ چڑھ جائے تو اسے ہوش کہاں آتا ہے۔

نظر اور شہوت دونوں ہی عشق کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ یہ ایک اور انتہائی خطرناک مرض ہے جو کہ دل کو خراب کرنے والی چیزوں میں سے ایک ہے۔ اس تیر سے بچ کر رہیں، اس لیے کہ یہ اگر آپ کو قتل نہیں بھی کرے گا تو زخمی ضرور کرے گا، اور جب زخم بہت زیادہ بڑھ جائیں تو ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے۔

اچانک نظر:

سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔''❶

اچانک پڑنے والی نظر وہ ہے جو بغیر کسی قصد و ارادہ کے کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے۔❷ اس نظر کا حکم یہ ہے کہ ابتداء میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن یہ واجب ہے کہ انسان فوراً اپنی نظروں کو پھیر لے۔ اگر وہ برابر دیکھتا ہی رہا تو پھر اس پر اس کا گناہ لازم آئے گا۔''❸

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ لگا اس لیے کہ پہلی نظر تو جائز ہے مگر دوسری نگاہ جائز نہیں۔''❹

اس سے مراد یہ ہے کہ نگاہ کا پیچھا نہ کیا جائے، اور نہ ہی ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار دیکھا جائے۔ اس لیے کہ آپ کو پہلی نظر معاف ہے، جو کہ بغیر کسی ارادہ و قصد کے اچانک واقع ہو جائے اور دوسری نظر معاف نہیں ہے اس لیے کہ اسے باقاعدہ قصد و ارادہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس سے ان لوگوں کے قول کا بھی ردّ ہے جو اس کا ٹھٹھہ بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلی نظر میں ہی دیر تک دیکھتے رہنا جائز ہے جب تک کہ آنکھ جھپک نہ جائے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب نظر الفجاءة: ٢١٥٩. ❷ تحفة الأحوذي: ٤٩/٨.
❸ تحفة الأحوذي: ٤٩/٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴾ (الأنعام: ٤٦)

”کہیے کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تمھاری سماعت اور تمھاری نگاہوں کو لے لے اور تمھارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تمھیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، پھر وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔“

بصارت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس بات کا خوف محسوس کرتا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کی نظر کو ہی ختم نہ کر دے۔

نظر نیچی رکھنے کے فوائد:

نظر نیچی رکھنے کے بہت سارے فوائد ہیں، جنھیں ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی ہے، اس میں سعادت بھی ہے اور اجر بھی۔

۲۔ زہر آلود تیر کے اثر سے دل کی سلامتی۔

۳۔ اس سے دل میں اللہ تعالیٰ کا انس پیدا ہوتا ہے، اور دل اس کے ساتھ لگا رہتا ہے، اور یہ لذت وہ انسان نہیں پا سکتا جو اپنی نظر کو بے لگام چھوڑ دے۔ اس لیے کہ اس کا دل متفرق ہو جاتا ہے۔ تو یہ ممکن نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر اس کا دل جمع ہو جائے۔

۴۔ دل کو تقویت ملتی ہے اور خوشی پاتا ہے۔ جیسا کہ نظر کو بے لگام چھوڑنے سے دل کمزور ہوتا ہے اور غم وحزن کا شکار ہو جاتا ہے۔

۵۔ نظر کی حفاظت سے دل ایک نور کماتا ہے؛ جیسا کہ بدنظری کا نتیجہ ظلمت کی صورت میں ملتا ہے۔

۶۔ نظر کی حفاظت کے نتیجہ میں انسان کو بصیرت اور ایسی سچی فراست ورثہ میں ملتی ہے جس

(1) ابو داؤد، کتاب النكاح، باب في ما يؤمر به من غض البصر: ٢١٤٩ ـ ترمذي: ٢٧٧٧ وحسنه ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے انسان حق و باطل اور سچ اور جھوٹ کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پالیتا ہے۔
اس چیز سے وہ لوگوں کے ساتھ اپنے تمام معاملات میں فائدہ اٹھاتا ہے، اور یہ چیز اس کے لیے صحیح فیصلے کرنے اور دانشمندانہ قدم اٹھانے کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے۔

۷۔ دل میں بہادری اور ثابت قدمی آتی ہے۔تو ایسے انسان کے لیے اللہ تعالیٰ بصیرت کی دلیل اور حجت کو جمع کردیتے ہیں اور اسے غلبہ، قدرت اور قوت سے نوازتے ہیں۔

۸۔ شیطان کے چور دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ نظر ہی تو دل کا بڑا اور اہم دروازہ ہے۔

۹۔ دل اچھے افکار و خیالات کے لیے خالی ہوجاتا ہے اوران میں ہی مشغول ہوجاتا ہے۔ اس لیے کہ جب کسی ایک کا دل عورتوں اور نو خیز لڑکوں کی تصویروں میں اور عشق [و معشوق] میں مشغول ہوتو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں کیسے غور وفکر کرسکتا ہے؟، اور حدیث کے استنباط کو کیسے سمجھ سکتا ہے؟ اور فقہاء کے اقوال میں سے کسی قول کو کیسے سمجھ سکتا ہے؟ اور وہ آسمانوں اور زمینوں میں کیسے غور وفکر کرسکتا ہے؟

۱۰۔ دل کی اصلاح: اس لیے کہ آنکھوں اور دل کے درمیان ایک راستہ اور واسطہ ہے، اور جب ان میں سے کوئی ایک عضو حرکت میں آتا ہے تو دوسرے میں بھی حرکت محسوس ہوتی ہے، اور ایک عضو دوسرے سے متاثر ہوتا ہے اور اگر ایک کی اصلاح ہوتو دوسرا بھی اصلاح پاتا ہے اور اگر ایک میں فساد واقع ہوتو دوسرا بھی فساد وخرابی کا شکار ہوجاتا ہے۔

جب انسان کی منظور نظر چیزیں اصلاح پالیں گی تو اس کے دل کی بھی اصلاح ہوجائے گی، اور اگر ان میں خرابی واقع ہوئی تو دل میں بھی خرابی پیدا ہوجائے گی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اپنے نفسوں پر چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب تم بولو تو سچی بات کرو، اور جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، اور جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے واپس کردو، اور اپنی شرمگاہوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کرو، اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو، اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔'' ❶

تیسرا قاعدہ:......خیالات سے دفاع:

بلاشبہ برے خیالات و افکار دل کو بیمار کر دیتے ہیں، اور جب بھی انسان ان خیالات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے، اور ان سے اپنا دفاع نہیں کرتا، تو یہ خیالات ترقی پاتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔ بڑھتے بڑھتے یہ ایک فکر و سوچ میں ڈھل جاتے ہیں جن سے ارادہ بنتا ہے، اور پھر اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے عزم پختہ ہو جاتا ہے، اور پھر اس کے بعد انسان براہ راست اقدام پر اتر آتا ہے اور ایسا کر گزرتا ہے اور حرام میں واقع ہو جاتا ہے۔ خبردار کہ آپ برے خیالات کا ساتھ دیں۔ ان کا معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔

پس خیر اور شر کا مبداء انسان کے خیالات ہیں۔ جب آپ اس سفر کے شروع میں ہی خیالات و افکار سے اپنے نفس کا دفاع کر لیں گے تو آپ اپنی خواہشات کو مغلوب کر لیں اور اپنے نفس کی زمام کار کے مالک بن جائیں گے، اور اگر اس کے برعکس حرام خیالات و افکار غالب آ گئے تو پھسل کر جہنم کے گڑھوں میں جا گریں گے۔

برے خیالات مسلسل انسان کے دل پر حملہ آور رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اندر رچ بس جاتے ہیں۔ جب برے خیالات دل میں گھر کر لیں تو پھر باطل خواہشات اور امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔ [جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً١ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ١ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِۙ۝۳۹﴾ (النور : ٣٩)

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں، جسے پیاسا پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ اسے اس کا

❶ رواه الإمام أحمد : ٢٢٢٥١ـ حسنه الألباني رحمه الله.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔"

ہمت کے لحاظ سے لوگوں میں سے سب سے ردی انسان وہ ہے جو جھوٹی خواہشات پر خوش ہو جائے، اور انھیں اپنے لیے زینت سمجھنے لگے۔ اس لیے کہ جھوٹی تمنائیں مفلس لوگوں کا رأس المال ہیں، اور باطل پرستوں کا اصل سرمایہ ہیں، اور انسان کے لیے سب سے نقصان دہ ہیں، اس لیے کہ جھوٹی تمنائیں اور خواہشات انسان میں عاجزی، سستی اور تفریط پیدا کرتی ہیں۔ جب بھی انسان برے خیالات کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو حرام کاری میں واقع ہو جاتا ہے۔ اب اس کا کوئی بھی علاج باقی نہیں رہتا سوائے اس کے کہ انسان اپنے دل سے تمام بُری چیزیں نکال دے اور اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرلے۔

اگر انسان گناہ کی لذت اور عفت و پاکدامنی کی لذت کے درمیان مقارنہ پر غور وفکر کرے اور گناہ کی لذت اور دشمن کو مغلوب کرنے اور اس پر غالب آنے کی لذت کے درمیان، گناہ کی لذت اور شیطان کو ناکام و نامراد ذلیل و رسوا کرکے بھگانے کی لذت کے مابین فرق پر غور کرے تو یقیناً وہ اسی چیز کو اختیار کرے گا جو اس کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے لیے بہتر ہوگی۔

یہ بات جان لینی چاہیے کہ نفس میں کچھ رحمانی خیالات ہوتے ہیں جو کہ رحمان کی طرف سے ہوتے ہیں، اور کچھ شیطانی خیالات ہوتے ہیں، جو کہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، اور کچھ نفس کے اپنے نفسیاتی خیالات ہوتے ہیں۔

نفس برائی کا حکم دینے والا ہے۔ کوئی بھی عملی چیز ایسی نہیں ہوتی جس سے پہلے کوئی نظری چیز نہ ہو۔ یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ کوئی عملی چیز اچانک بغیر کسی سابقہ سبب کے یا نظری مقدمات کے فوراً ہی نفس، یا عقل یا ذہن یا دل میں پیش آ گئی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے سے کچھ اسباب و تصورات موجود ہوں۔

جب بھی ان چیزوں کی اصلاح جلد کرلی جائے تو یہ معاملہ بڑا آسان ہوتا ہے، اور جب بھی انسان جلدی کرتا ہے تو اصلاح بھی جلدی ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس کے خیالات و خواہشات بالکل ختم ہو جائیں۔ اس لیے کہ انسان پر خیالات کا ایک ہجوم حملہ آور رہتا ہے، جن پر کنٹرول کرنا اس کے بس میں نہیں رہتا۔

شیطان بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق انتہائی برے خیالات ڈالتا تھا۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم اپنے دلوں میں کچھ خیالات ایسے پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو بیان نہیں کر سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ۔ قَالَ: ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَان .)) ❶

''کیا واقعی تم اسی طرح پاتے ہو؟ (یعنی گناہ سمجھتے ہو؟) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو واضح ایمان ہے۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی ایک اپنے دل میں وسوسہ پاتا ہے کہ اس کو بیان کرنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا اس کے لیے آسان ہے کہ اسے لوگوں کو بتائے آپ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ .)) ❷

''اللہ سب سے بڑا ہے (تین بار کہا) تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے شیطان کے مکر کو وسوسہ ڈالنے تک محدود رکھا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اس بات پر ہے کہ اس نے شیطان کو توفیق نہیں دی کہ وہ تم پر اس خیال کے علاوہ کسی طرح مسلط ہو سکے اور وہ وسوسہ جسے تم ناپسند کرتے ہو، تمہارا اس چیز کو ناپسند کرنا ہی واضح ایمان کی دلیل ہے۔

ان خیالات اور وسوسوں کا علاج کرنا ضروری ہے۔ جب یہ وسوسے انسان پر حملہ آور

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب بيان الوسوسة فى الايمان : ١٣٢.

❷ أبو داؤد ، كتاب الادب، باب فى ردّ الوسوسة : ٥١١٢ و صححه شعيب أرناؤوط.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

ا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

۲۔ کوشش کرے کہ شیطانی خیالات کو رحمانی خیالات سے بدل دے۔ اس لیے کہ نفس چکی کی طرح ہے؛ جس کے لیے کسی ایسی چیز کا ہونا ضروری ہے جسے وہ پیستی رہے۔ جو کوئی چکی میں دانے ڈالے گا تو وہاں سے پیسا ہوا آٹا نکلے گا، اور جو کوئی چکی میں ریت اور ذرے ڈال دے گا تو پھر جو کچھ نکلے گا، وہ بھی سب کو معلوم ہے۔

وہ پاکیزہ خیالات جو کہ شیطانی وسوسوں کو دُور کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

- غور وفکر: اللہ تعالیٰ کی عظمت اور زمین وآسمان کی پیدائش میں غور وفکر۔
- شرعی علوم: یہ ان سب سے بڑے امور میں سے ہے جن میں انسان اپنے نفس کو مشغول کر سکتا ہے۔ ایسے علمائے کرام بھی موجود ہیں جو کہ حرام کے لیے وقت ہی نہیں پاتے۔ اس لیے کہ ان کی تمام تر سوچیں اور خیالات علوم شرعیہ میں مشغول ہیں، اور مسلمانوں کی مشکلات کا حل تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔
- آخرت اور اس کے احوال میں غور وفکر جیسے موت، قبر، حوض، شفاعت، میزان، پل صراط؛ جنت اور جہنم۔
- کسبِ حلال میں تفکر وتدبر: جیسے تجارت، ملازمت، فارغ وقت سے کسی ایسی چیز میں فائدہ اٹھانا جس کا نفع اسے حلال طریقے سے ملتا رہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور اصلاح کے لیے جامع بات یہ ہے کہ آپ اپنے ذہن وفکر کو ان علوم و تفکرات کی معرفت میں لگا دیں جن کا جاننا آپ کے لیے ضروری ہے، جیسے توحید اور اس کے حقوق، موت اور اس کے بعد جنت یا جہنم میں داخل ہونا۔ اعمال کی آفات اور ان سے بچنے کے طریقے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ وعزم کے باب میں اپنے آپ کو ایسی چیز کے ارادے میں مشغول کر دیں جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو، اور ان چیزوں کا ارادہ ترک کر دیں جو آپ کے لیے نقصان دہ ہوں۔

عارفین کے ہاں: خیانت کی تمنا کرنا اور اپنی سوچ وفکر کو اس میں لگانا دل کے لیے خیانت کرنے سے بڑھ کر خطرناک اور نقصان دہ ہے۔''[1]

معاملات وسوسوں سے شروع ہوتے ہیں، اور یہی وسوسے ارادوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جو کہ عزیمت کی شکل اختیار کرتے ہیں اور پھر اس کی فکر لگ جاتی ہے۔ تو ضروری ہے کہ ان مرحلوں میں سے ہر ایک مرحلہ میں اپنے ذہن کو مصروف رکھا جائے۔ صرف وسوسے کے مرحلہ میں ہی نہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ وسوسے اور اس کے بعد کے مراحل کا علاج کیا جائے۔[2]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وسوسوں سے (اپنے نفس کا) دفاع کیجیے۔ اگر تم نے ایسے نہ کیا تو وہ ایک فکر (سوچ) کی شکل اختیار کر لیں گے۔ تو پھر اس فکر سے اپنے آپ کو بچائیے اور اگر ایسا نہ کیا تو وہ شہوت بن جائے گی۔ پھر اس شہوت سے جنگ کیجیے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ پختہ ارادہ و پریشانی بن جائے گی۔ پھر اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا تو وہ فعل کی شکل میں ڈھل جائے گی اور اگر [اس فعل سے توبہ نہ کی اور] اس کا تدارک نہ کیا تو یہ عادت بن جائے گا۔ پھر اس عادت کا چھوڑنا تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔''[3]

یہ بات تو لوگ جانتے ہی ہیں کہ وسوسے کی اصلاح کرنا سوچ وفکر کی اصلاح کرنے کی بہ نسبت بہت زیادہ آسان ہے اور افکار کی اصلاح کرنا ارادوں کی اصلاح کرنے سے آسان

---

[1] الفوائد: ۱۷۶۔ [2] وسوسوں کے اسباب وعلاج پر ہمارے ادارے کی کتاب ''**شیطانی وسوسے**، اسباب وعلاج'' کا مطالعہ ضرور کریں۔ [3] الفوائد: ۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور ارادوں کی اصلاح عمل کی خرابی کے تدارک اور اس کی اصلاح سے بہت آسان ہے، اوران کا تدارک کر لینا اس کے نتائج بھگتنے کی نسبت بہت ہی آسان ہے۔

اگر کوئی کہے کہ: ان وسوسوں کو دور کرنے اور ان سے نجات پانے کے لیے کون سی چیز مددگار ثابت ہوسکتی ہے؟

تو ہم کہتے ہیں: [اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد] اس پر کئی امور مددگار ثابت ہوسکتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر مرتب ہوتے ہیں:

۱۔ **شرعی علم**: ...... یہ ایمان اور پختہ علم کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا بھی جاننے والا ہے جو ہمارے دل میں کھٹکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝١٩﴾ (غافر : ۱۹)

''وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝٧﴾ (طه : ۷)

''بے شک وہ پوشیدہ اور خفیہ تر باتوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔''

جب انسان اس بات سے حیا محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے اور وہ اس کے دل میں ایسے برے خیالات ہوں، تو انسان کوشش کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں سے دوری اختیار کرے۔ یہ چیز اس لائق ہے کہ اس کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔

۲۔ **غور وفکر**: ...... جب آپ کے دل پر برے وسوسوں اور گندے خیالات کا ہجوم ہوجائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ خالق و مالک کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کریں، اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کو اپنے سامنے مستحضر کریں کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے، وہ جبار ہے، وہ قہار ہے، سخت سزا دینے والا ہے، [اس کی پکڑ بہت سخت ہے] اور وہ بڑا ہے، ہر ایک چیز پر بلند ہے۔

۳۔ **حیا داری**: ...... جب آپ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور دل کے خیالات کو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے تو اس سے حیا کریں اور کوشش کریں کہ ان خیالات اور وسوسوں سے دور رہیں، اور اپنے حال پر غور وفکر کریں کہ جب آپ کے پاس کوئی جاننے والا آجائے یا کوئی دوست آجائے اور آپ کوئی برائی کا کام کر رہے ہوں؟ تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ کیا کریں گے؟ پس اللہ عزوجل اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

۴۔ **عظمت الٰھی:**...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت وجلال کو اپنے سامنے رکھیں۔

۵۔ **خوف الٰھی:**...... اس بات کا اپنے دل میں خوف کہ کہیں ان برے خیالات کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظروں سے نہ گر جائیں اور بالکل بے قیمت ہو کر رہ جائیں۔

۶۔ **دل پر غیرت:**...... اس بات کی بھرپور کوشش کریں کہ آپ کے دل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کے علاوہ کوئی چیز گھر نہ کر سکے۔

۷۔ **بُرے خیالات:**...... ان برے خیالات سے ڈرتے رہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دل کے اندر موجود باقی ایمان کو بھی یہ افکار ہڑپ نہ کرلیں۔

۸۔ **بُرے وسوسے:**...... اس بات کا پختہ یقین کر لیجیے کہ یہ وسوسے اور خیالات ایسے ہی ہیں جیسے کہ پرندے کے لیے دانہ۔ جنھیں شیطان اس لیے القاء کرتا ہے تاکہ وہ انسان کو اپنا مکمل شکار بنا سکے۔ تو ہر ایک وسوسہ شیطان کی طرف نصب شدہ کڑکی [شکار کا آلہ] ہے۔

۹۔ **ردّی (بُری و بے کار) باتیں:**...... یہ بات بھی اچھی طرح جان لیجیے کہ یہ ردّی خیالات اور ایمانی خیالات ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

۱۰۔ **خیالات صحرا ھیں:**...... آپ جان لیجیے کہ وسوسے خیالات کا ایسا سمندر ہیں جن کا نہ ہی کوئی آخر ہے اور نہ ہی کوئی ساحل۔ جو اس سمندر میں داخل ہوا وہ غرق ہو گیا۔

شہوت کا علاج کیسے کریں؟

بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ انھیں ایسے ہی شتر بے مہار نہیں چھوڑ دیا، اور نہ ہی انھیں بے مقصد پیدا کیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک دین قیم نازل کیا، جس میں ان کا علاج ہے، اور ان کے امور حیات میں پیش آنے والے ہر ٹیڑھے پن [یعنی بیماری،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل] کی اصلاح ہے۔ ان ہی [بیماریوں] میں سے حرام شہوت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کئی علاج بتائے ہیں جن سے اس آگ کو ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے، اور اس کے شعلوں کو بجھانا ممکن ہے۔ ان میں سے :

ا۔ نکاح کرنا:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.)) ❶

’’اے جوانوں کے گروہ! تم میں جو نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح آنکھوں کو بہت زیادہ نیچے رکھنے والا اور زنا سے محفوظ رکھنے والا ہے اور جو طاقت نہ رکھے تو وہ اپنے اوپر روزے کو لازم کرلے تو بلاشبہ یہ اس کے لیے ڈھال ہے۔‘‘

الباءۃ سے مراد جماع کی قدرت اور نکاح کی مؤنت ہے۔ جب انسان نکاح کی استطاعت رکھتا ہو، اور اس کے نفس میں اس چیز کی طاقت بھی ہو، تو اسے نکاح کرلینا چاہیے۔ بلاشبہ شادی کرنا ان طریقوں میں سے ایک ہے جن سے انسان اپنی شہوت کو اس جائز طریقے سے ختم کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے اور یہی انبیائے کرام اور مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا تھا جنھوں نے اپنے نفوس پر حلال چیز کو حرام کردیا تھا، [آپ نے فرمایا]:

’’حالانکہ میں نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں یعنی میرے طریقے پر نہیں۔‘‘ ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح : ۱۴۰۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح: ۱۴۰۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نکاح کیا کرو اس لیے کہ تمہاری کثرت پر میں اُمتوں کے سامنے فخر کروں گا اور جس میں استطاعت ہو تو وہ نکاح کرلے اور جس میں استطاعت نہ ہو تو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ اس کی شہوت کو توڑ دے گا۔'' ❶

شادی سے انسان اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکتا ہے، اور زنا سے وہ نور چھین لیا جاتا ہے جس نور سے وہ آراستہ ہوتا ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے، جنہیں تعلیم دینے کے لیے آپ نے چن لیا تھا۔ آپ ان سے فرمایا کرتے تھے:

''اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہارا نکاح کرادیتا ہوں۔ اس لیے کہ جب انسان زنا کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان نکال دیا جاتا ہے۔'' ❷

اور آپ نے اپنے غلاموں سے یہ بھی کہا تھا:

''شادی کرو۔ بے شک جب انسان زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان کا نور چھین لیا جاتا ہے۔'' ❸

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا فرمان ہے:

''عابد کی عبادت اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک وہ شادی نہ کرلے۔'' ❹

اس سے مراد یہ ہے کہ عابد انسان کا دین شادی کیے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ کنوارے انسان کا دین ہمیشہ نقص میں رہتا ہے، اس لیے کہ اس کے بارے میں احتمال رہتا ہے کہ وہ اس قسم کے حرام کام میں واقع نہ ہوجائے۔

جو انسان اپنے متعلق گناہ میں واقع ہونے سے ڈرتا ہو، اس کے حق میں شادی کرنا ج

---

❶ رواہ ابن ماجہ: ۱۸۴۶ و صححہ الألباني۔
❷ إحیاء علوم الدین: ۲/۳۲۔
❸ تاریخ دمشق: ۵۰/۱۲۳ و ذم الھوی: ۱۹۳۔
❹ إحیاء علوم الدین: ۲/۲۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فریضہ سے بڑھ کر بڑا فرض ہے۔ جب کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ جو انسان اس بات کی طاقت نہ رکھتا ہو کہ وہ حج بھی کرے اور شادی بھی کرے، اسے چاہیے کہ وہ پہلے شادی کرے بعد میں حج کرے۔

☆:......نیک عورت آدھے دین کی حفاظت:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے نیک عورت دی، تو یقیناً آدھے دین پر اس کی مدد کردی۔ اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔''❶

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس لیے کہ دین کو نقصان پہنچانے والی سب سے بڑی بلا پیٹ کی شہوت اور شرم گاہ کی شہوت ہے۔ نیک عورت کے ذریعہ انسان کی شرم گاہ عفت پا لیتی ہے۔ یہ آدھا دین ہے۔ باقی رہ گیا دوسرا آدھا حصہ اور وہ ہے پیٹ کی شہوت۔ اس کے بارے میں تقوی کی وصیت کی ہے تاکہ اس کا دین پورا ہو جائے، اور اسے استقامت حاصل ہو، اور عورت کے ساتھ نیک ہونے کی قید لگائی گئی ہے۔ اس لیے کہ اگر عورت نیک نہ ہو، اگرچہ اس سے پاک دامنی تو حاصل ہو سکتی ہے؛ لیکن بسا اوقات ایسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے اسے ہلاکت میں مبتلا کردے، اور حرام کاری میں لگادے۔''❷

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''انسان پر واجب ہوتا ہے کہ جب وہ عمر کے اس حصے میں ہو جب صبر نہیں کرسکتا تو دین دار عورت کی تلاش کرے۔ تاکہ انسان کا دین محفوظ رہے۔''❸

☆:......نکاح میں اجر، بے حیائی میں گناہ:

نکاح کی خاص مصلحتوں میں سے ایک اس شہوت کے پورا کرنے سے اجر و ثواب کا

❶ رواه الحاكم في المستدرك: ٢٦٨١ وصححه و وافقه الذهبي۔

❷ فيض القدير: ٦/ ١٧٧۔ ❸ تفسير القرطبي: ٤/ ٢٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول بھی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

''تمہارے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے؟ فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو وہ اس کے لیے گناہ کا باعث ہوتا؟ اسی طرح اگر وہ اسے مباح جگہ صرف کرے گا تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہوگا۔'' ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباحات سچی اور نیک نیتوں کی وجہ سے قرب اور اطاعت کے کام بن جاتی ہیں۔ بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا بھی اس وقت عبادت بن جاتا ہے جب اس سے نیت بیوی کا حق ادا کرنے کی ہو۔ ایسے ہی اس کے ساتھ اس سے نیک سلوک کرنا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا نیک اولاد کی تلاش، یا اپنے نفس کی پاکدامنی چاہنا، یا اپنے بیوی کو پاک دامن رکھنے کی نیت کرنا، اور ان دونوں یعنی اپنے آپ اور بیوی کو حرام کاری کی نظر سے روکنا، یا ایسی سوچ سے روکنا، ایسے خیالات سے دور رکھنے کے لیے کوشش کرنا یا اس طرح کی دیگر باتیں ان سب کا شمار نیک مقاصد میں ہوتا ہے۔'' ❷

تو شادی کرنا ان امور میں سے ہے جو نوجوان کو شہوت کے بارے میں سوچنے سے بچاتے ہیں، اور اسی طرح انسان حرام کاموں کی فکروں میں واقع سے بچ سکتا ہے۔

☆:......عفت کے طالب کے لیے اللہ کی مدد:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانی اس انسان کے لیے مدد کا وعدہ کیا ہے جو پاکدامنی اختیار کرنے کے لیے نکاح کرنا چاہتا ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقة: ۱۰۰۶.

❷ شرح النووی: ۹۲/۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندے کی خواہشات کی اصلاح کریں اور اس کی شہوت کا رخ ان مباحات کی طرف موڑیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مباح ٹھہرایا ہے نہ کہ حرام کی طرف۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تین آدمیوں کی مدد کرنا اپنے ذمے لیا ہے۔ ایک مجاہد فی سبیل اللہ، دوسرا مکاتب جو ادائیگی قیمت کا ارادہ رکھتا ہو اور تیسرا وہ نکاح کرنے والا جو تقویٰ کی نیت سے نکاح کرے۔''❶

پرہیزگاری کی نیت سے یہاں پر مقصود، زنا سے پاکدامنی ہے۔

اگر ایک بیوی سے شہوت ختم نہ ہوسکتی ہو اور مسلمان شخص اس بات کا اندیشہ محسوس کرے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے گا تو اس پر واجب ہے کہ وہ مزید شادیاں کرلے اور جب ایک سے شہوت پوری ہو رہی ہو، مگر وہ اس پر کفایت کرنے میں مشقت محسوس کر رہا ہو تو اس کے لیے مستحب ہو جاتا ہے کہ وہ ایک اور شادی کرلے۔

۲۔روزہ:

[اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد] روزہ نوجوانوں کو زنا وفحاشی کے کاموں میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاج کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا:

''اے جوانوں کی جماعت! تم میں جو نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح آنکھوں کو بہت زیادہ نیچے رکھنے والا اور زنا سے محفوظ رکھنے والا ہے۔''❷

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ ترمذی، کتاب فضائل الجھاد، باب ما جاء فی المجاھد والناس: ۱۶۵۵ یہ حدیث حسن ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح: ۱۴۰۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''[آپ ﷺ نے] اس شافی دوا کی طرف ان لوگوں کی رہنمائی کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے ایجاد کیا تھا۔ یعنی شادی۔ پھر شادی کرنے سے عاجز آ جانے کی صورت میں اس کا متبادل بھی بتایا اور وہ ہے روزہ۔ اس لیے کہ روزہ نفس کی شہوت کو توڑتا ہے، اور اس پر شہوت کی راہوں کو تنگ کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ کثرت غذا کا استعمال اور غذا کی کیفیت سے شہوت کو تقویت ملتی ہے۔ پس غذا کی کیفیت اور کمیت شہوت کی پیداوار کو بڑھاتے ہیں جب کہ روزہ نفس پر اس کی پیداوار کو تنگ کر دیتا ہے۔ تو یہ خصی سانڈ کے مرتبہ پر ہو جاتا ہے، اور بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ روزہ کے عادی ہوں، مگر اس سے ان کی شہوت یا تو مرجاتی ہے یا پھر بہت ہی کمزور ہو جاتی ہے۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ)) ❷ ''اور [بے شک] روزہ ایک ڈھال ہے۔''

جُنَّةٌ یعنی ڈھال اور پردہ۔ روزہ انسان کو خواہشات وشہوات کے پیچھے چلنے سے شہوات کے جوش میں آنے اور حرام کاری کے ارتکاب سے بچاتا ہے۔ اس لیے کہ کھانا پینا شہوت کو تقویت دیتا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب بھی کھانا کم ہو جاتا ہے تو شہوت کمزور ہو جاتی ہے، اور جب شہوت کمزور ہوتی ہے تو گناہ کم ہو جاتے ہیں۔'' ❸

---

❶ روضة المحبين: ۲۱۹.

❷ صحيح بخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله: ۷٤۹۲.

❸ تفسير القرطبي: ۲/۲۷٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ جسمانی طاقت کا نفع بخش استعمال:

نوجوانوں پر فرض ہے کہ اپنی جسمانی طاقتوں سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنے اوقات کار مختلف قسم کے نیک کاموں میں لگائیں۔ خصوصاً معاشرتی اور دعوتی کام جن میں دوسرے لوگوں کے ساتھ میل جول ہوتا ہے جیسا دعوت الی اللہ۔ محتاج و مسکین کی مدد؛ مسلمانوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے چلنا اور نیکی کے کام کرنے کے لیے تنظیم سازی کرنا اور ان کے علاوہ دیگر روزانہ ایسے کام جن میں تھوڑی بہت مشقت ہو۔

۴۔ شہوت انگیزی سے اجتناب:

بلاشبہ یہ دور جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ شہوات کا دور ہے، بے پردگی و بے حجابی کا زمانہ ہے، آزادی اور تصویر سازی اور بناؤ سنگار؛ زیب و زینت کا وقت ہے۔ فیشن ڈریس کا دور ہے، قیمتی عالیشان لباس، جو مختصر، تنگ اور باریک ہوتے ہیں۔ انسان اس زمانے میں وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو کہ سابقہ زمانے میں ہمارے آباء واجداد نہیں دیکھ سکتے تھے۔

اس دور میں نئے نئے فیشن ایجاد کرنے کے لیے باقاعدہ سروے کیے جاتے ہیں اور خوب غور کیا جاتا ہے کہ کیسے اس طرح کا لباس ڈیزائن کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ جذبات کو بھڑکانے والا ہو۔ اس کام کے لیے انتہائی ذہین و فطین لوگوں نے اپنے آپ کو فارغ کر رکھا ہے تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کو شہوات کے اس طوفان میں مبتلا کر سکیں۔

ہم نے اکثر یہ سنا ہے کہ بعض لوگ جب عورتوں کو ایسے لباس میں دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: ''اگر یہ عورت برہنہ ہوتی تو اس حسن و جمال کا اظہار نہ کر پاتی۔ اس لیے کہ لباس نے اس کی اصل حالت سے اسے زیادہ خوبصورت شکل میں ظاہر کیا ہے۔

اس قسم کے لباس میں سے وہ برقع بھی ہے جس سے عورت کا غیر حقیقی حسن و جمال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے چہرہ سے یہ پردہ ہٹادے تو اس کا وہ حسن و جمال باقی نہ رہے جس کا مظاہرہ وہ نقاب کی حالت میں کر رہی ہے۔ مگر یہ فیشن ایبل برقع اور اس کے نیچے سرمہ، یہ سب اس لیے ہے کہ نوجوانوں کو اس منظر سے فتنہ میں مبتلا کیا جاسکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں نے لباس کی نمائش اور ان کی ڈیزائنگ کے لیے سنٹر قائم کیے ہوئے ہیں، اور ایسے ٹی وی چینلز قائم کیے ہیں جہاں سے اس لباس کی اشتہاری مہم کے دوران اباحیت اور فحاشی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، اور اب لوگ ایسے چینلز دیکھ کر اس قسم کے لباس کے مانگ کر رہے ہیں۔ اس قسم کے خصوصی کارخانے ہیں جو نئے قسم کے لباس لوگوں کی طلب پر تیار کرتے ہیں۔ جن میں نت نئے فیشن ہوتے ہیں۔ اب تو بازاروں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ آپ کو کہیں پر بہت کم ہی کوئی باحشمت لباس مل پائے گا ورنہ سب نئے ڈیزائین اور فیشن سے بھرے پڑے ہیں۔

۵۔ جب کوئی عورت بھلی لگے تو اپنی بیوی کے پاس جائے:

بے شک اس زمانے میں شہوات کا مسئلہ صرف غیر شادی شدہ کا ہی نہیں رہا، بلکہ شادی شدہ لوگ بھی اس کا شکار ہو رہے ہیں اور بیشتر ایسے بھی ہوتا ہے کہ کوئی شادی شدہ انسان غیر شادی شدہ سے بڑھ کر ان شہوات میں مبتلا ہے۔ اس لیے کہ وہ عورتوں کا تجربہ کر چکا ہے، اور ان کے ساتھ معاشرت کے مرحلہ سے گزر چکا ہے، اور جس انسان نے کسی چیز کا ذائقہ چکھ لیا ہو وہ اس انسان کی طرح نہیں ہوسکتا جسے کسی چیز کا کوئی پتہ ہی نہ ہو۔

اس لیے شادی شدہ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے نفوس کا خیال رکھیں۔ جب کسی غیر محرم یا بے پردہ عورت کی وجہ سے ان کے دل میں شہوت پیدا ہو تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اپنی شہوت پوری کرے اور اپنے نفس کو تسکین پہنچائے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، اور وہ اس وقت کھال کو رنگ دے رہی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت پوری فرمائی۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:

"عورت شیطان کی شکل میں سامنے آتی ہے اور شیطانی صورت میں واپس جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کو جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس آئے۔''❶

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''بے شک اس [بیوی] کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو اُس [عورت] کے پاس ہے۔''❷

(کسی عورت کو دیکھے): یہ اچانک دیکھنے پر محمول ہے۔ یا پھر یہ حدیث پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔

سیّدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ اچانک اپنے گھر میں داخل ہوئے؛ اور پھر واپس نکلے تو آپ نے غسل کیا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! کیا کوئی معاملہ پیش آ گیا تھا؟ آپ نے فرمایا:'' ہاں! ہمارے پاس سے فلاں عورت گزری تھی، تو میرے دل میں عورت کی خواہش پیدا ہوئی۔ تو میں اپنی بعض بیویوں کے پاس چلا گیا؛ اور ان سے حاجت پوری کی اور تم بھی ایسے ہی کیا کرو۔ بے شک تمہارے بہترین اعمال میں سے حلال کے پاس آنا ہے۔''❸

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو انسان عورت کو دیکھے اور اس کی شہوت جوش میں آئے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی عورت کے پاس آئے اور اس سے ہم بستری کرے۔ تاکہ وہ شہوت کو ختم کر کے اپنے نفس کو تسکین پہنچا سکے، اور اپنے دل کو اس چیز سے بچائے جس میں وہ واقع ہونے والا ہے۔ اس لیے کہ شیطان عورت کے ذریعہ فتنہ میں ابتلاء کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں

---

❶ صحیح مسلم، کتاب النكاح، باب استحباب النكاح: ١٤٠٣.

❷ ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء في الرجل: ١١٥٨ وصححه الألباني۔

❸ رواه أحمد: ١٧٥٦٧ وصححه الألباني۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں میں عورتوں کی طرف میلان اور ان کی طرف دیکھنے میں لذت پیدا کردی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ امور بھی ہیں جو ان عورتوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ بے شک عورت اپنی زینت اور وسوسہ کی وجہ سے شر کی طرف بلانے میں شیطان کے مشابہ ہے۔

اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلاضرورت مردوں میں نہ نکلے اور مرد کو چاہیے کہ اس [عورت سے اور اس] کے لباس سے اپنی نگاہوں کو نیچا رکھے اور اس سے مطلق طور پر اعراض کرے۔''[1]

بعض لوگ اس صراحت پر تعجب کریں گے جو کہ ان دو حدیثوں میں موجود ہے۔ مگر جب وہ سبب کو پہچان لیں گے تو ان کا تعجب خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ بہت ہی خطرناک ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اپنے فعل کی صراحت اس کی اہمیت کی وجہ سے کی ہے تا کہ مسلمان آپ سے سیکھ سکیں۔

۶۔ بلاضرورت عورتوں کے گھر سے نکلنے پر پابندی:

بے شک جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاڑنے لگ جاتا ہے، اور اسے دیکھنے والوں کی نظروں میں مزین کر کے پیش کرتا ہے، اور لوگ اس عورت کو اس کی حقیقی شکل سے بڑھ کر خوبصورت دیکھنے لگتے ہیں۔ تا کہ [شیطان] اس طرح سے ان لوگوں کو شہوات اور فواحش کے پھندے میں پھانس سکے۔

اس لیے گھر کے نگہبانوں اور ذمہ دار افراد پر فرض ہے کہ اپنی خواتین کو بلاضرورت عام جگہوں اور بازاروں کی طرف نکلنے سے روک کر رکھیں۔ تا کہ ان کی عفت وعصمت اور شرافت محفوظ رہے، اور اس زمانے میں شہوات کا سر کچل سکیں۔

۷۔ گھر میں عبادت کی کثرت:

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنایئے جہاں پر نہ ہی ذکر و اذکار ہوں اور نہ ہی دعا، نہ ہی

[1] شرح النووی علی صحیح مسلم : ۱۷۸/۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت اور نہ ہی اطاعت، بلکہ اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے آباد کیجیے، اور گھر کا ایک کونہ نماز پڑھنے؛ قرآن اور تلاوت کے لیے خاص کر دیجیے، اور گھر میں کوئی ایسی چیز یا آلہ بھی رکھیں جس سے قرآن کی تلاوت سنی جا سکے، اور ایک چھوٹی سی لائبریری بھی ہونی چاہیے جہاں پر کتاب وسنت کے علوم پر مشتمل کتب ہونی چاہیں جن سے اہل خانہ کے لیے دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ یہ چیزیں انسان کو اپنے رب کی راہ پر لگا دیں گی، اور شہوت کا بھڑکنا کم ہو جائے گا۔

۸۔ دعا:

دعا وہ اسلحہ ہے جو کسی بھی مشکل اور سختی کے وقت خیانت نہیں کرتا۔ یہ ایسا مبارک اسلحہ ہے جس کے متعلق مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ ہر وقت اور ہر جگہ پر اسے استعمال کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ (البقرة : ١٨٦)

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔"

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ سے دعا کرے اور اللہ اسے وہی چیز عطا نہ کرے یا اس سے اس کے برابر کوئی برائی دور نہ کرے بشرطیکہ اس نے کسی گناہ یا قطع رحمی کے لیے دعا نہ کی ہو۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا: "اگر ہم بہت زیادہ دعائیں کرنے لگیں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس سے بھی زیادہ قبول کرنے والا ہے۔"

ذرا اللہ کے نبی سیّدنا یوسف علیہ السلام کے حالات پر غور کیجیے؛ انہوں نے شہوت کی حالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جب انھیں حرام کی دعوت دی گئی تھی تو آپ نے کیا دعا کی؟ [اللہ تعالیٰ آپ کی وہ دعا قرآن میں نقل فرماتے ہیں:]

﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٤﴾﴾

(یوسف: ٣٣، ٣٤)

''اس نے کہا اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ سب مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اس سے ان (عورتوں) کا فریب ہٹا دیا۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے طریقہ کار میں سے یہ بھی تھا کہ شہوات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے صحابہ کرام کو دعائیں سکھایا کرتے تھے۔

سیّدنا شَکَل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: کہو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنی سماعت کے شر سے، اور اپنی بصارت کے شر سے، اور اپنی زبان کے شر سے، اور اپنے دل کے شر سے، اور اپنی منی کے شر سے۔''

(مِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ خود اپنے شر سے) اس سے مراد شہوت کا شر ہے۔

---

[1] ابو داؤد، كتاب الوتر، باب في الاستعاذة: ١٥٥١۔ والترمذي: ٣٤٩٢ والنسائي: ٥٤٥٦؛ وصححه الحاكم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الهدى و التُقى والعفاف، والغنى)) ❶

''اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اورتقویٰ کا اور پاک دامنی کا اورغنا کا۔''

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پاکدامنی کا سوال کیا کرتے تھے جو کہ شہوت کا علاج ہے۔

خبردار اور متنبہ ہو جاؤ! اپنے نفس سے دھوکا نہ کھانا۔ کہ کہیں دعا سے دور ہو کر اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے محفوظ سمجھ لو۔ بے شک سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے نفس کو بتوں کی عبادت سے محفوظ نہیں سمجھا تھا، بلکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں[ابراہیم کی یہ دعا بھی یاد کرو جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار!]:

﴿وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝﴾ (ابراهيم : ٣٥)

''اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔''

آپ نے اللہ تعالیٰ سے صرف صغائر سے بچنے کی دعا ہی نہیں کی تھی بلکہ شرک اکبر سے بچنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

خبردار! کبھی یہ نہ کہنا: ''میں تو ایک دین دار انسان ہوں، میں امام [مسجد] ہوں، میں خطیب ہوں، میں واعظ ہوں، میں داعی ہوں؛ میں طالب علم ہوں۔ ان میں سے ہر ایک فتنے میں مبتلا ہونے سے ڈرتے رہیں اور جب تک ہم اپنے نفسوں پر خوف و خدشہ محسوس کریں تو چاہیے کہ ہم اپنے رب کی طرف رجوع کریں، اوراس کی بارگاہ میں دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝﴾

(الإسراء: ٧٤)

''اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في الادعية : ٢٧٢١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مائل ہو ہی جاتے۔"

شاعر کہتا ہے:

إذا لم يكن عونٌ من الله للفتى
فأول ما يجني عليهِ اجتهاده ❶

"جب کسی نوجوان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ ہو تو سب سے پہلے اس پر عداوت کرنے والا عبادت میں اس کا اجتہاد ہوتا ہے۔"

۹۔ گناہ کے خطرناک نتائج میں غور وفکر:

سیّدنا یحی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جس نے اپنے اعضاء کو لذات پر راضی کرلیا، یقیناً اس نے اپنے نفس کے لیے ندامت کا پودا لگالیا۔" ❷

عبدالصمد الزاھد فرماتے ہیں:

"جس انسان کو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ شہوات قابل توبہ ہیں، تو ایسا انسان فقط کھیل تماشہ کرنے والا ہے۔" ❸

جب انسان دنیا اور آخرت میں زنا کی خرابیوں میں غور وفکر کرے تو وہ ان حرام شہوات کے پیچھے پڑنے کے خطرات کو بھانپ لے گا۔

[اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان برائیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین]

پاک دامن مردوں کے قصے

ہماری تاریخ ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو اگرچہ خود تو اس دنیا فانی سے جا چکے ہیں مگر وہ اپنی زندگیوں کے سنہرے اور مفید قصوں میں ابھی تک زندہ ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی شہوات اللہ کی رضا کے لیے قابو کیا؛ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر خیر ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید کردیا، اور ان کی سیرت لوگوں کے سامنے کھلی کتاب کی طرح پھیلا دی۔

❶ ذم الهوى: ٢٧.
❷ نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب: ٦/١٧٧.
❸ ذم الهوى: ٢٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا تذکرہ اللہ کے فضل وکرم سے ذیل میں دیا جاتا ہے:

ا۔سیّدنا یوسف علیہ السلام

اللہ کے نبی سیّدنا یوسف علیہ السلام جو کہ ایسی آزمائش میں ڈالے گئے شاید کہ عورت اور مرد کی تاریخ میں کوئی فتنہ اس سے بڑھ کر ہو۔ عورت بادشاہ کے گھر میں آپ کو فحاشی کی دعوت ہے، اور اس جان کے لیے ہر قسم کی راہیں آسان کردیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳﴾ (یوسف: ۲۳)

''اور اس عورت نے، جس کے گھر میں وہ تھا، اسے اس کے نفس سے پھسلایا اور دروازے اچھی طرح بند کر لیے اور کہنے لگی جلدی آ۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ، بے شک وہ میرا مالک ہے، اس نے میرا ٹھکانا اچھا بنایا۔ بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔''

معاملہ یہاں تک پہنچ کر ہی ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ بہکانے کی یہ کوششیں مسلسل جاری رہتی ہیں اور اس کی طلب اور بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس عورت سے بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑ پڑتے ہیں، اور وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے، پیچھے سے آپ کی قمیض پھاڑ دیتی ہے۔ جب اس کا خاوند عزیز مصر سامنے نظر آتا ہے تو سیّدنا یوسف علیہ السلام پر بہتان باندھتی ہے اور پھر کوشش کرتی ہے کہ آپ فحاشی کا ارتکاب کرلیں، اور اس کے بدلے میں آپ کو جیل جانے سے نجات مل جائے۔

مگر آپ اس بے حیائی اور فحاشی کے ارتکاب سے انکار کرتے ہیں، اور جیل میں چلے جاتے ہیں، اور وہاں کے دکھ اور تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ حرام شہوت سے بھاگتے ہوئے کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قصہ میں غور وفکر کرنے والا دیکھے گا کہ اللہ کے نبی سیّدنا یوسف علیہ السلام کے لیے فحاشی کے کام کے تمام اسباب میسر تھے، آپ کنوارے بھی تھے۔ کنوارے کے لیے اپنی شہوت پوری کرنے کا کوئی اور وسیلہ نہیں ہوتا۔ [آپ دیارِ غیر میں اجنبی بھی تھے] اور اجنبی کو اس چیز کی حیا نہیں ہوتی جس سے شہر کا رہنے والا حیا کرتا ہے، اور نہ ہی غریب الدیار ہونے کی وجہ سے آپ کو کسی رسوائی کا خوف تھا۔

عورت کو دیکھیں! وہ منصب والی بھی تھی اور حسن و جمال والی بھی اور آپ اس کے خادم تھے۔ آپ پر اس حکم چلتا تھا اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے کوئی شک وشبہ بھی پیدا نہیں ہوسکتا تھا بلکہ آپ جس وقت چاہتے اس کے گھر میں داخل ہوسکتے تھے۔ جب کہ نگران (اس عورت کا شوہر) غائب تھا اور کم غیرت والا بھی تھا اس لیے کہ جب اس نے یہ خبر سنی تو متوقع طور پر کوئی سخت قدم نہیں اٹھایا بلکہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اس سے روگردانی کرنے کا حکم دینے پر اکتفاء کرلیا، اور اپنی بیوی کو استغفار کرنے کا حکم دیا۔

اس عورت کی طرف سے دعوت بھی اس طرح تھی کہ جس نے تمام متوقع نفسیاتی پردوں کو گرادیا تھا، اور آپ کے لیے اس کام کو آسان کردیا تھا اور اس بہکاوے کے ساتھ ساتھ [اس کی خواہش نہ پوری کرنے کی صورت] آپ کو جیل بھجوانے کی دھمکی بھی دے دی تھی، اور اس کے ساتھ ہی عورتوں کے مکر سے بھی مدد لی تھی مگر اس تمام کے باوجود آپ علیہ السلام نے صبر کیا، اور صبر کرنے حکم دیا اور اپنے مولیٰ و پروردگار کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔

آپ دیکھیں! آپ نے کیسے اپنے نفس کا مقابلہ کیا۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ بلند و بالا مرتبہ عطا کیا کہ آپ کو اپنی لیے خاص کرلیا اور اپنی نبوت و رسالت کے لیے چن لیا اور آپ کو مخلصین و محسنین میں سے بنادیا۔

صبرِ یوسف علیہ السلام کے اسباب:

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے سامنے وہ کون سے عوامل تھے جن کی بنیاد پر آپ نے صبر کیا:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا خوف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی جانب سے توفیق۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴾

(یوسف: ٢٤)

''اور بلاشبہ یقیناً وہ اس کے ساتھ ارادہ کر چکی تھی اور وہ بھی اس عورت کے ساتھ ارادہ کر لیتا اگر یہ نہ ہوتا کہ اس نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی۔ اسی طرح ہوا، تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص کیے ہوئے بندوں سے تھا۔''

ذرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ﴾ ''تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں۔'' یہ اس جملہ سے زیادہ بلیغ ہے کہ اگر کہا جاتا: ((لِنَصْرِفَهُ عَنِ السُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ .)) ''تاکہ ہم اسے برائی اور بے حیائی دور کر دیں۔'' اس لیے کہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ برائی اور فحاشی کو آپ سے دور کر دیا گیا تھا۔ فرض کیجیے اگر آپ ان چیزوں کا ارادہ بھی کرتے تو انھیں اپنے سامنے نہ پاتے، اور نہ ہی ایسا کرنے کی طاقت رکھتے۔

۳۔ آپ کا گناہ کے اسباب سے بھی بھاگنا۔ ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کہا ہو کہ: ''میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں، اور پھر ادھر ہی گھر میں بیٹھ گئے ہوں۔'' نہیں، بلکہ آپ نے یہ جملہ کہا اور اس عورت کے پاس سے بھاگ پڑے اور گھر کے دروازے سے نکلنے کی بھرپور کوشش کی۔

بلاشبہ گناہ کی جگہ کو چھوڑ کر چلے جانا حرام شہوت سے نجات پانے کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے اور گناہ کے درمیان میں پڑے رہنا اسے گناہ کا کام کرنے پر جرأت دلاتا ہے، اور اس سے دھوکا میں مبتلا کرتا ہے۔ پس جتنا بھی جلدی ہو سکے، حرام کام کے ٹھکانوں سے بھاگ جائیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ مدد طلب کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ ۚ وَ اِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ کَیۡدَہُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡہِنَّ وَ اَکُنۡ مِّنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴿۳۳﴾﴾ (یوسف: ۳۳)

''[یوسف نے دعا کی] اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورت مجھے بلا رہی ہے اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے، اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جا ملوں گا۔''

۵۔ آپ کا نیک اور صالح ہونا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّہٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۲۴﴾﴾ (یوسف: ۲۴)

''بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔''

۶۔ آپ کا فحاشی کے کام پر تکلیف و مصیبت برداشت کرنے کو ترجیح دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ﴾ (یوسف: ۳۳)

''[یوسف نے دعا کی] اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورت مجھے بلا رہی ہے اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے۔''

بلاشبہ اس قصہ میں عبرتیں اور نصیحتیں ہیں جو کہ مسلمان نوجوان پر واجب کرتی ہیں کہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں اور ان دروس سے استفادہ کریں، اور ان آیات کو صرف ایک قصہ کی حد تک سن کر آگے نہ گزر جائیں۔ بلکہ ان کو پڑھتے وقت مفید چیزیں حاصل کرنے والے متعلم کی طرح ہونی چاہیے۔

۲۔ جریج عابد رحمہ اللہ کا قصہ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''......ایک عورت نے کہا کہ میں جریج کو پھانس لوں گی، وہ اس کے سامنے آئی اور اس سے بات چیت کی لیکن اس نے انکار کر دیا، تو وہ ایک چرواہے کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی اور اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ اس کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ تو کہنے لگی: یہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اس کے عبادت خانے کو توڑ دیا، اس کو عبادت خانے سے نیچے اتارا اور اس کو گالی دی۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر اس لڑکے کے پاس آ کر کہا: اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ اس بچہ نے جواب دیا: چرواہا......''[1]

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے کیسے ایک بچے کو قوت گویائی دے دی، اس لیے کہ اس نے اس فاحشہ عورت کے ساتھ برائی کرنے کو پوری پوری قدرت ہونے کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے خوف سے ترک کر دیا تھا۔

۳۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا قصہ:

ان کی قوم کے کچھ شریر لوگوں نے ایک بہت ہی حسن و جمال والی عورت سے مطالبہ کیا کہ وہ ربیع بن خثیم کے سامنے جائے شاید کہ وہ انھیں فتنہ میں ڈال سکے، اور اس سے کہنے لگے کہ اگر اس نے ایسا کر لیا تو اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔

اس قصہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسانوں میں بھی ایسے شیطان ہیں جو کہ اہل صلاح (نیکوکار) لوگوں کو خراب کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ دعوت اسلام

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: ۳۴۳۶ ۔ صحیح مسلم: ۲۵۵۰۔ پوری روایت اس طرح ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس کو بلایا، لیکن اس نے جواب نہ دیا، اور اپنے جی میں کہا کہ میں نماز پڑھوں یا اس کی بات کو جواب دوں، پھر اس کی ماں اس کے پاس آئی اور کہا یا اللہ اس کو موت نہ دے جب تک کہ وہ فاحشہ عورت کا منہ دیکھ لے، ایک دن جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا، ایک عورت نے کہا کہ میں جریج کو پھانس لوں گی، وہ اس کے سامنے آئی اور اس سے بات چیت کی، لیکن اس نے انکار کر دیا، تو وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا، چناچہ اس کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ تو کہنے لگی یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ جریج کے پاس آئے اس کے عبادت خانے کو توڑ دیا، اس کو عبادت خانے سے نیچے اتارا اور اس کو گالی دی، جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر اس لڑکے کے پاس آ کر کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ اس بچہ نے جواب دیا چرواہا لوگوں نے (جریج سے) کہا: ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیں گے جریج نے کہا نہیں مٹی ہی کا بنوا دو (جیسا پہلے تھا)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف سازشیں کر سکیں اور دین کے خلاف جنگ کی راہیں ہموار کر سکیں۔

تو اس عورت نے جس قدر اس سے ہو سکتا تھا، بہترین اور خوبصورت لباس پہنا، اور اپنی وسعت کے مطابق بہترین خوشبو لگائی۔ پھر اس وقت ان کی راہ میں آڑے آئی جب وہ نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے۔ آپ نے اس عورت کی طرف دیکھا، تو اس کی اس حالت سے خوف محسوس ہوا وہ تو بالکل بے پردہ ہو کر ان کے سامنے آ گئی۔

سیّدنا ربیع اس سے کہنے لگے: ''وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہارا جسم بخار میں مبتلا ہو جائے اور تیری یہ رنگت اور چمک جو میں دیکھ رہا ہوں، اس کو بدل دے؟

پھر وہ وقت کیسا ہوگا جب ملک الموت تیرے پاس آئے گا، اور تیری شہ رگِ حیات کو کاٹ کر رکھ دے گا؟ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب منکر ونکیر تجھ سے سوال کریں گے؟

اس عورت نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر گئی۔

پھر اپنے رب کی عبادت میں اس عورت کی یہ حالت ہوگئی کہ جس دن اس کی موت واقع ہوئی تو وہ گویا کہ کوئی جلا ہوا تنا تھی۔'' [1]

۴۔ سری بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ:

سری بن دینار رحمہ اللہ کا گزر مصر کی کسی ایک گلی میں ہوا۔ یہاں پر ایک خوبصورت عورت رہتی تھی جس نے اپنے حسن و جمال سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ان کے بارے میں بھی اس عورت کو خبر ہوئی۔ وہ کہنے لگی میں ضرور بالضرور ان کو فتنہ میں مبتلا کروں گی۔ جب وہ آپ کے گھر میں دروازے کی طرف سے داخل ہوئی تو اس نے تمام حجاب الٹ دیے اور اپنے حسن و جمال کو ظاہر کر دیا۔ آپ فرمانے لگے: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

وہ عورت کہنے لگی: کیا آپ کو نرم بستر اور عیش کی زندگی کی چاہت ہے؟

---

[1] صفوۃ الصفوۃ: ۳/ ۱۹۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر کہے:

وَكَمْ ذِي مَعَاصٍ نَالَ مِنْهُنَّ لَذَّةً
وَمَاتَ فَخَلَّاهَا وَذَاقَ الدَّوَاهِيَا
تَصَرَّمُ لَذَّاتُ الْمَعَاصِي وَتَنْقَضِي
وَتَبْقَى تِبَاعَاتُ الْمَعَاصِي كَمَا هِيَا
فَيَا سَوْأَتَا وَاللّٰهِ رَاءٍ وَسَامِعٌ
لِعَبْدٍ بِعَيْنِ اللّٰهِ يَغْشَى الْمَعَاصِيَا

''اور کتنے ہی گناہ کرنے والے ایسے ہیں جو ان عورتوں کی لذت کو پاتے ہیں۔ پھر وہ مر گئے تو انھیں چھوڑ کر چلے گئے اور اس کی تلخی کو چکھ لیا۔ گناہوں کی لذتیں کٹ جاتی ہیں، اور گزر جاتی ہیں۔ مگر گناہ کی تباہیاں ویسے ہی باقی رہتی ہیں۔ ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ اللہ کی نظر ہر برائی اور گناہ کو ڈھانپے ہوئے ہے۔'' [1]

۵۔ ابوبکر المسکی رحمہ اللہ کا قصہ:

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابوبکر المسکی سے کہا گیا ایک لمبے عرصے سے ہم مسلسل آپ سے کستوری کی خوشبو سونگھ رہے ہیں؛ اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! مجھے کئی سال گزر گئے ہیں، میں نے کستوری کی خوشبو استعمال نہیں کی۔ لیکن اس کا سبب یہ ہے کہ ایک عورت میں مجھ پر حیلہ سازی کی، یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے گھر میں داخل کر لیا، اور پھر اس نے تمام دروازے بند کر دیے، اور مجھے اپنے نفس کی طرف بہلانے لگی۔ میں اپنے

[1] ذم الهوى : ۲۵۳۔ روضة المحبين : ۳۳۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ میں بڑا حیران ہو رہا تھا۔ میرے تمام تر حیلے جواب دے چکے تھے۔ میں نے اس سے کہا: مجھے قضائے حاجت کی ضرورت ہے۔ اس نے اپنی باندی کو حکم دیا کہ وہ مجھے بیت الخلاء دیکھا دے۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ جب میں بیت الخلاء میں داخل ہوا تو ساری گندگی اپنے پورے جسم پر ڈال دی۔ پھر جب میں اس کے پاس واپس آیا، اور میری یہ حالت بدبودار تھی؛ جب اس نے مجھے دیکھا تو حیران ہوگئی، اور پھر مجھے وہاں سے نکلنے کا حکم دے دیا۔ میں وہاں سے نکلا اور جا کر غسل کیا۔

جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا: ''تو نے ایسا کام کیا ہے جو تیرے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔ میں تیری خوشبو کو دنیا اور آخرت میں پاکیزہ کردوں گا۔ جب میں نے صبح کی تو کستوری کی خوشبو میرے جسم سے اٹھ رہی تھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہی عالم ہے۔''

پاک دامن عورتوں کے قصے

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لیے رات کو ان کے گھروں کا گشت کر رہے تھے کہ آپ نے سنا ایک عورت کہہ رہی تھی:

تطاول هذا الليل و أسودَّ جوانبه
و أرقني إذ لا حبيب ألاعبه
فلو لا الذي فوق السموات عرشه
لزعزع من هذا السرير جوانبه

''یہ رات لمبی ہوگئی ہے اور اس کے کنارے خوب سیاہ ہوگئے ہیں، اور اس نے مجھے بیدار کر رکھا ہے، اور میرا کوئی محبوب نہیں ہے جس سے میں کھیلتی۔ اگر وہ ذات نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے۔تو اس چارپائی کے کونے ہل جاتے۔"

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جب واپس آئے تو اس عورت کے پاس آدمی بھیجا کہ تم ہی وہ عورت ہو جو ایسے ایسے شعر پڑھ رہی تھی؟ اس نے کہا: ہاں۔ پوچھا گیا: آخر کیوں؟

اس نے کہا: میرے شوہر کو فلاں لشکر میں بھیجا گیا ہے۔ کہتے ہیں: پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیّدنا حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "عورت کتنا عرصہ اپنے شوہر کے بغیر صبر کرسکتی ہے؟ آپ فرمانے لگیں: چھ ماہ۔

اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فوجیوں کو ہر چھ ماہ بعد واپس گھر بلایا کرتے تھے۔"[1]

شہوت پرستوں کے قصے

ان لوگوں کے برعکس تاریخ ان لوگوں کے قصوں سے بھری پڑی ہے جن پر لعنت کی گئی، اور ان کے بارے میں جو کچھ کہا گیا سو کہا گیا، یہ ایسے لوگ تھے جو کہ شہوات کے گڑھوں میں گر گئے تھے۔

۲۷۸ ہجری میں عبدہ بن عبد الرحیم کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے تباہ کرے۔ یہ بد بخت انسان اکثر و بیشتر بلاد روم میں مجاہدین کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب کہ وہ بعض معرکوں میں شریک تھا، اور مسلمان روم کے شہروں میں سے ایک شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ تو اچانک اس نے قلعہ میں اہل روم کی ایک عورت کو دیکھا وہ اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اس نے اس عورت سے خط و کتابت شروع کردی کہ وہ کیسے اس تک پہنچ سکتا ہے؟ اس عورت نے کہا: عیسائی ہو جاؤ، اور قلعہ پر چڑھ آؤ۔

اس نے اس عورت کی دعوت پر لبیک کہا۔ مسلمانوں کو اس وقت اس کا علم ہوا جب وہ اس عورت کے پاس پہنچ چکا تھا۔ تو اس واقعہ سے مسلمان بہت زیادہ غمگین ہوئے اور یہ حادثہ

---

[1] مصنف عبد الرزاق: ۷/۱۵۲۔ سنن اللبيهقي: ۹/۲۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر بہت گراں گزرا۔ جب ایک مدت گزر گئی تو ان کا گزر اس آدمی پر ہوا، وہ اس عورت کے ساتھ اس قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو مسلمانوں نے کہا: اے فلاں انسان! تیرے قرآن نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اور تیرے عمل نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اور تیرے روزوں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اور تیرے جہاد نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اور تیری نماز نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تو وہ کہنے لگا:

''جان لو کہ مجھے سارا قرآن بھلا دیا گیا ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے:

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٣﴾ (الحجر: ۲،۳)

''وہ وقت بھی ہوگا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے۔ آپ انھیں کھاتا، نفع اٹھاتا اور (جھوٹی) امیدوں میں مشغول ہوتا چھوڑ دیجیے یہ خود بھی جان لیں گے۔''

ایک قصہ یہ بھی ہے کہ مصر میں ایک آدمی تھا۔ جو کہ ہمیشہ مسجد میں رہتا، نماز پڑھنے اور اذان دینے کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس کے چہرے پر نور اور عبادت کے اثرات نمایاں تھے۔ ایک دن وہ حسب معمول اذان دینے کے لیے منارہ پر چڑھا۔ مینار کے نیچے ایک عیسائی کا گھر تھا۔ اس نے گھر میں جھانکا تو اس گھر والے عیسائی کی بیٹی کو دیکھ لیا، اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے اذان چھوڑ دی اور اتر کر اس عورت کی طرف چل دیا۔ جب وہ ان کے گھر میں داخل ہوا تو اس لڑکی نے کہا: کیسے آئے ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں تجھے چاہتا ہوں۔ پوچھنے لگی وہ کیسے؟ کہا: تو نے میری عقل اُچک لی ہے، اور میرے دل کو پوری طرح اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی: میں تمھیں کبھی بھی برائی کی اجازت نہیں دوں گی۔ وہ کہنے لگا: میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: تم مسلمان ہو اور میں عیسائی ہوں اور میرا والد میری شادی تجھ سے نہیں کرے گا۔ اس نے کہا: میں عیسائی ہو جاتا ہوں۔ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگی: اگر تم ایسا کرو گے (یعنی عیسائی ہو جاؤ گے) تو میں تم سے شادی کرلوں گی۔

وہ انسان اس عورت سے شادی کرنے کے لیے عیسائی ہو گیا، اور ان کے ساتھ اس گھر میں رہنے لگا۔ اسی دوران ایک دن وہ گھر کی چھت پر چڑھا، اور وہاں سے گر کر حرام موت مرگیا۔ وہ عورت بھی اس کے ہاتھ نہ آئی اور دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

بے شک شہوت جو نو جوان اور دوشیزائیں اپنے نفس میں محسوس کرتے ہیں، صرف فاسق و فاجر لوگوں کے لیے ہی پیدا نہیں کی گئی، بلکہ نیک مرد اور نیک عورتیں جو کہ عفت و پاکدامنی کی زندگی گزار رہے ہیں اور وہ لوگ جو کہ دعوت دین اور علم وتعلیم اور خیر پھیلانے کے کاموں میں مصروف ہیں، ان کے نفس بھی انھیں ان شہوات کا مقابلہ کرنے کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ اہل خیر کے ہاں کسی فاجر و فاسق انسان سے بڑھ کر قوی شہوت ہو۔ مگر انہوں نے اپنے رب کی اطاعت اور اس سے ثواب کی امید میں شہوت کو قابو میں رکھتا ہے۔

جو کوئی اس دنیا کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھے تو وہ اس کی خیر کو پالے گا اور شر سے بچ جائے گا اور جو کوئی عواقب پر نظر نہ رکھے، اور اس پر حس غالب آ جائے تو وہ دکھ اور تکلیف ہی لے کر لوٹتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اور حرام کے درمیان ایک آڑ اور فاصلہ قائم کردے، اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جو کوئی خطا اور غلطی کریں تو استغفار کرنے لگتے ہیں؛ اور اگر نیکی کریں تو اس سے خوشخبری پاتے ہیں، اور ہماری خواہشات کو ان چیزوں میں لگادے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور جن سے محبت کرتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دو قسم کے سوالات رکھے جارہے ہیں۔ پہلی قسم میں وہ سوالات ہیں جن کا جواب فوراً دیا جاسکتا ہے، جب کہ دوسری قسم میں وہ سوالات ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ شہوت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ وہ تین اسباب ذکر کریں جو حرام شہوت میں واقع کردیتے ہیں؟

۳۔ نظر نیچی رکھنے کے بہت سارے فوائد ہیں، ان میں چند نمایاں فوائد کا ذکر کریں؟

۴۔ ہم حرام شہوت کا علاج کیسے کرسکتے ہیں؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ شہوت کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟

۲۔ جب آپ کو حرام شہوت کا عارضہ لاحق ہوجائے تو اس کے ساتھ کیسے برتاؤ کروگے؟

۳۔ نگاہ نیچی رکھنے کو شرمگاہ کی حفاظت پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟

۴۔ برے وسوسوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کروگے؟

۵۔ عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے قصہ سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسدات القلوب

خواہش پرستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

246

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

بلاشبہ خواہشات کا اتباع خیر کی راہ میں رکاوٹ ہے اور عقل کی ضد۔ اس لیے کہ خواہش پرستی سے بُرے اور قبیح اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور اس سے برے اور رسوا کن افعال ہی صادر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے انسان کے عیوب کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور اس کے لیے شر کی راہیں کھلتی ہیں۔

خواہش پرستی فتنہ کی جڑ ہے، اور دنیا امتحان کا گھر ہے۔ خواہش پرستی کو چھوڑ دیجیے تاکہ آپ سلامتی کو پالیں، اور دنیا سے منہ موڑ لیں تاکہ غنیمت پالیں اور لہو ولعب کی رنگینیاں آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دیں اور دنیا اپنے ظاہری حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو فتنہ میں نہ ڈال دے۔ بلاشبہ لہو ولعب کا وقت ختم ہو جائے گا، اور وقت پلک جھپکتے گزر جائے گا، اور آپ کے ساتھ وہ چیز باقی رہ جائے گی جو کسی حرام کا ارتکاب کرو گے، یا پھر گناہ کماؤ گے۔

بری خواہشات سب سے بڑا دشمن ہیں جن سے قتال کرنا اور جنگ کرنا کسی بھی دشمن سے جنگ کرنے سے بڑا واجب ہے۔ ابو حازم کہتے ہیں:

"اپنی خواہشات سے اس جہاد سے بڑھ کر جہاد کریں جو آپ اپنے دشمن سے کرتے ہیں۔" [1]

خواہش پرستی ہر فتنہ کی بنیاد ہے، اور ہر بلا و آزمائش کا سبب۔ سیّدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] حلية الأولياء: ٣/٢٣١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا نَفْسُ تُوبِي فَإِنَّ الْمَوْتَ قَدْ حَانَا
وَاعْصِ الْهَوٰى فَالْهَوٰى مَا زَالَ فَتَّانَا

''اے نفس! توبہ کر، بے شک موت کا وقت قریب آ چکا ہے، اور خواہشات کی مخالفت کر۔ بے شک بری خواہشات ہمیشہ سے فتنہ ہی رہی ہیں۔''

جب خواہش پرستی کا معاملہ اتنا خطرناک ہے تو ضروری ہے کہ اس کے بارے میں کچھ گفتگو کی جائے تا کہ ہم اس خطرناک مرض اور پھیلے ہوئے شر سے دور رہ سکیں۔

اس کتاب میں ہم خواہش پرستی کی تعریف، اس کے نقصانات، اور اس کی مخالفت کے فوائد، خواہش پرستی کے اتباع کے اسباب، اور اس کے علاج کے طریقوں پر گفتگو کریں گے، اور اچھی خواہش اور بری خواہش کے درمیان فرق بھی بیان کریں گے۔

آخر میں میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں کسی بھی طرح اس کتاب کی تیاری میں مدد کی، اور اب یہ کاوش آپ کی من پسند صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

محمد صالح المنجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش پرستی کی تعریف

لغوی تعریف :......(هَوِيَه) کا مصدر ہے، جب کسی سے محبت کی جائے، اور اس کی خواہش رکھی جائے۔ ❶

اصطلاحی تعریف: ......اصطلاح میں ''الھوی'' سے مراد نفس کا ان شہوات کی طرف بغیر کسی شرعی سبب کے مائل ہونا جس سے وہ لذت حاصل کر پائے۔ ❷

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ھوی (خواہش) طبیعت کا کسی ایسی چیز کی طرف میلان جو اسے بھلی لگتی ہو۔ یہ میلان انسان میں اس کی بقاء کی ضرورت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اگر اس کا کھانے پینے اور نکاح کرنے کی طرف میلان نہ ہوتا تو یہ کبھی بھی نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ ہی نکاح کرتا۔ پس خواہشات نفس کو اس چیز پر ابھارتی ہیں جن کی اس کو خواہش ہوتی ہے۔ جیسا کہ غصہ اس چیز سے دفاع کرتا ہے جو اسے بری لگتی ہو۔'' ❸

خواہش پرستی کی ممانعت

شرعی دلائل میں پے در پے خواہش پرستی کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اور اس مقصد کے لیے شرعی دلائل میں ایک سے زیادہ اسلوب اختیار کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

ا۔ مطلق خواہشات کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

❶ المغرب في ترتيب المعرب : ٢/٣٩٢. ❷ التعريف للجرجاني : ٣٢٠.

❸ روضة المحبين : ٤٦٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا﴾ (النساء : ۱۳۵)

''تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (ص : ٢٦)

''اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔''

۲۔ کفار اور گمراہوں کی اتباع کی ممانعت کی شکل میں نہی وارد ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝﴾ (الأنعام : ١٥٠)

''اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کیجئے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔''

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کفار سے کہہ دیجیے کہ:

﴿قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾

(الأنعام : ٥٦)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہاری خواہشات کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ راست پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ (المائدة : ۷۷)

''اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔''

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدة : ٤٨)

''اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق حکم کیجیے اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جایئے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾

(الشوریٰ : ١٥)

''پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾﴾ (الكهف : ٢٨)

''دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر خواہشات پرستی کو کفار اور مشرکین کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کی خواہشات ان کو گمراہ کرنے والے ہوتی ہیں بخلاف مومن کے۔ اس لیے کہ مومن کی تمام تر خواہشات باطل ہی ہوتی ہیں ، اور مومن کی خواہشات ترقی پذیر رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اوامر کے موافق اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے تابع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے۔ جب وہ کسی چیز کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ چیز آپ ﷺ کی سنت اور آپ کی اطاعت ہوتی ہے، اور اس کی خواہشات کا سب سے ادنیٰ درجہ مباحات تک ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ ﴾ (محمد : ١٤)

"پس کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہو اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کے لیے اس کا برا کام مزین کر دیا گیا ہو اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں کا پیرو ہو۔"

۳۔ خواہش پرستی کی اور نفس امارہ کی مذمت:

سیدنا ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عاجز انسان وہ ہے جس کا نفس اپنی خواہشات اتباع کر رہا ہو۔" [1]

۴۔ خواہش پرستی کی مذمت اور دل کی طرف اس کی نسبت:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَآءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ.)) [2]

"فتنے دلوں پر ایک کے بعد ایک اس طرح آئیں گے کہ جس طرح بوریا اور

[1] ابن ماجة : ٤٢٦٠ـ وصححه الحاكم رحمه الله ـ

[2] صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب رفع الامانة والايمان : ١٤٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چٹائی کے تنکے ایک کے بعد ایک ہوتے ہیں۔ جو دل اس فتنہ میں مبتلا ہوگا وہ فتنہ اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ ڈال دے گا، اور جو دل اسے رد کرے یعنی قبول کرنے سے انکار کرے گا تو اس کے دل میں ایک سفید نکتہ لگ جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے دو دل ہو جائیں گے ایک سفید دل کہ جس کی سفیدی بڑھ کر کوہ صفا کی طرح ہو جائے گی جب تک زمین و آسمان رہیں گے اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اور دوسرا دل سیاہ راکھ کے کوزہ کی طرح علوم سے خالی ہوگا نہ نیکی کو پہچانے گا اور نہ ہی بدی کا انکار کرے گا مگر اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا۔''

انسان کب خواہشات پرستی پر سزا پاتا ہے؟

بے شک خواہش پرستی اور شہوات انسان کے ساتھ منسلک ہیں۔ انسان نہ ہی ان سے جدا ہوسکتا ہے اور نہ ہی ان کو چھوڑ سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نفوس بشریہ کو اسی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ تو پھر کیا جب بھی انسان ایسی خواہشات، تمناؤں اور شہوت کا اظہار کرے تو اس کو اس خواہش پرستی اور شہوت پر سزا ملے گی؟

کیا انسان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنے نفس اور دل سے خواہشات کو نکال کر باہر پھینک دے؟ یا پھر خواہشات اور شہوات کی تکمیل کے لیے کچھ حدود اور قواعد وضوابط ہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صرف [بری] خواہشات اور شہوت کی نیت پر انسان کو سزا نہیں ہوگی۔ بلکہ ان کے اتباع اور ان کے مطابق عمل کرنے پر سزا ملے گی۔ جب انسان کا نفس کسی چیز کی خواہش کر رہا ہو، اور اس کو روک رہا ہو تو اس کا یہ روکنا نیک عمل اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔''[1]

---

[1] مجموع الفتاوى : ١٠/٦٣٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سچے مسلمان کا حال ہے۔ اس کا نفس ہمیشہ اسے ایسے ویسے کام کرنے کو کہتا ہے۔ مگر وہ ان سے جہاد کرتا، اسے منع کرتا ہے اور بری شہوات کی راہیں روکتا ہے، اور ان جگھوں پر وہ اللہ تعالیٰ کا خاص خوف رکھتا ہے جہاں پر اس کا نفس اسے برائی کا حکم دیتا ہے، اور جس انسان کی یہ حالت ہو، اس کے لیے اللہ کے ہاں بہترین بدلہ ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝٤٠ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝٤١﴾ (النازعات : ٤٠ تا ٤١)

''ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

پس خواہشات اور شہوات پر اس وقت تک سزا نہیں مل سکتی جب تک اس کے مطابق عمل نہ کرلیا جائے اور جب عمل سے اس کی تصدیق کردی جائے تو پھر اس شہوت پر اور اس کے مطابق عمل کرنے پر محاسبہ کیا جاتا ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''[1]

خواہش پرستی کے اسباب

خواہش پرستی کے کئی ایک اسباب ہیں جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتے ہیں۔ لیکن لوگ ان خواہشات کی پیروی کیوں کرتے ہیں؟ اور راہ حق اور صراط مستقیم کی اتباع سے روگردانی اور اعراض کیوں کرتے ہیں؟

---

[1] صحيح مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم : ٢٦٥٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کئی ایک اسباب ہیں:

ا۔بچپن سے نفس کا ضبط پر عادی نہ ہونا:

بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ بچہ اپنے بچپن میں ماں باپ کی طرف سے بہت زیاد محبت اور شفقت کے سایہ میں پرورش پاتا ہے اور وہ جس خواہش کا اظہار کرتا ہے، اس کے والدین اس کو پورا کرتے ہیں، اور ہر وہ چیز اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے جس کی وہ مطالبہ کرتا ہے، یا جس کی خواہش رکھتا ہے، اور بچے کی خواہشات پوری کرنے میں والدین نہ ہی حلال وحرام میں کوئی فرق کرتے ہیں اور نہ ہی ممنوع اور جائز میں۔

جب بچہ نماز فجر کے وقت سو یا ہوتا ہے تو اس کے والدین اس کو نماز کے لیے نہیں اُٹھاتے اور کہتے ہیں ابھی چھوٹا بچہ ہے، اسے سونے دو، اور جب وہ کھیلنا چاہتا ہے یا کھلونے مانگتا ہے تو اسے لا کر دیے جاتے ہیں، اور اس چیز پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا ان کھلونوں میں جو موسیقی اور قبیح مناظر ہوتے ہیں۔ وہ بچے کی تربیت پر کتنا بُرا اثر ڈالتے ہیں ایسے ہی بچوں اور بچیوں کے علیحدہ علیحدہ کمرے اور خدمت گار (ڈرائیور وغیرہ) ہیں۔

اس بچے کی پرورش خواہشات کی پیروی پر ہوتی ہے۔ جب کبھی بھی وہ کسی چیز کی تمنا کرتا ہے تو اسے اپنے سامنے حاضر پاتا ہے، اور جب بھی کسی کام کی تمنا کرتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے۔ نہ ہی اسے کسی چیز کا کوئی خوف یا اندیشہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی منع کرنے والا جو اسے روکے۔ یہی بچہ کل کو جوان ہو کر جب احکام شریعہ کا مکلّف ہوتا ہے، تو اس کی خواہشات دائیں بائیں چکر لگا رہی ہوتی ہیں، اور اس کے اعضاء ان خواہشات کے پیچھے چھلانگیں لگا رہے ہوتے ہیں تاکہ اپنے وہ خواب اور خواہشات پوری کرسکیں۔خصوصی طور پر لڑکپن کے دور میں۔ پھر یہ لوگ بڑے بڑے جرائم اور بہت قبیح افعال کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر اس کو ان چیزوں سے روکنے اور منع کرنے کی کوئی راہ باقی نہیں رہتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی اولاد کو بچپن سے ہی اپنے نفس پر ضبط کرنے کی ترتیب دیا کرتے تھے۔ وہ ان کو ساتھ روزہ رکھواتے نماز پڑھاتے، حج پر ساتھ لے کر جاتے، اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ دیگر شرعی امور میں اسی طرح ان کی تربیت کرتے۔

سیدنا ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک بستی میں آدمی بھیجا جو یہ اعلان کر رہا تھا:

''تم میں سے جس نے افطار کی حالت میں صبح کی ہو، اسے چاہیے کہ باقی کا دن کھانے پینے سے رکا رہے، اور جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہو، اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے۔''

آپ فرماتی ہیں: ''ہم اس کے بعد روزہ رکھا کرتے تھے، اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا کرتے تھے۔'' اور ان بچوں کے لیے مٹی کے کھلونے بنایا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی ایک بھوک کی وجہ سے کھانے کے لیے روتا تو ہم اسے وہ کھلونا دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔''[1]

بچوں کی تربیت اس طرح کی جائے کہ ان کی ہر خواہش پوری ہو تو اس سے نہ صرف ان کا دینی نقصان ہوتا ہے، بلکہ دنیاوی امور کے لیے بھی ایسی تربیت نقصان دہ ہے۔ بسا اوقات اہل خانہ کو کوئی دنیاوی مصیبت یا پریشانی لاحق ہوتی ہے؛ جس میں ان کا مال ختم ہو جاتا ہے، اور ان پر ان کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے۔ یا گھر کا کفیل [سربراہ سرپرست] مر جاتا ہے۔ پھر ایسے وقت میں ایسے بچوں کی خواہشات کیسے پوری کی جائیں گی؛ اور یہ بچہ اپنے سپنے پورے ہوتے اور خواہشیں بر آتے ہوئے کیسے دیکھ سکے گا؟

پھر جب حالات سخت ہو جاتے ہیں، یہ بچہ دیکھتا ہے کہ اس کے گھر والے اس کی تمام تر خواہشات کو پورا نہیں کر سکتے۔ خصوصاً اس مرحلہ میں کہ جب انسان نفسیاتی طور پر اپنے آپ کو آزاد سمجھنے لگتا ہے، اور وہ اپنا گھر آباد کرنا چاہتا ہو۔ وہ یہ تمنا کرے گا کہ وہ کوئی کام کرے، [تاکہ اپنی خواہشات کو پورا کر سکے،] مگر وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

یہی حال عیش و عشرت میں پلنے والی بچیوں کا ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایسی

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان: ۱۹۶۰۔ صحیح مسلم: ۱۱۳۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچی سے ایسا انسان شادی کرلیتا ہے جو کہ مالی لحاظ سے اس مرتبہ کا نہیں ہوتا۔ وہ اس وقت پریشانی اور مشقت کا سامنا کرتی ہے، اور اپنے شوہر کو عار دلاتی ہے، اور ان کی زندگی میں روزانہ کے لڑائی جھگڑے معمول بن جاتے ہیں، جن کی وجہ سے ان کا نفسیاتی استقرار اور شوہر کے ساتھ راحت اور امان تباہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

۲۔خواہش پرستوں کی مجلس:

بلاشبہ ایسے لوگوں کی مجلس سے شہوت پرستی کے اسباب و وجوہات مزید بڑھتے ہیں اور طول پکڑتے ہیں۔ جو انسان ہمیشہ اہل ہواء کی مجلس اختیار کرے، اور ان کی صحبت میں رہے، وہ لازمی طور پر ان سے متاثر ہوتا ہے اور خصوصاً جب یہ صحبت اختیار کرنے والا شخصی ونفسیاتی طور پر کمزور ہو اور اس کے اردگرد ایسے لوگ ہوں جو دوسروں کو متاثر کرسکتے ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین اہل بدعت اور خواہش پرست لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا کرتے تھے۔ سیّدنا ابوقلابہ فرماتے ہیں:

> ''خواہش پرست لوگوں کے ساتھ مجلس نہ کرو اور نہ ہی اس سے مناظرہ ومجادلہ کرو۔ اس لیے کہ مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ کہیں تمہیں گمراہی میں مبتلا نہ کردیں۔ یا پھر تم پر دین کے بعض امور ایسے ملتبس (خلط ملط) کردیں جیسے کہ وہ خود تلبیس کا شکار ہوئے ہیں۔'' ❶

سیّدنا مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''خواہش پرستوں کی مجلس مت اختیار کرو۔'' ❷

ایسا ہی قول قیس بن ابراہیم سے بھی منقول ہے۔ ❸

۳۔اللہ تعالیٰ اور آخرت کی معرفت میں کمزوری:

جو کوئی صحیح معنوں میں ایسے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کرتا جیسے اس کی قدر کرنے کا حق ہے،

---

❶ السنة لعبد الله بن أحمد بن حنبل : ۹۱.
❷ التنبيه والرد للملطي : ۸٦.
❸ حلية الأولياء : ٤/٢٢٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ اسے غضبناک کرے، یا اس کی نافرمانی کرے، یا پھر اس کے حکم کی مخالفت کرے۔ اس لیے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کوئی توقیر و تعظیم نہیں ہے۔

[جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾

(الزمر: ٦٧)

''اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔''

۴۔ خواہش کی تکمیل میں دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنا:

لوگوں کی کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں کمی کوتاہی اور تقصیر کی وجہ سے اہل ھواء [خواہشات کے پجاری] لوگوں کو اپنی خواہشات پرستی میں سرکشی اور بغاوت کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں بلا کسی روک ٹوک کے لگا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ چیزیں اس کے دل میں گھر کر لیتی ہیں، اور اس کی سلوک و برتاؤ پر پوری طرح غلبہ پالیتی ہیں۔

اسی لیے اسلام کی تعلیمات میں اہم ترین چیز نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

(آل عمران: ١٠٤)

''تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح اور نجات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے والے ہیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ (النحل : ١٢٥)

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝۶۳ ﴾ (النساء : ٦٣)

"انھیں نصیحت کرتے رہئے اور انھیں وہ بات کہئے جو ان کے دلوں میں گھر کرنے والی ہو۔"

جب سارے لوگ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے عادی ہو جائیں تو پھر باطل پرست لوگ اپنی خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں خوف اور ہچکچاہٹ محسوس کریں گے؛ اور یہ چیز ان کی راہ میں ایک رکاوٹ بن جائے گی۔

۵۔ دنیا کی محبت اور اس میں رغبت:

جو کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے، اور آخرت کو بھول جاتا ہے۔ تو اس کے ہاں ایسی برانگیختگی پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی اس دنیاوی محبت اور میلان کے نتیجہ میں اٹھنے والی ہر تمنا اور خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اگرچہ یہ منہج الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور یہی اصلی خواہش پرستی ہے۔ اللہ عزوجل نے اس طرف اشارہ کیا ہے، [اور موضوع کی اہمیت کا احساس دلایا ہے] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ ﴾ (یونس : ٧، ٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں دل لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔''

٦۔ مباحات کے حصول میں سبقت:

انسان کو جب بھی اس کی خواہش نفس مباحات میں سے کسی چیز کی طرف بلاتی ہے تو وہ فوراً اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اہل علم اپنے شاگردوں کو اپنے نفس کی جائز خواہشات کی مخالفت پر ترغیب دیتے تھے۔

خلف بن خلیفہ سلیمان بن حبیب بن مہلب پر اہواز کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ سلیمان کے پاس ایک لونڈی تھی جس کا نام ''بدر'' تھا جو کہ لونڈیوں میں سے خوبصورت اور کامل ترین عورت تھی۔ سلیمان نے خلف سے کہا:

''تم اس لونڈی کو کیسے دیکھتے ہو؟

اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح کرے؛ میری آنکھوں نے آج تک اس سے خوبصورت لونڈی نہیں دیکھی۔

آپ نے فرمایا: ''اس لونڈی کو اپنی ملکیت میں لے لو۔

خلف نے کہا: ''میں ایسے ہرگز نہیں کروں گا، اور نہ ہی اسے امیر سے چھینوں گا۔ مجھے علم ہے کہ یہ لونڈی انھیں بہت اچھی لگتی ہے۔

آپ نے کہا: -ارے تیرا ستیاناس ہو- اسے لے لو۔ بھلے مجھے وہ اچھی ہی کیوں نہ لگتی ہو۔ تاکہ میری خواہشات کو پتا چل جائے کہ میں ان پر غالب ہوں۔''[1]

نفس کو بعض مباح چیزوں سے اس لیے محروم رکھنا تاکہ وہ صبر کا عادی ہو جائے، اس کا نفس کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اسے حرام خواہشات وشہوات کا سامنا کرنا پڑے۔

---

[1] ذم الهوى: ٢٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس جب نفس مباحات کو حاصل کرنے کا عادی ہو گیا تو پھر حرام شہوات کا مقابلہ کرنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔

۷۔ خواہش پرستی کے انجام سے لاعلمی:

کسی چیز کے انجام سے لاعلمی اس کے کر گزرنے کے اسباب میں سے ایک ہے۔ بلاشبہ خواہشات کے نقصانات بھی ہیں اور خرابیاں بھی۔ اگر خواہش پرست انسان کو ان کا علم ہو جائے تو ان کے ترک کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب بن سکتی ہیں۔

ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَــأَحْـذَرُ مَـا يَـخَـافُ عَـلَـيَّ مِنْـهُ
وَأَتْـرُكُ مَـا هَـوَيْـتُ لِـمَـا خَشِـيْـتُ

''اور وہ خود کو اس چیز سے ڈراؤں گا جس کا میں خوف محسوس کر رہا ہوں، اور اس چیز کو اس خوف وخشیت کی وجہ سے اپنی خواہشات کو چھوڑ دوں گا۔'' [1]

خواہش پرستی کے نقصانات

خواہشات کے اتباع کے بہت سارے نقصانات ہیں۔ ان میں سے کچھ نقصانات فی الفور سامنے آ جاتے ہیں اور کچھ دیر بعد سامنے آتے ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان اپنی خواہشات کی لذتوں کو بھول جاتا ہے، اور وہ نعمتیں طاق نسیان کی نظر ہو جاتی ہیں جن سے کبھی اس کا واسطہ تھا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''خبردار اپنے نفس پر شہوات کے غالب ہونے سے بچو۔ اس لیے کہ ان کا جلد ملنے والا انجام مذموم ہے اور دیر سے ملنے والا انجام انتہائی رسوا کن اور دردناک ہے۔ اگر چہ تم اسے دیکھ نہیں رہے، مگر یہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے سے آپ کے تابع ہو جائے گی۔ پس اسے [یعنی اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی]

[1] تاريخ دمشق: ٣٧٢/٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید دلائیے، اور نیکی کے کاموں میں راغب کیجیے۔ اس لیے کہ جب انسان کے نفس میں رغبت اور خوف جمع ہو جائیں تو یہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتا ہے، اور ان کی بات ماننے لگ جاتا ہے۔'' ❶

خواہشات کی پیروی کے نقصانات میں سے چند ایک یہ ہیں:

آخرت کا گھاٹا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۴۱ ﴾ (النازعات: ٣٧ تا ٤١)

''تو جس (شخص) نے سرکشی کی ہوگی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

سیّدنا امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خواہش پرستی کا نام ''ھوا'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ انسان کو لے کر جہنم کے گڑھوں میں گرا دیتی ہے۔'' ❷

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس انسان کی تمام تر فکر ہی اس کا پیٹ اور شرمگاہ ہو، اس انسان کا ترازو قیامت والے دن گھاٹے کا شکار ہوگا۔'' ❸

اس سے مقصود پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت ہے۔

خواہش پرست انسان اپنی خواہشات کی وجہ سے پاگل ہو جاتا ہے، اور قیامت کے دن کامیاب لوگوں کے ساتھ نہیں اٹھ سکے گا بلکہ مرگی والے مریض کی طرح غش کھا کر گر جائے گا،

❶ ادب الدنیا والدین: ۲۱۔ ❷ سنن الدارمي: ۳۹۵۔ ❸ الزهد لابن مبارك: ٦١٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ وہ اس دنیا میں باطل پرستوں کی صحبت میں پاگل ہوا جاتا تھا۔

محمد بن ابی الورد فرماتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ایک ایسا دن ہے جس دن کوئی بھی خواہش پرست نجات نہیں پا سکے گا۔ قیامت کے دن دیر سے ہوش میں آنے والوں میں سے وہ انسان ہے جو کہ خواہشات پرستی کے مرض میں گرفتار ہے۔'' ❶

سیّدنا عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس انسان کی خواہشات اس کے عقل پر غالب آ جائیں، اور وہ ان کو قابو کرنے سے عاجز آ جائے وہ انسان ذلیل ورسوا ہو کر رہتا ہے۔'' ❷

یعنی آخرت کے دن میں اسے بہت بڑی رسوائی اٹھانا پڑے گی اور آخرت میں گھاٹا پا کر جہنم رسید ہو جائے گا۔

سیّدنا ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خواہشات سب کی سب بیکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خوف میں شفا ہے اور یہ بات جان لیجیے کہ آپ کے دل سے خواہشات اس وقت زائل ہو جائیں گی جب آپ کو اس ذات کا خوف محسوس ہوگا جو کہ آپ کو دیکھ رہی ہے۔'' ❸

خواہش پرستی گمراہی کی طرف لے جاتی ہے:

ہر گمراہی کی بنیاد صرف گمان اور خواہش نفس کی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ گمراہ لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَی الْاَنْفُسُ﴾ (النجم: ۲۳)

''یہ لوگ صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔''

یہ لوگ صرف اٹکل پچو اور بدگمانی کے پیچھے پڑے رہنے کی وجہ سے اور خواہشات نفس کی

---

❶ صفة الصفوة: ۲/۳۹۵. ❷ ذم الهوى: ۲۷.

❸ حلية الأولياء: ۸/۱۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کی وجہ سے گمراہیوں میں جا گرے۔

خواہش پرستی صرف اسی انسان کو گمراہ نہیں کرتی، بلکہ اس کا نقصان دوسرے لوگوں تک پہنچتا ہے، انھیں بھی گمراہ کرتی ہے اور انھیں راہِ حق سے دور ہٹاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَآئِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام: ۱۱۹)

''اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں۔''

قرآنی مواعظ سے فائدہ نہ ہونا:

خواہش پرستی قرآن مجید کی تفہیم، اس کے مواعظ سے فائدہ اٹھانے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے سے روکتی ہے۔ بہت سارے خواہش پرست براہِ راست نبی کریم ﷺ کے دہنِ مبارک سے قرآن مجید سنا کرتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ قرآن سے کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾﴾ (محمد: ۱۶)

''اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے جاتے ہیں تو اہل علم سے پوچھتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔''

قرآن وسنت کے احکام کی پیروی نہ کرنا کسی انسان کے خواہش پرست ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ﴾ (القصص: ۵۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر اگر یہ آپ کی بات نہ مانیں تو آپ یقین کر لیں کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔''

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں تمہارے بارے میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں:

(۱) لمبی امیدیں (۲) خواہشات کی پیروی

بے شک لمبی امیدوں سے آخرت بھول جاتی ہے، اور خواہشات کی پیروی اتباع حق سے روکتی ہے۔ بے شک دنیا منہ موڑ کر چل پڑی ہے، اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اولاد (یعنی حصہ) ہے۔ پس تم آخرت والے بنو۔ اس لیے کہ آج کے دن عمل ہے کوئی حساب و کتاب نہیں اور کل کو حساب دینا ہے، پھر کوئی عمل نہیں کیا جا سکے گا۔'' [1]

دل کا فساد:

خواہش پرستی انسان کے دل کی سلامتی کی راہ میں رکاوٹ ہوتی ہے؛ بلکہ دل کو خراب کر دیتی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دل کی سلامتی مطلقاً اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے پانچ چیزوں سے محفوظ نہ کر دیا جائے:

۱۔ شرک سے جو توحید کے منافی ہے۔

۲۔ بدعت سے، جو سنت کی مخالفت ہے۔

۳۔ شہوت پرستی سے جو حکم (شرعی) کے منافی ہے۔

۴۔ غفلت سے جو بیداری کے مخالف ہے۔

۵۔ خواہش پرستی سے جو اخلاص کے منافی ہے۔

[1] مصنف ابن أبي شيبة: ٣٤٤٩٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اوراخلاص ان سب کو شامل ہے۔ یہ پانچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پردہ ہیں، اوران میں سے ہر ایک کی پھر کئی ایک بیماریاں بھی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ اس لیے انسان کو اس بات کی بہت سخت حاجت اور ضرورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ اس دعا سے بڑھ کر انسان کو کسی دوسری چیز کی حاجت نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے اس دعا سے بڑھ کر نفع دینے والی کوئی چیز ہے۔" ❶

علم اور عقل کا خاتمہ:

معتصم نے ایک دن ابو اسحق موصلی سے کہا تھا:

"اے ابو اسحق! جب خواہشات غالب آ جائیں تو انسان کی عقل ختم ہو جاتی ہے۔" ❷

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں نے ایک آدمی کو سنا، وہ ہمارے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کہہ رہا تھا:

"جب انسان روپے پیسے کی گنتی میں خیانت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے گنتی کی معرفت چھین لیتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں۔ تو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ایسے ہی جو انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے علمی مسائل میں خیانت کرتا ہے [اللہ تعالیٰ اس سے مسائل کی معرفت چھین لیتے ہیں]۔" ❸

پس جو انسان خواہشات کے بارے میں نفس کا اتباع کرتا ہے اس سے عقل اور علم چھین لیے جاتے ہیں۔

ایمان کا خاتمہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ

❶ الجواب الكافي: ٥٨-٥٩. ❷ تاريخ بغداد: ٣١١/٢.

❸ روضة المحبين: ٤٨٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٧٦﴾ (الاعراف: ۱۷۵، ۱۷۶)

''اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ ہانپے یا اسکو چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔''

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

''کفر چار چیزوں میں ہے:

(۱) غصہ (۲) شہوت (۳) رغبت (۴) خوف

اور میں نے ان میں سے دو چیزیں دیکھی ہیں:

''ایک آدمی نے غصہ کی وجہ سے اپنی ماں کو قتل کر دیا، اور ایک دوسرے آدمی نے عشق کیا اور عیسائی ہوگیا۔''[1]

ایک آدمی بیت اللہ میں طواف کر رہا تھا، اس نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا تو اس کے پہلو میں جا کر کہنے لگا:

اَهْوٰى هَوَى الدِّيْنِ وَاللَّذَاتُ تُعْجِبُنِيْ
فَكَيْفَ لِيْ بِهَوَى اللَّذَاتِ وَالدِّيْنِ

[1] ذم الهوى: ٢٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں دین کی خواہشات میں مست ہوں، اور لذتیں مجھے بھلی لگتی ہیں۔ تو میں کیسے لذتوں کی خواہشات اور دین کو ایک ساتھ جمع کر سکتا ہوں۔''

اس پر وہ عورت کہنے لگی: ''ان میں سے ایک کو چھوڑ دے دوسری کو پالے گا۔ خواہش پرستی اور دین کو ایک وقت میں جمع کرنا ممکن نہیں۔'' ❶

ہلاکت خیز چیز:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین چیزیں ہلاکت خیز ہیں:

(۱) اطاعت کیا گیا بخل (۲) اور خواہشات جن کے پیچھے چلا جائے۔ (۳) اور انسان کا اپنے آپ کو اچھا لگنا [خود پسندی]۔'' ❷

سیّدنا وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دینی اخلاق پر سب سے بڑے مددگار وہ لوگ ہیں جو اس دنیا سے بے رغبت ہیں، اور سب سے ردی اور بے کار لوگ خواہشات نفس کے پجاری ہیں۔ خواہش پرستی میں دنیا کی رغبت ہے اور دنیا کی رغبت میں سے مال و شرف کی محبت ہے اور مال و شرف کی محبت میں حرام کو حلال جاننا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جاننا اللہ تعالیٰ کو غضبناک کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا غضب وہ بیماری ہے جس کی کوئی دواء نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ایسی دوا ہے جس کے ساتھ کوئی بیماری نقصان نہیں سکتی اور جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اپنے رب کو راضی کر لے، اسے اپنے نفس کو ناراض کرنا سیکھ لے۔ اور جو کوئی اپنے نفس کو ناراض نہ کر سکے، وہ اپنے رب کو راضی نہیں کر سکتا اور جب بھی [کسی] انسان پر کوئی دینی چیز گراں گزرتی ہے، اور وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے تو

---

❶ روضة المحبين: ٤٧٩.

❷ شعب الإيمان: ٧٤٥ وحسنه الألباني رحمه الله.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہے کہ دین میں سے کچھ بھی اس کے پاس باقی نہ رہے۔''❶

توفیق کے دروازے بند ہونا:

سیّدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس انسان پر خواہشات غالب آ گئی ہوں، اور وہ شہوات کے پیچھے پڑا ہو، اس کے لیے توفیق کے راستے بند کر دیے جاتے ہیں۔''❷

پس خواہشات پرست انسان اپنی راہ میں حیران و سرگرداں رہتا ہے، اور اس کے لیے توفیق ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الجاثية : ٢٣)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔''

اطاعت کا ختم ہو جانا:

اس لیے کہ اطاعت کے کام خواہش پرست انسان پر گراں گزرتے ہیں، اور وہ اپنے دل میں اس بات پر تکبر محسوس کرتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی اطاعت کرے۔ خواہ اس کا خالق ہی اسی کسی چیز کا حکم کیوں نہ دے رہا ہو۔ بعض لوگوں کے کفر میں واقع ہونے کا سبب صرف یہی تکبر ہے۔

اس لیے کہ خواہشات اس کے دل میں جڑیں پکڑ چکی ہیں، اور اس کے نفس کو ہر جانب

---

❶ مصنف ابن أبي شيبة : ٣٥١٦٨.

❷ روضة المحبين : ٤٧٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنے قابو میں کرلیا ہے۔ یہ انسان اب ان خواہشات کا اسیر ہوکر رہ گیا ہے، اور دھوکے اور غرور کا شکار ہے۔

کسی ایک انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے۔ یا تو وہ اپنے رب کی اطاعت کرے گا، یا پھر اپنے نفس کی یا اپنے نفس، اپنی خواہشات اور اپنے شیطان کی اطاعت کرے گا۔

گناہوں کی وجہ سے ذلت ورسوائی کا سبب:

خواہش پرست انسان کا دل سخت ہوجاتا ہے۔ جب انسان کا دل سخت ہوجائے تو اس پر گناہ اور معصیت کے کام آسان ہوجاتے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے، گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈر رہا ہے کہ کہیں گر نہ جائے، اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کے برابر سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر سے گزرتی ہے، اور وہ اسے اڑا دیتا ہے۔''[1]

دین میں بدعت کا سبب:

سیّدنا حماد بن ابی سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھ سے رافضیوں کے ایک شیخ نے بیان کیا جس نے رجوع اور توبہ کرلی تھی۔ اس نے کہا:

''جب ہم اکٹھے ہوتے اور ہمیں کوئی چیز اچھی لگتی تو ہم اسے حدیث بنالیتے۔''[2]

دنیاوی زندگی تنگ ہونے اور لوگوں کی دشمنی کا سبب:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کے مابین پھیلی ہوئی دشمنی، عداوت، شر اور حسد کی اصل بنیاد خواہش پرستی ہے۔ جو کوئی اپنے نفس کی مخالفت کرتا ہے، وہ اپنے دل، بدن، اعضاء وجوارح کو آرام پہنچاتا ہے، خود بھی آرام میں ہوتا ہے اور دوسرے بھی اس سے راحت پاتے

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب التوبة: ٦٣٠٨.

[2] الجامع لأخلاق الراوي: ١/١٣٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اور جو کوئی خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے، وہ انتہائی تنگی کی زندگی بسر کرتا ہے، لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں اور وہ لوگوں کو ناپسند کرتا ہے۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اپنے نفسوں کو خواہشات کی پیروی سے روک کر رکھو۔ بے شک خواہشات کی پیروی شر کے آخری درجہ کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ بے شک حق بات وزنی اور کڑوی ہوتی ہے اور باطل خفیف اور من پسند ہوتا ہے۔ کسی گناہ کا ترک کر دینا اس پر توبہ کر کے اس کا علاج کرنے سے بہتر ہے، اور بیشتر اوقات نظر انسان کے دل میں شہوت کے بیج بوتی ہے، اور ایک گھنٹے کی شہوت پرستی ایک لمبے زمانہ کے لیے حزن و ملال کا سبب بنتی ہے۔'' ❶

سیّدنا ابوبکر الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب خواہشات نفس غالب آ جائیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے، اور جب دل میں سیاہ ہو جائے تو انسان کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔ جب انسان کا دل تنگ ہو جائے تو پھر اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ جب اخلاق خراب ہو جائیں تو تو لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں۔ جب لوگ اس سے بغض رکھیں تو وہ بھی لوگوں سے بغض رکھتا ہے۔'' ❷

پھر جب انسان بڑا ہو جاتا ہے، اور وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ دیکھتا ہے کہ اس کی برائیوں کا سبب اس کی خواہش پرستی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

مَـآرِبُ کَـانَتْ فِي الشَّبَـابِ لِأَهْلِهَـا
عَـذَابٌ ، فَصَارَتْ فِي الْمَشِيْبِ عَذَابًا

''وہ ضروریات اور خواہشات جو کہ جوانی میں خواہش کرنے والوں کو بڑی میٹھی

---

❶ البیان و التبین : ٤٥٤.

❷ ذم الهوی : ٢٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگتی تھیں، جب بوڑھے ہوگئے تو وہ عذاب بن گئیں۔''[1]

یعنی وہی خواہشات و حاجات جو جوانی کی عمر میں انسان کے لیے بڑی ہی شیریں اور میٹھی ہوتی ہیں مگر جب بڑھاپا ان خواہشات کو پورا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو اس کے لیے عذاب بن جاتی ہیں۔

دشمن کے غالب ہونے کا سبب:

انسان کے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن اس کا شیطان ہے اور اس کے دوستوں میں سب سے بڑا دوست اس کی عقل ہے جو کہ اسے کے لیے خیر خواہی چاہتی ہے، اور نصیحت کرتی ہے، اور وہ فرشتہ ہے جو کہ انسان کے دل میں خیر کے کام ڈالتا ہے۔ جب انسان خواہشات کی پیروی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کو اپنے ہاتھوں سے اپنے دشمن کے حوالے کر دیتا ہے، اور اسے شیطان کا قیدی بنا دیتا ہے۔ حقیقت ہی میں مصیبت کا پانا یہی ہے، اور بری تقدیر اور بدنصیبی کا پانا اور دشمنوں کا خوش ہونا ہے۔

اور یہ کہا جاتا ہے کہ:

''جب تم پر تمہاری عقل غالب آ جائے تو وہ آپ کے لیے فائدہ مند ہے؛
اور جب آپ پر خواہشات غالب آ جائیں تو یہ آپ کے دشمن کی فتح ہے۔''[2]

لوگوں کی طرف سے مذمت کا سبب:

کہا جاتا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے کبھی بھی کوئی شعر نہیں کہا سوائے اس شعر کے:

إِذَا أَنْـتَ لَمْ تَعْصِ الْهَوَى قَادَكَ الْهَوٰى
إِلٰـى بَـعْـضِ مَـا فِيْـهِ عَلَيْكَ مَقَـالُ

''جب تم خواہشات کی مخالفت نہیں کرو گے تو یہ خواہشات تمہیں بعض ایسی چیزوں کی طرف لے جائیں گی جن سے تم پر عیب لگائے جائیں گے۔''[3]

---

[1] لفوائد : ٤٦.   [2] بهجة المجالس و أنيس المجالس : ١٧٢.
[3] البداية والنهاية : ٩/٣٥٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر یہ کہا ہوتا کہ: ''ہر اس برائی کی طرف جو تم پر عیب بنیں گی تو یہ زیادہ بہتر اور اچھا ہوتا۔'' ❶

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

إِذَا حَارَ وَهْمُكَ فِي مَعْنَيَيْنِ
وَأَعْيَاكَ حَيْثُ الْهَوٰى وَالصَّوَاب
فَدَعْ مَا هَوِيْتَ فَإِنَّ الْهَوٰى
يَقُوْدُالنَّفْسَ ﷺ إِلَى مَا يُعَابُ

''جب تمہارا ذہن دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں حیران ہو اور خواہش نفس اور صواب تمہیں تھکا دیں [کہ کونسی چیز اختیار کی جائے]۔ تو جس چیز کی تمہیں خواہش ہو رہی ہے، اسے چھوڑ دو۔ بے شک خواہشات نفس کو اس چیز کی طرف لے جاتی ہیں جو انسان کے لیے عیب ہوتی ہے۔'' ❷

ذلت اور رسوائی کا سبب:

سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہ شعر کہے ہیں:

وَمِنَ الْبَلَاءِ وَلِلْبَلَاءِ عَلَامَةٌ
أَنْ لَا تَرٰى لَكَ عَنْ هَوَاكَ نُزُوْعُ
وَالْعَبْدُ عَبْدُ النَّفْسِ فِي شَهَوَاتِهَا
وَالْحُرُّ يشْبَعُ مَرَّةً وَيَجُوْعُ

''اور یہ بھی بلاؤں میں سے ہے۔ اور بلاؤں کی نشانی یہ ہے کہ آپ خواہشات نفس کو نہ چھوڑ سکتے ہوں۔ انسان شہوات کے بارے میں نفس کا غلام ہے، اور

---

❶ بهجة المجالس و أنيس المجالس: ۱۷۱.

❷ بهجة المجالس و أنيس المجالس: ۱۷۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد انسان کا پیٹ ایک ہی بار اس کی آسودگی سے بھر جاتا ہے۔“ ❶

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ ” هوی “(خواہش پرستی) کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ”هوان “رسوائی ہے۔“

بس اس کے آخر سے نون ہٹا کر اسے ” هـــوی “ کر دیا ہے۔ یہی معنی بیان کرتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے:

نُـــوْنُ الْهَـــوَانِ مِـنَ الْهَـوَى مَسْـرُوْقَةٌ
فَـإِذَا هَـــوِيْـتَ فَـقَـدْ لَـقِيْـتَ هَـوَانًـا

”هوی “(خواہش پرستی) کے آخر سے ”هوان“ (رسوائی) کا نون چوری کر لیا گیا ہے۔ جب بھی خواہشات پر چلو گے رسوائی کو پالو گے۔“ ❷

ایک اور شاعر کہتا ہے:

وَلَـقَـدْ رَأَيْـتُ مَـعَـاشِرًا جَمَحَتْ بِهِمْ
تِـلْكَ الـطَّبِيْـعَةُ نَـحْـوَ كُـلِّ تَبَـارِ
تَهْـوَى نُـفُـوْسُهُـمْ هَـوَى أَجْسَــامِهِمْ
شُـغْـــلًا بِـكُـلِّ دَنَـاءَةٍ وَصَـغَـــارِ
تَبِـعُـوْا الْهَوٰى فَهَوَى بِهِمْ وَكَذَا الْهَوٰى
وَمِــنْـــهُ الْهَـوَانِ بِـــأَهْـلِـهِ فَـحَـذَارِ
فَـــانْـظُـرْ بِـعَيْـنِ الْحَقِّ لَا عَيْنَ الْهَوٰى
فَـــالْـحَـقُّ لِـلْـعَيْـنِ الْـجَـلِيَّةِ عَـارِي
قَـــادَ الْهَـوٰى الْـفُـجَّـارُ فَـانْقَـادُوْا لَـهُ
وَأَبَـــتْ عَـلَـيْـهِ الْـمَـقَـا دَةُ الْأَبْـرَارِ

”اور یقیناً میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنہیں ان کی ایسی ہی طبیعت نے ہر

❶ تاريخ دمشق : ٣٢/ ٤٦٨.
❷ تفسير القرطبي : ١٦/ ١٦٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی میں پھنسا دیا تھا۔ ان کے نفس اور اجسام خواہشات کی تکمیل میں ہر گھٹیا اور ادنیٰ درجہ کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے خواہشات کی پیروی کی، اور ان کی خواہشات نے انھیں ذلت میں پھنسا دیا۔ خواہش پرست ایسے ہی ذلیل ہوتے ہیں، ان سے بچ کر رہیں۔ حق کی آنکھ سے دیکھیں، خواہش پرستی کی آنکھ سے نہ دیکھیں۔ اس لیے کہ حق دیکھنے والی آنکھ کے لیے ظاہر اور کھلا ہوا ہے۔ فاجر لوگوں کو خواہشات نے جیسے بھی چلایا وہ اس کا اتباع کرنے لگے۔ مگر نیک وکار لوگوں نے اس کو اپنا رہبر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔'' [1]

خواہش پرستی کی مخالفت کے فوائد

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سب سے افضل جہاد خواہشات نفس سے جہاد کرنا ہے۔'' [2]

سیّدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر انسان وہ ہے جو خواہشاتِ نفس سے بہت زیادہ دور رہنے والا ہے۔ چھوٹی اور حقیر چیزوں سے ہی ہلاکت خیز چیزیں جنم لیتی ہیں۔'' [3]

دل کی بیماریوں کا حقیقی علاج بری خواہشات کی مخالفت میں ہے۔ سیّدنا سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بے شک تیری خواہشات تیری بیماری ہیں، اور اگر تو ان کی مخالفت کرے گا تو اس میں تیرے لیے شفا ہے۔'' [4]

انسان کے اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرنے پر اسے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں،

---

[1] التبصرة لابن جوزی: ١/١٥٥.

[2] الآداب الشرعية : ٢٥١.
[3] الآداب الشرعية : ٢٥١.

[4] تفسير القرطبي : ١٦/١٤٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اس کی مختصر تفصیل یہ ہے]:

جنت کا حصول:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾﴾ (النازعات : ٣٧ تا ٤١)

"تو جس (شخص) نے سرکشی کی ہوگی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی (اس کا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔"

تو جو شخص اپنے نفس سے جہاد کرے، اور اس کو خواہشات کنٹرول کرنے کا عادی بنائے؛ تو وہ قیامت کے دن افضل ترین بدلہ پائے گا اور یہ بدلہ جنت کا داخلہ ہوگا، اور وہاں کی پاکیزہ اور خوش گوار زندگی ہوگی۔ یہ انسان کے لیے خواہشات پر صبر کرنے کا بدلہ ہے [جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾﴾ (الدهر : ١٢)

"اور انھیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔"

ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾﴾ (الدهر : ١٢)

اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کے مقابلہ میں صبر کیا۔ [1]

وآفَةُ الْعَقْلِ الْهَوٰى فَمَنْ عَلَا
عَلٰى هَوَاهُ عَقْلُهُ فَقَدْ نَجَا

"اور عقل کی آفت خواہشات نفس ہیں، اور جو کوئی اپنی خواہشات پر غالب آ گیا،

[1] حلية الأولياء : ٢٦٨/٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اس کی عقل نجات پا گئی۔'' ❶

محشر کی سختیوں سے نجات:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا ، حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ. وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) ❷

''سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے علاوہ کسی کا سایہ نہیں ہوگا: عادل حکمران وہ نوجوان جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزری ، وہ انسان جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے محبت کی، اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر ان کی جدائی ہوئی اور وہ آدمی جس کو کسی بڑے منصب والی اور خوبصورت عورت نے برائی کی دعوت دی ، مگر اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ انسان جس نے صدقہ کیا، اور اسے اتنا چھپا کر دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، اور وہ انسان جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں بہ پڑیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب آپ ان سات آدمیوں پر غور کریں جنہیں روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اپنے

---

❶ الاستذكار : ۲/ ۳٦٤.

❷ صحيح بخاری: ۱٤۲۳۔ صحيح مسلم : ۱۰۳۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے علاوہ کسی کا سایہ نہیں ہوگا؛ تو معلوم ہوگا کہ انھیں یہ مقام اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔ اس لیے کہ ایسا حکمران [امام] جو لوگوں پر بااختیار ہو؛ وہ عدل اسی صورت میں کرسکتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی مخالفت کرے۔

وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اپنی جوانی کی امنگوں پر ترجیح دیتا ہے، اگر وہ اپنے نفس کی مخالفت نہ کرتا تو ایسا کرنا اس کے لیے ہرگز ممکن نہ تھا، اور وہ انسان جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ بے شک اسے اس عبادت پر برانگیختہ کرنے والی چیز اس کی ان خواہشات نفس کی مخالفت ہے جو کہ اسے شہوت کے ٹھکانوں کی طرف بلاتی ہیں۔

اپنے دائیں ہاتھ سے خفیہ صدقہ کرنے والا اگر اپنی خواہشات کو مغلوب نہ کر لیتا تو اس کے لیے یہ کام ممکن نہ تھا۔

وہ انسان جس کو خوبصورت اور حسب ونسب والی عورت نے برائی کی دعوت دی، مگر اس نے کہا: ''میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' اس نے اپنے نفس کی مخالفت کی۔ [تب ہی اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا]۔

وہ نوجوان جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا یہاں تک کہ اللہ کے خوف و خشیت سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ بے شک اسے اس مقام تک خواہشات نفس کی مخالفت نے پہنچایا ہے۔ قیامت والے دن میدان حشر کی گرمی، وہاں کا پسینہ اور شدت یعنی یہ تمام ان لوگوں پر کچھ اثر نہیں کرسکیں گے اور خواہشات کے پجاری اس گرمی اور پسینے کے مارے برے حال میں ہوں گے، اور اس سختی اور شدت کے بعد وہ جہنم کی آگ میں ڈالے جانے کے منتظر ہوں گے۔''❶

❶ روضة المحبين: ٤٨٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شرف ومنزلت:

سیّدنا معاویہ [بن سفیان] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مروت شہوات کو ترک کرنا اور خواہشات کی مخالفت کرنا ہے۔ خواہشات نفس کی پیروی مروت کو بیمار کردیتی ہے۔ جب کی اس کی مخالفت مروت کو اجلا کر (چمکا) دیتی ہے۔''❶

مہلب بن صفرہ سے پوچھا گیا:

''یہ جو مقام و مرتبہ، اور قدر و منزلت آپ نے حاصل کیے ہیں، ان کا راز کیا ہے؟

فرمایا: ''حق کی پختہ اطاعت اور خواہشات نفس کی مخالفت سے۔''❷

ان میں بعض [دانشوروں] کا کہنا ہے کہ:

''علماء میں سب سے بڑھ کر عزت و شرف والا وہ ہے جو اپنے دین کو بچا کر دنیا سے راہ فرار اختیار کرے اور وہ دین خواہشات نفس کے لیے دین کو زیر کرنا مشکل بنادے۔''❸

ابوعبداللہ الدقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو انسان اپنی جوانی کے دنوں میں خواہشات نفس کو زیر کرلے، ان کا مالک بن جائے، اللہ تعالیٰ اسے بڑھاپے میں عزت و شرف عطا کرتے ہیں۔''❹

ابن عبدالقوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَمَنْ هَجَرَ اللَّذَّاتِ نَالَ الْمُنٰى وَمَنْ
أَكَبَّ عَلَى اللَّذَّاتِ عَضَّ عَلَى الْيَدِ

---

❶ روضة المحبين: ٤٧٧.

❷ العقل وفضله لابن أبي الدنيا: ٩٢.

❸ ذم الهوى: ٢٧.

❹ روضة المحبين: ٤٨٣.

وَفِیْ قَمْعِ أَهْوَاءِ النَّفْسِ اعْتِزَازُهَا
وَفِي نَيْلِهَا مَا تَشْتَهِي ذُلُّ سَرْمَدِ
فَلَا تَشْتَغِلُ إِلَّا بِمَا يُكْسِبُ الْعَلَا
وَلَا تُرْضِ النَّفْسَ النَّفِيْسَةَ بِالرَّدِي
وَفِیْ خَلْوَةِ الْإِنْسَانِ بِالْعِلْمِ أُنْسَهُ
وَيَسْلَمْ دِيْنُ الْمُرْءِ عِنْدَ التَّوحِدُ
وَيَسْلَمُ مِنْ قِيْلِ وَقَالِ وَمِنْ أَذٰی
جَلِيْسٍ وَمِنْ وَاشٍ بَغِيْضٍ وَحُسَّدِ
فَكُنْ حِلْسَ بَيْتِ فَهُوَ سِتْرٌ لِعَوْرَةِ
وَحِرْزُ الْفَتَی عَنْ كُلِّ غَاوٍ وَ مُفْسِدِ
وَخَيْرُ جَلِيْسِ الْمَرْءِ كُتُبٌ تُفِيْدُهُ
عُلُوْمًا وَآدَابًا وَ عَقْلًا مُؤَيِّدِ

’’جوکوئی لذات کوچھوڑ دے وہ اپنی تمنا کو پالے گا، اور جوکوئی لذات پر گر پڑا وہ [ندامت سے] اپنی انگلیاں کاٹے گا۔نفس کی خواہشات کا سر کچلنے میں نفس کی عزت ہے، اورخواہشات کو پالینے میں ہمیشہ کی ذلت ورسوائی ہے۔

اپنےنفس کوصرف ان چیزوں میں مشغول رکھیں جن سے بلند مرتبہ مل سکتا ہو، اور اپنے قیمتی نفس کو ردی خواہشات پر راضی نہ کیجیے۔ انسان کی خلوت میں علم کے ساتھ اس کا انس ہونا چاہیے، اورا کیلے رہنے میں انسان کا دین محفوظ رہتا ہے۔ ایسا انسان لوگوں کے قیل وقال اور ہم مجلس کی طرف سے ملنے والی تکلیف سے محفوظ رہتاہے، اورحسد وبغض رکھنے والوں سے بھی سلامت رہتا ہے۔ گھر میں جم کر رہنے میں ہی اس کا پردہ ہے، اور اسی میں انسان کے لیے ہر باغی اور سر کش مفسد سے امان ہے۔ انسان کا بہترین ساتھی کتاب ہے جو اسے علوم و

آداب، اور تائیدہ شدہ عقل کا فائدہ پہنچاتی ہے۔'' ❶

عزائم میں پختگی:

خواہشاتِ نفس کا اتباع عزائم کو کمزور کر کے توڑ دیتا ہے۔ جب کہ اس کی مخالفت عزائم کو سخت اور پختہ کرتی ہے۔ بے شک انسان کی عزیمت اللہ تعالیٰ کی طرف اور دارِ آخرت کی طرف جانے کے لیے ایک سواری ہے۔ جب بھی سواری ناکارہ ہو جائے گی تو سفر پورا نہیں ہو سکے گا۔

یحییٰ بن معاذ سے کہا گیا:

''لوگوں میں سے سب سے زیادہ صحیح عزم کس کا ہوتا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''اس کا جو اپنی خواہش نفس پر غالب آجائے۔'' ❷

صحت کی حفاظت:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علمائے کرام میں سے کوئی ایک آدمی عمر میں ایک سو سال سے تجاوز کر چکا تھا۔ مگر اس کی عقل اور قوت اس کا بھر پور ساتھ دیتی تھی۔ ایک دن انھوں نے بڑی سخت چھلانگ لگائی۔ لوگوں نے اس کو معتوب ٹھہرایا، تو انھوں نے کہا: ''ہمارے یہ اعضاء ایسے ہیں جن کی ہم نے بچپن میں حفاظت کی تھی ؛ اب اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑھاپے میں ہمارے لیے محفوظ رکھا ہے۔

اس کے برعکس بعض سلف صالحین نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا جو کہ لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا: اس کا کیا ماجرا ہے؟ تو کہا: یہ ایسا شخص ہے، جس نے اپنے بچپن میں اللہ تعالیٰ کی قربت کو ضائع کر دیا تھا، اب بڑھاپے میں

---

❶ الآداب الشرعية : ٣/٣٠٣.

❷ ذم الهوى : ٢٦.

اللہ تعالیٰ نے اسے ضائع کردیا ہے۔''❶

دنیاوی مصائب سے حفاظت:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سب سے سخت جہاد [خواہشاتِ] نفس سے جہاد ہے۔ جس انسان نے اپنے نفس کو خواہشات سے بچالیا، وہ دنیا سے اور اس کی آزمائشوں سے سکون حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اس کی تکلیفوں سے محفوظ اور سالم رہ جاتا ہے۔''❷

خواہش پرستی کا علاج

جو کوئی خواہشات نفس کا شکار ہوجائے، وہ کئی طریقوں سے اپنے نفس کے علاج کا ضرورت مند ہوتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اسے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ خواہش پرستی کے علاج کے لیے اہم ترین اور نفع مند دوائیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع، اور اس سے دعا وگریہ وزاری کہ اللہ تعالیٰ خواہشات نفس کے شر سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد سلف صالحین کا یہی طریقہ کار تھا۔

سیّدنا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ .))❸

''اے اللہ! میں برے اخلاق سے اور برے اعمال سے اور بری خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

❶ جامع العلوم و الحكم: ١٨٦.

❷ شعب الإيمان: ٨٧٦.

❸ ترمذی، كتاب الدعوات، باب دعاء ام سلمة: ٣٥٩١ وحسنه الألباني۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے خالد بن صفوان سے فرمایا:

''مجھے مختصر نصیحت کیجیے۔ تو انہوں نے کہا: اے امیر المومنین ! بے شک کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے [ان کے گناہوں کا] پردہ دھوکا میں ڈال دیتا ہے، اور لوگوں کی زبانی اچھی تعریف انھیں فتنہ میں ڈال دیتی ہے۔ آپ کے نفس کے متعلق دوسرے انسان کی جہالت آپ کے اپنے نفس کے متعلق علم پر غالب نہیں آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس سے بچائے کہ ہم اس پردہ پوشی سے دھوکا کھا جائیں، اور لوگوں کی زبانی تعریف کرنے پر خوش ہوں، اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کی ہے اس میں پیچھے رہ جانے والے یا اس میں کمی کرنے والے ہو جائیں۔''

پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو خواہشات نفس کی پیروی کرنے سے بچائے۔'' (1)

ابراہیم التیمی رحمہ اللہ دعا کرتے وقت یوں فرمایا کرتے تھے:

''یا اللہ تعالیٰ! مجھے اپنی کتاب اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت کے ذریعے سے حق بات میں اختلاف کرنے سے بچالے، اور آپ کی طرف سے ہدایت کے بغیر خواہشات نفس کی پیروی سے بچالے، اور گمراہی کے راستوں سے بچالے، اور شبہات والے امور سے محفوظ کرلے، اور کجی؛ التباس [حق کے خلط ملط ہونے سے] اور جھگڑوں سے بچالے۔'' (2)

۲۔ دل کو خواہشات نفس کی مخالف چیزوں سے بھر دیا جائے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب سے بھر دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس دل سے خواہشات بالکل ہی نکل جائیں۔

---

(1) حلية الأولياء: ١٨/٨.

(2) حلية الأولياء: ٢١٢/٤.

۳۔ اہل صلاح اور علمائے کرام سے میل جول رکھا جائے۔

ابن عبد القوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَخَالِطْ إِذَا خَالَطْتَ كُلَّ مُوَفَّقٍ
مِنَ الْعُلَمَاءِ وَأَهْلِ التُّقٰى وَالتَّسَدُّدِ
يُفِيدُكَ مِنَ الْعِلْمِ وَيَنْهَاكَ عَنْ هَوٰى
وَصَاحِبُهُ تُهْدٰى مِنْ هُدَاهُ وَتَرْشُدِ
وَإِيَّاكَ وَالْهَمَّازَ إِنْ قُمْتَ عَنْهُ وَالْـ
بُذِيَّ؛ فَإِنَّ الْمَرْءَ بِالْمَرْءِ يَقْتَدِيْ
وَلَا تَصْحَبِ الْحَمْقٰى فَذُو الْجَهْلِ إِنْ يَرُمْ
صَلَاحًا لِشَيْءٍ يَا أَخَا الْحَزْمِ يُفْسِدِ

"اور میل جول رکھ؛ اور جب علماء میں سے اہل تقویٰ اور راہ راست پر چلنے والوں کے ساتھ میل جول رکھے گا، تو وہ تجھے علم کا فائدہ دے گا، اور خواہش پرستی سے روکے گا، اور علماء سے میل جول رکھنے والا ان کی ہدایت سے ہدایت پاتا ہے، اور کامیاب ہو جاتا ہے، اور اپنے آپ کو ٹھٹھہ کرنے والوں اور برے لوگوں سے بچا کر رکھیں۔ بے شک ایک آدمی دوسرے کی اقتداء کرتا ہے، اور بیوقوف لوگوں کی صحبت نہ کرنا۔ اے میرے راہ راست پر چلنے والے بھائی! جاہل انسان اگر کسی چیز کو درست بھی کرنا چاہتا ہو تو اسے خراب کر دیتا ہے۔" [1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے جملہ طور پر وہ امور بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد ان کی مدد سے انسان شہوات سے نجات پا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اگر یہ کہا جائے کہ جو انسان شہوت پرستی میں مبتلا ہو چکا ہو وہ اس سے کیسے نجات پا سکتا ہے؟

---

[1] الآداب الشرعية: ٣/٣٠٤.

تو اس سے کہا جائے گا: ''اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد کئی امور کو اختیار کرنے سے شہوت پرستی سے نجات مل سکتی ہے؛ ان میں سے چند ایک کا ذکر ہم کرتے ہیں:

۱۔اس آزاد اور شریف انسان کی سی عزیمت جسے اپنے نفس پر اور نفس کے لیے غیرت آتی ہو۔

۲۔صبر کا گھونٹ: اس گھڑی میں صبر کی تلخی پر نفس کو صابر بنائے رکھ۔

۳۔نفسیاتی قوت: جو انسان کو صبر کا کڑوا گھونٹ بھرنے پر دادِ شجاعت دے، اور تمام تر شجاعت تو اس گھڑی کا صبر ہے، اور بہترین زندگی وہ ہے جو کہ انسان صبر کے بعد پاتا ہے۔

۴۔[صبر پر] بہترین عاقبت، اور اس کڑوے گھونٹ کے شفا ہونے کا ملاحظہ کرنا۔

۵۔گناہ اور خواہش پرستی کے کام پر ملنے والے دکھ اور تکلیف کا ملاحظہ۔

۶۔اپنے آپ کو اللہ کے ہاں اسی منزلت پر باقی رکھنا؛ اور ایسے ہی بندوں کے دلوں میں بھی۔ یہ اس کے لیے خواہش پرستی کا اتباع کی لذت سے زیادہ فائدہ مند اور بہتر ہے۔

۷۔عفت، پاک دامنی اور عزت کی چاشنی وحلاوت کو گناہ کی لذت وحلاوت پر ترجیح دینا۔

۸۔اپنے دشمن کو زیر کرنے اور اس پر غالب آنے کی خوشی کہ اسے ذلیل و رسوا کر کے ناکام لوٹا دیا، اور اس پر دشمن کا غم اور پریشانی کہ وہ اس آدمی سے اپنی خواہشات پوری کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے یہ بات پسند کرتے ہیں کہ وہ اس کے دشمن کو ذلیل و رسوا کرے اور اسے غصہ دلائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَطَـُٔونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ﴾ (التوبۃ: ۱۲۰)

''اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو خبر لی ان سب پر ان کا (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا۔''

سچی محبت کی نشانی یہ ہے کہ اپنے محبوب کے دشمن کو غصہ دلایا جائے، اور اس کے ناک کو خاک آلود کیا جائے۔

۹۔اس بات کی معرفت کہ خواہش پرستی کی مخالفت دنیا اور آخرت میں عزت و شرف حاصل کرنے کی موجب ہے، اور اس میں ظاہری و باطنی عزت ہے۔ جب کہ خواہشات کی پیروی کرنا انسان کو دنیا و آخرت میں اس کے مقام و مرتبہ سے گرادیتا ہے اور اسے ظاہری اور باطنی طور پر ذلیل کردیتا ہے۔''[1]

اچھی خواہش اور بری خواہش

یہ مناسب نہیں ہے کہ خواہشاتِ نفس کی مطلق طور پر مذمت کی جائے یا مطلق طور پر تعریف کی جائے۔ بلاشبہ اس میں افراط کی مذمت کی جاتی ہے اور جو چیز نفع کے حصول اور نقصان سے بچاؤ سے آگے بڑھ جائے، وہ مذموم ہو جاتی ہے۔

کچھ خواہشات نفس ایسی بھی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب نفس ان چیزوں کی خواہش کرنے لگے جنہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتے ہوں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جو اپنا نفس رسول اللہ ﷺ پر ہبہ کرتی تھیں۔ میں کہا کرتی تھی: ''کیا ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت اپنا نفس ہبہ کر دے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

﴿ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ

[1] روضة المحبين: ٤٧١.

﴿مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ (الأحزاب : ٥١)

''ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دور کر لیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور ان میں سے کہ جن کو آپ نے دور کر دیا ہو جس کو آپ چاہیں پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔''

تو میں نے کہا: ''بے شک آپ کا رب آپ کی خواہشات کی تکمیل میں جلدی کرتا ہے۔''❶

نبی کریم ﷺ بھی بعض امور کی خواہش رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی خواہشات کے مطابق قرآن نازل فرماتے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نفس جن چیزوں کی خواہش کرتا ہے ان میں سے بعض اچھی اور قابل تعریف بھی ہوتی ہیں۔

جن امور کی خواہش نبی کریم ﷺ رکھتے تھے، ان میں سے ایک بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی بھی ہے۔ علمائے کرام نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی پیروی کرنا چاہتے تھے۔''❷

سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک میں جس چیز سے تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں، وہ تمہارے پیٹوں اور شرمگاہوں کی سرکش اور گمراہ کرنے والی خواہشات ہیں۔''❸

نبی کریم ﷺ اپنی امت کے بارے میں تمام خواہشات سے نہیں ڈرتے تھے۔ بلکہ آپ کو گمراہ کرنے والی خواہشات کا ڈر رہتا تھا۔ کبھی کبھی خواہشات گمراہ کرنے والی ہوتی ہیں جو انسان کے دین اور عقل میں خرابی کا باعث ہیں۔

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب قوله: تُرجي مَنْ تَشآء...... : ٤٧٨٨.

❷ تفسير الطبري : ٢/٢٢.

❸ رواه أحمد : ١٩٧٨٨ وصححه الألباني رحمه الله.

جو خواہشات گمراہ کن نہ ہوں تو وہ ایسی نہیں ہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے ان سے ڈرایا ہے۔

لیکن یہ بات ضرور ہے کہ گمراہ کن خواہشات بہت زیادہ ہیں۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ساری قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں اور صحابہ کرام، تابعین، سلف صالحین اور ان کے بعد بعد آنے والے لوگوں کے آثار واقوال میں خواہشات کی مذمت کی گئی ہے۔ ان نصوص سے مراد گمراہ کرنے والی خواہشات ہوتی ہیں نہ کہ مطلقاً ساری خواہشات۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب اکثر طور پر ایسے ہوتا تھا کہ خواہشات اور شہوات کے پیچھے چلنا اس حد پر نہیں رکتا جس سے وہ فائدہ حاصل کرلے، تو اس لیے ان کے ضرر کا عام غلبہ ہونے کی وجہ سے شہوات اور خواہشات کی مذمت مطلق طور پر کی گئی ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ لوگ نادر ہیں جو اس میں اعتدال پر رہتے ہیں، اور اعتدال کی حد پر رک جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی خواہشات کا ذکر کیا ہے تو ان کی مذمت کی ہے اور ایسے ہی سنت میں بھی خواہشات کا ذکر مذمت کے ساتھ ہی وارد ہوا ہے۔ ورنہ جہاں ان کا ذکر [اگر اچھے الفاظ میں] ہوا ہے تو اس کے ساتھ قید لگائی گئی ہے۔''[1]

سنت میں جو غیر مذموم خواہشات وارد ہوئی ہیں، ان میں سے ایک سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بھی ہے؛ جو کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے گزری ہے۔[2]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ .))[3]

---

[1] روضة المحبين : ٤٦٩.

[2] صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب قوله : تُرجي مَنْ تَشاَء...... : ٤٧٨٨.

[3] رواه النسوي في كتاب الأربعين : (٩ وصححه النووي رحمه الله.

"تم میں سے کوئی انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔"

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ کچھ ایسی بھی خواہشات ہیں جو کہ قابل تعریف اور محمود ہیں، اور یہ وہ خواہشات ہیں جو کہ شریعت مطہرہ کے تابع ہوں۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب بدر کا دن تھا، تو صحابہ کرام نے دشمنوں کو قید کر لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو سیّدنا ابوبکر نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! وہ ہمارے چچا زاد اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فدیہ وصول کر لیں اس سے ہمیں کفار کے خلاف طاقت حاصل ہو جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ اللہ انھیں اسلام لانے کی توفیق عطا فرما دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میری وہ رائے نہیں جو ابوبکر کی رائے ہے، بلکہ میری رائے یہ ہے کہ آپ انھیں ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں، اور میرے رشتہ داروں میں سے ایک کا نام لیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں کیونکہ یہ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف مائل ہوئے اور میری رائے کی طرف مائل نہ ہوئے۔"[1]

یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف مائل ہوئے۔ اس لیے کہ آپ اسی میں اسلام کے لیے مصلحت سمجھتے تھے۔ یہ ایک محمود، قابل تعریف اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الإمداد بالملائكة من غزوة بدر ......: ١٧٦٣.

اچھی رائے اور خواہش تھی۔ اس لیے کہ یہ رائے اجتہاد سے صادر ہوئی تھی جو کہ علم پر مبنی تھی۔ حالانکہ اس کے بعد قرآن کریم سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید میں نازل ہوا۔

خاتمہ

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ خواہشات سے جہاد کرنا انتہائی تھکا دینے والا کام ہے، اور اس کے ساتھ ہی نفس اور جسم پر بھی بہت گراں گزرتا ہے۔مگر اس کے نتائج بہت ہی اچھی اور خوبصورت ہوتے ہیں، اور ان سے وہی لوگ اپنا دامن نہیں چھڑا سکتے جو کہ ضعیف الایمان اور کم ہمت ہیں۔ابو العتاہیہ [عرب شاعر] کہتا ہے:

أَشَــدُّ الْـجِهَــادِ جِهَــادُ الْهَــوٰى
وَمَــا كَــرَّمَ الْـمَــرْءَ إِلَّا التُّــقٰــى

''سب سے سخت جہاد خواہشات سے جہاد کرنا ہے، اور انسان کو عزت تو صرف تقویٰ سے ہی ملتی ہے۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے:

صَبَـرْتُ عَـلَـى الْأَيَّـامِ حَتّٰـى تَوَلَّـتِ
وَأَلْـزَمْـتُ نَـفْسِـىْ صَبْـرَهَا فَاسْتَمَرَّتِ
وَمَـا الـنَّـفْسُ إِلَّا حَيْثُ يَجْعَلُهَا الْفَتٰى
فَـإِنْ أُطْـعِـمَـتْ تَـاقَـتْ ، وَإِلَّا تَسَلَّتِ

''میں نے ان دنوں صبر کیا، یہاں تک کہ وہ دن گزر گئے، اور میں نے اپنے آپ پر صبر کو لازم کرلیا؛ اور وہ اسی طرح چلتا رہا۔نفس تو اسی راہ پر چلے گا جہاں انسان اسے چلائے گا۔ اگر اسے کھلایا جائے گا تو اسے طاقت حاصل ہوگی، اور اگر کھانا نہیں ملا تو تسلی کرلے گا۔''

خواہشات کی پیروی نہ کرنے کی بڑی نشانی دنیا کی زینت اور اس کی رونقوں سے دور

بھاگنا ہے۔سیّدنا مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو انسان دنیا کی زندگی کی رعنائیوں اور خوبصورتیوں سے بھاگ جائے تو یہ وہی انسان ہے جو اپنی خواہشات پر غالب ہے۔“

خواہشات تمام لوگوں پر حملہ آور ہوتی ہیں، یہ صرف جہلاء کے ساتھ خاص نہیں ہیں ,نہ ہی چھوٹوں کے ساتھ مخصوص ہیں بلکہ علماء کے دلوں میں بھی داخل ہوتی ہیں، اور اہل رائے، اصحاب خرد و دانش اور اہل مشورہ کے دلوں میں بھی داخل ہوتی ہیں اور بڑے لوگوں کے دلوں میں عورتوں اور مردوں، بچوں اور بڑوں کے دلوں میں بھی داخل ہوتی ہیں۔

بعض حکیم و دانشمند لوگوں کا کہنا ہے:

”بے شک عقل مند، تجربہ کار، اور صاحب رائے انسان بھی مشورہ کرنے کا محتاج ہوتا ہے تا کہ اپنی رائے کو خواہشات کا شکار ہونے سے بچا سکے۔“

کسی انسان کے لیے گنجائش نہیں ہے کہ وہ کہے: ”خواہشات کے اتباع سے ممانعت کا حکم میرے لیے نہیں، اس لیے کہ میں خواہشات کے پیچھے نہیں پڑتا۔“

منصور الفقیہ کہتا ہے:

إِنَّ الْـمَـرَائِـي لا تُـرِيْكَ
خُـدُوْشَ وَجْهِكَ فِـي صَـدَاهَـا
وَكَـذٰلِكَ نَـفْسُكَ لا تُـرِيْكَ
عُيُـوْبَ نَـفْسِكَ فِـي هَـوَاهَـا

”بے شک شیشہ آپ کو آپ کے چہرے کی لکیریں آپ کے اندر کے داغ کی صورت میں نہیں دکھا سکتا، اور ایسے آپ کا نفس آپ کو خواہشات کے وقت اپنے عیب نہیں دکھا سکتا۔“

بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خواہشات سب سے عقل مند اور دین دار اور بڑے عالم کے دل میں بھی داخل ہوتی ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں خواہشات کے اسباب سے بچائے، اور ہمیں بُری راہوں سے دور رکھے، اور توفیق کو ہمارا رہنما بنا دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دو قسم کے سوالات رکھے جا رہے ہیں۔ پہلی قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب فوراً دیا جا سکتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر اور سوچنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ "ھوا" (خواہشات) کی لغوی اور شرعی تعریف کیجیے؟

۲۔ "اتباع ھوی" کے کئی اسباب ہیں، ان میں چند نمایاں اسباب کا ذکر کریں؟

۳۔ "اتباع ھوی" کی کئی خرابیاں اور نقصانات ہیں اور وہ کون سے ہیں؟

۴۔ "اتباع ھوی" بیماری ہے، اس کی دوا کیا ہے؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ "اتباع ھوی" پر انسان کو سزا کب ملتی ہے؟

۲۔ "اتباع ھوی" کی مخالفت کے کئی فوائد ہیں، ان میں چند آسان اسباب ذکر کریں؟

۳۔ جن سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اپنے عرش کے سائے کے نیچے جگہ دے گا ان کے درمیان مشترک چیز کون سی ہے؟ اس کی وضاحت کریں؟

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔" آپ اس حدیث سے کیا سمجھتے ہیں؟

۵۔ آپ کا خواہشات کے تابع نہ ہونا، اس کی بڑی علامت کیا ہے؟

جاہ و منصب کی ہوس

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

جس چیز سے انسان کے اخلاص اور توحید میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا تعلق دنیا سے مزید بڑھ جاتا ہے اور آخرت سے منہ موڑنے لگتا ہے وہ ''جاہ و منصب'' کی محبت ہے۔

یہ ایک ایسا ناکارہ بنا دینے والا مرض ہے جس کے حصول میں کتنے ہی اموال خرچ کیے جاتے ہیں، اور اس کے لیے خون بہائے جاتے ہیں، اسی کے سبب سے لوگوں کے درمیان حسد و بغض اور عداوت پیدا ہوتے ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ باپ بیٹا آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اس بیماری کا نام خفیہ شہوت رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں اس موضوع کے متعلق کچھ تفصیل آئے گی۔ جس میں ''جاہ و منصب'' کی محبت کا نام ''خفیہ شہوت'' رکھنے کی وجہ اور اس کی اصل کا بیان کیا جائے گا۔

پھر ولایت اور حکومت کے لیے لوگوں کی ضرورت کو بیان کیا جائے گا، اور اس کے متعلق مسلمانوں کے مؤقف کی وضاحت کی جائے گی۔ پھر اس کی بعض صورتیں، مظاہر اور اس کے اسباب اور طریقہ علاج بیان کیا جائے گا۔ اس موقع پر میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح اس کتاب کی تیاری میں مدد کی اور یہ کتاب اس بہترین شکل و صورت میں آپ کے سامنے آئی، اور آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی دولت سے نواز دے۔ [آمین یا رب العالمین]

محمد صالح المنجد

جاہ و منصب کی محبت خفیہ شہوت ہے

اس نام کی اصل سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول چلی آئی ہے۔ آپ نے اپنے چہرہ کو ڈھانپ لیا اور رونے لگ گئے۔ روتے رہے، روتے رہے۔ کسی کہنے والے نے آپ سے کہا: اے ابو یعلیٰ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟

آپ فرمانے لگے: تمہارے بارے میں میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ خفیہ شہوت اور ظاہری ریا کاری ہے۔ یہ چیزیں تمہیں اپنے رؤسا سے وراثت میں ضرور دی جائیں گی، اپنے سرداروں سے ورثہ میں ملیں گی، اپنے آباؤ و اجداد سے تحفہ میں ملیں گی، وہ لوگ جو کہ اگر بھلائی کا حکم دیں تو ان کی بات مانی جائے، اور اگر برائی کا حکم دیں تب بھی ان کی بات مانی جائے، اور منافق کون ہوتا ہے؟ بے شک منافق کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جس کی موت آ جائے اور اس کی رسی اس کے گلے میں ہو۔ وہ اپنی ذات کے متعلق بھی شر اور برائی کا خیال نہیں کرتا۔'' [1]

علامہ ابو داؤد سجستانی رحمہ اللہ نے خفیہ شہوت کی وضاحت جاہ و منصب کی محبت سے کی ہے۔

علامہ ابو بکر بن ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے والد سے سنا، آپ فرما رہے تھے: خفیہ شہوت ''جاہ و منصب'' کی محبت کا نام ہے۔'' [2]

اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر بطور مثال کے بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خفیہ شہوت'' اس کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

---

1. الزهد لابن مبارك: ١٦.
2. مجموع الفتاوى ابن تيمية: ١٦/ ٣٤٦.

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے مراد عورتوں کے شہوت و خواہش ہے، اور اسی طرح کی دوسری خواہشات بھی مراد ہیں، اور میرے نزدیک یہ کسی ایک چیز سے مخصوص نہیں ہے۔ یہ ہر وہ گناہ کا عمل ہے جس کا کرنے والا اس گناہ پر اصرار کر رہا ہو؛ اور اس گناہ کو چھپا بھی رہا ہو۔ بلاشبہ یہ گناہ پر مصر رہنے کا نام ہے، اگرچہ وہ گناہ نہ بھی کر سکے۔'' ❶

علمائے تفسیر اور اہل علم کے ہاں ابوداؤد السجستانی کی خفیہ شہوت کی تفسیر ''جاہ و منصب کی محبت'' کو شہرت حاصل ہے، اور اسی تفسیر کو اہل علم کے ہاں معتبر سمجھتا جاتا ہے؛ سوائے اس کے کہ کوئی قرینہ اس کے علاوہ کسی دوسرے معنی پر دلالت کرتا ہو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو چیز واضح ہوتی ہے کہ یقیناً انسان پر اپنے نفس کے بہت سارے احوال اوجھل رہتے ہیں، جن کے بارے میں وہ کچھ شعور نہیں رکھ سکتا، اور بہت سارے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل میں جاہ و منصب کی محبت چھپی ہوتی ہے جس کے متعلق اسے کوئی شعور نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسا انسان اپنی عبادت میں تو بڑا مخلص ہوتا ہے، مگر اسے اپنے عیوب کے بارے میں آگاہی نہیں ہوتی۔ اس بارے میں لوگوں نے بہت زیادہ کلام کیا ہے۔ اسی لیے اس کا نام خفیہ شہوت رکھا گیا ہے۔'' ❷

ولایت لوگوں کی ضرورت ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگوں کے معاملات کی ولایت دین کے بڑے واجبات میں سے ایک ہے۔ بلکہ دین اور دنیا کا قیام اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے کہ بنی آدمی کی مصلحتیں ان کے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اجتماع کے بغیر ممکن نہیں۔ اور ان میں

❶ غریب الحدیث ٤/١٧١.
❷ مجموع الفتاوی: ١٦/٣٤٦.

سے ہر ایک دوسرے کا محتاج اور ضرورت مند ہے، اور اس اجتماع کے وقت انتہائی ضروری ہے کہ کوئی ایک ان کا بڑا ہو۔ اس کی بابت [سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سفر میں تین آدمی ہوں تو انھیں چاہیے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔'' ❶

سو نبی کریم ﷺ نے اس چھوٹے سے اجتماع پر جو کہ سفر کی وجہ سے پیش آیا، اس پر بھی ایک آدمی کو امیر بنانے کو واجب قرار دیا۔ جس میں باقی تمام انواع و اقسام کے اجتماع پر ایک امیر بنانے کے لیے تنبیہ ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے، اور ان امور کا بجالانا قوت اور امارت کے بغیر ممکن نہیں اور ایسے ہی باقی وہ تمام امور بھی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیے ہیں جیسے: جہاد، عدل و انصاف، حج قائم کرنا، جمعہ اور عید، مظلوم کی مدد اور شرعی حدود قائم کرنا قوت اور امارت کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔ ...... کہا جاتا ہے کہ ساٹھ سال ظالم حکمران کی حکومت میں گزارنا اس ایک رات سے بہتر ہیں جو بغیر کسی حاکم کے بسر کی جائے اور تجربہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے۔'' ❷

پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ لوگ اپنے تمام اہم ترین امور میں کسی ایسے دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں جو کہ ان کا نظام چلا سکے، اوران کے تمام امور کی نگرانی یا نگہداشت کرسکے، اوران کی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکے۔

ولایت سے متعلق مسلمان کا مؤقف:

سیّدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے عبدالرحمن بن سمرہ! امارت طلب نہ کر۔ اس لیے اگر تمھیں طلب کرنے

---

❶ ابو داؤد كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون : ٢٦٠٨ وحسنه الألباني رحمه الله

❷ السياسة الشرعية : ١٢٩.

کے بعد امارت دے دی گئی۔ تو تم اس کے سپرد کردیئے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگے تمھیں مل جائے تو تمہاری مدد کی جائے گی۔'' ❶

سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک میری دائیں طرف اور دوسرا میری بائیں طرف تھا، اور ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عہدے کا سوال کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کررہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! یا فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! تم کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ان دونوں نے اپنے دل کی بات پر مجھے مطلع نہیں کیا تھا۔ اور نہ میں جان سکا کہ یہ منصب وعہدہ طلب کریں گے۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی مسواک جو ہونٹ کے نیچے گھس چکی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہم اسے کسی منصب وعہدہ پر عامل مقرر نہیں کریں گے جو اس کا ارادہ رکھنے والا ہوگا لیکن اے ابوموسیٰ! یا فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! تو جا اور انھیں یمن بھیج دیا۔'' ❷

[ایک دوسری روایت میں ہے] سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عن قریب تم امارت (حکومت) کے حریص ہوں گے اور قیامت کے دن تمھیں ندامت ہوگی، پس دودھ پلانے والی اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔'' ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ : ٧١٤٧۔ صحیح مسلم : ١٦٥٢.

❷ صحیح مسلم ، کتاب الامارۃ، باب المبایعۃ بعد فتح ملۃ : ١٨٢٤.

❸ صحیح بخاری ، کتاب الاحکام، باب ما یکرح من الحرص علی الأمارۃ : ٧١٤٨.

علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''(دودھ پلانے والی اچھی ہے): اس سے مراد یہ ہے کہ [حکومت حاصل ہونے میں] جاہ و منصب اور مال کا حصول ممکن ہوتا ہے، انسان کی بات مانی جاتی ہے، اور جب انسان کو جاہ و منصب مل جاتا ہے تو اسے تمام حسی اور غیر حسی لذتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

(اور دودھ چھڑانے والی بری ہے): اس سے مراد یہ ہے کہ جب اس جاہ و مال کی جدائی کا وقت آتا ہے، خواہ وہ موت کے وقت ہو یا پھر کسی دوسری وجہ سے۔[اس وقت جاہ و مال کی جدائی بڑی کربناک ہوتی ہے] اور اسی طرح آخرت کے لحاظ سے اس پر جو امور مرتب ہوتے ہیں، وہ بھی بڑے کربناک ہوتے ہیں۔'' (1)

علامہ ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خلقت خدا پر حکومت اور دیگر ولایات کا مطالبہ کرنا، اور حکومت و مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں۔ بلکہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرے۔اس لیے کہ کسی کو علم نہیں کہ حکومت ملنے میں اس کے لیے بھلائی ہے یا برائی؟، اور نہ ہی وہ یہ بات جانتا ہے کہ کیا وہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں؟

جب انسان حکومت کا طلبگار ہوتا ہے، اور اس کے حصول کے لیے حرص کرتا ہے تو اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے، اور جب انسان کو اس کے نفس کے سپرد کر دیا جائے تو نہ ہی اسے توفیق ملتی ہے، اور نہ ہی اس کے امور سیدھی راہ پر چل سکتے ہیں، اور نہ ہی ان امور کے نبھانے کے لیے اس کی کوئی مدد کی جاتی ہے۔اس لیے کہ حکومت طلب کرنے میں دو ممنوع چیزوں کے متعلق خبر دی گئی ہے:

ا۔ دنیا اور حکومت کے حصول پر حرص: اور حرص کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے

---

(1) فتح الباري: ١٣/١٢٦.

بندوں کے مال میں اور اس کے بندوں پر اپنی رفعت و بلندی ثابت کرنے کے لیے خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔

۲۔ اس میں ایک حد تک اپنے نفس پر توکل پایا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی راہیں بھول جاتی ہیں یا منقطع ہو جاتی ہیں۔

رہا وہ انسان جو کہ حکومت کا طلب گار نہ ہو، اور نہ ہی اس کی خواہش رکھتا ہو، بلکہ بغیر طلب کیے اسے حکومت مل جائے، اور وہ اپنے جی میں یہ محسوس کرتا ہو کہ وہ ان امور کے نبھانے پر قادر نہیں ہے۔ تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کے لیے اس کی مدد فرماتے ہیں، اور اسے اس کی نفس کے سپرد ہی نہیں کرتے۔ اس لیے کہ اس نے خود اپنے آپ کو بلا کے منہ میں نہیں جھونکا، اور جس انسان کے پاس بلا بغیر کسی اختیار کے آجائے، تو اس کا بوجھ اس سے اٹھالیا جاتا ہے، اور اسے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس حالت میں اس انسان کا توکل اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہو جاتا ہے، اور جب بھی انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اسباب کو بروئے کار لاتا ہے تو اسے کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: ''اس پر اس کی مدد کی جائے گی۔'' یہ دلیل ہے کہ امارت (حکومت) یا اس کے علاوہ دیگر دنیاوی ولایت میں دین اور دنیا کے دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ تمام قسم کی ولایات سے مقصود انسان کے دین اور دنیا کی اصلاح ہے۔ اسی لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، واجبات کا التزام؛ محرمات پر زجر و توبیخ، حقوق کی ادائیگی کا اہتمام و التزام اور ایسے ہی سیاست اور جہاد؛ یہ ان لوگوں کے لیے ہیں، جو اللہ کے لیے اس میں مخلص ہوں اور افضل ترین عبادات میں سے واجبات کو بجالاتے ہوں، اور جو انسان ان صفات سے متصف ہو وہ بہت بڑے خطرے کی جگہ پر ہے۔ اسی لیے فرائض

میں سے کچھ ایسے ہیں جو کفایہ ہیں اور بہت سارے واجبات ان پر موقوف ہوتے ہیں۔''[1]

اسی لیے بعض خاص حالات میں ولایت (حکومت) طلب کرنا جائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ انہوں نے مصر کے بادشاہ سے کہا:

﴿قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾﴾

(یوسف: ۵۵)

''(یوسف علیہ السلام) نے کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر معمور کر دیجیے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔''

علامہ ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ کا یہ منصب طلب کرنا ایسی مصلحت کی بنا پر تھا کہ آپ کے بغیر کوئی دوسرا یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا تھا، جیسا کہ پوری پوری طرح اس (غلہ کو) محفوظ کرنا، اور اس خزانے کے تمام پہلوؤں کے متعلق مکمل علم کا ہونا؛ پھر اس خزانے سے احسن طریقے سے ضرورت کے مطابق نکالنا اور اس میں بہترین تصرف کرنا؛ اور لوگوں کے درمیان مکمل طور پر عدل قائم کرنا۔ جب سیّدنا یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بادشاہ نے انھیں اپنے لیے بطور خاص چن لیا ہے؛ اور انھیں خود پر بھی مقدم کر دیا ہے اور آپ کو ایک عالیشان مرتبہ پر فائز کر دیا ہے، تو آپ کے لیے ضروری تھا کہ بادشاہ اور رعایا کے لیے نصیحت اور خیر خواہی کا حق ادا کریں، اور یہ خیر خواہی آپ کا اس منصب پر متعین کیا جانا تھا [اس لیے کہ آپ نے اپنی نبوت والی آنکھ سے دیکھ لیا تھا کہ اس فریضہ کو ان کے علاوہ کوئی دیگر بطریق احسن انجام دینے والا نہیں]۔ اسی لیے جب آپ کو اس منصب پر تعینات کیا گیا

[1] بهجة قلوب الأبرار: ١٠٥.

تو آپ نے زراعت کی ترقی کے لیے بہت ساری خاطر خواہ کوششیں کیں۔‘‘ [1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جاہ و منصب کی محبت اور دعوت الی اللہ کی امارت کی محبت میں بہت بڑا فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم اور ان کے لیے خیر خواہی، اور اپنے نفس کی تعظیم اور اس کا نصیب حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی چاہنے والا؛ اس کی تعظیم کرنے والا، اور اس سے محبت کرنے والا چاہتا ہے کہ اس کے رب کی تعظیم کی جائے اور اس کی نافرمانی نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی سب سے بلند ہو، اور دین سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہو جائے، اور لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے والے اور نواہی سے اجتناب کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبودیت کے بارے میں نصیحت کی ہے، اور اس کی مخلوق اس کی جانب دعوت دینے میں لوگوں کے لیے خیر خواہ ہے۔ ایسا انسان دین کی امامت سے محبت کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ وہ اسے متقین کا امام بنا دے۔ اہل تقوی اس کی اتباع اس طرح کریں جیسے اس نے اہل تقویٰ کی اتباع کی ہے۔ یہ معاملہ جاہ و منصب کی طلب کے برعکس ہے۔ اس لیے کہ جاہ و منصب کے طلب گار اس کے حصول کے لیے کوششیں کرتے ہیں تا کہ وہ اس سے اپنی دنیاوی اغراض کو پورا کر سکیں، اور زمین میں انھیں بلند مقام حاصل ہو۔ اور لوگوں کے دلوں پر وہ اپنا راج قائم کر سکیں، اور لوگ اس کی طرف میلان رکھنے لگیں؛ اور وہ ان کے تمام امور میں ان کی مدد کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ ان [عوام] پر غلبہ بھی رکھتے ہوں، اور ان سے بلند مقام بھی رکھتے ہوں۔ اس سے اتنی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ جیسے بغاوت و سرکشی، حسد، نافرمانی، حقد، ظلم، فتنہ،

[1] بهجة قلوب الأبرار: ١٠٦.

اللہ تعالیٰ کے حق کے بغیر حمیتِ نفس اور ان لوگوں کی تعظیم کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے حقیر کر دیا ہو اور ان لوگوں کو حقیر جاننا جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت و اکرام سے نوازا ہو۔ دنیاوی سربراہی (ریاست) اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی ہے، اور دنیاوی جاہ و منصب اسی طرح بلکہ اس سے کئی گنا بڑے مفاسد کی موجودگی میں حاصل کیا جاتا ہے۔'' [1]

جاہ و منزلت کی محبت اور اس کی صورتیں اور احوال

کام کی نوعیت کے اعتبار سے سربراہی کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:...... دنیاوی حکومت:

دوسری صورت:...... دینی اور علمی حکومت:

سیّدنا علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شرف کی حرص کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم: ولایت، حکومت اور مال کے ذریعہ شرف طلب کرنا۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ اس کی بدولت غالب طور پر آخرت کی خیر و شرف عزت اور کرامت انسان سے روک لیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ۭ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ ﴾ (القصص: ٨٣)

''آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔''

(پھر فرمایا): دوسری قسم: لوگوں پر بلندی اور شرف دینی امور کے ذریعہ طلب کرنا۔ جیسے علم کا حصول، عمل اور زہد وغیرہ۔ یہ پہلے سے بھی بڑھ کر قبیح اور برا

---

[1] الروح: ٢٥٢-٢٥٣.

ہے، اور اس کی خرابی اور خطرہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر ہے۔ بے شک علم، عمل اور زھد ان سے تو انسان وہ چیزیں طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، جیسے بلند درجات، ابدی و سرمدی نعمتیں، اللہ تعالیٰ کی قربت اور اس کے ہاں مقام و مرتبہ۔"

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بے شک علم کو فضیلت اس وجہ سے دی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ بھی باقی تمام چیزوں کی طرح ہوتا۔"

جب ان کے ذریعے سے دنیا کی فانی چیزوں کی طلب کی جائے تو اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

پہلی چیز کہ اس سے کوئی مال وغیرہ طلب کیا جائے۔ تو یہ بھی مال پر حرص کی ایک قسم ہے کہ مال حرام کردہ اسباب کے ذریعہ سے تلاش کیا جائے۔

دوسری چیز جو انسان علم و عمل اور زہد سے مقام و مرتبہ، لوگوں کی سربراہی اور ان پر اپنی بڑائی ثابت کرنا چاہتا ہو۔ تاکہ لوگ اس کی بات مان کر چلیں، اور اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں، اور اس کی طرف متوجہ ہوں، اور وہ لوگوں کے سامنے علماء سے بڑھ کر زیادہ اپنے علم کا اظہار کرے، تاکہ اس کا مقام ان باقی علماء سے بلند ہو۔ ایسے ہی انسان سے جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ [علم کا حصول عمل اور زہد سے نہ ہے] اس کا مقصود لوگوں کے سامنے تکبر کرنا ہے۔ اصل میں یہ انسان خود اپنی ذات میں ہی [علم سے فائدہ اٹھانے سے] محروم ہے، اور پھر جب اس میں ریاکاری اور آخرت کے دکھلاوے کو استعمال کرتا ہے تو یہ اس سے بھی زیادہ برا اور قبیح ہو جاتا ہے کہ انسان [اس مقام و مرتبہ کے حاصل کرنے کے لیے] دنیاوی آلات مال و دولت کا استعمال کرے۔

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ.)) [1]

---

[1] ترمذی، کتاب العلم، باب فیمن یطلب بعلمه الدنیا: ٢٦٥٤ وصححه الألباني في صحيح الترغيب و الترهيب: ١/٢٥.

جس نے اس لیے علم سیکھا کہ اس کے ذریعہ سے علماء کا مقابلہ کرے یا بے وقوف لوگوں سے بحث و جھگڑا کرے اور لوگوں کو اس سے اپنی طرف متوجہ کرے (تا کہ وہ اسے مال وغیرہ دیں) تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم میں داخل کرے گا۔''

حکومت کی محبت اور حرص کے دو احوال:

پہلی حالت:......حکومت ملنے سے پہلے:

لوگوں میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کہ حکومت کے حصول کے لیے بڑے ہی حریص ہوتے ہیں۔ جس کے آثار و مظاہر ان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ان کو حکومت مل جاتی ہے اور کبھی نہیں ملتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾﴾ (الإسراء: ۱۸)

''جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سر دست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں میں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔''

دوسری حالت:......حکومت ملنے کے بعد:

بے شک کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی انسان جاہ وہ حکومت سے بے رغبت ہوتا ہے۔ مگر جب اسے حکومت جاہ و مرتبہ مل جاتے ہیں؛ تو اس کا دل ان سے لگ جاتا ہے اور بسا اوقات پہلے سے اس کے دل میں ان چیزوں کی محبت ہوتی ہے، مگر جب اسے حکومت مل جاتی ہے تو اس کی ان چیزوں میں یہ محبت اور لگن اور بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے کہ ایک طرف تو اس کی ان عہدوں سے محبت ہوتی ہے، اور دوسری طرف ان کے چھن جانے کا خوف۔ اس لیے اس کا دل ہر وقت ان ہی چیزوں میں لگا رہتا ہے۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جان لیجیے کہ شرف و مرتبت کی حرص؛ شرف و مرتبہ ملنے سے پہلے اس کے

اسباب میں جدو جہد کرنے کی وجہ سے بہت بڑے ضرر کو مستلزم ہے، اور شرف و مرتبہ مل جانے کے بعد بھی [اس میں سراسر نقصان ہے] وہ اس طرح کہ اس ولایت کی وجہ سے وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے، اور تکبر اور دوسری برائیوں اور خرابیوں کا شکار ہوتا ہے۔'' [1]

حکومت کی محبت کے مظاہر

حکومت اور جاہ و منصب کی محبت کے کئی ایک مظاہر ہیں، ان میں سے چند ایک نمایاں مظاہر یہ ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات کمال میں منازعت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سب سے بڑی برائی خالق کا انکار کرنا اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، اور اپنے نفس کے لیے یہ طلب کرنا ہے کہ وہ اس کا شریک اور برابر ٹھہرے یا یہ کہ اس کا نفس اللہ کے علاوہ ایک اور معبود بن جائے۔ یہ دونوں چیزیں واقع ہو چکی ہیں۔ فرعون نے کوشش کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایک الٰہ اور معبود بن جائے۔ اس نے کہا تھا:

﴿ يَاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ﴾ (القصص : ٣٨)

''اے سردارو! مجھے تو معلوم نہیں کہ میرے سوا کوئی تمھارا الٰہ ہو۔''

نیز اس نے یہ بھی کہا تھا:

﴿ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴾ (النازعات : ٢٤)

''میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب۔''

اور اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

---

[1] شرح حدیث ''ما ذئبان جائعان'' (٣٢)۔

﴿قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝۲۹﴾

(الشعراء: ۲۹)

''فرعون کہنے لگا سن لے! اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا۔''

فرعون کی قوم نے اس کا خوف محسوس کیا اور اس کی بات مان لی۔

ابلیس اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ اس کی عبادت کی جائے، اور اس کی بات مانی جائے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ صرف اس کی بات مانیں، اس کی پوجا کریں۔ اس کے بالمقابل نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور نہ ہی اس کے احکام مانیں۔ [1]

یہ چیزیں جو کہ فرعون اور شیطان کے اندر تھیں، یہ ظلم اور جہالت کی انتہاء ہے، اور سارے جنات اور انسانوں کے نفوس میں ان دونوں چیزوں میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پایا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کی مدد نہ کرے اور اسے ہدایت نہ دے، تو وہ امکانی طور پر بعض ان چیزوں کا شکار ہوسکتا ہے جن میں ابلیس اور فرعون گھرے ہوئے تھے۔ [2]

۲۔ عمل میں اخلاص کا فقدان:

جاہ وہ مرتبہ اور حکومت طلب کرنے والے کی انتہائی کوشش اس مقام و مرتبہ تک پہنچنا اور اس کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ پس اس کی دوستی اور دشمنی، عطاء کرنا اور روک لینا، محبت اور بغض سب کچھ اپنی کرسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کے ہاں عمل میں اخلاص مفقود ہوتا ہے؛ اس وجہ سے وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

۳۔ کام چوری اور بخل:

جب تک ایسے انسان کو بڑا نہ مان لیا جائے وہ کام نہیں کرتا؛ اور مفید مشورہ دینے میں

---

1. حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا عبادت کا ترک کرنا ہی شیطان کی عبادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ترک کرنا ہی شیطان کی اطاعت ہے۔ کاش کہ لوگ اس چیز کو سمجھ سکیں۔ مترجم

2. مجموع الفتاویٰ: ۳۲۳/۱۴.

بخل سے کام لیتا ہے۔ بسا اوقات دوسرے انسان کو [حیران وسرگرداں] چھوڑ دیتا ہے تا کہ وہ ناکام ہو جائے، تا کہ اسے بڑا بنایا جائے، اوراس کی جگہ وہ آ جائے۔

۴۔لوگوں کی عیب جوئی اور طعن بازی:

جو شخص بھی جاہ و مرتبہ اور امارت کے پیچھے پڑا ہوا ہو، تو وہ لوگوں کے عیوب اور نقائص شمار کرنے لگ جاتا ہے۔ تا کہ وہ اپنے کمال میں متمیز ہو سکے، اور اسے یہ بات ہرگز گوارہ نہیں ہوتی کہ اس کے پاس لوگوں میں سے کسی دوسرے کا ذکرِ خیر کیا جائے، اور جو کوئی کرسی کی محبت کے پیچھے پڑ جاتا ہے، اس کے لیے نیکوکاری کی راہیں تنگ ہو جاتی ہیں۔

۵۔ دین اور علم میں اپنے سے افضل کی طرف رہنمائی نہ کرنا:

کرسی کا پجاری انسان دوسروں کے فضائل پر پردہ ڈالتا ہے، اور ان کی خبریں چھپاتا ہے تا کہ لوگوں کو اس کے متعلق علم نہ ہو، اور وہ اس کو چھوڑ کر اس دوسرے عالم اور دین دار انسان کے پاس نہ چلے جائیں۔ یا پھر وہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہے کہ لوگ اس کے اور اس سے افضل کے درمیان مقابلہ کرنے لگیں جس سے ان کی نظروں میں اس کا مقام و مرتبہ کم ہو جائے گا۔

۶۔کسی چیز کے زوال یا چھن جانے پر حسرت:

جس انسان کی تمام تر سوچ وفکر ہی مقام و مرتبہ کے حصول کے پیچھے لگی ہو۔ جب اس سے یہ کرسی چھن جائے یا کسی دوسرے کے پاس چلی جائے تو پھر ایسا انسان حسرت و افسوس سے اندر ہی اندر مرا جاتا ہے۔

۷۔لوگوں پر تکبر اور ان کے ساتھ برا سلوک:

سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام پر عامل بنا کر بھیجا۔ جب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم امارت (امیر بننے) کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کی : میں تو خیال کرتا ہوں کہ سارے لوگ مجھ پر نگران بن گئے

ہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک زندہ رہوں گا کسی کام کی ذمہ داری نہیں لوں گا۔''[1]

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس شخص کا بادشاہوں کے پاس آنا جانا ہو، اور وہ ان کی صحبت میں رہتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اپنے لیے گالی کو گالی نہ شمار کرے، اور نہ ہی سختی کو سختی شمار کرے۔ اور نہ ہی اپنی شان میں کمی وکوتاہی کو گناہ سمجھے۔ اس لیے کہ اس کی عزت اس کی زبان کے شیریں ہونے میں اور اپنے ہاتھ کو روک کر رکھنے میں ہے۔''[2]

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کرسی مل جانے کے بعد اپنے دوست و احباب سے اسی سلوک کے طلب گار ہوتے ہیں جو کہ کرسی ملنے سے پہلے ہوا کرتا تھا۔ تو جب بھی ایسے ہوجاتا ہے تو ان کے درمیان محبت کی ڈور ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ ایسی عادت والے انسان کی جہالت ہے۔ اس کی حالت اس انسان کی ہے جو جب نشے میں ہو تو اس سے صحیح حالت والوں کے اخلاق کی سی امید رکھی جائے۔ یہ بات غلط ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کرسی کا بھی ایک ایسا نشہ ہے جیسے شراب کا نشہ ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نشہ کرسی کا ہے۔ اگر یہ نشہ نہ ہوتا تو کرسی والا کبھی بھی اس کرسی کو آخرت کی دائمی اور ابدی نعمتوں پر ترجیح نہ دیتا۔ کرسی کا نشہ جام و مے کے نشہ سے بہت زیادہ اور بڑھ کر ہے، اور یہ بات محال ہے کہ نشہ میں مست انسان سے عام انسان کے اخلاق وطبیعت کی توقع رکھی جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے سب سے بزرگ انسان (سیّدنا موسیٰ علیہ السلام) کو حکم دیا تھا کہ قبطیوں کے بڑے (فرعون) کے ساتھ نرمی سے مخاطب ہوں۔

پس کرسی والوں سے نرمی سے بات کرنا، شرعاً، عقلاً، عرفاً مطلوب ہے۔ اس لیے

---

[1] رواه الحاكم: ٣/٣٤٩ وصححه الحاكم و وافقه الذهبي۔

[2] روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: ٢٧٦.

آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں گویا کہ وہ اسی فطرت پر پیدا کیے گئے ہوں۔'' ❶

۸۔ امور ولایت نبھانے کی توفیق نہ ہونا:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ جو حکومت طلب کر کے دنیاوی جاہ و منصب (کرسی) کے حصول کی حرص کرتا ہے، اور پھر اسے یہ ذمہ داری نبھانے کی توفیق بھی مل جائے۔ بلکہ ایسے انسان کو اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

سیّدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

''اے عبدالرحمٰن! امارت کا سوال مت کرنا کیونکہ اگر تجھے تیرے سوال کے بعد یہ عطا کر دی گئی تو تم اس کے سپرد کر دیے جاؤ گے اور اگر یہ تجھے مانگے بغیر عطا کی گئی تو تیری اس معاملہ میں مدد کی جائے گی۔'' ❷

سیّدنا یزید بن عبد اللہ بن موہب ایک نیک انسان اور عادل قاضی تھے اور کہا کرتے تھے جو انسان مال و شرف سے محبت کرے اور ان کے چھن جانے کا خوف بھی کرتا ہو تو وہ ان میں عدل نہیں کر سکتا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب تم امارت (حکومت) کے حریص ہوں گے اور قیامت کے دن تمہیں ندامت ہوگی، پس دودھ پلانے والی اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔'' ❸

۹۔ کفار اور مشرکین سے دوستی:

یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ اندلس کے بادشاہ ایسے کرتے تھے (یعنی کفار اور مشرکین سے دوستی رکھتے تھے، جس کا انجام سب کے سامنے ہے)، اور ایسے ہی اس

---

❶ بدائع الفوائد : ۳/۶۵۲.

❷ صحیح بخاری ، کتاب الأحکام، باب من سأل الإمارة و کل إلیها : ۷۱۴۷۔ صحیح مسلم : ۱۶۵۲.

❸ صحیح بخاری ، کتاب الأحکام، باب ما یکره من الحرص علی الإمارة: ۷۱۴۸.

زمانے کے کچھ لوگ بھی کفار کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی تنظیموں میں سے کسی تنظیم میں کوئی منصب ومقام حاصل کرسکیں۔ یا پھر ان کی کسی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کرسکیں یا کوئی انٹرنیشنل ایوارڈ حاصل کرسکیں۔

۱۰۔حق کا قبول نہ کرنا:

حق کا نہ ہی قبول کرنا اور نہ ہی حق بات کی طرف رجوع کرنا جس کی وجہ سے انسان بدعات اور گمراہیوں کا شکار ہوجاتا ہے۔

ابوالعتاہیہ (عربی شاعر) کہتا ہے:

أُخَيَّ مَنْ عَشِقَ الرِّيَاسَةَ خِفْتُ أَنْ
يَّطْغَى وَيُحْدِثَ بِدْعَةً وضَلَالًا

''اے میرے بھائی جسے کرسی سے عشق ہوگیا ہے! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں سرکشی میں مبتلا ہوجائے، اور کوئی بدعت اور گمراہی ایجاد کردے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جاہ ومنصب (کرسی واقتدار) اور کھانا پینا جملہ طور پر دین میں داخل ہونے کی راہ میں رکاوٹوں کے اسباب میں سے ہیں۔ یہ چیز ہم نے بھی دیکھی ہے، اور ہمارے علاوہ ایک جماعت نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ جب بعض لوگوں کے لیے ان کے راستے کی خرابی اور قباحت واضح ہوگئی تو کہنے لگے: ''اگر ہم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہوجائیں تو ہمارے مراتب مسلمانوں میں سب سے کم ہوں گے، اور کوئی ہمیں خاطر میں ہی نہ لائے گا۔ جب کہ ہم اپنے اہل ملت کے اموال اور مناصب پر حکم چلاتے ہیں، اور ان کے مابین ہمارا بہت بڑا مرتبہ ہے۔

کیا فرعون کے لیے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بات ماننے سے اس کے علاوہ کوئی اور چیز رکاوٹ بنی تھی؟'' [1]

---

[1] هداية الحيارى: ١٥.

پھر آگے چل کر آپ فرماتے ہیں:

''لوگوں میں ایسے افراد ہمیشہ رہے ہیں جو کہ (حق کو چھوڑ کر) باطل کو اختیار کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو جہالت کی وجہ سے اور اپنے مقتدین کے حسن ظن کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں، اور بعض لوگ اس کے باطل ہونے کا علم ہونے کے باوجود تکبر اور سرکشی کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں، اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ کھانے پینے کی لالچ، کرسی میں رغبت اور جاہ و منصب کی محبت کی وجہ سے اسے اختیار کرتے ہیں۔ بعض لوگ حسد و بغاوت کی وجہ سے باطل کو اپناتے ہیں، اور بعض لوگ صورتوں یعنی خوب صورت چہروں کی محبت اور ان سے عشق کی وجہ سے اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں، اور بعض لوگ ڈر کے مارے اس کا شکار ہو جاتے ہیں، اور بعض لوگ راحت پسندی اور دیگر ذمہ داریوں سے جان چھڑانے کی خاطر ایسا کرتے ہیں۔ سو کفر اور باطل کو اختیار کرنے کے اسباب صرف کرسی و ریاست کی محبت اور کھانے پینے کی چاہت تک ہی محدود نہیں ہیں۔'' [1]

۱۱۔ سلاطین کی قربت اور ہم نشینی:

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ظالم بادشاہوں کے پاس آمد و رفت میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے جھوٹ کی بھی تصدیق کرے؛ اور ان کے ظلم پر ان کا مدد گار بنے۔ خواہ وہ اس ظلم پر انکار کرنے سے خاموشی اختیار کر کے ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ جو کوئی حکام کے پاس آمد و رفت سے مقام و مرتبہ اور کرسی کا خواہشمند ہو، تو وہ ان دونوں چیزوں کا بڑا حریص ہوتا ہے۔ ان پر برائی کا انکار کرنے کو مقدم نہیں کر سکتا۔ بلکہ بسا اوقات ان کی قربت حاصل کرنے کے لیے ان کے

[1] هداية الحيارى: ۲۳.

بعض برے افعال کو خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تا کہ حکام کے سامنے اس کا حسنِ موقف سامنے آئے ، اور وہ اس کی غرض پوری کرنے کے لیے اس کی مدد کریں۔"

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّـهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ . وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَـى الْحَوْضِ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّىْ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَى الْحَوْضِ .)) [1]

"میرے بعد ایسے حاکم اور امراء آئیں گے کہ اگر کوئی شخص ان کے دربار میں جائے گا اور ان کے جھوٹے ہونے کے باوجود تصدیق کرے گا اور ان کی ظلم پر اعانت کرے گا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آئے گا، ہاں جو شخص ان حکام کے پاس نہیں جائے گا ان کی ظلم پر اعانت نہیں کرے گا اور ان کے جھوٹ بولنے کے باوجود ان کی تصدیق نہیں کرے گا وہ مجھ سے اور میں اس سے وابستہ ہوں اور وہ شخص میرے حوض پر آ سکے گا۔"

یہی وجہ تھی کہ بہت سارے سلف صالحین ان لوگوں کو بھی بادشاہوں اور حکمرانوں کے پاس جانے سے منع کرتے تھے جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتے ہوں۔

ان منع کرنے والوں میں سے سیّدنا عمر بن عبدالعزیز، ابن المبارک اور سفیان ثوری رحمہ اللہ شامل ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] یہ حدیث امام ترمذي نے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے: هذا حديث صحيح غريب۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب فی التحذير من موافقة امراء اسوا : ۲۲۵۹.

"ہمارے نزدیک بھلائی کا حکم دینے والا اور برائی سے منع کرنے والا وہ انسان نہیں جو بادشاہوں کے درباروں میں جاتا ہے، مگر ہمارے نزدیک بھلائی کا حکم دینے والا اور برائی سے منع کرنے والا وہ انسان ہے جو ان سے دوری اختیار کرتا ہو۔"

اس ممانعت کا سبب بادشاہوں کے درباروں میں جانے سے فتنہ میں واقع ہونے کا خوف اور اندیشہ ہے۔اس لیے کہ جب انسان ان لوگوں سے دور ہوتا ہے تو اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ وہ ان حکمرانوں اور سرداروں کے پاس جا کر انھیں نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ان پر سختی کرے گا اور جب قریب سے ان کا مشاہدہ کرتا ہے تو دل ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ شرف و منزلت کی محبت نفس میں چھپی ہوئی ہوتی ہے، اور وجہ سے وہ ان کے ساتھ مداہنت (دنیاوی امور اختیار کرتے ہوئے دینی امور میں نرمی) کے ساتھ پیش آتا ہے۔بسا اوقات وہ پوری طرح ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور ان سے محبت کرنے لگتا ہے، اور خصوصی طور پر جب حکمران لوگ اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں اور عزت و اکرام کریں؛ تو ان کی طرف سے ایسی چیزیں قبول کرنی پڑتی ہیں۔ ایسا معاملہ سیّدنا عبداللہ بن طاؤس کے ساتھ بعض شہزادوں کی طرف سے ان کے والد کی موجودگی میں پیش آیا۔جس پر سیّدنا طاؤس نے اپنے بیٹے کی ڈانٹ ڈپٹ کی۔

سیّدنا سفیان ثوری نے عباد بن عبّاد رحمہ اللہ کی طرف لکھا تھا:

"خبر دار! ہرگز حکمرانوں کے قریب بھی مت جانا، اور نہ ہی کسی چیز میں ان کے ساتھ کوئی میل جول رکھنا۔خبردار کہ تمہیں دھوکا دیا جائے اور تم سے یہ کہا جائے کہ تم سفارش کرو۔ یا مظلوم کی مدد کرو، یا ظلم سے نجات دلاؤ۔ بے شک یہ ابلیس کا دھوکا ہے۔جس نے [فاسق و] فاجر قاریوں کو اپنے لیے سیڑھی بنالیا ہے، اور جو چیز آپ کے لیے سوال و جواب اور فتویٰ کی صورت میں کفایت کر رہی ہے اس کو غنیمت سمجھو، اور اس میں لوگوں پر سبقت لے جانے کی کوشش نہ کرو۔

اور خبر دار کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو یہ بات پسند کرتے ہیں کہ ان کے قول کے مطابق عمل کیا جائے، یا ان کے اقوال کو پھیلایا جائے، یا ان کی بات سنی جائے۔ جب اس سے یہ چیزیں چھڑوا دی جاتی ہیں تو اس کے تاثرات سے پتہ چل جاتا ہے۔

خبر دار کبھی بھی اقتدار سے محبت نہ کرنا۔ بلاشبہ لوگوں کے لیے کرسی کی محبت سونے چاندی کی محبت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا باریک چور دروازہ ہے جسے اہل بصیرت لوگ اور ماہر علماء ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے دل سے تلاش کیجیے اور اپنی نیت سے عمل کیجیے۔اور جان لیجیے کہ ایسا معاملہ لوگوں کے قریب آ چکا ہے کہ انسان موت کی تمنا کرے گا؛ والسلام'' [1]

سیّدنا وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بے شک مال کا جمع کرنا اور سلاطین کی مجلسوں کی حاضری انسان کی نیکیوں کے ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے صرف اس طرح سے کہ جیسے دو بھوکے اور خونخوار بھیڑیے بکریوں کے کسی ریوڑ میں گھس جائیں اور رات وہاں پر گزاریں یہاں تک کہ صبح ہو جائے (تو اتنے وقت میں وہ کتنی تباہی مچادیں گے ؛ یہی حال نیکیوں کے ساتھ سلاطین کی مجالس میں شرکت کا ہے)۔ [2]

سیّدنا ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک دور ایسا تھا کہ علماء بادشاہ سے بھاگتے پھرتے تھے، اور بادشاہ ان کی طلب میں لگا رہتا۔ اب ایسا دور آ گیا ہے کہ علماء بادشاہ کی طلب میں لگے پھرتے ہیں، اور وہ ان سے بھاگتا ہے۔'' [3]

---

1. شرح حديث ما ذئبان جائعان : ٦٤.
2. جامع بيان العلم : ٢٠٢.
3. جامع بيان العلم : ١٩٩.

۱۲۔شہرت کی محبت :

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اور اسی باب سے [یعنی جو کوئی علم اور عمل سے جاہ و منصب کا طلب گار ہو] ایسی اس بات کی کراہت بھی ہے کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے زہد، علم اور دین کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو یا پھر اقوال و اعمال اور کرامات کا مظاہرہ [کرکے شہرت پائے]۔تاکہ لوگ اس کی زیارت کے لیے آئیں اور اس کے پاس برکت تلاش کریں ،اور اس سے دعاؤں کے طلب گار رہیں ، اور اس کے ہاتھ [پاؤں] چومیں۔ ایسا انسان ان چیزوں سے محبت کرتا ہے ، اور ان پر ہی قائم ہے ،اور ان سے خوش ہوتا ہے ،اور ایسے امور کی تکمیل کے لیے اسباب کو مہیا کرتا ہے۔"اسی وجہ سے حضرات سلف صالحین شہرت کو انتہائی سخت نا پسند کرتے تھے۔

[شہرت کو ناپسند کرنے والے]ان [علمائے کرام رحمہم اللہ] میں سے سیّدنا ایوب نخعی ،سیّدنا سفیان ،سیّدنا احمد بن حنبل اور دوسرے اللہ والے علماء شامل ہیں جیسے کہ فضیل بن عیاض اور داؤد طائی وغیرہ جن کا شمار زہاد اور عارفین میں ہوتا ہے۔ یہ حضرات اپنے نفس کی انتہائی درجہ کی مذمت کرتے تھے ، اور اپنے اعمال کو سختی سے چھپایا کرتے تھے۔"

۱۳۔ثنا پسندی (خوشامند پسندی):

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اور اسی باب میں یہ بھی شامل ہے کہ صاحب شرف و اہل حکومت یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے کارناموں پر ان کی تعریف کی جائے ، اوران کی مدح سرائی میں پل باندھے جائیں، اور وہ لوگوں سے اس جھوٹی تعریف کے طلب گار رہتے ہیں، اور جو انسان ان کی اس خواہش کو پورا نہیں کرتا اس کے لیے تکلیف کا سبب

بن جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان کے افعال ایسے ہوتے ہیں جو کہ تعریف کے بجائے مذمت کے قابل ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ ظاہری طور پر کسی کام کو اچھی صورت میں پیش کیا جائے، اور اس پر مدح سرائی کی طلب کی جائے۔ مگر اس کے باطن میں شر پوشیدہ ہو۔ مگر وہ اس فعل کو لوگوں میں رواج دے کر اور اسے مشہور کر کے خوش ہو رہے ہوں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾﴾ (آل عمران : ۱۸۸)

”وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی تعریفیں کی جائیں آپ انھیں عذاب سے چھٹکارا میں نہ سمجھئے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کی ایسی صفات ہوں، اور یہ صفات ایسی ہیں کہ مخلوق سے مدح سرائی اور محبت کا طلب کرنا؛ اور اس کے ترک کرنے پر عقوبت دینا یہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات کے شایانِ شان ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ائمہ رشد و ہدایت علمائے کرام اپنے اعمال اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے پر اپنی مدح و تعریف سے سختی سے منع کیا کرتے تھے، اور اس کے ساتھ ہی صرف ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی حمد وثنا اور تعریف کرنے کا حکم دیتے جس کی یہ تمام نعمتیں ہیں۔

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ ایک بار حجاج کرام کے نام خط لکھا۔ جو انھیں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم اور ان پر مظالم کے خاتمے کے متعلق حکم دیا گیا تھا۔ اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا:

”اور ان چیزوں پر کسی کی بھی تعریف نہ کرو سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے۔ اس لیے

کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی میرے نفس کے سپرد کردے تو میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہو جاؤں۔''

ان کا ایک بیوہ کے ساتھ قصہ بڑا مشہور ہے جس نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اس کی یتیم بچیوں کے لیے کوئی وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اس عورت کی چار بچیاں تھیں۔ آپ نے ان میں سے دو بچیوں کے لیے وظیفہ مقرر کردیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر آپ نے تیسری کا وظیفہ بھی مقرر کردیا، اس پر اس عورت نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ تو آپ فرمانے لگے:

''ہم اس وقت وظیفہ مقرر کرتے تھے تب تو حمد کے مستحق (یعنی اللہ تعالیٰ) کی تعریف اور حمد وثنا بیان کرتی تھی۔ پس اب تین کو حکم دے کہ وہ اس چوتھی کی تعزیت (اور غمگساری) کریں۔ اس سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ آپ اس عورت کو بتاسکیں کہ حاکم یا بڑے کا کام اللہ تعالیٰ کے اِحکام کو نافذ کرنا اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینا اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے منع کرنا ہے۔ حاکم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے کر ان کی خیرخواہی کا حق ادا کرتا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ سارے کا سارا دین صرف ایک اللہ کے لیے ہو جائے۔ اور عزت وغلبہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو مگر اس کے ساتھ ہی اسے حقوق اللہ میں کوتاہی وکمی واقع ہونے کے اندیشہ سے ڈرتا بھی ہے۔''[1]

۱۴۔ جھوٹ بولنا اور اللہ پر بغیر علم کے بات کہنا:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل علم میں سے ہر وہ انسان جو دنیا پرست ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے، وہ لازماً اپنا حکم چلانے میں اور فتویٰ دینے میں اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہتا ہے، اور ایسے ہی جھوٹ کہتا ہے، اور اسے لوگوں پر لازم کرتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

[1] شرح حديث ما ذئبان جائعان : ٤١-٤٣.

کے بہت سارے احکام ایسے ہیں جو کہ لوگوں کی اغراض کے خلاف آتے ہیں۔ خصوصی طور پر اہل ریاست (حکمران لوگ) جو کہ خواہشات نفس کے پجاری ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کی بہت ساری اغراض اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتیں جب تک وہ حق بات کی مخالفت نہ کرلیں اور حق کو چھوڑ نہ دیں۔ جب عالم اور حاکم جاہ و منصب سے محبت کرنے والے ہوں، اور خواہشات کے پجاری ہوں، تو ان کی خواہش اسی صورت میں پوری ہوسکتی ہے کہ وہ حق بات کی مخالفت کرلے۔ بالخصوص جب کہیں پر شبہ پیدا ہو؛ تو شبہ سے شہوت پیدا ہوتی ہے، اور خواہشات کو انگڑائی ملتی ہے، حق بات اوجھل ہوجاتی ہے، اور حق کا چہرہ مسخ ہوجاتا ہے، اور جب بات اتنی ظاہر ہو کہ اس میں کوئی شک و شبہ اور مخفی بات نہ ہو تو وہ حق کی مخالفت پر اتر آتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ: ''میں توبہ کرکے نجات پالوں گا۔''

ایسے ہی اور ان سے ملتے جلتے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝٥٩ ﴾ (مریم: ٥٩)

''پھر ان کے بعد ایسے اطاعت نہ کرنے والے پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا

تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ (الاعراف : ۱۶۹)

''پھران کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا وہ اس دنیائے فانی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری ضرور مغفرت ہو جائے گی حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اس کو بھی لے لیں گے کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف سے بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا، اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو تقویٰ رکھتے ہیں، پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان لوگوں نے یہ علم ہونے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں ان پر حرام کی ہیں، مگر پھر بھی یہ تھوڑا سا بدلہ مول لے لیا، اور کہنے لگے: ''اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے گا۔''

اور ایسے ہی اگر کوئی دوسری چیز ان کے سامنے آ گئی تو اسے بھی لے لیتے ہیں۔ وہ اپنی بداعمالیوں پر مصر رہتے ہیں۔ یہی بات انھیں اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہنے پر ابھارتی ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ: یہ اللہ کا دین، اس کا حکم اور اس کی شریعت ہے، اور وہ جان رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کی شریعت اس کے خلاف ہوتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کا دین اور اس کا حکم کیا ہے؟ اور کبھی اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کہتے ہیں جسے وہ جانتے ہی نہیں، اور کبھی اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کہتے ہیں جس کے باطل ہونے کو وہ جانتے بھی ہیں، اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے (متقی) ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ آخرت کے گھر میں ملے گا وہ اس دنیا سے بہت بہتر اور بڑھ کر ہے۔ اس وجہ سے ان کی حکومت اور مقام و مرتبہ انھیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ کتاب و سنت کو مضبوطی

سے پکڑے رہیں، اور نماز کے ذریعہ اور صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں۔ دنیا اور اس کی حقارت اور اس کے زوال میں غور وفکر کریں، اور اس کے ساتھ ہی آخرت کے بارے میں اور اس کے قریب ہونے اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے متعلق سوچیں (کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے وہاں نعمتیں رکھی ہیں وہ ابدی اور سرمدی ہیں، جنہیں نہ ہی کبھی زوال آ سکتا ہے اور نہ ہی ختم ہو سکتی ہیں)۔

یہ لوگ اعمال میں فسق و فجور کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر بدعات کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ تو اس طرح ان کے لیے دو برائیاں جمع ہو جاتی ہیں، اس لیے کہ خواہشات پرستی دل کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے، انسان سنت اور بدعت کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا۔ یا تو اس کے معاملہ ہی الٹ کر دیا جاتا ہے وہ بدعت کو سنت سمجھتا ہے اور سنت کو بدعت۔ یہ علماء کے لیے ایک بہت بڑی آفت ہے جب وہ مقام و مرتبہ اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑ جائیں۔ یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٧٦﴾ ﴾ (الأعراف ۱۷۵، ۱۷۶)

"اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ ہانپے یا اس کو

چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔''[1]

یہی وہ برا عالم ہے جو اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کے بہت سارے اسباب ہیں ...... اور ان میں ایک جاہ و منصب کی محبت ہے۔''[2]

۱۵۔ دل کی تنگی اور غیر اللہ سے تعلق:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو انسان بھی جاہ و منصب سے محبت کرتا ہے، وہ کم از کم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اور جس انسان کو اس کے اموال اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیں وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ایک ہوتا ہے، اور جب دل اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے اندر گھر کر لیتا ہے اور وہ اسے وہاں لے جاتا ہے جہاں کا وہ ارادہ کرتا ہے''[3]

۱۶۔ بخل اور تفریق:

اس لیے کہ حکومت میں رغبت رکھنے والا ہر انسان دوسرے پر عاجز اور کمزور ہونے کی تہمت لگاتا ہے، اور دوسرے کو حکومت سے ہٹانے اور اس کا تختہ الٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس کا وجہ سے ان کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور بزدلی پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾﴾ (الأنفال: ٤٦)

---

[1] الفوائد ١٠٠.

[2] مجموع الفتاویٰ: ١٨/ ٦٦ [3] عدة الصابرين: ١٨٦.

''اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر وسہارا رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

حکومت کی محبت کے اسباب

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے اسباب اور مسبب کے درمیان ربط رکھا ہے۔ کوئی بھی سلوک ایسا نہیں ہوتا جس کا کوئی سبب نہ ہو۔ علم کا سبب اس کے علم سے، اور جہالت کا سبب اس کی جہالت سے ہوتا ہے۔ ان ہی میں سے ایک حکومت کی محبت کا مرض بھی ہے۔ اس کے اہم ترین اسباب یہ ہیں:

۱۔ دوسری حکومت سے آزادی:

حکومت حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا یہ نہیں چاہتا کہ اس سے اوپر کوئی اور شخص ہوں۔ بلکہ اس کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ وہ اکیلا ہی حکم دینے والا اور منع کرنے والا ہو۔ اسی لیے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایسا انسان ہر چھوٹے بڑے، شریف اور کمین، عورت اور مرد پر حکم چلاتا ہے، اور ہر اس چھوٹے بڑے معاملہ میں دخل اندازی کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

۲۔ نفسیانی شہوت ورغبت کی موافقت:

انسان یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو حکم دینے والا اور منع کرنے والا ہو۔ نا کہ وہ مامور ہو۔ اس کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں پر ممتاز رہے، اور لوگ اس کی تعریف کریں، اور اس کے علاوہ دیگر چیزیں بھی اس کی خواہش میں داخل ہوتی ہیں جو کہ حکومت سے متعلق ہوتی ہیں۔

سیّدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے حکومت سے بڑھ کر زہد میں کمی کسی چیز میں نہیں دیکھی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کوئی انسان کھانے پینے میں لباس و رہن سہن میں، مال میں زہد

اختیار کرتا ہے، مگر جب اس سے اس کے مقام و مرتبہ (حکومت) کے متعلق جھگڑا کیا جائے تو وہ اس کی حمایت میں کھڑا ہو جاتا ہے اور دشمنی کرنے لگتا ہے۔''❶

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جاہ و منصب سے زہد اختیار کرنے کی ضرورت دنیا سے زہد اختیار کرنے کی ضرورت سے بڑھ کر ہے۔''❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نفس میں بلندی اور جاہ و منصب کی محبت حسب امکان بھری ہوئی ہوتی ہے۔''❸

سیّدنا ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

منتصر بن بلال نے یہ شعر کہے ہیں:

بَلَاءُ النَّاسِ مُذْ كَانُوْا
إِلَى أَنْ تَأْتِيَ السَّاعَةُ
بِحُبِّ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ
وَحُبِّ السَّمْعِ وَالطَّاعَةَ

''ازل سے لے کر لوگوں کی آزمائش رہی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ امر و نہی (حکم چلانے اور منع کرنے) سے محبت کے ساتھ اور ایسے ہی ان کی آزمائش سمع وطاعت کی محبت بھی ہے۔''❹

۳۔ ایمانی کمزوری:

دل کا ایمان سے خالی ہونا، یا دل میں ایمان کی محبت کا کمزور ہونا بھی شہوت کی طرف مائل ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ ان میں سب سے بڑی شہوت حکومت و مقام و منصب کی محبت ہے۔ رہ گیا وہ شخص جس کا دل ایمان سے بھرا ہو، یا اس کے قریب تر

❶ حلية الأولياء : ٧/٣٩.
❷ حلية الأولياء : ٨/٢٣٨.
❸ مجموع الفتاوى : ٨/٢١٨.
❹ روضة العقلاء و نزهة الفضلاء : ٢٧٣

ہو، وہ اس فانی دنیا سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے۔اس کی تمام تر سوچ اور فکر اور جدو جہد آخرت کے لیے ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳﴾ (القصص : ۸۳)

''آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں پرہیز گاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔''

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کا ارادہ تک بھی نہیں کرتے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بالادستی چاہنے، زمین میں غلبہ پانے اور لوگوں پر تکبر کرنے اور حق بات جھٹلانے کے لیے کیسے کوئی کوشش کر سکتے ہیں۔''[1]

۴۔احساسِ امانت سے لاشعوری:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝۷۲﴾ (الأحزاب : ۷۲)

''ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین پر پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اٹھا لیا وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔''

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص بھی دس افراد یا اس سے زیادہ کا ولی امر بنایا جاتا ہے، مگر وہ قیامت

---

[1] تفسير السعدي : ٦٢٤.

کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوں گے۔ ان ہاتھوں کو کھولنے والی چیز اس کی نیکی ہے اور اس کو تباہ کرنے والے چیز اس کے گناہ ہیں۔ (اس کام کی) ابتدا ملامت سے ہوتی ہے۔ اس کی درمیانی منزل ندامت کی ہے، اور آخری منزل قیامت کے دن کی رسوائی ہے۔''[1]

۵۔ وہمی لذت کا شعور:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور نشہ کی مستی میں سے حکومت اور مال کی محبت، اور غصہ کی تشفی بھی ہے۔ جب یہ عناصر مضبوط ہو جاتے ہیں تو انسان بدمست ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کا نشہ اس وجہ سے ہے کہ نشہ ان چیزوں سے مشابہت رکھتا ہے جن سے لذت حاصل ہوتی ہے، جن سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور لذت کا سبب انسان کا اس کی پسندیدہ چیز کو پالینا ہے۔ جب محبت طاقتور ہوتی ہے، اور محبوب چیز کا پالینا قوی ہوتا ہے، اور عقل اور تمیز کمزور ہوتے ہیں، تو یہ امور نشہ میں بدمست ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ لیکن کبھی عقل کی کمزوری اس محبت کرنے والے انسان کے ضعف نفس کی وجہ سے ہوتی ہے، اور کبھی وارد ہونے والی چیز کی طاقت وقوت کی وجہ سے۔ اسی لیے یہ نشہ اس میدان کے نو واردوں میں جاہ و منصب؛ مال اور عشق کے پانے کے لیے شراب کے نشہ سے بڑھ کر ہوتا ہے، اور اس کی کیفیت ان لوگوں کی طرح نہیں ہوتی جو اس میدان کے عادی اور منجھے ہوئے لوگ ہیں۔''[2]

۶۔ دنیا کی محبت:

سیّدنا عبداللہ بن ابو صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [امام عیسیٰ] فرماتے ہیں:

---

[1] مسند أحمد: ۲۱۷۹۷ وقال الألباني: اسناده جيد كما في السلسلة الصحيحة: ۳۴۹.

[2] جامع بيان العلم: ۱/۲۳۳.

”اے قاریوں اور علماء کی جماعت! تم علم کے بعد کیسے گمراہ ہو جاتے ہو؟ یا پھر اپنی نظر کے بعد کیسے اندھے بن جاتے ہو؟ بس اس ذلیل اور ردی دنیا کی وجہ سے۔تمہارے لیے اس دنیا کی ہلاکت ہو، اور دنیا کی تم سے خرابی ہو۔“

سیّدنا علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مال اور شرف کی محبت کی اصل دنیا کی محبت ہے اور دنیا کی محبت کی اصل بنیاد خواہش پرستی ہے۔“

سیّدنا وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”انسان اس دنیا میں رغبت کی وجہ سے خواہشات کی پیروی کرتا ہے، اس دنیا میں رغبت کے اسباب میں سے ایک سبب شرف اور مال کی محبت ہے، اور جو کوئی شرف اور مال سے محبت رکھتا ہے وہ حرام کو حلال جاننے لگ جاتا ہے۔“

بے شک دنیا میں رغبت مال اور خواہشات کی پیروی کی بدولت ہے۔ اس لیے کی خواہشات دنیا میں رغبت، شرف اور مال کی محبت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ جب کہ تقویٰ خواہشات نفس کی پیروی سے روکتا ہے، اور دنیا کی محبت سے ڈانٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ ﴾ (النازعات : ٣٧ تا ٤١)

”تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی)۔ اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی۔ (اس کا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقام پر جہنمیوں کے اوصاف میں بیان کیا ہے کہ یہ لوگ مال دار اور غلبہ اور حکومت والے لوگ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ
مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾﴾ (الحآقة : ٢٥ تا ٢٩)

''لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو کہے گا کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی۔میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔'' ❶

اسحٰق بن خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بول چال میں ورع اختیار کرنا سونے اور چاندی سے بڑھ کر ہے، اور جاہ و مال کی محبت سے زہد اختیار کرنا سونے اور چاندی سے بڑھ کر ہے۔اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں (سونا اور چاندی) حکومت حاصل کرنے کے لیے خرچ کیے جاتے ہیں۔'' ❷

۷۔خود پسندی:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ وَثَلَاثٌ مُنَجِّيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ كَفَّارَاتٌ ، وَثَلَاثٌ دَرَجَاتٌ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ : فَشُحٌّ مُطَاعٌ ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ...... وَأَمَّا الْمُنَجِّيَاتُ: وَخَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ .)) ❸

---

❶ شرح حديث ما ذئبان جائعان : ٧١.

❷ مدارج السالكين ٢/٢٢۔

❸ رواه الطبراني (٥٧٥٤) حسنه الألباني رحمه الله۔ کفارات یہ ہیں: سخت سردیوں میں اچھی طرح وضو کرنا، نمازوں کے بعد دوسری نمازوں کا انتظار کرنا، اور جمعہ کے لیے چل کر جانا، اور درجات ان تین چیزوں سے بلند ہوتے ہیں: ''کھانا کھلانا، سلام عام کرنا [یعنی ہر مسلمان کو السلام علیکم کہنا، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں [تہجد کی] نماز پڑھنا۔'' فائدہ کے لیے حدیث مکمل کر دی۔مترجم

’’تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں، تین چیزیں کفارہ ہیں اور تین چیزوں سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں: انتہاء درجے کی خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے، اور انسان کو اپنے نفس بھلا لگنا (یعنی خود پسندی)، اور نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں: غضب اور رضا کی حالت میں عدل و انصاف، تونگری اور فقیری کی حالت میں میانہ روی، ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت۔‘‘

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’دل کے اور بھی امراض ہیں جیسے: ریا کاری، تکبر، خود پسندی، حسد، فخر، اکڑ خانی، کرسی و اقتدار کی محبت، اور زمین میں غلبہ چاہنا۔ یہ مرض شبہ اور شہوت کی بیماریوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اس کے لیے فاسد خیالات اور باطل ارادہ کا ہونا ضروری ہے؛ جیسے خود پسندی، فخر، تکبر۔ تکبر کا مرض اپنی افضیلت اور عظمت کے خیالات سے مرکب ہوتا ہے اور اس میں یہ خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور اس کی تعظیم بجا لائیں۔ پس اس کا مرض شہوت اور شبہ کا مرکب ہے۔ یہ تمام امراض جہالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا علاج علم حاصل کرنا ہے۔‘‘ [1]

جاہ و منصب کی محبت کا علاج

اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی رحمت ہے کہ اس نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں کی جس کی کوئی دوا بھی نازل نہ کی ہو۔ ان ہی امراض میں سے ایک کرسی کی محبت ہے۔ اس کے علاج کے لیے اہم ترین اور بڑی ادویہ میں سے چند ایک یہ ہیں:

ا۔ تحقیق اخلاص کا اہتمام:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] مفتاح الدار السعادة: ۱/۱۱۱.

سیّدنا وہب بن منبہ نے مکحول کی طرف لکھا تھا: ''أمـا بـعد! تم اپنے ظاہری علم کے اعتبار سے لوگوں کے درمیان شرف اور مرتبہ پا گئے ہو۔ تو اپنے باطنی علم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ اور اس کا قرب تلاش کرو، اور یہ جان لو کہ ان میں سے کسی ایک مقام کا حصول دوسرے کی راہ میں رکاوٹ بنا رہتا ہے۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ ظاہری علم یہ ہے کہ انسان شریعت واحکام، فتاویٰ اور قصص و وعظ وغیرہ سیکھ لیتا ہے، جس سے لوگوں میں منزلت اور شرف حاصل ہوتا ہے، اور علم باطن جسے اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ودیعت کر دیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی خشیت، محبت، اس کی نگہبانی کا احساس، اس کی ملاقات کا شوق، اس پر توکل، اس کے فیصلوں پر رضامندی، اور اس فانی دنیا سے اعراض کرنا، اور آخرت کی زندگی کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ ان تمام چیزوں سے انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں منزلت بڑھتی ہے۔ دنیا اور آخرت دو منزلیں ہیں۔ جب ان میں سے ایک منزل حاصل ہو جاتی ہے تو وہ دوسری منزل کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنی رہتی ہے۔ جو کوئی اسی منزلت کے پاس رک جاتا ہے جو اسے لوگوں کے مابین حاصل ہوگئی ہے، اور اپنے آپ کو علم ظاہری کے لحاظ سے دنیا کے شرف میں مشغول کر دیا، تو اس کی تمام تر فکر یہی بن جاتی ہے کہ وہ کیسے لوگوں میں اپنے اس مقام و مرتبہ کی حفاظت کرے۔ تاکہ یہ مقام ہمیشہ اس کے پاس رہے۔ اس مرتبہ کے کھو جانے یا زائل ہو جانے کا خوف ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کے زوال کا ایک سبب بن جاتا ہے، اور وہ انسان اللہ تعالیٰ سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

''وہ شخص ہلاک ہو گیا جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی مقام و مرتبہ دے دیا ہو۔''

۲۔ حکومت کے طالب کو حکومت نہ دی جائے:

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''میں اور دو آدمی میرے چچازاد بیٹے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان دو آدمیوں میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ملک عطا کیا ہے ان میں سے بعض کے معاملات ہمارے سپرد کردیں، اور دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس کام پر اس کو مامور نہیں کرتے جو اس کا سوال کرتا ہو؛ اور نہ ہی کسی ایسے آدمی کو جو کہ اس کی حرص رکھتا ہو۔'' ❶

اور آپ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بے شک تم میں سے ہمارے نزدیک سب سے بڑا خائن وہ ہے جو عامل (والی یا امیر) بننے کا مطالبہ کرتا ہو۔'' ❷

۳۔ مشورہ:

ایسے موقع پر مشورہ کرنا دو مقامات میں نفع دیتا ہے:

پہلا مقام: ...... جب کسی انسان پر ولایت (امارت یا حکومت) پیش کی جائے یا اسے کسی ذمہ داری کا مکلّف ٹھہرایا جائے۔ تو اسے چاہیے کہ خیر خواہ اور اہل حل وعقد لوگوں سے مشورہ طلب کرے کہ کیا وہ اس چیز کا اہل ہے یا نہیں؟

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے، اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کیے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔'' ❸

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ مسلم، کتاب الإمارة، باب: النهی عن طلب الامارة والحرص علیها ۴۹۰ ۳۔بخاری: ۷۱۴۹.

❷ رواه الطبراني وحسنه الألباني في صحيح الجامع برقم: ۱۰۳.

❸ صحيح مسلم، کتاب الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة: ۱۸۲۵.

''اے ابوذر! میں تجھے ضعیف وناتواں خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور نہ مال یتیم کا والی بننا۔''❶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرمایت ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو امارت اور ولایت سے منع کر دیا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے دیکھ لیا تھا کہ ابوذر کمزور آدمی ہیں۔ حالانکہ روایت میں آتا ہے کہ نہ ہی سبزے نے کسی پر سایہ کیا ہوگا اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے آدمی کو اٹھایا ہوگا جو اپنے لہجہ میں ابوذر سے بڑھ کر سچا ہو۔''❷

دوسرا موقع: ......حکومت یا ولایت مل جانے کے بعد ان سے مشورہ کیا جائے تاکہ صرف آمریت نہ رہے، اور اس لیے بھی کہ مشورہ کرنے سے رائے میں وزن اور پختگی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آل عمران: ١٥٩)

''کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔''

۴۔ حکومت کے برے انجام پر غور وفکر:

سیّدنا ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قوموں کے سردار (بڑے) ان میں سب سے زیادہ پریشانیوں والے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے غم ہمیشہ ہمیشہ رہتے ہیں اور ان کے دل سب سے زیادہ مشغول رہتے ہیں، ان کے عیوب بڑے مشہور ہوتے ہیں۔ ان کی دشمنیاں بکثرت ہوتی ہیں، اور ان کا حزن ان سب سے سخت ہوتا ہے، اور بہادروں میں ان کی بزدلی بڑی ہی سخت ہوتی ہے، اور قیامت کے دن ان کا حساب بھی بہت

❶ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة: ١٨٢٦.

❷ ترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي ذر الغفاري رضى الله عنه: ٣٨٠١ وحسنه الألباني رحمه الله.

سخت ہوگا، اور-اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف نہ کیا تو-سب سے زیادہ سخت
عذاب پانے والے لوگ ہوں گے۔'' ❶

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس فانی اور ختم ہونے والی دنیا میں غلبہ کا حاصل ہوجانا؛ جس کا انجام اپنے صاحب کے لیے کل کی ندامت، حسرت، ذلت، رسوائی، اور حقارت کے علاوہ کچھ بھی نہیں، یہی وہ چیز ہے جس سے زہد اختیار کرنے اور منہ موڑ لینے کو مشروع ٹھہرایا گیا ہے۔''

اس دنیا سے زہد اختیار کرنے کے کئی ایک اسباب ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ انسان کو چاہیے کہ ان لوگوں کے دنیاوی شرف و امارت اور منزلت کے برے انجام کو اپنی نظر میں رکھے جس ان مراتب و مناصب پر فائز ہوکر اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسان ظالموں اور متکبرین کی عاقبت و انجام پر نظر رکھے؛ جو تکبر کرکے اللہ تعالیٰ سے اس کی چادر چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیّدنا عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے ہر طرف سے انھیں ذلت ڈھانپ لے گی پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قیدخانے کی طرف دھکیلے جائیں گے جس کا نام بولس ہے۔ ان پر آگ چھا جائے گی اور انھیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو سڑا ہوا بدبودار کیچڑ ہے۔'' ❷

ایک آدمی نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے سامنے قصے بیان کرنے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے اس سے شخص سے فرمایا:

---

❶ السياسة الشرعية : ١٦.

❷ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے (۲۴۹۲) یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في شدة الوعيد للمكتبرين۔

''میں ڈرتا ہوں کہ تم ان کے سامنے قصے بیان کرکے اپنے آپ کو دل ہی دل میں ان سے اونچا سمجھو، مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں ان سب کے قدموں کے نیچے گرادیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور یہی حال حکومت کے طلب گار اور زمین میں بلندی و رفعت چاہنے والے کا ہے۔ ایسے انسان کا دل ان لوگوں کے لیے بہت نرم ہوتا ہے جو اس مرتبہ تک پہنچنے کے لیے اس کے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ انسان ظاہر میں ان لوگوں پر مقدم ہو اور اس کی اطاعت کی جاتی ہو۔ یہ انسان حقیقت میں ان لوگوں سے امید لگائے ہوتا ہے اور ان سے ڈرتا ہے۔ ان کے لیے اپنے اموال اور ولایت (حکومت) کو کام میں لاتا ہے، اور انھیں معاف بھی کرتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت کریں، اور اس کے ساتھ تعاون کریں۔ ایسا انسان ظاہر میں تو ایسا سردار ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ مگر باطن میں یہ انسان ان لوگوں کا فرمانبردار غلام ہے۔''

حقیقت تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں دوسرے کی غلامی اور عبودیت پائی جاتی ہے، اور حقیقت میں دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ترک کرنے والے ہیں، اور جب ان دونوں کا آپس میں تعاون زمین میں اقتدار و کرسی حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو یہ دونوں آپس میں کسی فحاشی کے کام یا راہزنی میں تعاون کرنے والوں کی منزلت پر ہوں گے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک شخص خود اپنی جن خواہشات کا غلام بنا ہوا ہے، وہ دوسرے کو بھی اس کا غلام بنانا چاہتا ہے۔''[1]

[1] الفتاویٰ: ۱۰/۱۸۹.

۵۔ اپنے نفس کا محاسبہ اور کثرت کے ساتھ توبہ و استغفار:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جس شخص کو مسلمانوں کے امور کی زمام کار سپرد کی جائے، اس پر واجب ہے کہ وہ ہر لحظہ اور ہر پل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تا کہ وہ اپنے جس غلبہ اور تسلط پر ہے اس میں کسی قسم کی کوئی سرکشی نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور اس کی سلطنت کو یاد کرے، اور یہ یاد رکھے کہ ظلم کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ انتقام لینے والا ہے، اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ اس انسان کو چاہیے کہ اپنی امارت کے دوران ایسی راہ پر چلتا رہے جس سے وہ دنیا و آخرت میں خیر کما سکتا ہو اور اس سے پہلے جو اس کے احوال گزر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرے۔ اس لیے کہ اس سے لامحالہ ان چیزوں کی شکر گزاری کے متعلق بھی سوال ہوگا [جو اس شخص کو اب انعام یا امتحان کے طور پر ملی ہیں]۔ جیسا کہ اس سے باقی چیزوں کا حساب ہوگا، اور اس نے ان کا جواب ہر حال میں دینا ہوگا۔‘‘ [1]

٦۔ علمی مشغولیت اور اس سے منقطع نہ ہونا:

سیّدنا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((تَفَقَّهُوْا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوْا، أَيْ تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ مَادُمْتُمْ صِغَاراً))

’’سردار بننے سے قبل علم حاصل کرو، یعنی جب تک تمہارے بچپن کی عمر ہے علم سیکھتے جاؤ۔‘‘

امام بخاری رحمہ اللہ اس پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَبَعْدُ أَنْ تُسَوَّدُوْا ، وَقَدْ تَعَلَّمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ كِبَرِ سِنِّهِمْ.))

---

[1] روضة العقلاء و نزهة الفضلاء : ٢٧٧.

"اور سردار بننے کے بعد بھی علم حاصل کرو اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بڑی عمر میں علم سیکھا تھا۔"[1]

حسن بن منصور الجصاص فرماتے ہیں:

"میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: انسان کو کب تک علم حاصل کرنا چاہیے؟ تو انھوں نے فرمایا: مرتے دم تک۔"[2]

۷۔ دنیا میں زہد اور آخرت میں رغبت:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور جان لو کہ نفس اپنے ہم جنس بھائیوں پر رفعت اور بلندی کو پسند کرتا ہے یہیں سے تکبر اور حسد پیدا ہوتا ہے، لیکن عاقل انسان ہمیشہ دائمی باقی رہنے والی بلندی کے حصول میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی، اس کا قرب اور اس کا پڑوس حاصل ہوتا ہے اور وہ اس بلندی اور رفعت سے منہ موڑ لیتا ہے جو کہ زائل ہونے والی ہے اور جس کے نتیجہ اللہ تعالیٰ کا غضب اس کی ناراضگی، انسانی زوال اور انحطاط نصیب میں ملتا ہے، اور انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور اس کی بارگاہ سے دھتکارا جاتا ہے۔ یہی دوسری رفعت اور بلندی ایسی ہے جس کی مذمت کی جاتی ہے، یعنی زمین میں بغیر حق کے تکبر، سرکشی اور بغاوت۔

جب کہ پہلے قسم کی رفعت اور بلندی اور اس کے حصول کے لیے حرص کرنا محمود اور پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝٢٦﴾ (المطففين: ٢٦)

"سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے۔"[3]

---

[1] رواه البخاري تعليقًا: ١/٣٩. [2] طبقات الحنابلة ١/١٤٠.

[3] شرح الحديث ما ذئبان جائعان: ٧٢.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا کا معاملہ بہت ہی حقیر ہے، اور اس کی بڑی چیز بھی چھوٹی ہے۔ جس کے معاملہ کی آخری حد مال اور اقتدار پر ختم ہوتی ہے، اور اقتدار والے کی آخری حد یہ ہوسکتی ہے کہ وہ فرعون کی طرح ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے انتقام لینے کے لیے دریائے یم میں غرق کردیا تھا اور مال والے کی آخری حد یہ ہوسکتی ہے کہ وہ قارون کی طرح ہوجائے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا تھا اور وہ قیامت تک ایسے ہی دھنستا چلا جائے گا۔''[1]

۸۔ آخرت کی نعمتوں میں غور وفکر:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''(اور اس بیماری کے علاج میں سے وہ چیز بھی ہے) جو انسان کی قدرت میں نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عارفین کو بدلہ دیں گے جو کہ اس فانی دنیا کے مال وشرف اور جلدی ملنے والے بے رغبت اور زاہد ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے معرفت کی چاشنی، ایمان اور باطن میں اطاعت کی صورت میں اس دنیا میں بدلہ رکھتا ہوتا ہے۔ یہی وہ پاکیزہ زندگی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے والوں سے کر رکھا ہے؛ خواہ وہ مرد ہو یا عورت مگر مومن ہو۔ اس پاکیزہ زندگی کا مزا بادشاہ اس دنیا کی زندگی میں نہیں چکھ سکتے، اور نہ ہی جاہ و منصب والے شرف ومنزلت کے حریص اس لذت کو پاسکتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا ابراہیم بن ادھم نے فرمایا تھا:

''اگر بادشاہوں اور شہزادوں کو یہ علم ہوجائے کہ ہم کس حلاوت اور چاشنی کی زندگی گزار رہے ہیں تو وہ تلواریں لے کر ہمارے ساتھ جنگ کرتے۔''[2]

[1] مجموع الفتاوی: ۲۸/ ۶۱۸۔ [2] شرح الحدیث ما ذئبان جائعان: ۷۲.

۹۔ انسانی اور دینی خدمت کی فکر:

انسان کی سوچ و فکر یہ ہونی چاہیے کہ وہ کس طرح دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دینار اور درہم کا بندہ اور قطیفہ اور خمیصہ کا بندہ ہلاک ہو جائے (یہ دونوں چادریں ہیں) اسے اگر دیا جائے تو مسرور ہوتا ہے، اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ ہلاک ہو جائے اور سرنگوں ہو جائے۔ جب اس کو کانٹا چبھے، تو نہ نکلے۔ خوشخبری ہے اس بندے کے لیے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں پکڑے ہوئے ہو، اس کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں گرد آلود ہوں۔ اگر وہ امام کی جانب سے پاسبانی پر مقرر ہو، تو حفاظت میں پوری تندہی سے لگا رہے، اور اگر فوج کے پیچھے حفاظت کے لیے لگا دیا جائے، تو لشکر کے پیچھے لگا رہے۔ اگر اندر آنے کی اجازت چاہے تو اجازت نہ ملے اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے، تو اس کی سفارش نہ مانی جائے۔'' [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر وہ امام کی جانب سے پاسبانی پر مقرر ہو، تو حفاظت میں پوری تندہی سے لگا رہے، اور اگر فوج کے پیچھے حفاظت کے لیے لگا دیا جائے، تو لشکر کے پیچھے لگا رہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ اگر مہم پاسبانی کرنا ہے تو وہ پاسبانی کرتا ہے...... ابن جوزی نے کہا ہے: ''یہ انسان بالکل عام سا آدمی ہے جس کا کوئی تذکرہ ہی نہیں کیا جاتا، اور نہ ہو وہ بلندی اور شہرت چاہتا ہے۔ اگر اس کے لیے مسلسل چلنا آ گیا تو چل پڑتا ہے۔ گویا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اگر اسے پاسبانی پر مقرر کیا جائے تو اسی میں لگا رہتا ہے، اور اگر لشکر کے پیچھے لگا دیا جائے تو اسی میں لگا رہتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ''اگر اندر آنے کی اجازت چاہے تو اجازت نہ ملے اور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب الحراسة فی الغزو في سبيل الله: ٢٨٨٧.

اگر وہ کسی کی سفارش کرے، تو اس کی سفارش نہ مانی جائے۔'' اس میں اقتدار اور شہرت کے ترک کرنے اور تواضع وانکساری کی فضیلت کا بیان ہے۔''❶

۱۰۔ ولایت کی ذمہ داری کا احساس:

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی رعیت کا نگہبان نہیں بناتا؛ خواہ وہ رعیت تھوڑی ہو یا زیادہ، مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس انسان سے اس رعیت کے بارے میں ضرور سوال کرے گا کہ کیا ان میں اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کیا تھا یا ضائع کر دیا۔ یہاں تک کہ انسان کے اپنے گھر والوں کے بارے میں بھی اس سے پوچھا جائے گا۔''❷

سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو میں تمہیں دنیا کی امارت کے بارے میں بتادوں کہ یہ کیا ہے؟ اس کی ابتداء ملامت سے ہے، دوسرا درجہ اس میں ندامت کا ہے اور تیسرا درجہ قیامت کے دن عذاب کا ہے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے عدل و انصاف سے کام لیا ہو۔''❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ لوگ جنہیں ان امور کا ذمہ (صاحب اقتدار) بنایا گیا ہو، وہ ضرور بالضرور تمنا کریں گے کہ اے کاش! انھیں ثریا سے منہ کے بل گرا دیا گیا ہوتا، مگر وہ کسی چیز کے ذمہ دار نہ بنائے گئے ہوتے۔''❹

---

❶ فتح الباري ٨٣/٦۔

❷ رواه أحمد : ٤٦٢٣ و صححه شعيب أرناؤوط۔

❸ رواه الطبراني : ٦٧٤٧ و صححه الألباني رحمه الله.

❹ رواه أحمد : ١٠٣٥٩ وحسنه الألباني رحمه الله.

۱۱۔ اپنے نفس کی معرفت:

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے کیا وہ اس کام اور اس ذمہ داری کو (جس کا بوجھ وہ قبول کر رہا ہے) پورا کرنے اور نبھانے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں؟

جب اسے اپنے نفس کے متعلق معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اسے چاہیے کہ پھر ایسی ذمہ داری قبول کرنے سے باز رہے۔

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوذر! میں تجھے ضعیف وناتواں خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور نہ مال یتیم کا والی بننا۔''❶

امام قرطبی رحمہ اللہ [اس حدیث کی شرح میں] فرماتے ہیں:

''یعنی آپ ان چیزوں کے قیام میں کمزور ہیں جو امیر کے لیے دینی اور دنیاوی مصلحتوں کی رعایت کے لیے مددگار ہوتی ہیں اور آپ کے ان چیزوں میں ضعیف وکمزور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ پر زہد غالب تھا اور دنیا کو حقیر سمجھتے تھے اور جس انسان کا یہ حال ہو وہ نہ تو دنیا کی مصلحتوں کی رعایت کر سکتا ہے، اور نہ ہی اموال کی حالانکہ ان کی رعایت برتنے سے ہی دینی مصلحتوں کی تنظیم سازی ہوتی ہے اور باقی کام اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں ان چیزوں کا علم ہوا تو آپ نے نصیحت کرتے ہوئے امارت سے روک دیا اور یتیموں کے مال کا ولی بننے سے منع کر دیا۔''❷

۱۲۔ کثرت کے ساتھ اللہ کی حمد وثناء:

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور ان کا اتباع کرنے والے عادل حکمران وامراء

❶ صحيح مسلم: ١٨٢٦.

❷ حاشية السيوطي على سنن النسائي: ٦/٢٥٥.

اور ان کے پیروکار اور ان کے قاضی کبھی بھی اپنی ذات کی تعظیم کی دعوت نہیں دیتے۔ بلکہ ان کی دعوت صرف ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی تعظیم کے لیے اورعبودیت اور الوہیت میں اس کی تعظیم کے لیے ہوتی ہے، اور ان میں ایسے بھی ہیں جو ولایت صرف اس لیے چاہتے ہیں تا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف دعوت دینے پر مدد حاصل کرسکیں۔

بعض صالحین قضاء کے منصب پر فائز ہوئے تو انھیں نے کہا: میں نے صرف اس لیے قاضی کا منصب قبول کیا ہے تا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مدد حاصل کرسکوں۔''

اسی لیے رسول اور ان کے ماننے والے دعوتِ فی سبیل اللہ میں ملنے والی مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کیا کرتے تھے، اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے کے لیے انتہائی درجہ کی مشقت برداشت کرتے تھے؛ اور اس پر صابر رہتے، بلکہ اس پر راضی رہتے۔ اس لیے کہ محبت کرنے والا بسا اوقات اپنے محبوب کی رضامندی میں ملنے والی مصیبت پر صبر کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ جیسا کہ عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اپنے باپ سے ان کے ایام خلافت میں جب کہ آپ عدل و انصاف قائم کرنے اور حق نافذ کرنے کے لیے بڑی حرص سے کام لے رہے تھے؛ فرمایا کرتے تھے:

''میرے ابا جان! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ کو اللہ کی راہ میں ہانڈیوں میں ابال دیا جائے۔''[1]

۱۳۔ لوگوں کے لیے تواضع:

یہ اس طرح ممکن ہے کہ جائز امور میں محتاج لوگوں کی سفارش کرے اور ان کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرے۔ ابن ابی یعلی کہتے ہیں: ''ابو مزاحم، موسی بن عبید اللہ بن خاقان کہتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی، وہ سیّدنا حسن بن سہل سے

[1] شرح حدیث ما ذئبان جائعان : ٦٤-٦٥.

روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جو کہ اپنے کسی کام میں شفاعت کرنے کے لیے طلب گار ہوا۔ آپ نے اس کی حاجت پوری کردی۔ وہ شخص آگے بڑھ کر ان کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ سیّدنا حسن بن سہل نے اس سے کہا: تم کس بات پر ہمارا شکریہ ادا کرتے ہو؟ ہمارا ایمان ہے کہ مقام و مرتبہ کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ بالکل ویسے جیسے مال کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھے:

فرضت علي زكاة ما ملكت يدي
و زكاة جاهي أن أعين و أشفع
فإذا ملكت فجد؛ فإذا لم تستطع
فاجهد بوسعك كله أن تنفعا

"مجھ پر اس چیز میں زکوۃ فرض کی گئی ہے جس کے مالک میرے ہاتھ ہیں، اور میرے جاہ و منصب کی زکوٰۃ یہ ہے کہ میں لوگوں کی مدد کروں اور ان کی سفارش کروں۔ جب تم کسی چیز کے مالک بن جاؤ تو سخاوت کرو؛ اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اپنی وسعت کے مطابق بھرپور کوشش کرو کہ تم دوسروں کو نفع پہنچاؤ۔"

۱۴۔ دنیا اور حکومت کی محبت کا صحیح استعمال:

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حب جاہ و مال کی قوت کا بھی مصرف ہے، اور وہ یہ ہے کہ اسے اپنے حکم کو نافذ کرنے اور دین کو قائم کرنے میں استعمال کرے، مظلوم کی مدد کرے، اور کمزور کے ساتھ تعاون کرے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا قلع قمع کرے۔ جاہ و منصب اور اقتدار کی اس لحاظ سے محبت عبادت ہے۔" [1]

۱۵۔ سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ:

سیّدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] التبيان في أقسام القرآن : ٣٥٩.

''سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے کہ ان کے پاس ان کا بیٹا عمر حاضر ہوا۔ جب سیّدنا سعد نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''میں سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' جب بیٹا سواری سے اترا تو کہنے لگا: ''آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ اقتدار میں جھگڑا کر رہے ہیں؟

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ اور فرمایا: خاموش ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ چھپے ہوئے غنی متقی سے محبت کرتا ہے۔''[1]

سیّدنا علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غنی سے مراد وہ ہے جو دل کا تونگر (غنی) ہو۔ یہی وہ غنی ہے جو کہ محبوب ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''لیکن غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔'' اور چھپے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی دنیا سے منقطع ہو کر عبادت اور اپنی ذات کے معاملات میں مشغول ہو۔''[2]

قومی یا اجتماعی مفاد کو ترجیح: ......ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اقتدار و منصب سے کسی بڑی مصلحت کے پیش نظر کسی دوسرے کے حق میں دستبرداری اختیار کر لے۔ اس کی ایک مثال سیّدنا حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کا فعل ہے جب انہوں نے سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہونا اختیار کرلیا۔ [اس سے پہلے] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اس فعل پر آپ کی تعریف کر چکے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا:

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔''[3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن المؤمن فجنة للکافر: ۲۹٦٥.

[2] شرح النووی علی مسلم ۱۸/۱۰۰.

[3] صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ بلحسن بن علی رضی اللہ عنہما: ۲۷۰٤.

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''یہ نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ نے جس چیز کی خبر دی تھی وہ ویسے ہی پوری ہوئی جیسے آپ نے خبر دی تھی۔''[1]

دوسرے حق دار کو ترجیح: ......ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی ایک اپنے آپ کو خلافت و اقتدار و امارت سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا جب وہ دیکھ رہا ہوتا کہ کوئی دوسرا اس سے بڑھ کر حق دار موجود ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے منصب خلافت پر فائز ہونے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی آپ کی بیعت کرنے کے قصہ میں ہے۔ یہ قصہ اس عنوان پر بہترین شاہد ہے۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور فرمایا: ''میں آپ کے لیے ان دو آدمیوں پر راضی ہوں۔ ان میں سے جس کی چاہے بیعت کرلو، اور یہ کہہ کر آپ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے (عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی بات ناگوار محسوس نہ ہوئی، اللہ کی قسم! میں اس جماعت کی سرداری پر جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں اپنی گردن اڑائے جانے کو ترجیح دیتا تھا۔''[2]

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واقعہ:

اسی طرح کا ایک واقعہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا ہے۔ جب انھیں منصب خلافت تفویض کیا گیا تو سپاہی حربہ لے کر آ گیا تا کہ آپ کے آگے آگے چلے، جیسا کہ آپ سے پہلے خلفاء کے ساتھ چلنے کی عادت تھی۔ تو سیّدنا عمر رحمہ اللہ فرمانے لگے:

''میرے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ بے شک میں مسلمانوں

---

[1] تحفة الأحوذي : ١٠/١٨٩.

[2] بخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلى فى الزنا : ٦٨٣٠.

میں سے ایک آدمی ہوں۔ پھر آپ چلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ چل دیے۔ یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھے۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! مجھ سے مشورہ کیے بغیر مجھے اس معاملہ کے ذریعہ آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے، اور نہ ہی یہ امارت میں نے طلب کی تھی، اور نہ ہی مسلمانوں سے مشورہ کیا گیا۔ تمہاری گردنوں میں میری بیعت کا جو طوق ہے، اسے میں اتارتا ہوں۔ تم اپنے اس معاملہ کے لیے جسے چاہتے ہو اسے اختیار کر لو۔''

اس پر تمام مسلمانوں نے بیک آواز ہو کر کہا: ''ہم آپ کو اپنے اس معاملہ کے لیے اختیار کرتے ہیں، اور ہم تمام آپ پر راضی ہیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا۔'' [1]

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ فاطمہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ آپ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئیں۔ آپ اپنے مصلیٰ پر تھے، اور آپ کا ہاتھ آپ کے رخسار پر تھا، اور آنسو بہہ رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا کوئی معاملہ پیش آ گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اے فاطمہ! مجھے امت محمد ﷺ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ تو میں نے اس بھوکے فقیر کے بارے میں سوچا اور پریشان حال بیمار کے بارے میں سوچا اور ننگے بے بس کے متعلق اور مغلوب مظلوم کے متعلق سوچا اور تنگ دست پردیسی کے بارے میں سوچا، اور بڑی عمر کے لوگوں کے متعلق اور بچوں کے متعلق سوچا جو زمین کے کسی کونے میں آباد ہیں۔ تو میں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے بارے میں مجھ سے سوال کرے گا اور یہ کہ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا کرنے والے محمد ﷺ ہوں گے۔ تو مجھ ڈر محسوس ہونے لگا کہ اس جھگڑے کے وقت میری حجت ثابت نہ ہو سکی تو پھر کیا ہوگا؟ بس یہ سوچ کر مجھے اپنے آپ پر ترس آیا؛ اور میں رونے لگ گیا۔'' [2]

---

[1] البداية والنهاية: ٩/٢٣٨. [2] سير أعلام النبلاء: ٥/١٣١.

١٦۔الدعاء:

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو بکر! تم میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی بڑھ کر مخفی ہے۔ سیّدنا ابو بکر کہنے لگے: کیا شرک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو برابر بنانا ہی نہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی بڑھ کر مخفی ہے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جب تم اسے کرلوگے تو تم سے تھوڑا اور زیادہ شرک ختم ہوجائے گا۔ کہو:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں اس حال میں کہ وہ علم میں ہو اور اس پر استغفار کرتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔''

اسی پر یہ کتاب ختم ہوئی، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کامیابی کے راستہ کی طرف ہدایت دے، اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دے جو اس کی اطاعت گزاری کے کام کرتے ہیں، اور اس کی رضامندی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین .

---

[1] الأدب المفرد : ٧١٦۔

خاتمہ

حقیقت میں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اونچے اور عالی شان منصب پانے، جاہ و منصب کے حصول کے لیے اور اقتدار کے حصول کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ انسان کے ذہن پر یہی فکر چھائی ہوئی ہے کہ کس طرح وہ قائد اور لیڈر ورہنما بن جائے یا اسے سربراہی حاصل ہوجائے۔ خواہ اس کے حصول کے لیے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار ڈالا جائے اور ان کے مابین فتنے ہی کیوں نہ کھڑے کیے جائیں۔

جاہ و اقتدار کی محبت کے انتشار سے بغیر کسی شک وشبہ کے توانائیاں اور صلاحتیں ضائع ہورہی ہیں، اور آپس میں اختلافات کے دائرے وسیع ہورہے ہیں، اور ہر شخصی مصلحتوں اور ذاتی منافع کے حصول کے لیے کوششیں ہورہی ہیں جس میں دین کے قیام کی کوئی ادنیٰ سی کوشش بھی نہیں۔ یہی بات اس بیماری کے شر کے لیے اور فرد اور معاشرہ کی بہت بڑی خرابی کے واسطے کافی ہے۔

ان لغزشوں سے بچنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کرنے میں اور سابقین الاولین (سلف صالحین) کی سیرت پر چلنے میں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دو قسم کے سوالات رکھے جا رہے ہیں۔ پہلی قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب فوراً دیا جا سکتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ ولایت اور امارت کے کیا فوائد ہیں؟

۲۔ اقتدار کی محبت ایک بیماری ہے، اس کے نمایاں پہلو کون سے ہیں؟

۳۔ اقتدار (کرسی) سے محبت کے اسباب کیا ہیں؟

۴۔ ہر بیماری کے لیے ایک دوا ہوتی ہے؛ محبتِ جاہ و منصب کی بیماری کی دوا کیا ہے؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ جاہ و منصب کی محبت کا نام خفیہ شہوت کیوں رکھا گیا ہے؟

۲۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو بھوکے اور خونخوار بھیڑیے بکریوں کے کسی ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں وہ اس ریوڑ میں انسان کی جاہ و منصب کی محبت سے زیادہ خرابی مچانے والے نہیں ہوتے۔"

اس حدیث سے کیا مقصود ہے؟

۳۔ دنیا اور اقتدار کی محبت کیسے دین کو خراب کرتی ہے؟

۴۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے کے عزیز مصر سے مطالبہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن میں ذکر کیا ہے:

﴿قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾﴾

(یوسف: ۵۵)

"(یوسف علیہ السلام) نے کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر معمور کر دیجئے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔"

۵۔ امارت اور ولایت کے امور نبھانے پر انسان کی مدد کب کی جاتی ہے؟ اس کے دلیل بھی بیان کریں۔

٦۔ اقتدار و غلبہ کی محبت کب عبادت ہوتی ہے؟ اور اس پر انسان کو کب ثواب ملتا ہے؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

www.KitaboSunnat.com

مفسدات
القلوب

عشق کی تباہیاں

354

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قلب سلیم کے لیے پوری پوری لذت، کامل اور حقیقی سرور وخوشی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہے اور ان چیزوں میں ہے جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور غیر اللہ کی محبت سے منہ موڑنے میں ہے۔

یہی محبت کلمہ ءشہادت ''لا الہ الا اللہ'' کے اقرار کی حقیقت ہے، اور یہی سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا طریقہ اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

دل کو باڑنے اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی سب سے بڑی بیماریوں میں سے ایک بیماری عشق کی ہے۔

یہ ایک ایسی بیماری ہے جو اس مرض میں مبتلا شخص کو ہلاکت کے گڑھوں میں گرادیتی ہے، اور اسے ہر قسم کی خیر کی راہ سے دور کردیتی ہے، اور اسے ہدایت کی راہ سے ہٹا کر گمراہ کردیتی ہے۔

عشق نفس کی ذلالت اور دل کے زنگ کا نام ہے۔ یہ دنیا میں سراسر رسوائی ہی رسوائی اور آخرت میں انتہائی دردناک عذاب ہے۔

عشق وہ بیماری ہے جس کے ساتھ ساتھ روحیں گھائل ہوتی جاتی ہیں، اور کبھی بھی روح کو اس سے چین اور اطمینان نہیں ملتا بلکہ عشق وہ موجیں مارتا ہوا سمندر ہے کہ جو بھی اس میں سفر کرنے کے لیے سوار ہوتا ہے وہی غرق ہوجاتا ہے۔اس لیے کہ بحرِ عشق کا کوئی ساحل ہی نہیں۔

پس سوال یہ ہے کہ عشق کیا ہے؟

اس کی اقسام کون سی ہیں؟

اور کیا عشق اختیاری ہوتا ہے یا اضطراری؟

ان جملہ سوالوں اور ان کے علاوہ دیگر سوالات کے جوابات اس کتابچے میں دیے گئے ہیں۔

آخر میں میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی طرح بھی ہماری مدد کی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں خیر اور بھلائی کی توفیق دے، اور ہمیں کامیابی اور اصلاح ونجات کی راہوں پر ثابت قدم رکھے۔ بے شک وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

محمد صالح المنجد

عشق کی تعریف

لغوی معنی: ......''عین، شین، قاف'' ان تین حروف سے مرکب یہ لفظ ''عشق'' لغت میں محبت میں حد سے زیادہ تجاوز کر جانے پر دلالت کرتا ہے۔'' ❶

ابن منظور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عشق فرطِ محبت کا نام ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محبوب کے اپنے محبت کرنے والے کو بھلا لگنے کا نام عشق ہے۔'' ❷

اور عشق کا نام ہی عشق اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس بیماری میں مریض کا دل خواہشات کی شدت کی وجہ سے پژمردہ ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لغت میں اس لفظ کا استعمال جنسِ نکاح کی محبت میں معروف ومشہور ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کا اپنے ایسے ہم مثل سے محبت کرنا جس سے وہ لطف اندوز ہو سکے جیسے عورت یا بچہ وغیرہ۔ اس لفظ کا استعمال انسان کی اپنی اولاد سے محبت، اپنے اقارب سے محبت، اپنے وطن اور مال یا اپنے دین سے محبت کے لیے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی محبت کی کسی اور صورت میں اس لفظ ''عشق'' کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے علم، شجاعت، دین، سخاوت، کرم نوازی، احسان اور اس طرح کے دیگر امور سے محبت۔''

بلکہ لفظ ''عشق'' کا مشہور استعمال نکاح اور اس سے پہلے کے امور میں ہوتا ہے۔ پس عاشق اپنی مشعوق کو دیکھ کر، اس کا کلام سن کر، یا بوس وکنار کر کے یا

---

❶ مقاییس اللغة: ٤/٢٦٢ ❷ لسان العرب: ١٠/ ٢٥١.

پھر اسے چھو کر، یا اس سے گلے مل کر یا پھر اس سے ہم بستر ہو کر لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔‘‘ [1]

اس کلام سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ : ......اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کے لیے لفظ ’’عشق‘‘ کا استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض ملحد قسم کے صوفی لوگ جیسے ابن عربی اور ابن سبعین وغیرہ اس کلمے کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں، اوران کا کہنا ہے:

’’بے شک عشق، اور عاشق اور معشوق‘‘ تینوں ایک ہی چیز ہیں، اوران کا کہنا ہے:

’’بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ مل گیا ہے، اور یہ سارے ایک ہی ہو گئے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی خرافات سے بہت ہی بلند و بالا منزہ اور بری ہے۔

دوسرا فائدہ : ......یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں انسان کو کسی عالم کے ساتھ عشق ہو گیا، اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں فلاں آدمی کے علم پر، یا اس کے اخلاق پر یا اس کے دین پر عاشق ہو گیا ہوں۔

یہ عبارات غیر مستعمل ہیں، اس لیے کہ عشق شہوت کے اور شہوانی تعلقات کے ساتھ مرتبط ہے۔

عشق کی اقسام

عشق دونوں جانب پیدا ہوتا ہے۔ عاشق کی جانب بھی اور معشوق کی جانب بھی، اور کبھی ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق ہو اور کبھی ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ عشق صرف ایک طرف سے ہو، اور معشوق اسے نہ چاہے۔

تاریخ میں دونوں جانب سے عشق واقع ہونے کی بہت ساری مثالیں پائی جاتی ہیں۔

---

[1] قاعدة في المحبة: ٥٤۔

جیسے: قیس [مجنون] اور لیلیٰ، عنترۃ اور عبلہ، جمیل اور بثینہ، کثیر اور عزہ اور ان کے علاوہ دیگر لوگ۔ [ہمارے ہاں جیسے: سسی اور پنوں، ہیر اور رانجھا، سوہنی اور ماہیوال وغیرہ کی داستانیں مشہور ہیں۔ مترجم]

یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اندر عشق کی آگ تھی اور اس کی گرمی دونوں طرف محسوس ہو رہی تھی۔ جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے:

عَيْنَاكَ شَاهِدَتَانِ أَنَّكَ مِنْ
حَرِّ الْهَوٰى تَجِدِيْنَ مَا أَجِدُ
بِكَ مَا بِنَا لٰكِنْ عَلٰى مَضَضٍ
تَتَجَلَّدِيْنَ وَمَا بِنَا جَلَدُ

’’تمہاری آنکھیں گواہی دیتی ہیں کہ تم بھی عشق کا وہی سوز پارہی ہو تمہارے جس سوز سے میں سوختہ جان ہوئے جارہا ہوں۔ تمہارے اندر بھی وہی آگ ہے جو ہمارے اندر ہے۔ لیکن تم اس تکلیف پر صبر کر لیتی ہو، اور ہمارے اندر صبر کا مادہ نہیں ہے۔‘‘ [1]

وہ عشق جو یک طرفہ ہوتا ہے، اس کی مثال سنت نبوی کریم ﷺ میں موجود ہے۔ جو کہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے ان کے شوہر مغیث رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ میں ہے۔

سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ایک باندی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کو آزاد کیا تو اسے یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ باقی رہے یا پھر آزاد ہو کر چلی جائے۔ اس نے آزادی کو اختیار کیا، اور عورت کو یہ شرعی حق حاصل کہ اگر اسے غلامی سے آزادی مل جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو وہ چاہے شوہر کے پاس رہے اور چاہے تو علیحدگی اختیار کر لے۔ سیّدنا مغیث رضی اللہ عنہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب بریرہ نے جدا ہونے کو اختیار کیا تو یہ جدائی سیّدنا مغیث رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گزری۔

[1] روضة المحبين: ٧٨.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر ایک مغیث رضی اللہ عنہ نامی غلام تھا، گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ کے پیچھے روتا ہوا گھوم رہا ہے، آنسو اس کی داڑھی پر گر رہے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَاجَعْتِهِ؟ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ . " قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ .))[1]

''اے عباس! کیا تمہیں بریرہ سے مغیث کی محبت اور بریرہ کی مغیث سے عداوت پر تعجب نہیں ہوتا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! تو اسے لوٹا لے، یعنی رجوع کرلے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) ''میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں۔'' بریرہ نے کہا: ''تو پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔''

یہ عشق ان دونوں کے درمیان واقع ہوا تھا؛ جن کا آپس میں محبت کرنا مباح تھا۔ اس لیے کہ یہ دونوں میاں بیوی تھے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عشق دو ایسے طرفین کے مابین واقع ہوتا ہے جن کا آپس میں محبت کرنا مباح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آج کل بہت سے ناجائز تعلقات اور حرام عشق کے واقعات کا حال ہے۔

عشق کی اہم اقسام

پہلی قسم:......مردوں کا عورتوں سے عشق:

غالب طور پر یہی قسم ہر طرف عام ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ایک قسم مباح بھی پائی جاتی ہے، اور وہ ہے نکاح کے تعلق سے میاں کا اپنی بیوی سے محبت کرنا یا پھر مالک اور باندی کے درمیان جو تعلقات ہوں۔ اور اس کے مباح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ جب

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبیؐ فی زوج بریرة: ۵۲۸۳۔

تک یہ محبت اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے ساتھ ٹکراؤ نہ رکھے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے کسی حرام کام کا ارتکاب کیا جائے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کسی کام کو ترک کیا جائے، تو یہ عشق و محبت مباح کے دائرہ میں باقی رہتا ہے۔

دوسری قسم:......عورتوں کا مردوں سے عشق:

یہ بھی سابقہ قسم کی طرح ہے۔ اس کے لیے کچھ احوال ایسے ہیں جس میں یہ محبت جائز ہوتی ہے، اور کچھ حالات میں حرام ہو جاتی ہے۔ ان حرام حالات میں سے ایک حالت وہ بھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے۔ جو کہ عزیز مصر کی بیوی کا سیّدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ قصہ ہے۔ جس پر آپ علیہ السلام نے پاک دامنی، صبر اور تقویٰ کا مظاہرہ کیا۔

عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے یہ عشق آپ کو حرام کام میں مبتلا کرنے کے لیے تھا۔

اس وقت اس کے اسباب و دواعی بھی بڑے قوی تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثابت قدم رکھا۔ یقین آپ میں عورت کی طرف طبعی میلان تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی مرد کی طبیعت میں عورت کی طرف میلان رکھا ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی آپ نوجوان بھی تھے اور کنوارے بھی۔ ایک اجنبی دیس میں بھی تھے۔ عورت بھی حسن و جمال کی مالک اور حسب و نسب اور منصب والی تھی۔ جو کہ نہ ہی انکار کرتی تھی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ پیدا کرتی۔ بلکہ وہی تو تھی جو آپ کو اس چیز کی دعوت دے رہی تھی، اور اس نے تمام نفسیاتی شرم و حیاء کی رکاوٹیں توڑ ڈالیں تھیں۔ آپ اس کے گھر میں تھے اور اس کی حکمرانی کے نیچے تھے، اور اس کے پاس ایک غلام کی حیثیت سے تھے۔ آپ پر کسی تہمت کا بھی کوئی اندیشہ نہیں تھا، بلکہ اس کے کام و کاج کی غرض سے اس کے حکم سے اس کے پاس آتے جاتے تھے، اور اس کے ساتھ ہی اس عورت نے اپنے گرد و نواح کی عورتوں سے بھی اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے مدد حاصل کر لی تھی، اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اس کی خواہش پوری نہ کرنے پر ذلیل کیے جانے اور جیل بھجوانے کی دھمکی بھی دے دی تھی۔

مگر ان تمام باتوں کے باوجود سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو سب چیزوں پر ترجیح دی، اور زنا کرنے بجائے جیل جانے کو اختیار کرلیا، اور کہا:

﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾﴾ (یوسف : ۳۲)

''[یوسف علیہ السلام نے دعا کی] اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورت مجھے بلا رہی ہے اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے، اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاں گا اور بالکل نادانوں میں جاملوں گا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کی بیوی اور باقی عورتوں کی چالوں سے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو محفوظ رکھا۔ پس یہ واقعہ پیش آیا جس میں بہت ہی عبرتیں اور کثرت کے ساتھ فائدے ہیں۔

تیسری قسم :......مردوں کا مردوں سے عشق :

یہ قسم اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی ناراضگی حاصل ہوتے ہیں۔ یہ قسم عاشق اور معشوق دونوں کے لیے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے انتہائی نقصان دہ ہے۔

عشق کی اسی قسم میں نوخیز چھوکروں کا عشق بھی شامل ہے، اور قوم لوط علیہ السلام کا عمل بھی جس کی وجہ سے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کا عذاب نازل ہوا۔ اس کی وجہ ان لوگوں کا وہ فعل تھا جو لونڈوں کی محبت کے نتیجہ میں سامنے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس مرض کو نشے کی مستی سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾﴾ (الحجر : ۷۲)

''آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے۔''

بلاشک وشبہ یہ فعل فطرت کے برعکس اور اخلاقی انحراف کا نتیجہ ہے۔

چوتھی قسم:......عورتوں کا عورتوں سے عشق:

یہ قسم بھی جرم ہونے میں سابقہ قسم کی طرح ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، اس کا غضب، ذلت اور رسوائی مقدر میں آتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق اس قسم کے عشق کا بڑا اور اہم ترین سبب آپس کے تعلقات اور غلط روابط ہیں۔

عشق کی یہ قسم بھی بہت بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہے، اوراخلاقیات کی انتہائی سخت پامالی اور زوال کا سبب ہے۔

عشق پر دلالت کرنے والے امور:

کئی امور ایسے ہیں جو کہ فریقین کے درمیان عشق یا غلط محبت قائم ہونے پر دلالت کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ اپنے تعلقات کو خفیہ رکھنے کی کوشش کرنا۔

۲۔ معشوق کے ساتھ لمبی دیر تک بیٹھے رہنا۔

۳۔ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کے راز چھپائے رکھنا۔

۴۔ ایسے الفاظ بولنا جن سے محبت اور ان تعلقات میں غلو ظاہر ہوتا ہو۔

۵۔ کھلے الفاظ میں اپنے محبوب پر غیرت کا اظہار کرنا۔

۶۔ محبوب کی طرف سے ملنے والی ہر ہدایت پر عمل کرنا خواہ اس میں برائی یا پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی کیوں نہ ہو۔

۷۔ کثرت کے ساتھ محبوب کے ساتھ میل جول رکھنا، اور اس کی محبت میں منفرد ہونا۔

عشق اختیاری یا اضطراری

ہم اکثر و بیشتر یہ بات سنتے ہیں کہ جو لوگ عشق کی بیماری کی شکایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: وہ کسی طرح بھی اپنے محبوب کو نہیں چھوڑ سکتے، اور ان کے محبوب کو چھوڑنے کی نسبت مر جانا آسان ہے۔

یہاں پر ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے؛ وہ یہ کہ کیا عشق اختیاری ہوتا ہے یا پھر اضطراری؟ پہلے دور میں عاشقوں نے اس بات کی بہت کوشش کی ہے کہ وہ یہ عذر پیش کرسکیں کہ عشق اضطراری ہوتا ہے، اور ان کے لیے اس عشق سے نجات پانے کا کوئی راستہ اور چارہ کار نہیں ہے۔ شاعر کہتا ہے:

يَلُوْمُوْنِيْ فِي حُبِّ سَلْمٰى وَكَأَنَّمَا
يَرَوْنَ الْهَوٰى شَيْئًا تَيَمَّمْتُهُ عَمْدًا
أَلَا إِنَّمَا الْحُبُّ الَّذِيْ صَدَعَ الْحَشَا
قَضَآءٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ يَبْلُوْبِهِ الْعَبْدَا

''وہ مجھے سلمی کی محبت میں ملامت کرتے ہیں، گویا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عشق ایسی چیز ہے جس کا میں نے جان بوجھ کر ارادہ کیا ہے۔ ہاں جان لینا چاہیے کہ محبت وہ چیز ہے، گھاس بھی پھٹ جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ و تقدیر ہے جس سے بندے کو آزمایا جاتا ہے۔''[1]

اس کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عشق اللہ تعالیٰ کا طے شدہ فیصلہ اور تقدیر ہے، جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، مخلوق کس ہاتھ میں نہیں۔

حق بات وہی ہے جو کہ علامہ ابن قیم اور دوسرے علماء رحمہم اللہ نے ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''بے شک عشق کے مبادی اور اس کے اسباب اختیاری چیز ہیں، جو تکلیف میں داخل ہیں، اور عاشق جان بوجھ کر اپنی نظر سے، سوچ و فکر سے اور معشوق کی راہ میں اس سے ٹکراؤ کر کے عشق کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اس کے اسباب عاشق کی طرف سے شروع کیے جاتے ہیں، اسی لیے وہ اس عشق کے دھندے کو شروع کرنے والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:

---

[1] روضة المحبين: ١٤٢.

تَـوَلَّـعَ بِـالْـعِشْـقِ حَتّٰـی عَشِـقْ
فَـلَـمَّـا اسْتَـقَـلَّ بِـهٖ لَـمْ يُـطِـقْ
رَأٰی لُـجَّـةً ظَـنَّـهَـا مَـوْجَـةً
فَـلَـمَّـا تَـمَـكَّـنَ مِـنْهَـا غَـرِقْ
تَـمَـنّٰـی الْإِقَـالَـةَ مِـنْ ذَنْبِـهٖ
فَـلَـمْ يَسْتَـطِـعْـهَـا وَلَـمْ يَسْتَـطِـقْ

''اس نے [جھوٹ سے] عشق کا گرویدہ ہونا چاہا، یہاں تک کہ اسے حقیقت میں عشق ہوگیا، اور جب یہ عشق کا بوجھ اس پر گراں ہوگیا تو اس کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھ سکا۔ اس نے سمندر کا گہرا پانی دیکھا، اور اسے صرف ایک موج خیال کیا۔ جب وہ پانی میں اچھی طرح داخل ہوا تو غرق ہوگیا۔ اب وہ اپنے گناہ سے چھٹکارہ پانے کی تمنا کرنے لگا۔ اسے نہ ہی تو معشوق حاصل ہوئی اور نہ ہی عشق کا بوجھ برداشت کرسکا۔'' [1]

عشق شراب کے نشہ کی طرح ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ والی چیز کو پہلے اپنے اختیار سے لیا جاتا ہے۔ مگر پھر جب اس کی عقل چلی جاتی ہے اور نشہ چڑھ جاتا ہے تو پھر اسے مجبوراً لینا پڑتا ہے۔

جب اس کا سبب پہلی بار اپنے اختیار سے تھا تو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی برائی کے سلسلہ میں کوئی بھی معذور نہیں ہوگا۔

جب مسلسل دیکھتے رہنے اور اپنے محبوب کے بارے میں سوچتے رہنا، پھر اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنا یہ سب اپنے اختیار میں تھا، تو عشق بھی اختیاری ہوا۔ اسی لیے انسان کو اس کے عشق پر ملامت کیا جاتا ہے۔

---

[1] ذم الھوی: ٥٨٦.

عشق کے خطرات

بعض عشّاق یہ دعوی کرتے ہیں کہ عشق نفس کو بالیدگی بخشتا ہے اوراوپر اٹھاتا ہے، روح کو آگے لے کر جاتا ہے، اور اس طرح وہ عشق کو ایک انتہائی مثبت اور نفع بخش چیز ثابت کرتے ہیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ عشق کے منفی پہلو اس کے مثبت پہلوؤں سے بڑھ کر اور بہت زیادہ ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بے شک عشق کی تکلیف سے عقل اور علم کی کمی ،اخلاقیات اور دین میں خرابی؛ اور دین و دنیا کی مصلحتوں سے بے پروائی [اور لاعلمی] پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اس چیز سے کئی گناہ بڑھ کر ہیں جو کوئی اگر اچھی چیز اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہوگی۔ اس پر سب سے بہترین شاہد امتوں کے حالات اور لوگوں کے واقعات اوران کی خبریں ہیں۔ جو کہ انسان کو معاینہ اور تجربہ سے بے نیاز کردیتی ہیں۔ جس انسان نے اس کا تجربہ کیا ہو یا اس کا معاینہ کیا ہو؛ اس کے لیے اتنی ہی عبرت کافی ہے۔ کبھی بھی کوئی عشق ایسا پایا ہی نہیں گیا جس کا نقصان اس کے فائدہ سے بڑھ کر نہ ہو۔'' [1]

عشق کے نقصانات اور منفی پہلو

ا۔ بسا اوقات عشق کفر کا سبب:

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ عشق کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس کی کئی اقسام ہیں۔ کبھی کبھار عشق کرنا کفر ہوتا ہے، جیسا کہ کوئی انسان اپنے محبوب سے ایسے محبت کرنے لگ جائے جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے، اوراپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنالے۔ پھر اس محبّ کے دل

[1] الاستقامة : ١/٤٥٩.

میں اپنے محبوب کی محبت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے ہو سکتی ہے؟

یہ ایسا عشق ہے کہ اس عاشق کے لیے مغفرت نہیں ہوگی۔ بے شک یہ عشق شرک اکبر ہے، اور اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

اس کفری اور شرکی عشق کی نشانی یہ ہے کہ: ''عاشق اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر معشوق کی رضا مندی کو ترجیح دے۔ جب اس کے نزدیک معشوق کے حق میں اور اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کی اطاعت میں ٹکراؤ ہو تو معشوق کے حق اور اس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کی اطاعت پر ترجیح دے، اور اس کی رضامندی کو اللہ کی رضامندی پر ترجیح دے، اور اپنے محبوب کی رضا کے لیے ہر وہ قیمتی اور نفیس ترین چیز خرچ کر دے جو کہ اس کے بس میں ہو، اور اپنے رب کے لیے اپنے پاس موجود چیزوں میں سب سے ردی چیز خرچ کرے، اور اپنے معشوق کی رضامندی حاصل کرنے، اس کی قربت پانے اور اس کی اطاعت کے لیے اپنی تمام تر وسعتیں اور کوششیں بروئے کار لائے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت کے لیے وہی وقت لگائے جو معشوق کی محبت سے بچ جائے۔''

پس چاہیے کہ خوب صورت چہروں کے عاشقوں کے احوال پر غور کیا جائے تو اکثر کو ان واقعات کے مطابق پاؤ گے۔ پھر آپ ان کی اس حالت کو ایک پلڑے میں رکھیں، اور ان کی توحید اور ایمان کو دوسرے پلڑے میں رکھیں، اور پھر ان دونوں کا وزن کریں دیکھیں کہ کیا اس پر اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہوں گے، اور کیا یہ عدل کے مطابق ہے؟

بسا اوقات ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جو کہ کھل کر کہتے ہیں کہ ان کے محبوب کا وصل ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی معرفت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ ان میں سے ایک عاشق نے شعر کہا ہے:

يَتَرَشَّفْنَ مِنْ فَمِيْ رَشَفَاتٍ
هُنَّ أَحْلٰى فِيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ

''ہونٹ چوسنے والیاں میرے ہونٹ چوستی ہیں۔ ان کے ہونٹوں کا میرے منہ میں ہونا اللہ تعالیٰ کی توحید سے بڑھ کر شیریں اور لذیذ ہے۔''

ایک دوسرے نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ اس کی معشوق کا وصل اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بڑھ کر محبوب ہے- اس رسوائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ- وہ کہتا ہے:

رِضَاكَ أَشْهٰى إِلٰى فُؤَادِيْ
مِنْ رِحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

''اے محبوب! تیری رضامندی میرے دل میں جلیل القدر خالق (اللہ تعالی) کی رحمت سے بڑھ کر مرغوب ہے۔''

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس قسم کا عشق شرک اکبر ہے۔

بہت سارے عاشق ایسے ہوتے ہیں جو کہ کھلے عام کہتے ہیں کہ ان کے دل میں ان کے معشوق کے علاوہ کسی کے لیے ذرہ بھر بھی جگہ باقی نہیں رہی۔ بلکہ معشوق اس کے دل پر مکمل طور پر قبضہ جمالیتا ہے، اور اس عاشق کا دل مکمل طور پر ہر لحاظ سے معشوق کا غلام بن جاتا ہے، اور وہ اپنے خالق کی عبودیت کو چھوڑ کر مخلوق معشوق کی عبودیت پر راضی ہوجاتا ہے۔ اس لیے کہ عبودیت نام ہے کمال محبت؛ اطاعت اور خضوع کا، اور یہ انسان تو اپنے معشوق کی محبت کی قوت اور اس کے خضوع اور اطاعت و ذلت میں غرق ہو چکا ہے، اور حقیقی عبودیت تو اپنی معشوق کو دے دی ہے۔ اس عشق کی خرابی میں اور زنا کی برائی اور خرابی میں آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ اس لیے کہ زنا کرنا زانی کے لیے کبیرہ گناہ ہے، جس کا حکم بھی دیگر احکام کی طرح ظاہر ہے۔ جب کہ اس عشق کی خرابی شرک میں مبتلا کردیتی ہے۔ بلکہ صریح شرک ہے۔

بعض علماء فرمایا کرتے تھے: ''کسی حسین صورت کے ساتھ فحاشی میں مبتلا ہوجانا میرے لیے اس سے بڑھ کر محبوب ہے کہ میں اس کے عشق میں مبتلا ہوجاؤں۔ میرا دل اسی کی عبادت کرنے لگ جائے اور اللہ تعالیٰ سے مشغول کردے۔''[1]

---

[1] الجواب الکافی: ۱۵۰۔

یہ مجنون اپنی معشوق ''عزۃ'' کے عشق میں اپنے دل کی بدلی ہوئی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

رُهْبَانُ مَدْيَنَ وَالَّذِيْنَ عَهِدْتُّهُمْ
يَبْكُوْنَ مِنْ حَذَرِ الْعَذَابِ قُعُوْدًا
لَوْ يَسْمَعُوْنَ كَمَا سَمِعْتُ حَدِيْثَهَا
خَرُّوا لِعَزَّةَ رُكَّعًا وَّ سُجُوْدًا

''میں نے شہروں کے عابدوں کے ساتھ وقت گزارا ہے جو بیٹھے ہوئے عذاب کے ڈر سے روتے ہیں۔ اگر وہ بھی اس کی باتیں سن لیتے جیسے میں نے سنی ہیں، تو وہ ''عزۃ'' کے لیے رکوع اور سجدہ میں گر جاتے۔''[1]

یہ بغداد کا ایک آدمی ہے، جسے صالح المؤذن کہا جاتا تھا۔ اس نے چالیس سال تک مسجد میں اذان دی۔ نیک وکاری اور اصلاح کے کاموں میں بڑا مشہور ومعروف تھا۔ اس کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ ایک دن وہ اذان دینے کے لیے مسجد کے مینار پر چڑھا۔ اس کی نظر ایک عیسائی کی بیٹی پر پڑ گئی۔ یہ عیسائی مسجد کے پڑوس میں رہتا تھا۔ یہ شخص اس لڑکی کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوگیا۔ وہ نیچے آیا اور عیسائی کے دروازے پر دستک دی۔ اس لڑکی نے پوچھا: کون؟ کہا: میں صالح المؤذن ہوں۔

لڑکی نے دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی یہ شخص اندر داخل ہوتو لڑکی سے لپٹ گیا۔ وہ کہنے لگی: تم تو امانتوں والے لوگ ہوتو پھر یہ خیانت کیسی کر رہے ہو؟ اس لیے کہ مؤذن لوگوں کی عزتوں کا امین ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ مسجد کی چھت پر اور منارہ پر چڑھتا ہے، اور اس کے اردگرد کے گھروں میں اس کی نظر پڑتی ہے۔ وہ کہنے لگا: اگر تم میرا مطالبہ پورا نہ کروگی تو میں تمہیں قتل کردوں گا۔ اس لڑکی نے کہا:

''تمہارا مطالبہ اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک تم اپنا دین نہ چھوڑ دو۔''

[1] وفيات الأعيان: ٤/١١٢.

اس پر وہ شخص کہنے لگا: میں اسلام سے اور محمد ﷺ کے لائے ہوئے پیغام سے برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ پھر اس کی جانب آگے بڑھا۔ وہ لڑکی بولی:

''تم نے صرف زبانی یہ بات اس لیے کہہ دی ہے تا کہ اپنی غرض پوری کرسکو؛ تم پھر اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ گے۔'' [اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہوتو] خنزیر کا گوشت کھاؤ۔''

اس نے خنزیر کا گوشت کھایا۔

پھر کہنے لگی: اچھا اب شراب بھی پیو۔ اس نے شراب بھی پی۔

جب اس نے اچھی طرح شراب پی لی اور اس پر خوب نشہ چڑھ گیا، تو وہ اس لڑکی کی جانب بڑھا۔ اس لڑکی نے گھر میں داخل ہوکر دروازہ بند کردیا، اور کہنے لگی:

''چھت پر چڑھ جاؤ؛ یہاں تک کہ میرا والد آکر تجھ سے میرا نکاح کردے۔''

یہ شخص چھت پر چڑھنے لگا تو قدم لڑکھڑائے اور گر کر وہیں پر مردار موت مر گیا۔''

وہ لڑکی باہر آئی اور اس نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ دیا۔ جب اس کا باپ آ گیا تو اس نے پورا قصہ اپنے باپ کو سنا دیا۔ انہوں نے رات کو اسے باہر نکال کر شاہراہ عام پر پھینک دیا۔ ادھر اس کا یہ قصہ لوگوں میں مشہور ہوگیا، اور پھر اس مردار کو کچرے کے ڈھیر میں پھینک دیا گیا۔''[1]

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب نصاریٰ کسی قیدی کو عیسائی بنانا چاہتے ہیں تو اسے کوئی خوبصورت عورت دِکھاتے ہیں، اور اس عورت سے کہتے ہیں کہ وہ اس قیدی کو اپنی طرف مائل کرے۔ یہاں تک کہ جب اس عورت کی محبت اس شخص کے دل میں گھر کر جاتی ہے تو وہ اس کے لیے اپنی جان نثار کرنے لگتا ہے۔ خواہ اس عورت کے دین میں داخل ہوکر ہی کیوں نہ ممکن ہو [وہ ہر حال میں اس عورت کو حاصل کرنے کی

[1] ذم الهوى : ٤٥٩.

کوشش کرتا ہے]۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾ (ابراھیم: ۲۷)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔''[1]

۲۔ عاشق اور وصل معشوق کے وسائل:

عاشق اپنی معشوق تک پہنچنے اور اسے پانے کے لیے مختلف قسم کے وسائل استعمال کرتا ہے، اور بسا اوقات عاشق اپنی معشوق کو حاصل کرنے کے لیے جادو کے ذریعہ سے شیطان جنات سے بھی مدد لیتا ہے۔ یہ حقیقت ہمارے معاشروں میں موجود ہے، اور لوگ اس سے لاعلم یا انجان نہیں ہیں۔

اس غرض کے لیے کہ عاشق اپنی معشوق تک پہنچے، اور اسے جیسے تیسے بھی حاصل کر پائے۔ عاشق جادو کا وسیلہ استعمال کرتا ہے تاکہ معشوق اس کے لیے زیر ہو جائے۔ تو وہ ہر وہ کام کر گزرتا ہے جو [شیطان یا جادوگر] چاہتا ہے، اور اس سے کوئی چیز پردہ میں نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس سے کسی چیز کو روکتا ہے۔ یہ بہت بڑی شامت ہے، اور جادو کرنا یا جادو کرانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جس سے انسان کے ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے؛ اور انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۳۔ عاشق کا ذکر الٰہی سے دور ہو جانا:

عشق کی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ عاشق اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد کو چھوڑ کر اپنے محبوب کی محبت اور اس کی یاد میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق کا عشق جمع ہو جائیں۔ ان کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ان دو چیزوں میں سے ایک دوسری پر غالب آ جائے۔

اس لیے آپ یہ چیز ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ شیطان عشق رکھنے والوں کا بڑا دوست شیطان ہوتا ہے، اور وہ ان کے لیے اس بدبختی کا پورا پورا حصہ مہیا کرتا ہے۔ اس لیے آپ کثرت

[1] الجواب الكافي: ١٥٥.

کے ساتھ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ عاشق اپنی زبان سے معشوق کی موجودگی میں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے اقرار کرتا ہے کہ وہ اپنی معشوق کا نوکر اور غلام ہے۔

یہ بیماری زیادہ تر گانا گانے والوں میں پھیلتی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے گانوں میں کھل کر کہتے ہیں کہ وہ اپنے محبوب و معشوق کے بندے اور اس کے غلام و نوکر ہیں۔ بلکہ بسا اوقات کچھ لوگ تو اس میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ اس عشق کو ہی نماز اور عبادت سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایسا عاشق اپنی معشوق کی رضا مندی کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر ترجیح دیتا ہے، اور اپنی معشوق کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر ترجیح دیتا ہے، اور اس کی معشوق کی قربت اور اس سے ملنے کی تمنا اللہ تعالیٰ کی قربت اور اس سے ملنے کی تمنا سے بڑھ کر ہوتی ہے، اور یہ انسان محبوب کی ناراضگی سے اتنا سخت ڈرتا ہے کہ اتنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں ڈرتا، اور بہت اوقات اپنی معشوق کو رضا رکھنے کے لیے رب تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لے لیتا ہے، اور اپنے معشوق کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر مقدم رکھتا ہے۔ اگر اس کے اوقات میں سے کچھ تھوڑا بہت وقت معشوق کی یاد اور اس کی اطاعت گزاری سے بچ گیا، اور اس کے ہاں ایمان کا کوئی ادنی سا قطرہ باقی ہوا تو وہ بچا ہوا وقت اپنے رب کی یاد اور اس کی اطاعت گزاری میں لگا دیتا ہے، اور اگر سارا وقت معشوق کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں لگ گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اطاعت کو چھوڑ کر اسی میں لگا رہتا ہے۔

عاشق اپنی معشوق کے لیے اپنی جان اور ہر قیمتی چیز جو اس کے بس میں ہو، قربان کر دیتا ہے، اور اپنے رب کے لیے - اگر کچھ خیال آ بھی گیا تو - اپنے مال میں سے سب سے ردی اور بے کار چیز نکالتا ہے۔ تو معشوق کے لیے تو اس کا جگر، اس کا دل، اس کی تمام سوچ و فکر اس کا اکثر وقت، اور خالص مال ہوتا ہے؛ جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے رب اور پروردگار کے لیے بچا ہوا وقت، اور باقی بچی ہوئی چیزیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تو اس نے پس پشت ڈال دیا، اور اس کی یاد کو بالکل ہی بھلا دیا، اور اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے نماز میں کھڑا بھی ہو گیا تو اس کی

زبان تو اپنے رب سے سرگوشی کر رہی ہوتی ہے، مگر اس کی سوچ وفکر اور دل اپنے معشوق سے مناجات وسرگوشی میں مصروف ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا جسم قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، مگر اس کا دل اپنے معشوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

عاشق اپنے رب کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت سے بھاگتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ نماز اس پر اتنی گراں گزرتی ہے گویا کہ وہ انگاروں پر کھڑا ہو، اور جب اپنی معشوق کی خدمت میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنے دل و روح سے متوجہ ہوتا ہے؛ اور اس کے لیے پوری خیر خواہی کا مظاہرہ کرتا ہے، اور یہ اطاعت گزاری اس پر گراں نہیں گزرتی اور نہ ہی یہ وقت اس کے لیے کوئی لمبا ہوتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ جو لوگ ایسی محبت کرتے ہیں، وہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہیں، اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے تھی۔ یہ لیلیٰ کا مجنوں ہے، جو کہ کہتا ہے:

أَرَانِـي إِذَا صَـلَّيْـتُ يَـمَّـمْـتُ نَحْوَهَـا
بِـوَجْهِـي وَإِنْ كَـانَ الْـمُـصَلِّيْ وَرَائِيَا
وَمَـا بِـيَ إِشْـرَاكٌ وَلٰـكِـنْ حُبَّهَـا
كَـعَـظْمِ الشَّجَى أَعْيَا الطَّبِيْبَ الْمُدَاوِيَا

"جب میں اپنا چہرہ اس کی طرف کر کے اس کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ مجھے خیال کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا ہوں؛ اگرچہ مصلیٰ میرے پیٹھ کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ میرے اندر کوئی شرک نہیں ہے۔ مگر اس کی محبت نے مجھے اسے عاجز کر دیا ہے جیسے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی کا زخم طبیب کو دوا سے عاجز کر دیتا ہے۔" [1]

۴۔ عاشق کے دل کا عذاب:

اس لیے کہ جو کوئی غیر اللہ سے محبت کرتا ہے، اسے لازماً اس کی محبت کا عذاب برداشت

[1] ذم الهوى: ٤٠٣.

کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

فَمَا فِی الْاَرْضِ أَشْقٰی مِنْ مُحِبٍّ
وَإِنْ وَجَدَ الْهَوٰی حُذْوَ الْمَذَاقِ
تَرَاهُ بَاكِيًا فِي كُلِّ حِيْنٍ
مَخَافَةَ فُرْقَةٍ أَوِ الْاِشْتِيَاقِ

''زمین میں محبت کرنے والے سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہیں، اگر چہ وہ اپنی خواہشات ایک شیریں لطف کی طرح پالیں۔ مگر آپ جب بھی اسے دیکھیں گے تو اسے روتا ہوا ہی پائیں گے۔ یا تو وہ فراق کے خوف سے رو رہا ہوگا یہ ملاقات کے شوق میں۔'' ❶

عاشق اگر چہ اپنی معشوق کی محبت سے لذت اٹھاتا ہے، مگر حقیقت میں یہ محبت اس کے لیے ایک بہت بڑا عذاب ہوتا ہے۔ عاشق کا دل اس کے محبوب کے ہاتھوں میں گرفتار ہو چکا ہوتا ہے جو کہ اسے انتہائی دردناک طریقہ سے رسوا کرتا ہے اور اسے دائیں اور بائیں جہاں بھی چاہے پھینک دیتا ہے، اور وہ عاشق اپنے محبوب کی اطاعت ایسے کرتا ہے جیسا کہ ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبانے سے کوئی بھی برقیاتی چیز حرکت میں آجاتی ہے۔ مگر عشق کے نشے میں اس مصیبت کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کی دل کی یہ حالت ہوتی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

كَعُصْفُوْرَةٍ فِی كَفِّ طِفْلٍ يَسُوْمُهَا
حِيَاضَ الرَّدَي وَالطِّفْلُ يَلْهُوْ وَيَلْعَبُ

''اس کی مثال اس چڑیا کی طرح ہے جو کسی بچے کے ہاتھ میں ہوں جو اسے ہلاکت کی طرف آگے بڑھا رہا ہو؛ مگر وہ بچہ اس کے ساتھ پھر بھی کھیل تماشہ میں مصروف ہو۔'' ❷

اور عاشق [کی حالت وہی ہوتی ہے] جیسے کہا گیا ہے:

---

❶ ذم الهوى: ٥٩٢. ❷ معجم الشعراء: ١١٤.

طَلِيقٌ بِرَأْيِ الْعَيْنِ وَهُوَ أَسِيرُ
عَلِيلٌ عَلَى قُطْبِ الْهَلَاكِ يَدُوْرُ
وَمَيْتٌ يُرٰى فِي صُوْرَةِ الْحَيِّ غَادِيًا
وَلَيْسَ لَهُ حَتَّى النُّشُوْرِ نُشُوْرُ
أَخُوْ غَمَرَاتٍ ضَاعَ فِيهِنَّ قَلْبُهُ
فَلَيْسَ لَهُ حَتَّى الْمَمَاتِ حُضُوْرُ

''وہ نظر کا شکار ہو کر گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ اب ایسا بیمار ہے، جو کہ ہلاکت کے دھانے پر گھوم رہا ہے۔ وہ تو مر چکا ہے، جو کہ صبح وشام زندوں کی صورت میں دن گزار رہا ہے۔اور وہ اپنی اس موت سے قیامت کے دن تک اٹھنے والا نہیں۔ وہ تو سکرات موت کے عالم میں مبتلا ہے اوراس کی دل ان ہی حسین صورتوں میں ختم ہو چکا ہے، اوراب مرنے تک اسے موت بھی نہیں آئے گی ؛[ایسے ہی سکرات کے عالم میں رہے گا]۔''[1]

۵۔عاشق کا دنیا وآخرت سے بے بہرہ ہو جانا:

ان صورتوں مورتوں کے عشق سے بڑھ کر کوئی اور چیز ایسی نہیں ہے جس سے انسان کا دین وایمان اور دنیاوی مصلحتوں کا ضیاع ہوتا ہو۔دین کا ضیاع اس طرح ہوتا ہے کہ انسان کا دل اپنے محبوب کے لیے متفرق ہوجاتا ہے، اور وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے وقت نہیں پاتا۔دنیاوی مصلحتیں دینی مصلحتوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ضائع ہوتی ہیں۔ جب انسان دینی مصلحتوں سے غافل ہو کر مشغول ہوجاتا ہے،تو وہ دنیاوی مصلحتوں کا سب سے زیادہ ترک کرنے والا اوران میں تفریط کا شکار ہوتا ہے۔

٦۔عاشق اوردنیاوی آفات:

دنیاوی واخروی مصائب عاشق پر اتنی جلدی اثر انداز ہوتی ہیں جتنی جلدی تیز آگ

[1] الجواب الکافی : ۱۵۱.

خشک لکڑیوں کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ: ''جب بھی عاشق عشق کی آگ میں آگے بڑھتا ہے، اور معشوق سے اس کا وصل بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں سے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور عاشقوں کے دل ہوتے ہیں، اور جب عشاق کے دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے جاتے ہیں تو تباہیاں ان کے دروازے پر دستک دینے لگتی ہیں، اور شیطان انھیں ہر طرف سے گھیر لیتا ہے، اور جسے اس کا دشمن گھیر لے، اور اس پر غالب آ جائے، تو پھر کوئی تکلیف و برائی ایسی نہیں رہتی جو وہ اس انسان کو پہنچا سکتا ہو، پھر وہ اسے نہ پہنچائے۔

اس دل کے بارے میں کیا خیال ہوگا جس پر اس کا دشمن غالب آ گیا ہو اور وہ دشمن بھی ایسا ہو کہ انسان کو تباہ کرنے اور گمراہ کرنے پر سب سے بڑھ کر حریص ہو؟

ایسے ہی جب عشق دل میں پختہ ہو جائے اور جگہ پکڑ لے، تو وہ عقل کو تباہ کر دیتا ہے۔ ذہن کو خراب کر دیتا ہے۔ وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں، اور انسان سے سوچ وچار کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ دیکھ سکتے ہیں کا عاشق کوئی بھی سبق اچھی طرح نہیں حاصل کر سکتا، اور نہ ہی وہ تجارت میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی کسی مسئلہ میں اچھی طرح غور وفکر کر سکتا ہے، اور نہ ہی کسی مشکل کو حل کر پاتا ہے۔ اس لیے کی اس کی سوچ شل ہو چکی ہے، اور اس کے دل پر زنگ غالب آ چکا ہے۔ اسے تو کوئی سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیسے سوچ وچار کرے۔

انسان میں سب سے بہتر چیز اس کی عقل ہے، اور اسی عقل کی وجہ سے انسان جانوروں سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ جب انسان کی عقل معدوم ہو جائے اور انسان جانوروں کے ساتھ مل جائے، اور بسا اوقات جانور انسان سے بہتر ثابت ہوتے ہیں۔ کیا عشق کے علاوہ بھی کوئی چیز تھی جس نے لیلیٰ کی محبت میں مجنوں کی عقل ختم کر دی تھی؟

بلکہ اس کا جنون بڑھتا ہی گیا۔ [شاعر کہتا ہے]:

قَالُوْا جُنِنْتَ بِمَنْ تَهْوٰى فَقُلْتُ لَهُمْ
العِشْقُ أَعْظَمُ مِمَّا بِالْمَجَانِيْنَ

اَلْعِشْقُ لَا یَسْتَفِیْقُ الدَّهْرَ صَاحِبُهُ
وَإِنَّمَا یُصْرَعُ الْمَجْنُوْنُ فِي الْحِیْنِ

”وہ کہنے لگے: تو تو اپنے محبوب کی محبت میں مجنون ہوگیا ہے۔ تو میں نے ان سے کہا: عشق تو اس بیماری سے بڑھ کر جو کہ پاگلوں کو لاحق ہوتی ہے۔ عاشق کو تو زندگی بھر کبھی بھی ہوش نہیں آتا۔ جب کہ مرگی کے مارے ہوئے کو کبھی کبھی تو ہوش آ ہی جاتا ہے۔“ [1]

عشق کی وجہ سے جو دیگر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں دل کی خرابی سر فہرست ہے۔ جب دل خراب ہوجائے تو آنکھ، کان اور زبان سب خراب ہوجاتے ہیں۔ خراب دل اپنے ساتھی کی خرابیوں کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے، اور عشق کے جنون میں عاشق کا دل اپنے محبوب اور معشوق کی خرابیاں اور برائیاں دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔ اس کے عیوب نظر ہی نہیں آتے۔ عاشق کی آنکھ کبھی بھی معشوق کی برائیاں اور عیوب نہیں دیکھ سکتی۔ اس کے کان بہرے ہوجاتے ہیں وہ اپنے محبوب کے منہ سے اپنے متعلق بیان کی جانے والی برائی کو نہیں سن سکتا۔ بلکہ الٹا وہ اپنے محبوب کا ہی دفاع کرتا ہے اگر چہ اس کا محبوب غلطی پر ہی کیوں نہ ہو۔

جب سیلاب اپنی آخری حدوں کو پہنچ جاتا ہے، اور اس عاشق کی یہ حالت ہوجاتی ہے تو وہ کسی طرح بھی اس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ کوئی انسان اس کے محبوب پر طنز یا جرح کرے۔ یا کوئی ایک اس کی مذمت کرے، یا کوئی اس پر تنقید کرے۔ وہ اپنے محبوب کے دفاع میں ہی مشغول رہتا ہے خواہ اس کا محبوب حق پر ہو یا باطل پر۔ اس پر اسے مرنا بھی قبول ہوتا ہے۔

رغبات وخواہشات عیوب پر پردہ ڈال دیتی ہیں۔ جو انسان کسی چیز میں رغبت رکھتا ہے وہ اس کے عیوب کو نہیں دیکھ پاتا۔ یہاں تک کہ جب اس کی رغبت ختم ہوجاتی ہے تو وہ عیوب بھی اسے نظر آنے لگتے ہیں۔ بس یہی رغبت وہ پردہ تھی جو آنکھوں پر پڑی ہوئی ہیں۔ اسی لیے کسی عاشق نے کہا ہے:

---

[1] مجموع الفتاویٰ: ۱۵/۴۲۵.

عَلِقْتُكِ إِذْ عَيْنِي عَلَيْهَا غِشَاوَةٌ
فَلَمَّا انْجَلَتْ قَطَّعْتُ نَفْسِي أَلُومُهَا

''میرا دل اس وقت تمہارے ساتھ لگا ہوا تھا جب میری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ جب یہ اندھیرا چھٹ گیا تو میں نے اپنے کو اس منقطع کر دیا (تعلقات توڑ دیے) اور اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا۔'' [1]

جب یہ عاشق تھا تو اس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے، اور جب یہ عشق ختم ہو گیا تو وہ لوگوں سے پوچھنے لگا کہ مجھے ایسا محبوب کیونکر بھلا لگنے لگا تھا۔

پس یہ سارا معاملہ ہی ایسے ہے۔ جب کوئی انسان کسی چیز میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس کے عیوب نہیں دیکھ سکتا، اور جو اس سے باہر وہ بھی صحیح طرح سے اس کے عیوب سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے عیوب کو حقیقی معنی میں وہی جانتا ہے جو اس میں داخل ہو کر باہر نکلے۔ مگر جو لوگ عشق میں داخل ہو کر باہر نکلتے ہیں، وہ بہت ہی تھوڑے ہیں۔

صحابہ کرام بہترین مخلوق کیوں تھے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کفر کے بعد اسلام میں داخل ہوئے وہ ان لوگوں سے بہت ہی بہتر تھے جو لوگ اسلام پر ہی پیدا ہوئے، اس کی آخر کیا وجہ تھی؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے کفر کو دیکھا، اور اس کا ذائقہ چکھا تھا، کفر پر تجربہ کر چکے تھے۔ پھر اس کے بعد جب انہوں نے ہدایت پائی اور انہوں نے جاہلیت کو بھی پہچانا اور اسلام کو بھی پہچانا، اور یہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا معنی ہے؛ آپ فرماتے ہیں:

''بے شک اسلام کی تانتیں ایک ایک کرکے ٹوٹتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جاہلیت کو پہچانتے بھی نہیں ہوں گے۔''

عشق کا حواس کو خراب کرنا ایک ظاہری سی چیز ہے۔ بلاشبہ عشق انسان کے حواس کو اس طرح بیمار کر دیتا ہے جیسا کہ بدن میں بیماری پیدا ہوتی ہے۔ عافیت عاشق کے بدن سے ختم

[1] ذم الهوى: ٣٣٢.

ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ عاشق کا بدن انتہائی لاغر و کمزور، پریشان حال، دبلا پتلا اور ایسے ہو جاتا ہے کہ بس چار پائی پر ہی پڑا رہے۔ نہ ہی کوئی کام کر سکنے کی ہمت اس میں باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں تھے۔ آپ کے سامنے ایک نوجوان پیش کیا گیا۔ جو سوکھ کر اتنا کمزور ہوگیا تھا کہ ہڈیوں پر صرف چمڑی باقی رہ گئی تھی۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: اس نوجوان کا کیا حال ہے؟

لوگوں نے کہا: اسے عشق ہوگیا ہے، [جس کی وجہ سے اس کا یہ حال ہے]۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات کا وہ سارا دن عشق سے پناہ مانگتے رہے۔'' [1]

جو کوئی محبت میں حد سے گزر جاتا ہے تو عشق معشوق کے دل پر غالب آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے محبوب سے جدا ہونے کی ہمت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے متعلق سوچنا چھوڑ سکتا ہے۔ اس کے محبوب کی صورت ہمیشہ اس کے ذہن میں رہتی ہے۔ [اس کا ذکر] ہمیشہ اس کی زبان پر رہتا ہے۔ وہ اپنے سپنوں میں بھی اسے ہی دیکھتا ہے، اور جاگتے ہوئے بھی اسی کا خیال رہتا ہے۔ اس یاد کرتے ہوئے صبح کرتا ہے، اور اس کے نام کی مالا جھپتے ہوئے اس عاشق کی شام ہوتی ہے۔ کسی وقت بھی یہ محبوب اپنے عاشق کے دل و دماغ سے غائب نہیں ہوتا۔ اس عاشق کی جسمانی قوتیں تعطل کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس کی روح میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی سوچ و فکر بدل جاتی ہے۔ مقاصد الٹ جاتے ہیں۔ عاشق کے تن و بدن، عقل اور روح میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

عشق کا مرض تمام امراض سے خطرناک مرض ہے۔ آپ اس کے لیے آسانی سے نہ ہی کوئی دوا پا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی طبیب۔

اَلْحُبُّ أَوَّلُ مَا يَكُوْنُ لَجَاجَةٌ
يَأْتِيْ بِهَا وَتَسُوْقُهُ الْأَقْدَارُ

[1] مدارج السالکین: ۳/۲۹.

حَتّٰی إِذَا خَاضَ الْفَتَی لُجَجَ الْهَوٰی
جَاءَتْ أُمُوْرٌ لَا تُطَاقُ كِبَارُ

''عشق ومحبت پہلے ایک بھنور ہوتا ہے۔ جب انسان اس میں داخل ہو جاتا ہے تو اقدار اس سے کھیلتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب کوئی جوان خواہشات کے اس سمندر میں داخل ہو جاتا ہے تو ایسے امور پیش آتے ہیں جنہیں نبھانے کی طاقت بڑے بڑے لوگ بھی نہیں رکھتے۔'' ❶

عشق کی ابتداء بڑی میٹھی اور آسان ہوتی ہے، اور اس کا وسط پریشانی دل کی مشغولی، اور مرض ہے، اور اس کا آخر تباہی اور جان سے ہاتھ دھونا ہے۔ یہاں تک کہ بعض عاشق اسی عشق کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کتنے ہی عاشق ہیں جو کہ عشق میں مر رہے ہیں۔ وہ عشق کے روگ میں مسلسل کمزور اور دبلے پتلے ہوتے جا رہے ہیں۔ نہ ہی انھیں کھانا کھانے کی رغبت ہے، اور نہ ہی کسی آرام و راحت سے کوئی واسطہ، یہاں تک کہ موت آ جائے۔

وَعِشْ خَالِيًا فَالْحُبُّ أَوَّلُهُ عَنًا
وَأَوْسَطُهُ سُقْمٌ وَآخِرُهُ قَتْلُ

''عشق سے خالی اور پاک زندگی گزاریے۔ اس لیے کہ محبت کی ابتداء بڑی میٹھی ہے، اس کا وسط بیماری ہے، اور اس کا آخر قتل ہے۔''

عشق میں عاشق خود اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اس کی ابتداء عاشق کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ اس کے اسباب وہی پیدا کرتا ہے۔ وہی تو اپنے محبوب کا طلب گار ہوا تھا، اور اس کی جانب پیش قدمی کی تھی، اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسی نے جان بوجھ کر اپنے محبوب کو دیکھا، اور اسی نے اپنے محبوب کے بارے میں سوچنا شروع کیا؛ اس کے ساتھ لمبی لمبی مجلسیں لگانی شروع کیں۔ اور محبوب کے ساتھ لمبی لمبی

---

❶ ذم الهوى: ٣٣٤.

گپ شپ لگاتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ معاملہ عشق کی حد تک پہنچ گیا۔

مسئلہ شروع میں تو اس کے ہاتھ میں تھا، اور اس کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ اس بحرِ عشق میں غرق ہونے سے خود کو بچا سکتا۔ لیکن جب وہ خواہشات کے بھنور میں گھر کر پھنس گیا تو اب یہاں سے واپس ہونا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

جب آپ اپنے گھوڑے کو کسی انتہائی تنگ راستے میں داخل کردیں۔ تو پہلے اس تنگ راستے کے شروع میں تو یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ اس گھوڑے کو بہت کم محنت اور جدو جہد سے پیچھے موڑ لیا جائے۔ مگر جب گھوڑا کافی آگے نکل جائے؛ اس تنگ راستے کے درمیان میں یا دوسرے کونے کے قریب پہنچ جائے تو اب اس کے لیے واپسی کیسے ممکن ہوسکتی ہے۔ تم نے خود ہی اس گھوڑے کو اس تنگ راستے پر دور تک لے جا کر ہلاکت میں ڈال دیا۔

اس لیے کہ چوپایا مڑنے کے لیے فوری گھومنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور نہ ہی آپ اس کے پیچھے چل سکتے ہیں۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جو انسان اس مسئلہ میں داخل ہو، اس کے لیے اس عشق کے روگ سے نجات صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

۷۔ لوگوں میں عاشق کے کردار کی خرابی:

بے شک یہ عاشق لوگوں کے ہاں اپنے کردار اور سیرت کی وجہ سے ضرر و تکلیف اٹھاتا ہے۔ اس انسان کی سیرت ہر انسان کے لب پر موضوع گفتگو بن جاتا ہے، اور لوگ مزے لینے کے لیے اس کے قصے بیان کرتے پھرتے ہیں، اور بسا اوقات اس قصے میں رنگ بھرنے کے لیے اپنی طرف سے کئی جھوٹ بھی شامل کرلیتے ہیں، اور بیشتر اوقات ایسے عاشق پر فحاشی و بے حیائی کے الزام بھی لگائے جاتے ہیں، اور اس طرح کی دیگر خرابیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

۸۔ معشوق کا عاشق کو بلیک میل کرنا:

بیشتر اوقات ان حرام تعلقات کو بنیاد بنا کر معشوق اپنے عاشق کو بلیک میل کرتا ہے، اور

عاشق کو بہت بری طرح اپنے جال میں پھنسا لیتا ہے۔ اس کا مال بھی اس سے لے لیا جاتا ہے؛ اور بعض دیگر چیزیں بھی اسے قربان کرنی پڑتی ہیں۔

ایک فیملی کا قصہ ہے کہ ان کے بیٹے نے کسی ایک ملک کا سفر کیا، اور وہاں پر اسے ایک عورت کے ساتھ عشق ہوگیا۔ جس نے اس کی عقل اور ہوش وحواس اچک لیے۔ عقل ختم ہوگئی۔ اس نے اس عورت پر ہوٹلوں؛ ریستورانوں میں کھانے کھلانے اور بڑی بڑی مارکیٹوں سے گفٹ خرید کر دینے میں بہت زیادہ مال خرچ کیا۔ اسے رنگا رنگ لباس، تحفے تحائف، اور زیوارت وغیرہ خرید کردیے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل کنگال ہوگیا۔

بعض لوگ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لیے یا تو قرض لیتے ہیں، اور بعض چوری کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں انھیں جیل تک جانا پڑتا ہے۔

۹۔ عشق جرائم کی جڑ:

بسا اوقات عشق جرائم کے ارتکاب اور قتل تک پہنچا دیتا ہے۔

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دونوں طرف عشق کے کتنے ہی قتیل ہیں؟

اس لیے کہ اکثر و بیشتر ایسے ہوتا ہے کہ عاشق کسی بھی ایسے دوسرے انسان کو قتل کر دیتا جو کہ اس کے معشوق یا معشوقہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

اس عشق نے نعمتیں ختم کر دیں۔ امیروں اور غنی لوگوں کو مفلس وفقیر کر دیا، اور بڑے مرتبہ والوں کو ان کے مقام و مرتبہ سے گرادیا، اور انسان کی سوچ وفکر کو پراگندہ کر دیا۔ کتنے ہی گھرانے تباہ ہوگئے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

۱۰۔ حسنِ خاتمہ کی توفیق نہ ہونا:

عشق کی خرابیوں میں سے ایک حسن خاتمہ کی توفیق کا نہ ہونا ہے؛ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ جب انسان کی ذہنی حاضری، قوت اور کمال ادراک کے باوجود شیطان نے اسے دھوکا دے دیا تو پھر اس کے شر سے اس وقت کیسے بچ سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو۔

اس وقت کیا عالم ہوگا جب اس کی موت سر پر آن کھڑی ہوگی؟
اسی کی ساری قوتیں جواب دے جائیں گی، اور اس کا دل عالم نزع میں مشغول ہوگا۔
جب شیطان اپنے تمام مکر اس کے خلاف جمع کر لے گا اور اسے بہکائے گا۔
اپنے تمام لشکر اس کے خلاف جمع کر لے گا تا کہ دنیا سے جاتے وقت وہ اس انسان سے کوئی اچھا کام یا اس کا ایمان پر خاتمہ نہ ہونے دے یا توبہ نہ کرنے دے۔
پس کیا عاشق اس لمحہ اور اس کمزوری کے عالم میں شیطان کی چالوں اور اس کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے؟
ہاں وقت آ گیا ہے جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان انسان کے متعلق بالکل درست ثابت ہو:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙۛ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾﴾

(ابراهیم: ٢٧)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ہاں بے انصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔''

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: اس انسان کو اچھے خاتمہ کی توفیق کیسے ہوسکتی ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو، اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہو؛ اور شہوات اور مہلکات (ہلاک کرنے والی چیزوں) کا قیدی بن کر رہ گیا ہو؟
جس انسان کے اعضاء اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے معطل ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معشوق کی خدمت میں مشغول ہو، اس کے لیے اچھی عاقبت کیسے لکھی جا سکتی ہے؟
منجاب نامی ایک نوجوان کا قصہ جو کہ اپنے محبوب کو یاد کرتے ہوئے دم توڑ گیا، اپنے اندر ہر اس انسان کے لیے عبرت اور نصیحت رکھتا ہے جس کے اندر سمجھنے والا دل ہو، اور جو کوئی اسے عبرت و نصیحت کے لیے سننا چاہے۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس کے گھر کا دروازہ حمام (باتھ روم/ بیت الخلاء) کے دروازہ سے مشابہ تھا۔ وہاں سے ایک خوبصورت لونڈی کا گزر ہوا۔ وہ کہہ رہی تھی:

''منجاب کے حمام کا راستہ کدھر ہے؟

اس نے اس باندی سے کہا: یہ منجاب کا حمام ہے، اور اپنے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

وہ باندی اس کے گھر میں داخل ہوئی۔ وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہوگیا۔ جب اس نے اپنے آپ کو اس انسان کے ساتھ اس گھر میں اکیلے پایا تو وہ جان گئی کہ یہ حمام نہیں ہے، اور اسے دھوکا دیا گیا ہے۔

اس باندی نے منجاب کے سامنے یوں ظاہر کیا جیسے اس تنہائی اور اس جگہ پر وہ اسے مل کر بڑی خوشی اور فرحت محسوس کر رہی ہے۔ اس نے منجاب سے کہا:

''یہ بہتر ہوگا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہو، جس سے ہمارا موڈ خوشگوار ہو جائے، اور ہماری آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہو جائیں۔ تو تم جا کر کوئی اچھا سا کھانا کیوں نہیں لے آتے۔ اس نے اس باندی سے کہا: میں ایک گھنٹہ بھر وہ سب کچھ حاضر کردوں گا جو تم چاہتی ہو، اور جس چیز کی خواہش کا اظہار کرتی ہو۔ یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا، اور اس لونڈی کو گھر میں چھوڑ گیا اور دروازہ بند کیے بغیر چلا گیا؛ اسے ایسے ہی اپنے حال پر کھلا چھوڑ دیا۔

اس نے ان دونوں کے لیے کھانا لیا جب واپس آیا اور گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ لونڈی تو کہیں چلی گئی تھی۔ اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ یہ انسان اس کی تلاش میں سرگرداں بھٹکنے لگا، اور کثرت کے ساتھ اسے یاد کرنے لگا۔ وہ گلیوں اور سڑکوں پر چکر لگاتا اور کہتا جاتا:

''ہائے وہ عورت! جس نے ایک دن وہاں پہنچ کر یہ کہا تھا: منجاب کے حمام کا دروازہ کہاں ہے۔''

چند مہینوں کے بعد اس کا گزر ایک گلی سے ہوا، اور وہ یہی شعر پڑھ رہا تھا۔ تو ایک

لونڈی نے اسے ایک گھر کی کھڑکی سے جواب دیا اور کہا:

هَلَّا جَعَلْتَ لَهَا إِذْ ظَفِرْتَ بِهَا
حِرْزًا عَلَى الدَّارِ أَوْ قُفْلًا عَلَى الْبَابِ

"جب تو نے اسے پالیا تھا تو دروازے پر کوئی حفاظت کا انتظام کیوں نہیں کیا یا اسے تالا کیوں نہیں لگا دیا؟"

اس سے اس انسان کی دیوانگی اور بڑھ گئی، اور اس کے ہیجان میں جوش آ گیا۔ وہ اسی طرح بھٹکتا رہا یہاں تک کہ اسی حالت پر اس کی موت آ گئی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اس سے ملتا جلتا قصہ ایک اور بھی ہے۔

ایک شخص کو اسلم نامی ایک لڑکے سے عشق ہو گیا تھا۔ اس شخص کی اسلم کی جدائی کی وجہ سے حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ جب اس کے مرنے کا وقت آ گیا، تو لوگوں نے اس سے کہا: لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو؛ تو اسے کلمہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی، بلکہ کہنے لگا:

أَسْلَمُ يَا رَاحَةَ الْبَالِ الْعَلِيْلِ
وَيَا شَفَاءَ الْمُدْنِفِ النَّحِيْلِ
رِضَاكَ أَشْهٰى إِلٰى فُؤَادِيْ
مِنْ رَحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

"اے اسلم! اے بیمار فکر کی راحت! اے کمزور و لاغر بیمار کے لیے شفا! [اے میرے محبوب!] تیری رضامندی میرے دل میں جلیل القدر خالق (اللہ تعالیٰ) کی رحمت سے بڑھ کر مرغوب ہے۔"[1]

اور یہی کلمات کہتے ہوئے اس کی موت آ گئی۔

۱۱۔ عقل کا فتور:

عشق عقل کو خراب کر دیتا ہے۔ آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ لوگ ایک وادی میں ہوتے

[1] ذم الهوى: ٥٦٠.

ہیں جب کہ عاشق کسی دوسری وادی میں بھٹک رہا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے۔ وہ اپنی عقل سے فائدہ حاصل نہیں کر پاتا، اور نہ ہی کسی دوسرے کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

بلکہ بیشتر اوقات وہ اپنی دواء کو ہی بیماری سمجھتا ہے اور بیماری کو دوا، اس لیے کہ اس کی عقل کام نہیں کرتی۔

عشق کے اسباب

عشق میں گرفتار ہونے کے کئی ایک اسباب ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے اعراض:

علمائے کرام عشق کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عشق فارغ دل کی حرکت کو کہتے ہیں۔" [1]

اس سے مقصود یہ ہے کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی، تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اس میں عشق داخل ہو جاتا۔ بلاشبہ عشق کی بیماری میں انھی دلوں کو مبتلا کیا جاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوں۔"

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انسان کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز فراغت وقت اور کام چوری ہے۔ اس لیے کہ انسان کا نفس فارغ نہیں بیٹھتا۔ بلکہ اگر اسے ایسے کام میں مصروف نہ کیا جائے جو نفع دینے والا ہو تو نفس انسان کو ایسے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے جو نقصان دینے والے ہوں اور ایسا ہونا ضروری ہے۔" [2]

اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت مضبوط اور قوی نہ ہو تو یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کی محبت اس دل میں داخل ہو جائے۔ اس لیے کہ انسان کا نفس کبھی بھی بیکار

---

[1] زاد المعاد: ٤/٢٤٦.
[2] طريق الهجرتين: ٤١٣.

نہیں رہتا۔ اگر آپ اسے نیکی اور اطاعت کے امور میں نہیں لگائے رکھو گے تو یہ آپ کو برائی نافرمانی کے کاموں میں لگا دیگا، اور دل جب اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوتو غیر اللہ کی محبت سے بھر جاتا ہے۔''

[ایک عربی شاعر کہتا ہے]:

أَتَانِي هَوَاهَا قَبْلَ أَنْ أَعْرِفَ الْهَوٰى
فَصَادَفَ قَلْبًا خَالِيًا فَتَمَكَّنَا

''مجھے اس سے محبت کا خیال اس وقت آیا جب میں یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے، سو یہ خیال خالی دل سے ٹکرایا اور اس نے جگہ پالی۔''

۲۔ پیار کی طلب:

بعض لوگوں کے ہاں پیار کی چاہت اور طلب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اسے بچپن میں صحیح پیار نہیں ملا ہوتا۔ ایسے بھی ہوتا ہے کہ اسے ماں کا پیار نہ ملا ہو، جو اسے دودھ پلائے، اور اس کا خیال رکھے یا باپ کی شفقت سے محروم رہا ہو، جو کہ اس کا خیال رکھے، اس سے پیار کرے۔

ایسا انسان عشق کے ذریعہ سے محبت کا متلاشی رہتا ہے۔

اکثر و بیشتر ایسے لوگ وہ بچے ہوتے ہیں جو ٹوٹے پھوٹے گھرانوں میں پلے ہوتے ہیں۔ کسی کی ماں کو باپ نے طلاق دے دی۔ [پھر ماں نے بھی دوسری شادی کر لی] اور ان دونوں نے بچوں کا کوئی خیال نہیں کیا۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے بچے کسی تیسرے گھر میں پرورش پاتے ہیں۔ تو نہ ہی انھیں ماں کی مامتا ملتی ہے اور نہ ہی باپ کی شفقت۔ ایسے ہی لوگ بکثرت اس عشق کی بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔

اس لیے بھی کہ بچوں کے اندر ماں باپ کی طرف سے پیار و محبت اور شفقت کی سیرابی سے انھیں نفسیاتی ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ اور پھر اکثر و بیشتر انسان ایسی آفات سے دور رہتا ہے۔

۳۔حرام گانے، اور گندی فلمیں:

عشق کے پھندے میں گرفتار ہونے کے بڑے اسباب میں سے یہ خطرناک وسائل ہیں: گانے، گندی فلمیں، (گندہ لٹریچر وغیرہ) جو کہ انسان کو فحاشی اور غلط تعلقات کی راہ پر لگاتے ہیں۔ اکثر گانے اور فلموں کی بہت بڑی تعداد اسی موضوع سے متعلق ہوتے ہیں۔

کتنے ہی گانے ہیں جو کہ محبوب اور معشوق کے موضوع پر ہیں۔ جن میں صرف عشق و محبت کی باتیں ہوتی ہیں اور عاشق یا معشوق کے حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

اس دور میں فلموں میں جدید ترین ٹیکنالوجی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے عشاق کے قصے خوبصورت بنا کر پیش کیے جاتے ہیں۔ ان قصوں کے لکھنے کے لیے ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ جنہیں اداکار اپنی اداکاری کے رنگ سے رنگتے ہیں۔ موسیقار اس میں موسیقی کا زہر گھولتے ہیں۔ گلوکار اور دوسرے اپنے کلمات اور جملوں سے زہر افشانیاں کرتے ہیں۔ نتیجہ میں ایک ایسا زہر مرکب تیار ہو جاتا ہے جسے دیکھنے والے عشق و محبت کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں، اور ان چیزوں کو اپنی عملی زندگی میں لانا چاہتے ہیں جو کچھ وہ دیکھتے یا سنتے ہیں۔

پریم کہانیاں ان وسائل سے ہٹ کر کوئی دور کی چیز نہیں۔ بلکہ ان کہانیوں سے بسا اوقات خرابیاں مزید بڑھ جاتی ہیں۔

ان روایات، کہانیوں اور فلموں نے ہماری نوجوان نسل (لڑکوں اور لڑکیوں) کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے، اور انھیں عشق کے مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب ہی نوجوان اپنے چہروں کے بل گناہوں کے صحراء میں بھٹک رہے ہیں۔ انھیں کوئی بھی حق بات سکھانے اور بتانے والا ایسا نہیں ملتا جس کے دامن میں یہ لوگ پناہ لے سکیں، اور وہ انھیں حق بات بتا کر اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ راہ راست پر لا سکے۔ اس لیے کہ ان لوگوں کے دل بہت بری طرح سے غیر اللہ کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

اسی پیار کی طلب نے ان لوگوں کے اندر ایک سخت ہیجان کی کیفیت برپا کر دی ہے۔ جس کہ وجہ سے یہ لوگ ہر وقت حرام شہوات اور گندے تعلقات قائم کرنے کی تلاش میں

حیران و سرگرداں رہتے ہیں۔

۴۔شخصی کمزوری اور تقلید:

عاشق کی شخصیت بہت ہی کمزور ہوتی ہے۔ وہ اپنے اعصاب پر ضبط کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلکہ اسے وقت کی موجیں بہا کر لے جاتی ہیں اور وہ ان چیزوں میں واقع ہوجاتا ہے جن کا شکار لوگ بغیر سوچے سمجھے ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ انسان پختہ ارادہ اور مضبوط شخصیت کا مالک ہوتا تو اپنے نفس پر ضبط کو برقرار رکھ سکتا، اور گمراہی اور بے راہ روی سے دور رہتا۔

۵۔مثالی شخصیت کا خاتمہ:

عشق میں گرفتار ہونے کے اسباب میں سے ایک یہ ہے:

''مثالی نیک اور صالح شخصیت کا فقدان ہے، جو کہ نوجوانوں اور دوشیزاؤں کی سوچ و فکر کی ایسی راہ پر لگائے جس سے حقیقی معنوں میں محبت کرنی چاہیے، اور وہ ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت، اور پھر اس کے رسول ﷺ کی محبت اور پھر نیک و کار اور متقین و صالحین کی محبت۔ جب انسان کا دل اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور صالحین کی محبت سے بھر جاتا ہے تو یہ محبت اس کے لیے کفایت کر جاتی ہے۔ اس میں ایسے حرام عشق اور حرام صورتوں کی محبت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۶۔فراغت:

وقت ایک بڑی بیماری فراغت ہے جس نے بہت سارے نوجوانوں کو گناہوں کے کاموں پر لگا دیا ہے۔ خاص کر جب انسان کسی ایسے غنی اور مال دار معاشرہ میں ہوتا ہے جہاں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ عشق اور بے راہ روی کے لیے بازاروں میں بلاوجہ گھومنے اور حسین صورتوں کا پیچھا کرنے کے لیے فارغ ہوتا ہے، اور اس کے وقت کا ایک بہت بڑا قیمتی حصہ ایسے ہی بے فائدہ اور لایعنی کاموں میں ضائع ہوجاتا ہے۔

۷۔زیب و زینت:

عشق میں گرفتار ہونے کے اسباب میں سے ایک زینت کے ان مظاہر کا پھیل جانا ہے جو

ہمارے اس دور میں کثرت کے ساتھ پھیل چکیہیں۔ جسموں کی زینت عقل کو دنگ کر دیتی ہے۔ اور ایسے ہی لباس کی زینت اور بناؤ سنگھار نوجوانوں کو عشق کے جیل میں پہنچا کر دم لیتی ہے۔''

۸۔ اپنے اعضاء کی حفاظت نہ کرنا:

اپنے اعضاء کی حفاظت نہ کرنا بھی انسان کو عشق اور حرام خواہشات وشہوات کی وادیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ کبھی کبھی عشق سماعت سے ہی ہو جاتا ہے اور کبھی بصارت سے۔

نظر سے عشق کا ہوجانا بہت ہی واضح ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰـهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا۔ أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ . فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے بن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

آپ اس حدیث پر غور کیجیے! کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کے ذکر سے یہ بیان شروع کیا۔

کبھی کبھی عشق کے اس مرض میں گرفتار ہونے کا سبب صرف سماعت ہی ہوتی ہے۔ گانے سننے کی وجہ سے بہت سارے نوجوان عشق کا شکار ہوئے ہیں۔ پس وہ گانوں کا سننا نوجوانوں کے لیے جہنم کی اس آگ تک پہنچنے کا سبب بن گیا۔ بشار بن برد نے کہا ہے:

يَا قَوْمِ أُذْنِيْ لِبَعْضِ الْحَيِّ عَاشِقَةٌ
وَالْأُذْنُ تَعْشَقُ قَبْلَ الْعَيْنِ أَحْيَانًا
قَالُوْا: بِمَنْ لَا تَرَى تَهْذِيْ ، فَقُلْتُ لَهُمْ
اَلْأُذْنُ كَالْعَيْنِ تُوْفِي الْقَلْبَ مَا كَانَ

[1] صحيح بخاری ، كتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج : ٦٢٤٣۔ صحيح مسلم : ٢٦٥٧.

''اے میری قوم کے لوگو! میرے کان محلے کے کچھ لوگوں پر عاشق ہیں، اور کبھی کبھی آنکھ سے پہلے کان عاشق ہو جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: جس کو تو نے دیکھا ہی نہیں، اس کے عشق میں پاگل ہوا جاتا ہے؟ تو میں نے ان سے کہا: '' کان بھی آنکھ کی طرح دل تک وہ پوری پوری بات پہنچاتا ہے جو کہ واقع ہو۔'' ❶

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا .)) ❷

''کوئی عورت کسی غیر عورت سے مل کر اپنے شوہر کی اس طرح تعریف نہ کرے کہ جیسے کہ وہ کھلم کھلا دیکھ رہا ہے۔''

ایسا کیوں فرمایا گیا؟ تاکہ وہ اس پر عاشق نہ ہو، اس لیے کہ دل کبھی سنی سنائی باتوں پر بھی عاشق ہو جاتا ہے۔

اس غلطی کا شکار بہت سی بیویاں ہو جاتی ہیں۔ کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھتی ہے تو وہ کسی دوسری عورت کی صفات بیان کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کی شکل اتنی خوبصورت ہے؛ اس کی قامت ایسی قدِ بالا ہے۔ اس کا رنگ جیسے چمن میں بہار آئی ہے۔ [اس کی وضع و قطع جیسے مرمر سے تراشا ہوا بدن] اور اس کی دیگر خصوصیات بیان کرتی ہے، اور اس کا ہنسنا، اور اس کا مزاح وغیرہ۔

تو یہ عورت جس کی صفات بیان کی گئیں اس مرد کے دل میں کھٹکنے لگتی ہے۔ وہ اس عورت سے بن دیکھے محبت کرنے لگتا ہے۔

بعض شوہروں کے دوسری شادی کرنے کا سبب ہی پہلی بیوی کا یہ صفات بیان کرنا بن جاتا ہے۔ چنانچہ کل کو وہ دونوں آپس میں سہیلیاں تھیں اور آج سوکنیں بن بیٹھیں۔

عشق سے بچاؤ کا طریق کار

مرضِ عشق سے بچنے کے کئی ایک طریقے ہیں، ان میں سب سے نمایاں طریقے یہ ہیں:

❶ الأغاني: ۳/۲۳۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها: ۵۲۴۰.

۱۔ عشق کے اسباب سے اجتناب:

طبیعتیں خواہشات کی طرف میلان رکھنے میں تقریباً برابر ہوتی ہیں۔ تو انسان کو چاہیے کہ وہ ان اسباب سے دور رہے جو عشق میں پھنسنے کا سبب بنتے ہیں، اور شروع سے ہی ان چیزوں سے بچ کر رہے۔ اپنی سماعت و بصارت کی حفاظت کرے، اور انھیں کسی ایسی چیز پر واقع نہ ہونے دے جو کہ عشق کی طرف لے جانی والی ہو۔

۲۔ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اسی لیے انسان کی سب سے بڑی اصلاح یہ ہے کہ وہ اپنی تمام تر قوتوں کو صرف ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی محبت پر لگا دے۔ وہ اس طرح کہ اپنے دل و جان اور اعضاء سے یعنی اعمال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ پس اپنے محبوب کی توحید بجالائے، اور اس کی محبت میں توحید کو برقرار رکھے۔ محبوب کی توحید یہ ہے کہ اس کے محبوب متعدد نہ ہونے پائیں۔''[1]

انسان پر واجب ہے کہ اس کے دل میں جتنی بھی محبت ہو سب کی سب اللہ کے لیے خرچ کر دے۔ خود اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ کسی دوسرے سے محبت کرے تو اللہ کے لیے، کسی سے نفرت کرے تو اللہ کے لیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہوں۔ یہ محبت انسان کی اصلاح کے لیے معراج، بہت بڑے انعام اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی حیثیت رکھتی ہے۔ دل کے لیے اس کے علاوہ نہ کوئی اصلاح کی چیز ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی نعمت۔

اللہ تعالیٰ کی محبت تمام عشاق اور اپنے محبوب سے محبت کرنے والوں کی محبت سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبت ہی اکمل اور اعظم اور سب سے بڑھ کر ہے، اور یہ محبت مال و اولاد اور والدین کی محبت سے سخت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں

[1] روضة المحبين: ١٩٩.

کمال انکساری، تواضع، خشوع وخضوع، تعظیم، اطاعت اور ظاہری و باطنی [یعنی دل و جان سے] فرماں برداری پائی جاتی ہے۔

۳۔ تعلقات کا خاتمہ:

عاقل انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے تمام ایسے [غلط اور غیر شرعی] تعلقات ختم کر دے۔ اسے چاہیے کہ وہ غور کرے کہ وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو کیوں؟ اور اگر کسی سے نفرت رکھتا ہے تو کیوں؟

اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ اپنے نفس کے لیے ہرگز یہ ظاہر نہ کرے کہ وہ فلاں سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے؛ جب کہ حقیقت یہ ہو کہ اس کی محبت کا سبب اس کا حسن و جمال ہو، اور خوبصورت و دلکش منظر ہو۔

۴۔ نگاہ کی حفاظت:

انسان پر واجب ہوتا ہے کہ جب اس کی نظر کسی خوبصورت چیز پر پڑے، اور وہ اس کے منظر سے لطف اندوز ہو تو وہ فوراً اپنی نظر کو دوسری موڑ لے۔ اس لیے کہ جب بھی دوبارہ اسے دیکھا جائے گا تو یہ انسان شرعاً اور عقلاً ملامت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ اس فرمانِ الٰہی میں غور کریں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ (النور: ۳۰)

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔''

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نگاہ نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کو نفس کے لیے سب سے زیادہ پاکیزہ قرار دیا ہے۔ اور تزکیہ نفس شرور و معاصی کے ختم ہونے کو متضمن ہے۔ ان ہی میں سے ایک عشق کا مرض بھی ہے۔

عشق کا نظر سے بہت ہی مضبوط تعلق ہے۔ اس کا علاج نظر کو جھکائے رکھنا ہے اور بار بار کسی چیز کو دیکھنے سے اجتناب کرنا ہے۔

نظر کی مثال اس بیج کی ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ پس پہلی نظر تو وہ بیج ہوتی ہے، اور دوسری نظر اس کے لیے پانی سے سیرابی کا کام کرتی ہے جو کہ بیج کو دیا جاتا ہے۔

اگر انسان مسلسل اس بیج کو پانی دیتا رہا تو کل تک یہ بیج ایک مضبوط درخت کی شکل اختیار کر جائے گا۔ جسے اُکھاڑ پھینکنا مشکل ہوگا۔

اسی لیے بغیر کسی شک وشبہ کے کہا جاتا ہے کہ نظر کو جھکانا سب سے بڑا پرہیز اور دفاع ہے۔

عشق کا علاج

عشق کا علاج ان مراحل کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے جہاں تک عاشق پہنچ چکا ہے۔ خواہشات کا [دل میں] داخل ہونا آسان ہے، مگر ان سے پھر باہر نکلنا انتہائی سخت مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ عشق کے علاج کی جملہ اقسام درج ذیل ہیں:

ا۔ فرار:

معشوق کی سرزمین سے دوری اختیار کر لینا مرضِ عشق کے بڑے اور کامیاب ترین علاج میں سے ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

''جو آنکھ سے دور ہوتا ہے وہ دل سے بھی دور ہوتا ہے۔''

عاشق کو چاہیے کہ اپنے معشوق کا شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر کی طرف سفر کر لے، اور اس جگہ کو چھوڑ دے جہاں سے اس کے معشوق کا دیدار ہوتا ہے۔ پس یا تو وہ اپنی رہائش گاہ بدل ڈالے، یا پھر اپنے کام کاج کی جگہ کو۔

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شیطان کی چالوں سے بچ کر رہے، اور ان مکاریوں سے دور رہے جو عاشقوں اور محبت کرنے والوں کو پٹیاں پڑھائی جاتی ہیں۔ کسی شاعر نے بہت خوب کہا ہے:

نَعِمَتْ بِهَا عَيْنِي فَطَالَ عَذَابُهَا
وَلَكُمْ عَذَابٌ قَدْ جَنَاهُ نَعِيمُ
نَظَرَتْ فَأَقْصَدَتِ الْفُؤَادَ بِسَهْمِهَا
ثُمَّ انْثَنَتْ نَحْوِي فَكِدتُّ أَهِيمُ
وَيْلَاهُ إِنْ نَظَرَتْ وَإِنْ هِيَ أَعْرَضَتْ
وَقْعَ السِّهَامِ وَنَزْعُهُنَّ أَلِيمُ

''میری نظر اس کے دیدار سے لطف اندوز ہوئی تھی؛ مگر اس کا عذاب لمبا ہوگیا، اور تمہارے لیے وہی عذاب ہے جو یہ نعمتیں لے کر آئی ہیں۔ اس نے میری طرف دیکھا، اور دل کو اپنے تیر کا نشانہ بنالیا۔ پھر اس نے میری طرف کا قصد کا تو قریب تھا کہ میں پاگل ہوجاتا۔ اس کے لیے تباہی ہو اگر وہ دیکھے یا منہ موڑ کر چل دے۔ ان تیروں کا لگنا اور پھر ان کا نکالا جانا انتہائی دردناک ہے۔''

معشوق کا کردار بھی عاشق کے علاج میں ہونا ضروری ہے۔ اس پر بھی واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے عاشق سے کہیں دور بھاگ جائے۔ [اور اس سے ہر طرح سے بچ کر رہے] یا پھر اس جگہ کو ہی چھوڑ دے جہاں پر عاشق پایا جاتا ہے، اور عاشق کی راہیں کھلی چھوڑ دے۔ تاکہ عاشق کے کانوں میں اس کی بھنک بھی نہ پڑنے پائے، اور نہ اس کی کوئی حس یا اثر و نشانی محسوس کرسکے۔ نہ ہی عاشق اس کو دیکھ سکے، نہ اس کا کلام سن سکے۔ یہاں تک کہ دھیرے دھیرے اسے بالکل ہی بھول جائے۔

کبھی ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ عاشق اس جدائی کے اثر شدت کے ساتھ کو محسوس کرے؛ اور اس کی تکلیف اور عذاب بڑھتا ہی جائے۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ ''صبر کرو، بے شک کامیابی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔''

عاشق تو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ تو ہم اس سے کہیں گے:

''اگر تم اس طرح [عفت اور پاک دامنی کی حالت میں] مر بھی گئے تو تمہیں ان

شاء اللہ اجر مل کر رہے گا۔ اس لیے کہ تم اپنے نفس کو حرام چیز سے روک رہے ہو، اور اگر تم زندہ رہے تو پاکیزہ اور عزت والی زندگی گزارو گے۔ اور اس مصیبت و آزمائش سے نجات حاصل کر لو گے۔''

خبردار پھر خبردار! کہ اپنے محبوب کو دوبارہ دیکھو۔ اس لیے کہ جب عاشق کی حالت بگڑ جاتی ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''لاؤ، کچھ دیر کے لیے اسے محبوب کے ساتھ بٹھا دو، اور ایک بار دیدار کرا دو تا کہ کچھ افاقہ ہو جائے۔''

خبردار ایسا کبھی نہ کرنا۔ اگر ایک بار پھر دیکھ لیا تو وہی پہلی جیسی حالت ہو جائے گی۔ [اور ساری محنت پر پانی پھر جائے گا]۔

معشوق و محبوب پر بھی واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس کی وجہ سے عاشق ضائع ہو جائے گا، اور یہ اس کی طرف سے [عاشق پر] ظلم ہوگا۔

یہی نہیں بلکہ معشوق و محبوب پر واجب ہے کہ وہ اپنے عاشق کی اس مصیبت اور اس حالت سے نکالنے کے ہر ممکن مدد کرے، اور خود عاشق سے دور رہے۔

۲۔ معشوق کی برائیوں پر غور و فکر:

محبت کرنے والے کی آنکھ اپنے محبوب کے عیوب سے اندھی ہوتی ہے۔ عاشق کو اپنے محبوب و معشوق کا کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا۔ بلکہ جو باتیں عیب کی ہوں انھیں بھی وہ محبوب کے محاسن اور خوبیوں میں سے شمار کرتا ہے۔''

ان خواہشات اور عشق کے علاج میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے محبوب کی برائیوں پر بھی نگاہ رکھے۔ وہ کون سی برائیوں اور غلطیوں میں گھرا ہوا ہے؟ اسی طرح اس کی نجاست پر بھی غور کرے۔ جب محبوب عورت ہو تو یہ بھی غور کرے کہ جب اسے حیض یا نفاس آتا ہوگا تو اس کی کیا حالت ہوتی ہوگی؟ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب تم میں سے کسی ایک کو کوئی عورت بھلی لگے تو اسے چاہیے کہ اس کی

برائیوں پر بھی نظر کرے۔''

کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ عراق کے امراء میں سے کسی امیر کے پاس گیا، تاکہ وہ ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف کا فیصلہ کردے۔

عورت نقاب میں تھی، اور سرمہ لگائے ہوئے تھی۔ اس کی ساتھ ہی حسن کلام اور شیریں سخن بھی رکھتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ امیر بھی اس عورت کے ساتھ مل کر اس کے شوہر کے خلاف ہوگیا، اور اس سے کہنے لگا:

''تم میں سے کوئی ایک کسی شریف زادی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور پھر اس سے شادی کرلیتا ہے، مگر پھر اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔''

یہ سن کر شوہر امیر کے ارادے کو بھانپ گیا، اس نے جھک کر بیوی کے چہرے سے نقاب اتار دیا۔ جب امیر نے یہ منظر دیکھا تو اس عورت سے کہنے لگا:

''تم پر لعنت ہو، کلام تو مظلوموں کا پیش کرتی ہو، اور چہرہ ظالموں کا ہے۔''[1]

یہ الفاظ امیر صاحب نے اس وقت کہے جب اس نے باقی چہرے کی حقیقت کو دیکھ لیا، اور یہ بات واضح ہوگئی کہ جس حسن و جمال کا اسے دھوکا ہوگیا تھا وہ اصل میں کچھ بھی نہیں۔

۳۔ حرام سے نفس کو جھڑکنا:

انسان پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو حرام چیزوں سے جھڑکتا رہے۔ اگر اس کی معشوقہ کسی دوسرے انسان کی بیوی ہو تو اپنے نفس سے کہے کہ: یہ تو شادی شدہ ہے پھر میں کیسے اس سے عشق یا محبت کرسکتا ہوں۔

جب معشوق مذکر ہو؛ تو کہے: یہ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ قوم لوط علیہ السلام کو ان افعال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسی سزا دی ہے کہ ایسی سزا کسی دوسری قوم کو نہیں دی۔ [اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں]:

﴿فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾﴾ (القمر: ۳۷)

[1] ذم الهوى: ٥٨٥.

''پس ہم نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں [اور کہہ دیا] میرا ڈرانا اور میرا عذاب چکھو۔''

[نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴾ (ھود: ۸۲)

''پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر و زبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکریلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے۔''

[اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴾ (الحجر: ۷۳)

''پس سورج نکلتے نکلتے انھیں ایک بڑے زور کی آواز نے پکڑ لیا۔''

کوئی اور قوم ایسی نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط جیسا عذاب دیا ہو۔ جب کسی ایک کے دل میں کسی چھوکرے یا لونڈے کے عشق کا خیال آئے تو اسے ان لوگوں کے انجام پر نظر کرنی چاہیے جنہیں اس قسم کے عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسا دردناک عذاب دیا۔

۴۔ نفس کو رب کی عظمت کی یاد دہانی:

اگر کوئی انسان بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی بیوی کو دیکھ لے، اور اس کی خواہش کرنے لگے، اور اس کے ساتھ اس کا دل لگ جائے؛ تو کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ وہ کون سی چیز ہو سکتی ہے جو اس انسان کو اس قسم کے عشق سے روک کر رکھے؟

بے شک وہ بادشاہ اور اس کے ڈنڈے کا خوف، انتقام اور پکڑ کا ڈر ہی ہو سکتا ہے۔

پس جب ایسا ہی ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی کبریائی کا خیال پیدا کرے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور حرام عشق میں واقع ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔''

۵۔ عشق کے انجام پر نظر:

اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق کے نتیجہ میں دائمی قلق اور برے عواقب ہی نصیب ہوتے

ہیں، اور اس کے نقصانات بہت بڑے ہیں۔ عشق انسان کو ایک بیوقوف اور بھٹکا ہوا آدمی بنا دیتا ہے۔ اس سے علم اور حکمت کا نقصان ہوتا ہے۔ عشق غم میں ملا ہوا مرکب ہے۔ پریشانیاں اور جدائی کا خوف، دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ذلت وحسرت۔ عقل مند انسان جب دیکھتا ہے کہ کوئی مرض انسان کو ہلاک کر کے رکھ دے گا تو وہ خود ہی اس کے علاج میں جلدی کرتا ہے، اور ایسا کرنا ضروری بھی ہے۔ یہی حال عشق کا ہے۔ یہ دل کا مرض ہے، اور عاقل کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ اگر اس کا نفس عشق میں گرفتار ہو رہا ہو تو وہ اس کے علاج میں جلدی کرے۔

٦۔ دعا:

دعا ایسا اسلحہ ہے جو کبھی بھی انتہائی سخت اور بے چینی واضطراب کے حالات میں خیانت نہیں کرتا۔ یہی وہ کامیاب ہتھیار ہے کہ مومن پر واجب ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ اس اسلحہ کو استعمال کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾

(البقرة: ١٨٦)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے طریقہ کار میں سے یہ بھی تھا کہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے عشق سے بچنے کے لیے دعائیں سکھایا کرتے تھے۔

سیّدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے، تو آپ نے فرمایا: کہو:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ ، وَ

مِنْ شَرِّ لِسَانِيْ ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنی سماعت کے شر اور اپنی بصارت کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے؛ اور اپنی منی کے شر سے۔''

اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعِفَافَ ، وَالْغِنٰى .)) ❷

''اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقویٰ کا اور پاکدامنی کا اور تونگری کا۔''

[آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پاک دامنی کا سوال کیا کرتے تھے جو کہ شہوت کا علاج ہے]۔

خبردار! اپنے نفس سے دھوکا نہ کھانا۔ کہ تم دعا سے دور ہو جاؤ اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ سمجھو۔ [شاعر کہتا ہے]:

إِذَا لَمْ يَكُنْ عَوْنٌ مِّنَ اللّٰهِ لِلْفَتٰى
فَأَوَّلُ مَا يَجْنِيْ عَلَيْهِ اجْتِهَادُهُ

''جب کسی نوجوان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور توفیق نہ ہو تو سب سے پہلے اس کا عبادت میں اجتہاد کرنا ہی اس پر ظلم کرتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر آپ ان تمام دواؤں سے عاجز آ جائیں، تو اب کوئی دوا اس کے علاوہ باقی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کیا جائے، سچی توبہ کی جائے اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑایا جائے جو بے بس کی پکار کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارے، اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے در پر پھینک دے، اور اس سے خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری اور تذلل کے ساتھ مدد طلب کرتا رہے۔ جب بھی اسے دعا

---

❶ ابو داؤد کتاب الوتر، باب في الاستعاذه : ۱۵۵۱ وصححه الحاكم۔

❷ صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعاء، باب فی الأدعية : ۲۷۲۱ .

کرنے کی توفیق ہو، تو وہ اس توفیق دینے والے کے در کو ضرور کھٹکھٹائے۔''

۷۔ صبر

بے شک صبر کا انجام بہت ہی خوبصورت اور عمدہ ہوتا ہے۔ کامیابی صبر کے ساتھ ہے، اور اس وقت اگر انسان صبر کا کوڑا گھونٹ بھر لے تو یہ آخرت میں جہنمیوں کا گندا خون اور پیپ پینے سے بہت ہی بہتر ہے۔ والعیاذ باللہ۔

۸۔ مجاہدۂ نفس:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۟ ﴾ (العنکبوت : ٦٩)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے یقیناً اللہ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔''

۹۔ ثقہ لوگوں سے مشورہ:

جو انسان مشورہ کرتا ہے وہ نہ ہی ناکام ہوتا ہے، اور نہ ہی کبھی اسے ندامت اٹھانا پڑتی ہے۔ جس انسان پر یہ عشق کی مصیبت آجائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنے بھائیوں کی آراء اور ان مشوروں کو قبول کرے جن سے اس مصیبت کا مقابلہ کیا جانا ممکن ہو۔

اپنے نیکوکار و صالحین بھائیوں سے مدد طلب کرے۔ جو اسے صحیح معنوں میں خیر خواہی کا حق ادا کرتے ہوئے نصیحت کریں، اور اسے اس شرعی راستے کی طرف رہنمائی کریں جس پر چلتے ہوئے اس بیماری سے نجات حاصل کرنا ممکن ہو۔

خاتمہ

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ عشق کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اللہ کی قسم! یہ بہت بڑا فتنہ اور بہت بڑی آزمائش ہے جس نے نفوس کو غیر اللہ کا غلام بنا دیا، اور دلوں پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کو انتہائی رسوائی کا عذاب ہو رہا ہے، اور عشق اور توحید کے درمیان جنگ چھیڑ دی ہے اور عشق ہر بھٹکے ہوئے شیطان کی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ پس عشق کی وجہ سے دل خواہشات نفس کا اسیر ہو جاتا ہے۔ خواہشات نفس دل پر حکومت کرنے لگتی ہیں، اور دل کا امتحان بہت سخت ہو جاتا ہے۔ اور فتنہ سے لبریز ہو جاتا ہے۔ یہ فتنہ انسان کے اور کامیابی و نجات کی راہوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اور راہ حق سے روک لیتا ہے، اور عشق کے بازار میں انسان اپنے نفس کو انتہائی گھٹیا داموں بیچ ڈالتا ہے؛ جس کا معاوضہ سب سے ردی قسم کا ہوتا ہے جو جنت کے کمروں کے بدلہ میں لیا جاتا ہے۔ چہ جائے کہ جو چیزیں اس سے بھی بڑھ کر ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی قربت کے علاوہ دوسری نعمتیں ہیں۔

عشق اس ذلیل و خسیس محبوب سے ہی سکون پاتا ہے جس کی تکلیف اس کی لذت سے کئی گنا زیادہ ہے، اور اس محبوب کا وصل اور حصول اسے نقصان پہنچنے کے سب سے بڑے اسباب میں سے ہے۔ کتنے ہی ایسے محبوب ایسے ہوتے ہیں کہ جو بہت جلد ہی بدل جاتے ہیں، اور دشمن بن جاتے ہیں، اور جب بھی ممکن ہوتا ہے تو اپنے چاہنے والے سے برأت کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ گویا کہ وہ کبھی بھی اپنے عاشق کا محبوب ہی نہیں رہا۔

اگر عاشق اپنے محبوب سے اس دنیا میں لطف اندوز بھی ہو جائے تو ایک وقت آئے گا جب اسے اس کے بدلہ میں بہت بڑی تکلیف برداشت کرنا پڑے گی، اور خصوصی طور پر اس

وقت جب یہ دنیا کے دوست وہاں پر ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔[وہاں پر صرف متقین کی آپس میں دوستی ہی کام آئے گی؛ جو کہ تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو]۔

ہائے افسوس وحسرت ہے اس محبوب پر جس نے اپنے سچے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ خالق و مالک کو چھوڑ کر اپنے نفس کو چند کھوٹے ٹکوں کے بدلے، بہت جلدی ملنے والے معاوضہ پر بیچ دیا۔ اس کی لذتیں تو ختم ہوگئیں، مگر لذتوں کا عذاب باقی رہ گیا۔ نفع بہت جلد ہی جاتا رہا، اب نقصان ہی نقصان باقی ہے۔ شہوات جاتی رہیں، شقاوت باقی رہ گئی۔ نشہ ختم ہوگیا حسرت وافسوس رہ گئے۔

ہائے افسوس! اس رحمان کی رحمت! جس نے اس کے لیے دو حسرتیں جمع کردیں۔ ایک تو بڑے اور اعلیٰ محبوب اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے چھوٹ جانے پر حسرت و افسوس، اوراب جو عذاب الیم ملے گا اس پر حسرت وافسوس۔

اس موقع پر دھوکا کھایا ہوا انسان جان لے گا کہ اس نے کون سا متاع گراں مایہ گنوادیا، اور وہ محبوب جو کہ اس کے دل و جان کا مالک بنا ہوا تھا، وہ اس قابل بھی نہیں تھا کہ وہ اس کے خدام اور اتباع کرنے والوں میں سے ایک ہوتا۔

اس مصیبت سے بڑھ کر کون سی مصیبت ہوگی جب بادشاہ کو اس کے تخت سے اتار کر ایسے آدمی کا قیدی بنا دیا جائے جو اس کا غلام اور خادم ہونے کا بھی اہل نہ ہو، اور اس بادشاہ کو اس انسان کی اوامر ونواہی کا پابند کردیا جائے۔ اگر آپ عاشق کے دل کو دیکھیں جب وہ محبوب کے ہاتھوں میں ہو تو آپ دیکھیں گے کہ:

كَعُصْفُوْرَةٍ فِيْ كَفِّ طِفْلٍ يَسُوْمُهَا
حِيَاضَ الرَّدٰى وَالطِّفْلُ يَلْهُوْ وَيَلْعَبْ

''اس کی مثال اس چڑیا کی طرح ہے جو کسی بچے کے ہاتھ میں ہوں جو اسے ہلاکت کی طرف آگے بڑھا رہا ہو؛ مگر وہ بچہ اس کے ساتھ پھر بھی کھیل تماشہ میں مصروف ہو۔''

اور اگر آپ اس کے احوال اور زندگی کا مشاہدہ کریں تو آپ کہیں گے:

فَمَا فِی الْاَرْضِ أَشْقٰی مِنْ مُحِبٍّ
وَإِنْ وَجَدَ الْهَوٰی حُلْوَ الْمَذَاقِ
تَرَاهُ بَاكِيًا فِي كُلِّ حِيْنٍ
مَخَافَةَ فُرْقَةٍ أَوْ لِاشْتِيَاقِ
فَيَبْكِي إِنْ نَأَوْا شَوْقًا إِلَيْهِمْ
وَيَبْكِي إِنْ دَنَوْا حَذَرَ الْفِرَاقِ

''زمین میں محبت کرنے والے سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہیں؛ اگر چہ وہ اپنی خواہشات ایک شیریں لطف بھی پالیں۔ مگر آپ جب بھی اسے دیکھیں گے تو اسے روتا ہوا ہی پائیں گے۔ یا تو وہ فراق کے خوف سے رو رہا ہوگا یہ ملن کے شوق میں۔ اگر وہ دور ہوں تو ان کی ملاقات کے شوق میں روتا ہے، اور اگر وہ مل جائیں تو ان کے فراق کے خوف سے روتا ہے۔''

اگر آپ اس عاشق انسان کی نیند اور راحت کا مشاہدہ کریں گے تو آپ جان لیں گے محبت اور نیند نے آپس میں یہ وعدہ کیا ہے اور حلف لیا ہے کہ یہ دونوں کبھی بھی جمع نہیں ہوں گی، اور اگر آپ اس عاشق کے آنسوؤں کا سیل رواں اور اس کے دل میں بھڑکتی ہوئی نارِ محبت کا مشاہدہ کریں گے تو آپ کہیں گے:

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ مُتْقِنِ صُنْعِهٖ
وَمُؤَلِّفِ الْأَضْدَارِ دُوْنَ تَعَانُدِ
قَطْرٌ تَوَلَّدَ عَنْ لَهِيْبٍ فِي الْحَشَا
مَاءٌ وَنَارٌ فِي مَحَلٍّ وَاحِدِ

''عرش کے پروردگار کے لیے تمام تر تعریف اور پاکیزگی ہے جو کہ اپنی کارگری میں بڑا ہی پختہ ہے، اور دو مخالف چیزوں کو بغیر کسی تجاوز کے جمع کرنے والا

ہے۔ اس نے چنگاری سے گھاس میں پانی کے قطرے پیدا کر دیے۔ پانی اور آگ دونوں ایک ہی جگہ میں ہیں۔''

اگر آپ عاشق کے دل میں محبت کے راستے اور اس کی سختی کو دیکھیں گے تو جان لیں گے محبت عاشق کے دل و بدن میں روح سے زیادہ سرایت کیے ہوئے ہے۔

کیا کسی عاقل انسان کے لائق ہے کہ اپنے اس ملک (دل و جان) کو ایسے لوگوں کے ہاتھوں بیچ دے جو اسے انتہائی سخت عذاب پہنچائیں، اور اس عاشق کے اور اس کے محبوبِ حقیقی خالق و مالک کے درمیان جس کے بغیر انسان کا کوئی چارہ نہیں، بڑے بڑے پردے ڈال دیں۔ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ہاتھوں قتیل بنتا ہے۔

محبّ اپنے محبوب کا غلام اور نوکر ہوتا ہے۔ اگر وہ اسے پکارے تو وہ لبیک کہتا ہے۔ اگر اس سے اس کی تمنا کے بارے میں پوچھا جائے تو اس محبوب ہی اس کی سب سے بڑی تمنا ہوتی ہے۔ وہ اس کے علاوہ نہ ہی کسی سے انس رکھتا ہے اور نہ ہی کسی سے سکون پاتا ہے۔

یہ شخص حقیقت میں اس بات کا حق دار ہے کہ اس کا مالک اس کے محبوب حقیقی کے بغیر کوئی بھی نہ بننے پائے، اور نہ یہ اپنے نفس کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر ڈالے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنے نور سے بھر دے، اور ہم پر اپنی رحمتوں کی بارش کر دے، اور ہم پر اطمینان وسکون نازل فرمائے۔ اور ہمیں دنیا و آخرت میں کلمہ توحید پر ثابت قدم رکھے، اور ہمارے دلوں کی، ہماری نیتوں کی اور ہماری اولادوں کی اصلاح فرمادے۔ بے شک وہ دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محمد صالح المنجد

www.KitaboSunnat.com

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے سوالوں کے دو درجے ہیں۔ پہلے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے جوابات براہِ راست دیے جاسکتے ہیں، اور دوسرے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے لیے غور وفکر کرنے اور سوچنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ عشق کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کریں؟

۲۔ عشق کی کتنی اقسام ہیں؟

۳۔ عشق کے کئی ایک مظاہر ہیں، ان میں سے زیادہ نمایاں مظاہر کون سے ہیں؟

۴۔ عشق کی خرابیاں اور نقصانات کیا ہیں؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ عشق زیادہ تر کس چیز سے مربوط ہوتا ہے؟

۲۔ عورتوں کے عورتوں کے ساتھ عشق کرنے کا بڑا سبب کون سا ہے؟

۳۔ عشق کے مسئلہ میں ابن قیم رحمہ اللہ کی بڑی ہی بہترین رائے ہے، وہ کیا ہے؟

۴۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاستقامہ" میں عشق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے چند امور ذکر کیے ہیں، وہ کون سے ہیں؟

۵۔ عیسائی جب قیدیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

مفسدات القلوب

دُنیا کی محبت

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں ہے کہ دل تمام اعضاء کا بادشاہ ہے، اور باقی اعضاء اس کا لشکر ہیں۔ جب بادشاہ کی اصلاح ہوتی ہے تو لشکر کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ .)) [1]

''خبردار ہو جاؤ! بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔''

دل ایک اونچا قلعہ ہیں جس کے کئی دروازے اور اندر داخل ہونے کے راستے ہیں۔ اور شیطان اس دھوکا باز دشمن کی طرح ہے جو کہ ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہے، اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کیسے اس قلعہ میں داخل ہو تا کہ اس پر غلبہ حاصل کر لے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینه : ۵۲۔ صحیح مسلم : ۱۵۹۹۔ یہ پوری حدیث اس طرح ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہوں (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ جانور شاہی چراگاہ کے قریب چر رہا ہو جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے۔ لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جا کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس کے آگے باقی حدیث متن میں درج ہے۔ عام فائدہ کے لیے مکمل حدیث درج کر دی۔ (مترجم)

اس قلعہ کی حفاظت صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کے دروازوں اور اندر داخل ہونے والے راستوں کی پاسبانی اچھی طرح کی جائے۔ عاقل انسان پر واجب ہے کہ ان ابواب اور اندرون قلعہ جانے والے راستوں کو پہچان کر رکھے۔ تا کہ اس دھوکا باز دشمن کی راہیں روک سکے، اوراس کے میں کسی قسم کی کوئی خرابی پیدا نہ ہونے پائے۔

دل میں داخل ہونے کے لیے شیطان کے بہت سارے راستے ہیں، ان میں سے مثال کے طور پر حسد، حرص، لالچ، طمع، بخل، ریاکاری، خود پسندی، بدگمانی، جلد بازی، طیش، غصہ، دنیا کی محبت اوراس سے تعلق، گھروں، سواریوں اورلباس میں زیب و زینت اوراس طرح کی دوسری اشیاء۔

اس کتاب میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ''مفسدات القلوب'' ''دل کو خراب کردینے والی چیزیں'' کے ضمن میں اس آخری راستے '' دنیا کی محبت'' کے متعلق اس کتاب میں گفتگو کریں گے۔

اس سلسلہ میں ہم دنیا کی حقیقت بیان کریں گے، اوراس کے ساتھ ہی دنیا سے متعلق مومن کے موقف کے متعلق مختصر سا اشارہ بھی کریں گے۔ پھراس کے بعد حسب توفیق دنیا کی محبت کے مظاہر، اس کے اسباب اورخرابیوں اوران کے علاج کے متعلق گفتگو کریں گے۔

اِس موقع پر ضروری ہے کہ میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری اوراس کی جی بھاتی صورت میں طباعت کے لیے کسی طرح بھی اپنا حصہ ڈالا۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دنیا کو ہمارے لیے بڑی فکر نہ بنادے اور نہ ہی ہمارا مبلغ علم فقط دنیا ہی ہو، اور نہ ہی ہمارا انجام کار جہنم کی طرف بنائے۔ آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

محمد صالح المنجد

دنیا کی حقیقت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰﴾ (الحدید : ۲۰)

’’جان لو کہ بے شک دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل ہے اور دل لگی ہے اور بناؤ سنگار ہے اور تمھارا آپس میں ایک دوسرے پر بڑائی جتانا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس بارش کی طرح جس سے اگنے والی کھیتی نے کاشتکاروں کو خوش کر دیا، پھر وہ پک جاتی ہے، پھر تو اسے دیکھتا ہے کہ زرد ہے، پھر وہ چورا بن جاتی ہے اور آخرت میں بہت سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بڑی بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔‘‘

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تفسیر قرطبی ۱۷/ ۲۵ پر فرماتے ہیں:

’’مَا‘‘ [آیت میں خط کشیدہ] لفظ صلہ کا ہے۔ اس کی تقدیر یہ ہے کہ: ’’جان لیجیے کہ دنیا کی زندگی ایک باطل کھیل اور لَہْو [تماشہ] ہے، اور ایسی خوشی ہے جو کہ بہت جلد ختم ہو جانے والی ہے۔

سیّدنا قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کھیل تماشا سے مراد کھانا پینا ہے۔‘‘

سیّدنا مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد ہر قسم کا کھیل وتماشہ ہے۔''

سیّدنا ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس دنیا کی زندگی کی حقارت اور پستی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ﴾

''خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ زینت اور آپس میں فخر (و غرور) اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے۔''

یعنی اس کا معاملہ اہل دنیا کے ہاں ایسے ہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ آیت بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝۱۴ ﴾

(آل عمران: ١٤)

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔''

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی زندگی کی مثال بیان کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فنا ہو جانے والی رونق ہے۔ سو فرمایا: ﴿ كَمَثَلِ غَيْثٍ ﴾ اس کی مثال جیسے کہ بارش کی مثال ہے'' غیث اس بارش کو کہتے ہیں جو لوگوں کے بارش سے مایوس ہو جانے کے بعد نازل ہوتی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا ﴾ (الشوریٰ: ٢٨)

''اور وہی ہے جو لوگوں کے نا امید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ﴿أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ﴾ اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جیسے کاشتکاروں کو وہ فصل بھلی لگتی ہے جو بارش کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ ایسے کافروں کو دنیا کی یہ زندگی بھلی معلوم ہوتی ہے۔اور وہ سب سے زیادہ اس دنیا کی زندگی کے حریص اور دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں، اور پھر اس کے بعد فرمایا: ﴿ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا﴾ یعنی پھر [جب موسم خزاں آتا ہے تو] وہ فصل خشک ہو جاتی ہے، اور پیلی ہونے لگتی ہے۔ حالانکہ پہلے وہ سرسبز اور ترو تازہ تھی۔ پھر اس کے بعد وہ بالکل خشک ہو کر چورہ چورہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس دنیا کی زندگی کا ہے۔اس کے شروع میں جوانی ہوتی ہے۔ پھر ادھیڑ پن کی عمر پھر بڑھاپا۔ [جس میں چہرہ مہرہ بدل جاتا ہے]۔ ایسے ہی انسان اپنی عمر کے شروع میں عنفوان شباب میں ہوتا ہے۔ ترو تازہ نرم وگرم ؛ خوبصورت و دلکش منظر۔ پھر اس میں بڑھاپے کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس کی طبیعت بدل جاتی ہے، اور اس کی قوتیں اور توانائیاں جواب دیدیتی ہیں۔ پھر اس سے آگے بڑھتا ہے۔ بالکل بوڑھا ہو جاتا ہے۔اس کی قوتیں بالکل کمزور پڑ جاتی ہیں۔حرکت کم ہو جاتی ہے۔ بہت تھوڑی سی چیز بھی اسے عاجز کر دیتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾﴾ (الروم: ٥٤)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔''

جب یہ مثال اس دنیا کے زوال اور ختم ہوجانے پر دلالت کرتی تھی اور یہ کہ آخرت لامحالہ طور پر واقع ہونے والی ہے، اسی لیے اس کے معاملہ سے ڈرایا ہے، اور آخرت کی خیر حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تو آخر میں فرمایا:

﴿وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۙ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ ''اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضا مندی ہے اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔'' یعنی عنقریب آنے والی آخرت میں ان دو چیزوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یا تو [اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے] کسی کے نصیب میں جنت آئے گی۔ اور یا پھر جہنم [اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا تو] یا تو سخت عذاب ہوگا اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور مغفرت۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ: ﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ یعنی دنیا ایک ختم ہوجانے والا ساز و سامان ہے، اور اس کی طرف مائل ہونے والوں کے لیے ایک دھوکا ہے۔ اس لیے کہ جب دنیا اسے بھلی لگتی ہے تو وہ اس سے دھوکا کھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرلیتا ہے کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی دوسرا گھر ہے ہی نہیں، اور نہ ہی اس کے بعد کوئی معاد [آخرت] ہے۔ یہ [دنیا تو حقیقت میں] آخرت کے گھر کی نسبت سے انتہائی حقیر اور بہت کم ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾﴾ (الكهف: ٤٥)

''ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسمان

---

[1] تفسیر ابن کثیر ٨/٢٤.

سے اتارتے ہیں اور اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا (نکلتا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں؛ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بہت زیادہ مال رکھنے والوں کو اپنے مال کی کثرت پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس مال کی وجہ سے دوسروں پر تکبر کرنا چاہیے، اور نہ ہی اہل دنیا اپنی دنیا سے دھوکا کھائیں۔ بیشک اس دنیا کی مثال اس فصل کی طرح ہے جو بارش کی وجہ سے بڑی خوشگوار اور اچھی ہو جاتی ہے۔ پس زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ پانی اس سے منقطع ہو جاتا ہے، اور اس فصل کا بھی آخری وقت آنے لگ جاتا ہے۔ وہ پھر ویسے ہی خشک ہو کر چورہ ہو جاتی ہے جسے ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں، اور اس فصل کی حالت اتنی خراب ہو جاتی ہے کہ اسے دیکھ کر نظر بھر جاتی ہے۔ [پھر اس فصل سے کیوں کر دھوکا کھایا جا سکتا ہے] انسان کو چاہیے کہ اس باقی رہنے والے جہان کے لیے عمل کرے، وہ جہاں جو ہمیشہ رہے گا، جسے نہ ہی فنا آئے گی اور نہ ہی وہ تبدیل ہو گا۔'' [1]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ [اس آیات کی تفسیر میں] فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محمد! لوگوں کے لیے اس دنیا کی زندگی، اور اس کے فنا ہونے، زوال پذیر ہونے اور ختم ہو جانے کی مثال بیان کیجیے۔ [یہ مثال اسی طرح ہے:] جیسے کہ بارش کا وہ پانی جسے ہم آسمانوں سے نازل کرتے ہیں، وہ [پانی] زمین کی نباتات [اور زمین میں موجود دانے وغیرہ] کے ساتھ مل جاتا ہے۔ تو وہ نباتات جوان ہو جاتی ہے؛ اور اچھی لگنے لگتی ہے۔ اس نباتات پر پھول؛ رونق اور تازگی چھا جاتی ہے، پھر اس تمام کے بعد وہ نباتات خشک چورہ ہو جاتی ہے جسے ہوائیں اڑا لے جائیں اور دائیں بائیں پھینک دیتی ہیں، اور

[1] تفسير الطبري ١٨/٣٠.

بیشک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا؛ وہ جس کا چاہے یہ حال کر دے، اور جس کا چاہے وہ حال کر دے۔ بہت زیادہ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہی مثالوں سے بیان کرتے ہیں۔''[1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓى إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ ﴾ (یونس: ٢٤)

''پس دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات، جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نکلی یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے ہیں تو دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حکم (عذاب) آپڑا سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو اس طرح تشبیہ دی ہے کہ یہ دیکھنے والے کی نظروں میں زینت اختیار کرتی ہے، اور اس زینت سے وہ دیکھنے والے کو اپنی زینت سے دھوکا دیتی ہے۔ جب بھلی لگنے لگتی ہے تو انسان اس کی طرف مائل ہوتا ہے، اور اس سے فریب کھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب انسان

[1] تفسیر ابن کثیر ٥/١٦١.

یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اب وہ اس کا مالک بن گیا ہے، اور اس پر قدرت رکھتا ہے؛ تو اس کی انتہائی سخت ضرورت کے وقت اس سے اس کی دنیا چھین لی جاتی ہے، اور اس انسان کے اور دنیا کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تشبیہ اس زمین سے دی ہے؛ جس پر بارش نازل ہوتی ہے، تو وہ بہت اچھا سبزہ اگاتی ہے، اور اس کا منظر دیکھنے والے کو خوب بھاتا ہے، اور اس سے دھوکا کھا جاتا ہے۔ وہ یہ گمان کرتا ہے وہ اس زمین پر قادر اور اس کا مالک ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا اور اس زمین کو کوئی آفت گھیر لیتی ہے، تو اس کی یہ حالت ہوجاتی ہے گویا کہ یہاں پر پہلے کچھ تھا ہی نہیں۔ اس انسان کا اپنی زمین کے متعلق تمام تر گمان اور خوش فہمی اس وقت ضائع ہوجاتے ہیں اور وہ خالی ہاتھ ہو کر رہ جاتا ہے۔ بس ایسے ہی دنیا کا اور اس پر اعتماد و یقین رکھنے والے حال ہے۔ یہ مثال سب سے بلیغ ترین تشبیہ اور قیاس ہے۔'' [1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۴﴾ (العنكبوت: ٦٤)

''اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض کھیل تماشا ہے؛ البتہ آخرت کے گھر کی زندگی حقیقی زندگی ہے؛ کاش! یہ جانتے ہوتے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي اِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَشَّارٍ: لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ.)) [2]

---

[1] اعلام الموقعين ١/١٥٣.

[2] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة : ٢٧٤٢.

''دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ ونائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔'' اور ابن بشار کی حدیث میں ہے: '' تا کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرأَةُ لِصَّالِحَةُ .)) ❶

''دنیا متاع یعنی سامان ہے اور دنیا کا بہترین مال ومتاع نیک بیوی ہے۔''

سیّدنا سہل بن سعد، سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَوْكَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ .)) ❷

''اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی مچھر کے پر کے برابر بھی قدر ہوتی تو کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) ❸

''دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

سیّدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰذِهِ وَأَشَارَ يَحْيٰى بِالسَّبَابَةِ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ .)) ❹

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالة: ١٤٦٩.

❷ ترمذي ، كتاب الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا : ٢٣٢٠ وقال : حديث حسن غريب.

❸ صحيح مسلم ، كتاب الزهد ، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر : ٢٩٥٦.

❹ صحيح مسلم ، كتاب الجنة و نعيمهما ، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة : ٢٨٥٨.

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی اس دریا میں ڈال دے [یحییٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا] اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ وہ کتنے پانی کے ساتھ لوٹتی ہے۔''

مومنین اور دنیا

نبی کریم ﷺ کا دنیا کے متعلق مؤقف:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی دوسری چیز نہیں تھی، اور آپ کے سر کے نیچے کھال کا تکیہ تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور آپ کے سر کی جانب چند کھالیں لٹکی ہوئی تھی [اور رنگ والی گھاس تھی]، جب میں نے دیکھا کہ چٹائی کے نشان آپ کے پہلو پر پڑ گئے ہیں، تو میں رونے لگ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عمر تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیصر اور کسریٰ کن نعمتوں میں عیش کر رہے ہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں، [اور آپ کا یہ حال ہے]۔ آپ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان لوگوں کے لیے یہ چیزیں دنیا میں ہوں، اور ہمارے لیے آخرت میں ہوں۔'' ❶

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ پر ساری دنیا کو پیش کیا گیا، اور دنیا خود آپ کے سامنے سرنگوں ہو کر پیش ہوئی۔ مگر آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ سے اسے خود سے دور کرتے رہے، اور اسے اپنی ایڑیوں کے بل واپس لوٹاتے رہے۔ پھر یہی دنیا آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر پیش کی گئی۔ ان [صحابہ کرام] میں بھی

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿تبتغی مرضات ازواجك﴾: ٤٩١٣.

کچھ لوگ تو ایسے تھے جو کہ آپ ﷺ کی راہ پر چلتے رہے، اور انہوں اس دنیا کو اپنے سے دور ہی رکھا۔ان صحابہ کی تعداد بہت کم ہے، اور ان میں سے بھی لوگ تھے جن کے سامنے دنیا نے خود کو پیش کیا۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے اندر کیا ہے؟ دنیا نے کہا: میرے اندر حلال ہے؛ شبہ والی چیزیں ہیں، مکروہ ہے اور حرام ہے۔'' تو وہ کہنے لگے: '' اپنی حلال چیزیں لے آؤ۔ اس کے علاوہ ہمیں تمہاری کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔'' پس انہوں نے صرف حلال کو ہی قبول کیا۔ پھر ان کے بعد کے لوگوں پر اس دنیا نے خود کو پیش کیا۔ انہوں نے حلال طلب کیا مگر نہ پایا۔ تو وہ مکروہ اور شبہ والی چیزوں کی طلب کی۔ تو دنیا ان لوگوں سے کہنے لگی: '' یہ چیزیں تم سے پہلے لوگوں نے لے لی ہیں۔'' تو کہنے لگے: اچھا پھر اپنی حرام چیزیں لے آؤ۔ اور انہوں نے ان حرام چیزوں کو قبول کرلیا۔ پھر ان کے بعد کے لوگوں نے جب یہ حرام چیزیں طلب کیں، تو دنیا کہنے لگی: یہ ظالم لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے ان چیزوں کو ترجیح دی ہے۔ یہ لوگ ان ظالموں سے اس دنیا کے حاصل کرنے کے لیے حیلے اختیار کرنے لگے۔ اپنی رغبت اور خوف کے ساتھ۔ اس لیے کہ کوئی فاجر انسان کسی حرام چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا مگر اس سے پہلے کوئی اور اس سے بڑا اور طاقت ور فاجر اس میں سبقت لے گیا ہوتا ہے۔ یہ تمام کچھ اور سارے لوگ اس دنیا میں مہمان ہیں؛ اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے وہ ادھار ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' تم میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو صبح کرتا ہو، مگر اس کی مثال ایک مہمان کی سی ہوتی ہے، اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ سب ادھار ہے۔ مہمان نے کوچ کر جانا ہے، اور ادھار واپس کردیا جائے گا۔''[1]

[1] عدة الصابرين : ١٨٦.

یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے کہ جب انھیں دنیا کی کوئی چیز ملتی ہے تو اس پر انھیں کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''انبیاء کرام علیہم السلام دنیا کی کسی چیز پر خوش نہیں ہوتے۔'' [1]

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا کے متعلق موقف:

امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دنیا کے معاملہ میں انتہائی پرہیز گاری برتتے تھے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے میں بھی احتیاط فرمایا کرتے اور آپ فرمایا کرتے تھے: مجھے خوف محسوس ہوتا کہ میں ان لوگوں کی طرح ہو جاؤں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور ان کی زجر و توبیخ کی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا﴾

(الأحقاف: ٢٠)

''تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی ختم کر دیں اور ان کا فائدہ اٹھا چکے۔''

سیّدنا ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''[روزِ قیامت] کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنی نیکیوں کو گم پائیں گے؛ تو اس وقت ان سے کہا جائے گا:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا﴾

''تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی ختم کر دیں۔'' [2]

سیّدنا ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے ابن حمید رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: ہم سے یحییٰ بن واضح رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہم سے ابوحمزہ رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی؛ وہ عطاء رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ عرفجہ ثقفی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ''اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔''

---

[1] تفسير القرطبي: ١٧٠/١٣.
[2] تفسير ابن كثير: ٢٨٤/٧.

تلاوت فرمائیں۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔'' تو آپ نے تلاوت ترک کردی، اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے:

''ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دی ہے۔'' لوگ خاموش ہوگئے۔ آپ نے پھر فرمایا: ''ہم نے دنیا کو ترجیح دے دی ہے۔ اس لیے کہ ہم دنیا کی زینت اور اس کی عورتیں اور اس کے کھانے اور پینے دیکھے؛ تو انھیں ہی اختیار کرلیا اور آخرت کو ہم سے دور کردیا گیا۔'' پس ہم نے اس جلدی ملنے والی چیز کو اختیار کرلیا اور دیر سے ملنے والی چیز کو چھوڑ دیا۔''

آپ کا یہ فرمانا یا تو بطور تواضع کے تھا۔ یا پھر اپنے دور کے ہم عصر لوگوں کے حالات بیان فرما رہے تھے۔ واللہ اعلم۔

سیّدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ آیا تو میں سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک آدمی موٹے کپڑے سخت جسم و چہرے والا آیا اور ان کے پاس کھڑا ہوا اور کہا:

''بشارت دے دو مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی کہ ان کے لیے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، اور ان کے پستانوں کے سروں پر اس طرح رکھا جائے گا کہ شانہ کی نوک سے پار ہو جائے گا، اور شانوں کی نوک پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ پستان کے سر سے پار ہو جائے گا، اور آدمی بے قرار ہو جائے گا۔''

تو لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے میں نے کسی آدمی کو نہ دیکھا کہ جس نے اس کو کوئی جواب دیا ہو۔ پھر وہ صاحب واپس پلٹے ؛اور میں نے ان کی پیروی کی یہاں تک کہ وہ ایک ستون کے پاس جا بیٹھے؛ تو میں نے کہا:

''میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو آپ کی بات ناگوار گزری ہے۔''

تو انہوں نے کہا: یہ لوگ کوئی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ میرے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھے بلایا۔ میں گیا؛تو فرمایا:

''کیا تم احد دیکھ رہے ہو؟ تو میں نے اپنے اوپر پڑنے والی سورج کی شعاع کو دیکھی اور میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ مجھے اپنی کسی ضرورت کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں اس کو دیکھتا ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا:'' مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے لیے اس کی مثل سونا ہولیکن اگر ہوتو میں تین دینار کے علاوہ سب کا سب خرچ کر دوں، اور یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ سمجھ نہیں رکھتے۔''

میں نے کہا: آپ کا اپنے قریشی بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ نہ آپ ان سے ملتے ہیں نہ ان کے پاس جاتے اور نہ ان سے کچھ مانگتے ہیں؟

فرمایا: اللہ کی قسم !میں نہ ان سے دنیا مانگوں گا اور نہ دنیوی معاملہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے جاملوں۔'' ❶

سیّدنا وبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ:

''ایک آدمی نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ:'' کیا میں بیت اللہ کا طواف کرلوں؟ میں نے حج کا احرام باندھا ہوا ہے؟ تو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: تجھے کس نے روکا ہے؟ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ: میں نے فلاں کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہیں۔آپ تو ہمیں ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ دنیا کے فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:'' ہم میں سے اور تم میں سے کون ایسا ہے کہ جسے دنیا کے فتنہ میں مبتلا نہ کر دیا گیا ہو۔'' ❷

عمرو بن قیس بیان کرتے ہیں : جب سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب الزكوة، باب فى الكتازين للأموال : ٩٩٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب طواف القدوم: ١٨٨/ ١٢٣٣.

آیا تو آپ فرمانے لگے:

''اے موت! اے غائبانہ زائر! تجھے خوش آمدید۔

ایسا حبیب جو کہ فاقہ کی حالت میں آیا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ڈرتا تھا، اور آج تیری رحمت کی امید لگائے ہوں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے میں دنیا کو اور اس میں دیر تک باقی رہنے کو اس لیے نہیں پسند کرتا تھا کہ میں یہاں نہریں بہاؤں یا درخت لگاؤں۔ لیکن اس لیے تا کہ سخت گرم دوپہر کی پیاس برداشت کروں، اور وقت کی سختیاں برداشت کروں اور علم کے حلقات میں علمائے کرام کی مجلس میں شرکت کروں۔'' [1]

بعض تابعین کا دنیا کے متعلق موقف:

راوی بیان کرتا ہے: ہم مالک بن دینار کے پاس اس بیماری میں گئے جس میں ان کا انتقال ہوا؛ آپ جان کنی کے عالم میں تھے۔ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا:

''اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں دنیا میں صرف پیٹ اور شرمگاہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا تھا۔'' [2] بلکہ مقصد تیری رضامندی کا حصول تھا۔

ابو مسلم الخولانی مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے ایک گروہ کی طرف دیکھا جو اجتماع کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے یہ امید لگائی کہ یہ لوگ ذکر کر رہے ہوں، اور خیر کی باتوں میں مشغول ہوں گے۔ وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پس ناگہاں اس نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا:

''میرا غلام آیا؛ اور اس نے ایسے ایسے کیا......''

ایک دوسرا بولا اور اس نے کہا: ''میں نے اپنے غلام کو تیار کیا ہے''

[ابو مسلم نے] ان لوگوں کی جانب دیکھا اور کہا:

''سبحان اللہ! اے لوگو! تم جانتے ہو کہ میری اور تمہاری مثال کیسے ہے؟ اس انسان کی مثال ہے جسے خوب موسلا دھار بارش پہنچی ہو۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دو بڑے کواڑ

[1] الثبات عند الممات: ۱۱۸-۱۱۹.   [2] الثبات عند الممات: ۱۴۸.

[دروازے] نظر آئے۔ اس نے دل میں کہا: اگر میں اس گھر میں داخل ہو جاؤں تا کہ بارش کی اس تکلیف سے نجات مل جائے۔ تو وہ ایسے گھر میں داخل ہوا جس پر کوئی چھت نہیں تھی۔'' میں تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تم خیر اور بھلائی کی بات کر رہے ہوں گے۔ مگر تم تو صرف دنیا دار لوگ ہو۔ یہ کہہ کر ان کے پاس سے کھڑے ہوئے اور چل دیے۔''❶

یہ اس پہلے قافلہ کی چند ایک مثالیں ہیں۔ جو کوئی مزید تفصیل پڑھنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ حالات زندگی پر لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

دنیا کی محبت کے مظاہر

دنیا کی محبت کے کئی ایک مظاہر ہیں، ان میں سے چند ایک نمایاں مظاہر یہ ہیں:

۱۔ لوگوں کا دنیا میں انہماک:

سیّدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بن نوفل سے روایت ہے کہ سیّدنا ابی بن کعب کے ساتھ کھڑا ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ لوگ ہمیشہ طلب دنیا میں مختلف طریقوں سے مگن رہیں گے۔''❷

۲۔ آخرت کے عمل سے دنیا کی طلب:

سیّدنا مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا کی سب سے قبیح رغبت یہ ہے کہ اسے آخرت کے عمل کے بدلہ میں طلب کیا جائے۔''❸

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر میں دنیا کو طبلہ اور بانسری بجا کر دنیا کھالوں یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں اسے اپنے دین کے بدلہ کھاؤں۔''❹

❶ الزهد لابن مبارك: ۳۳۸.

❷ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب: ۲۸۹۵.

❸ رواه البيهقي في شعب الإيمان: ۶۹۳۰.

❹ رواه البيهقي في شعب الإيمان: ۶۹۳۱.

جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں سیّدنا سری رحمہ اللہ سے سنا آپ دین کے بدلے میں[دنیا کا مال] کھانے والے کی مذمت کرر ہے تھے؛ اور فرمار ہے تھے:

''انتہائی ذلت یہ ہے کہ انسان اپنا دین بیچ کر کھائے۔'' ❶

مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھ سے ربیعہ الرائے رحمہ اللہ امام مالک کے استاذ نے پوچھا: اے مالک! پست لوگ کون سے ہیں؟ میں نے عرض کی: ''جو اپنے دین کے بدلہ میں کھائے۔'' پھر فرمایا: پست لوگوں میں سے بھی ذلیل تر لوگ کون سے ہیں؟ میں نے کہا: جو اپنے دین کے بدلہ میں دوسروں کی دنیا سنوارے۔'' ❷

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: لوگ کون ہیں؟ فرمایا: علماء۔ پھر پوچھا گیا: بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا: زہاد۔ پوچھا گیا: گرے ہوئے ذلیل لوگ کون ہیں؟ فرمایا: جو اپنے دین کے بدلہ میں کھائے۔'' ❸

۳۔ آسائش پسندی وعیش پرستی:

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خبردار! آسائش پسندی سے بچ کر رہنا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے [نیک] بندے نعمت کوش نہیں ہوا کرتے۔'' ❹

۴۔ مال و جاہ وشرف کی محبت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ ﴾ (القصص: ۸۳)

''آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کردیتے ہیں جو زمین میں اونچائی

---

❶ رواه البيهقي في شعب الإيمان: ٦٩٣٢.

❷ البيهقي في شعب الإيمان: ٦٩٣٣. ❸ البيهقي في شعب الإيمان: ٦٩٣٤.

❹ أحمد: ٢١٦٠٠ قال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٢٥٠ رجاله ثقات.

بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔''

سیّدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرْفِ لِدِيْنِهِ .)) ❶

''اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال اور مرتبے کی حرص انسان کے دین کو خراب کرتی ہے۔''

دنیا کی محبت کے اسباب

دنیا کی محبت کے بہت سارے اسباب ہیں۔ان میں سے چند ایک نمایاں اسباب یہ ہیں:

ا۔ دنیا کی ظاہری زینت وحسن:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶﴾ (الکهف : ٤٦)

''اولاد تو دنیا کی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَـعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِى اِسْرَآئِيلَ كَانَتْ فِى النِّسَآءِ . وَفِىْ حَدِيثِ ابْنِ بَشَّارٍ: لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ)) ❷

---

❶ ترمذی ، كتاب الزهد، باب ما ذئبان جائعان ارسلا في غنم : ٢٣٧٦ . یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❷ صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء : ٢٧٤٢ .

''دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنہ میں مبتلا ہونے) سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔''

۲۔ دل کا میلان:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾﴾

(آل عمران: ١٤)

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)) [1]

''بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان رہتا ہے۔ زندگی اور مال کی محبت۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا: ١٠٤٦.

وَالْحِرْصِ عَلَى الْعُمُرِ .))❶

''ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اور اس میں دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال اور عمر پر حرص۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ . وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ .))❷

''اگر ابن آدم کے لیے سونے کی ایک وادی ہو تب بھی دوسری وادی کی خواہش کرے گا، اور اس کا منہ مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والے ہی پر رجوع فرماتے ہیں۔''

۳۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾﴾

(الاعلیٰ ۱۶-۱۷)

''لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ اور آخرت بہت بہتر اور بقا والی ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رسول بھیجے اور ان پر اپنی کتابیں نازل کیں۔ اپنی رضامندی اور غضب کے مواقع بیان کیے، اور ان کی اپنی خواہشات نفس اور طبیعت کی مخالفت کرنے پر نعمتوں کے گھر (جنت) میں کامل لذتیں دیے جانے کا وعدہ کیا۔ پھر بھی بہت سارے لوگوں کی عقلیں یہ طاقت نہ رکھ سکیں کہ وہ اس دنیا کے زوال کے بعد دیر سے ملنے والے بدلہ کو اس دنیا میں جلدی مل جانے

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب الزكاة ، باب كراهة الحرص على الدنيا : ١٠٤٧.

❷ صحيح بخارى ، كتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال : ٦٤٣٩ و صحيح مسلم : ١٠٤٨.

والے بدلہ پر ترجیح دیں، اور یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ کوئی انسان اپنے ہاتھ میں موجود حاضر چیز کو ادھار پر دیر سے ملنے والی اس چیز کے بدلے میں بیچ ڈالے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے جو کہ اس دنیا کے لپیٹ لیے جانے اور اس جہاں کے ختم ہوجانے کے بعد ملے گی۔اور اکثر لوگ اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں: ''جس چیز کو دیکھ رہے ہو؛ اسے لے لو، اور جس کے بارے میں سن رہے ہو؛ اسے چھوڑ دو۔ پس توفیق الٰہی نے بعض ان لوگوں کی مدد کی جو بعض مقامات کی فضیلت کو جانتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے ایمانی قوت اور بصیرت سے ان کی مدد کی۔اس بصیرت ایمانی کی روشنی میں انہوں نے آخرت کی حقیقت اور اس کے دوام کو دیکھا، اور وہ کچھ دیکھا جو اللہ تعالیٰ اہل اطاعت کے لیے اور اہل معصیت کے لیے تیار کررکھا ہے، اور دنیا کی حقیقت اس کے جلدی سے ختم ہوجانے ، اس کی بے وفائی ، اہل دنیا کے مظالم بھی ملاحظہ کیا۔ بلاشبہ یہ دنیا ویسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ'' بس کھیل تماشہ اور اہل دنیا کے مابین فخر جتلانے کا ساز وسامان اور لوگوں کی کثرت مال واولاد کی طلب ہے۔اور اس دنیا کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو کہ کسان کو بھلی لگتی ہے جس سے اس کی فصلیں ہری بھری اور تروتازہ ہوجاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد وہی فصل پیلی ہونے لگتی ہے، اور پھر خشک ہوکر چورہ چورہ ہوجاتی ہے۔ ہم اسی دنیا میں پیدا ہوئے ہیں ،اور یہیں پر پرورش پائی ہے، اور ہم اسی سے ہیں اور اس کے بیٹے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی غیر سے مانوس نہیں ہوئے۔ ہماری عادات پختہ ہوچکی ہیں، اور خواہش پرستی نے ہمیں مغلوب کردیا ہے، اور پھر طبیعت اور نفس کے تقاضوں نے بھی اس دنیا میں دل لگی کے لیے مدد کی، اور آخر کار جو انجام ہے وہ ظاہر ہے۔''

خلاصہ کلام :...... بیشک دنیا کی محبت اور اسے آخرت پر ترجیح دینے کے دوسبب

ہیں :(۱)...... ایمان اور دین میں خرابی۔ (۲)...... عقل میں خرابی۔

دنیا کی محبت کے مفاسد

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی محبت اور اس کی طرف میلان رکھنے اور اس سے دھوکا کھا جانے سے خبر دار کیا ہے۔ کیونکہ اس میں بہت بڑی خرابیاں ان میں سے کچھ خرابیاں جلدی ظاہر ہونے والی ہیں اور کچھ بدیر ظاہر ہوں گی۔ ان خرابیوں میں سے چند ایک یہ ہیں :

۱۔ محبت دنیا ہر برائی کی جڑ:

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؛

''آخرت کی تیاری کے لیے کنجی امیدوں کا کم کرنا ہے، اور ہر خیر و بھلائی کی کنجی اللہ تعالیٰ کی ذات اور آخرت کے گھر میں رغبت رکھنا ہے، اور ہر خرابی کی کنجی دنیا کی محبت اور لمبی امیدیں ہیں۔ علم کے ابواب میں سے یہ بہت بڑا اور سب سے بڑھ کر فائدہ مند باب ہے کہ انسان خیر اور شر کی کنجیوں کی معرفت حاصل کرے، اور اس کی معرفت حاصل کرنے اور پھر اس کا خیال رکھنے کی ہمت صرف اس انسان کو ہو سکتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو، اور اسے توفیق سے نوازا گیا ہو۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک خیر اور شر کے لیے چابیاں بنائی ہیں ، اور وہ دروازے بنائے ہیں جن سے ان میں داخل ہوا جاتا ہے۔'' [1]

۲۔ دنیا کی محبت کفر اور معاصی میں وقوع کا سبب:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا .)) [2]

---

[1] حادي الأرواح : ٤٨.

[2] صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب الحث على المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن : ١١٨.

''ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلد جلد نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے صبح آدمی ایمان والا ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان والا ہوگا اور صبح کافر اور دنیوی نفع کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے گا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور کافر بھی اس ضرر کے وجود کو جانتے ہیں کہ دنیا میں کھو جانے کی وجہ سے آخرت میں جو تکلیف ہوگی مگر اسے اس دنیا میں جلدی مل جانے والی چیز کی محبت کفر پر ابھارتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠٦ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٠٨ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٠٩﴾

(النحل ١٠٦ ـ ١٠٩)

''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں اور جن کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو ایمان لانے کے بعد کافر

ہو گئے، اور پھر آخرت میں ان کے لیے وعید کا بھی ذکر کیا اور پھر فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾

''یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ لوگ اس وجہ سے آخرت میں وعیدِ الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔''[1]

۳۔ آخرت سے پہلے دنیا میں عذاب:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا سے محبت کرنے والے کو لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب ہوتا ہے۔ اسے تین بار مختلف طرح سے عذاب ملتا ہے۔

۱۔ اس دنیا میں اپنی مرغوبات کے حصول، اس کے لیے کوششیں، اور اہل دنیا سے اس دنیا کے بارے میں تنازعہ پر عذاب۔

۲۔ دار برزخ ان میں چیزوں کے چھوٹ جانے پر حسرت و افسوس کا عذاب۔ اس لیے کہ اس انسان کے اور اس کی محبوب چیز کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے، اور اس طرح اب اس انسان کے اپنے محبوب کے ساتھ جمع ہونا کبھی بھی ممکن نہیں ہوسکتا۔ اور پھر دوسرا کوئی ایسا محبوب بھی نہیں ملا جو اس دنیا کے محبوب کا بدلہ ہو سکے۔ اس انسان کو قبر میں سب لوگوں سے سخت عذاب ہوگا۔ اس انسان کو اس کے تمام غم اور پریشانیاں، حزن و ملال اور حسرتیں ستائیں گی، اور اس کی روح کو تڑپائیں گی، اور کیڑے مکوڑے اور مٹی اس کے جسم پر کام کریں گے اور اسے کھا جائیں گے۔

۳۔ دنیا سے محبت کرنے والے کو اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا اور اس دن بھی عذاب ہوگا جس دن وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[1] مجموع الفتاوی ۷/۵۵۹.

﴿ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۵۵ ﴾

(التوبة : ٥٥)

''پس آپ کو ان کے مال و اولاد تعجب میں نہ ڈال دیں اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اس سے انھیں دنیا کی زندگی میں ہی سزا دے اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔''[1]

بعض سلف فرماتے ہیں :

''اسے اس مال کے جمع کرنے کا عذاب دیا جائے گا، اور وہ اس دنیا کی محبت اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ جب کہ وہ اس مال سے اللہ تعالیٰ کے حق کو روکے رکھنے والے ہیں۔''[2]

اور یہ بھی کہا ہے کہ ایک گروہ کا یہ موقف ہے: اس دنیا میں انھیں عذاب ایسے دیا جائے گا کہ ان کے مال کو ان کے کفر کی وجہ سے مالِ غنیمت بنائے جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ اور ان کی اولاد کو غلام بنائے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بیشک یہ حکم اگر چہ کافر کے لیے ہے، مگر باطن میں وہ [منافق بھی ایسے ہی ہیں۔ یہ بھی مذکور لوگوں کی جنس سے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منافقین کو [ان کے نفاق و کفر پر] باقی رکھا ہے۔ اور ظاہری اسلام کی وجہ سے ان کے اموال اور اولاد کو تحفظ دیا ہے، اور ان کے باطنی معاملات اسی کے سپرد ہیں۔

یہاں پر [اس آیت میں] اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے مقصود ''کونی'' ارادہ ہے جو کہ مشیت کے معنی میں ہے، اور جو چیز اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ لازمی طور پر ہو کر رہتی ہے اور جو چیز نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتی۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ اس دنیا سے عذاب دیا جانا یہ قابل مشاہدہ چیز ہے۔ اس کا نظارہ دنیا کے طلب گاروں اور اس سے محبت رکھنے والوں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کو ملنے والے عذاب سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ کیسے اس دنیا کے حصول کی

[1] مجموع الفتاوی ٥٥٩/٧. [2] عدة الصابرین : ١٨٩.

حرص رکھتے ہیں، اور اس کے جمع کرنے میں کتنی بڑی مشقت اور تھکاوٹ برداشت کرتے ہیں، اور انواع واقسام کی تکالیف اٹھاتے ہیں۔ آپ اس آدمی سے بڑھ کر زیادہ تھکا ہوا کسی کو نہیں پائے گے جس انسان کی تمام تر سوچ وفکر دنیا کا کمانا ہو۔ وہ اپنی تمام تر کوششوں سے دنیا حاصل کرنے کا حریص ہوتا ہے، اور یہاں اس آیت میں عذاب سے مراد دکھ و تکلیف، تھکاوٹ اور مشقت ہے۔'' ❶

۴۔ دل کی آخرت سے غفلت اور عمل میں کمی:

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے دنیا سے محبت کی تو [یہ محبت] اس کی آخرت کے لیے نقصان دہ ہوگی، اور جس نے آخرت سے محبت کی اس کے لیے دنیا تکلیف دہ ہوگی۔ پس چاہیے کہ تم باقی رہ جانے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔'' ❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ فرماتے ہیں: ﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝﴾ (الذاریات ۱۰۔۱۱) ''بے سند باتیں کرنے والے غارت کر دیے گئے۔ جو غفلت میں ہیں اور بھولے ہوئے ہیں۔''

(ساھون): یعنی آخرت کے معاملہ سے غافل ہیں، وہ اسے بھولے ہوئے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کے ساز و سامان نے ان کے دل کو ڈھانپ لیا ہے، اور وہ اس چیز سے غافل ہوگئے ہیں جس مقصد کے لیے انھیں پیدا کیا گیا ہے، اور اپنی آخرت کو بالکل ہی بھلا بیٹھے ہیں۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مشابہ ہے:

﴿وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝﴾ (الکھف: ۲۸)

---

❶ إغاثة اللهفان ۱/۳٦.

❷ رواه أحمد: ۱۹۱۹۸۔ وقال الألباني: صحيح لغيره.

''دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

پس غفلت کا یہ پردہ خواہشات کی پیروی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور بھول جانا بھی غفلت کی ہی جنس سے ہے۔ اسی لیے بعض لوگ غفلت اور سہو دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں، اور اس سے مقصود ہوتا ہے کہ کسی چیز کا دل سے نکل جانا۔ پس تمام برائیوں کی جامع بیماری غفلت اور شہوت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے گھر سے غفلت انسان کے لیے اس خیر کے دروازے بند کر دیتی ہے جو بیداری سے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے ملتی ہے۔ شہوت، برائی، سہو اور خوف کے دروازے کھولتی ہے۔ پس دل اسی چیز میں مغمور رہتا ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے اور جس کا خوف رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے غافل رہتا ہے، غیر اللہ کے در پر بھٹکتا رہتا ہے۔ وہ اللہ کی یاد کو بھول جاتا ہے، اس لیے کہ یہ غیر اللہ میں مشغول ہو کر حد سے گزر گیا ہے، اور دنیا کی محبت نے اس کے دل کو زنگ لگا دیا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں اور دوسری کتب احادیث میں ہے؛ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''دینار اور درہم کا بندہ اور قطیفہ اور خمیصہ کا بندہ ہلاک ہو جائے (یہ دونوں چادریں ہیں) اسے اگر دیا جائے تو مسرور ہوتا ہے، اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔''[1]

اس حدیث میں [دنیا کے طلب گار] انسان کو اس چیز کا بندہ قرار دیا گیا ہے جس کے موجود ہونے سے وہ راضی ہوتا ہے، اور کھو جانے سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے درہم کا بندہ بھی قرار دیا گیا، اور ان تمام چیزوں کا بندہ قرار دیا گیا ہے جن کا اس حدیث میں بیان گزرا ہے۔

(قطیفہ) : اس مسند کو کہتے ہیں جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ دنیا دار انسان ان کا بھی خادم ہوتا ہے۔''[2]

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله : ۲۸۸۷.

[2] الزهد والورع والعبادة : ۳۵.

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دنیا کی محبت انسان کے اور اس چیز کے درمیان رکاوٹ بنی رہتی ہے جس کا نفع اسے آخرت میں ملنے والا ہو۔ اس لیے کہ وہ آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں اپنی محبوب چیز حاصل کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اس موقع پر لوگوں کے کئی مراتب ہیں ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ اپنے ایمان اور شریعت کے بدلے اپنی دنیاوی مرغوبات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو ان واجبات کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے حق میں یا مخلوق کے حق میں واجب ٹھہرائے ہیں۔ پس وہ ان واجبات کو نہ ہی ظاہری طور پر ادا کرتا ہے اور نہ ہی باطنی طور پر ہے، اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ دنیا کی محبت میں تمام واجبات تو ترک نہیں کرتے، بس ان سے اکثر واجبات چھوٹ جاتے ہیں، اور بعض لوگ صرف ان واجبات کو ترک کرتے ہیں جو اس خواہش کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہوں، اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیاوی محبوب کے حصول میں اللہ تعالیٰ کے واجبات کی ادائیگی سے ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ ان واجبات کو ان کے مناسب وقت پر ادا نہیں کرتے، اور نہ ہی اس واجب کے شایانِ شان طریقے سے اسے ادا کر پاتے ہیں۔ وہ اس واجب وقت میں بھی کوتاہی کرتا ہے اور اس واجب کے حق ادائیگی میں بھی کمی کرتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں ان کی مرغوبات واجب کی ادائیگی کے وقت دل کی بندگی سے روک دیتی ہیں، اور اس وقت اس انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے لیے خالی نہیں ہو پاتا۔ تو وہ واجب کو صرف ظاہری طور پر ادا کرتا ہے باطنی طور پر نہیں۔

اس دنیا کی محبت کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ انسان کی سعادت مندی یعنی اس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے خالی ہونے سے مشغول کر دے، اور اس کی

زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روک دے کہ کہیں انسان کا دل اس کی زبان کے ساتھ اور اس کی زبان اس کے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے جمع ہو جائیں۔ پس اس دنیا کی محبت اور اس کا عشق انسان کو آخرت میں نقصان دیتے ہیں، اور ایسا ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ آخرت کی محبت انسان کی دنیا کی زندگی کے لیے نہایت ضرر رساں ہے۔ جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے:

بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے دنیا سے محبت کی تو [یہ محبت] اس کی آخرت کے لیے نقصان دہ ہوگی اور جس نے آخرت سے محبت کی اس کے لیے دنیا تکلیف دہ ہوگی۔ پس چاہیے کہ تم باقی رہ جانے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔''[1]، [2]

۵۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے مزاحمت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب دل پر وہ چیزیں غالب آ جائیں جو درہم و دینار سے بڑھ کر اسے غلام بنانے والی ہوتی ہیں۔ شہوات، خواہشات اور وہ محبوب چیزیں جو دل کو اللہ تعالیٰ کی کمال محبت اور اس کی عبادت سے ہٹاتی ہیں۔ اس لیے کہ اس میں مزاحمت اور مخلوقات کے ساتھ شرک ہے۔ دل کو کیسے اللہ تعالیٰ کی کمال محبت، اس کی خشیت اور عبادت سے ہٹایا جاتا ہے اور کجی پر لگایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ہر محبوب اپنے محبوب کے دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے، اور غیر محبوب کی محبت سے اس کو موڑ کر ٹیڑھا کر لیتا ہے۔''[3]

---

[1] أحمد : ١٩١٩٨. وقال الألباني رحمه الله: صحيح لغيره.

[2] عدة الصابرين : ١٨٨.

[3] الزهد والورع : ٣٨. (شیخ رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دل میں دنیا کی محبت ہو جو کہ انسان کو اللہ کی محبت سے دور کرتی ہے، تو پھر اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کیوں کر آ سکتی ہے؟ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ ان میں جب ایک چیز دل میں ہوگی تو دوسری چلی جائے گی۔

۶۔ ذکرِ الٰہی سے لذت اور سرور نہ ملنا:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' بیشک دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی لیے اہل شام کے بعض پرانے حکماء میرے گمان کے مطابق سلیمان الخواص رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:

'' دل کے لیے ذکر جسم کے لیے غذا کی منزلت پر ہے۔ جیسے بیماری کی موجودگی میں جسم کو کھانے کی لذت نہیں ملتی؛ ایسے ہی دل کو دنیا کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد سے لذت نہیں ملتی۔'' [1]

ابو عمران مصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

''اللہ عزوجل نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی۔ اے داؤد! میرے اور اپنے درمیان کسی ایسے عالم کو نہ لانا جس کے دل میں دنیا کی محبت گھر کر گئی ہو۔ ...... بیشک ایسے لوگوں کو جو میں سب سے کم سزا دوں گا وہ یہ ہے کہ ان کے دلوں سے اپنے ساتھ مناجات کی حلاوت کو چھین لوں گا۔'' [2]

۷۔ دائمی پریشانی اور فقر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَصْبَحَ وَالدُّنْيَا أَكْبَرُ هَمِّهِ شَتَّتَ اللّٰهُ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كُتِبَ لَهٗ وَمَنْ أَصْبَحَ وَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ هَمِّهِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ.)) [3]

''جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کی بڑی فکر دنیا کے بارے میں ہو۔ اللہ

---

[1] مجموع الفتاوی: ٣١٢/٩. [2] حدیث خیثمة : ١٦٦.

[3] ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ابتلینا بالضراء: ٢٤٦٥. وصححه الألباني في صحیح الترغیب و الترهیب : ١٢٧/٣.

تعالیٰ اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے۔محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لیے [اس کے نصیب میں] لکھا جا چکا ہے۔ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کی بڑی فکر آخرت کے بارے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اس کے ضائع شدہ کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور یہی حال ان لوگوں کا ہے جن کی بڑی فکر یا ساری کی ساری فکر دنیا کے بارے میں ہوتی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے جو امام ترمذی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے۔سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنْ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ.)) [1]

''جسے آخرت کا فکر ہو اللہ تعالیٰ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے اور جسے دنیا کی فکر ہو اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور دنیا بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لیے مقدر ہے۔''

''مجتمع کاموں کے بکھیر دیے جانے سے اور دل کو متفرق کردیے جانے سے بڑھ کر

---

[1] ترمذي، كتاب صفة القيامة، باب ابتلينا بالضراء: ٢٤٦٥. وصححه الألباني في صحيح الترغيب و الترهيب ١٢٧/٣.

بلیغ عذاب اور کیا ہوسکتا ہے اور یہ کہ محتاجی کو اس انسان کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیا جائے، اور وہ اس سے کبھی جدا نہ ہو۔ اگر دنیا کے عاشقوں کو اس کی محبت کا نشہ نہ ہوتا تو وہ اس عذاب سے نجات پانے کے لیے لوگوں سے مدد کے طلب گار ہوتے۔'' ❶

۸۔ ذکرِ الٰہی سے غفلت:

سیّدنا علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' دنیا کی محبت کا سب سے ادنیٰ نتیجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ جس انسان کو اس کا مال اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہے اور جب دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وہاں پر سکونت اختیار کر لیتا ہے، اور دل کو جدھر چاہے موڑ دیتا ہے۔'' ❷

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' اللہ قسم! اگر دنیا اپنے تمام تر مشارب میں ہر قسم کے شائبہ سے بھی پاک و صاف ہوتی، اور ہر طالب کے لیے اس کے مطلوب میسر ہوتے، اور اس کے لیے اور کوئی اسے ہم سے چھین نہ سکتا۔ تو پھر بھی اس سے زہد اختیار کرنا فرض اور واجب تھا۔ اس لیے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی یاد سے مشغول کر دیتی ہے، اور جب نعمتیں منعم (انعام کرنے والے) سے موڑ دیں تو وہ مصیبت بن جاتی ہیں۔'' ❸

۹۔ دنیا ہی مقصود و غایت:

[دنیا سے محبت کرنے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ دنیا ہی انسان کی مقصود و غایت بن جاتی ہے۔ وہ اس کے انجام کو اور آخرت کے انعام کو بھول جاتا ہے]۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے، تو یہی اس کا ہدف بن کر رہ جاتی ہے اور اس [دنیا کو

❶ إغاثة اللهفان : ١/٣٦.   ❷ عدة الصابرين : ١٨٦.   ❸ التذكرة في الوعظ : ٧١.

حاصل کرنے] کے لیے ان اعمال کا وسیلہ اختیار کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آخرت کے گھر کے حصول کا وسیلہ بنایا ہے۔ اس طرح معاملہ ہی الٹ ہوگیا اور حکمت کو پلٹ کر رکھ دیا۔ اس سے اس کا دل بھی الٹ ہوگیا اور اس کے پیچھے چلنے لگ گیا۔ یہاں پر دو باتیں ہوگئیں:

ان میں پہلی بات: اس نے ہدف کو وسیلہ بنالیا۔

دوسری بات: آخرت کے اعمال کو دنیا کے لیے بطور وسیلہ کے استعمال کرنے لگا۔

یہ ہر لحاظ سے منعکس شر و برائی ہے، اور دل بھی بری طرح اوندھا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾﴾

(هود ١٥، ١٦)

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾﴾ (الإسراء: ١٨)

''جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سر دست دیتے ہیں، بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں میں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝۲۰﴾

(الشوریٰ: ۲۰)

''جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

یہ تینوں آیات آپس میں ایک دوسری سے مشابہت رکھتی ہیں اور تینوں ایک ہی معنی پر دلالت کرتی ہیں کہ جو کوئی اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے گھر کو چھوڑ کر دنیا اور اس کی زیب و زینت اور رنگینی چاہتا ہو، اس کے لیے وہی کچھ ہوگا جو وہ چاہے گا۔ اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے وارد احادیث اس کے بالکل مطابق ہیں اور اس کی تفسیر کرتی ہیں۔''[1]

۱۰۔ اجر سے محرومی اور عمل کا ضیاع:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دیکھیں دنیا کی محبت نے ان مجاہدین میں اس مجاہد پر اجر و ثواب کو کیوں حرام کر دیا [اور اسے ثواب سے کیوں محروم کر دیا گیا] اس دنیا کی محبت نے اس کے تمام اعمال تباہ کر دیے اور اسے پہلے پہل جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے ایک بنا دیا۔''[2]

۱۱۔ سرکشی [بغاوت]:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۝۶ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷﴾ (العلق: ٦ تا ٧)

[1] عدة الصابرين: ١٨٦. [2] عدة الصابرين: ١٨٨.

''سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ (یا تونگر) سمجھتا ہے۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: ہم سے زید بن اسماعیل زرگر نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے جعفر بن عون نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے ابو عمیس نے حدیث بیان کی، وہ سیّدنا عون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: عبد اللہ نے کہا ہے کہ: ''دو قسم کے لوگ ایسے ہیں جو کبھی سیراب نہیں ہوتے۔ ایک دنیا کا طالب، اور ایک علم کا طالب مگر یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ صاحب علم جتنا زیادہ علم حاصل کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ رضامندی حاصل کرتا ہے۔ جب کہ دنیا والا سرکشی اور بغاوت میں بڑھتا جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ⑥ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ⑦﴾ (العلق: ٦ تا ٧)

''سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ (یا تونگر) سمجھتا ہے۔''

اور کسی دوسرے سے کہا گیا: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر)

''بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء ہیں۔''

اور یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت کی گئی ہے؛ آپ نے فرمایا:

((مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ وَطَالِبُ دُنْيَا .)) [1]

''دو شخص نہایت حریص ہیں جو کبھی سیراب نہیں ہوتے۔ایک علم کا طالب۔ دوسرا دنیا کا طالب۔''

www.KitaboSunnat.com

---

[1] سنن دارمي: ٣٣٤ عن ابن عباس رضى الله عنهما۔نقل عنه ابن كثير في تفسيره: ٨/٤٣٧.

۱۲۔ دین کے بدلے دنیا کی تجارت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا .)) [1]

''ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلد جلد نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے صبح آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر اور دنیوی نفع کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے گا۔''

۱۳۔ اللہ پر بغیر علم کے بات اور دین میں بدعات:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ ہر وہ انسان اہل علم میں سے جو بھی انسان دنیا کو ترجیح دیتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے؛ وہ لازمًا اپنے فتویٰ میں حکم میں اور بات بتانے میں اللہ تعالیٰ پر ناحق اور بغیر علم کے بات کہتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکام اکثر و بیشتر لوگوں کی اغراض کے مخالف آتے ہیں اور خصوصاً صاحب اقتدار و جاہ و منصب لوگوں کے خلاف ہوتے ہیں جو کہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے اغراض و مقاصد حق کی مخالفت کیے بغیر پورے نہیں ہوسکتے۔ جب عالم اور حاکم جاہ و منصب سے محبت کرنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہوں، تو ان کی خواہشات اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتیں جب تک وہ حق کو چھوڑ نہ دیں، بلکہ اس کی مخالفت نہ کرلیں۔ خاص کر جب کہیں پر کوئی شبہ پیدا ہوجائے۔ اس لیے کہ جب شبہات اور شہوت جمع ہوجاتے ہیں تو اس وقت خواہشات میں طغیانی

[1] صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب الحث على المادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن : ۱۱۸ .

آجاتی ہے، اور حق بات ان پر مخفی ہوجاتی ہے، سچائی کا چہرہ بدل جاتا ہے اور جب حق ایسا ظاہر ہو کہ اس میں کوئی شبہ نہ بھی ہو تب بھی اس کی مخالفت پر اتر آتے ہیں، اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ توبہ کرکے اس کا کفارہ ادا کردیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ ﴾

(مریم: ۵۹)

''پھر ان کے بعد ایسے لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کردیا اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ ؕ اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ وَدَرَسُوۡا مَا فِيۡهِ ؕ وَالدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝١٦٩ ﴾ (الأعراف: ۱۶۹)

''پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا وہ اس دنیائے فانی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری ضرور مغفرت ہو جائے گی حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اس کو بھی لے لیں گے، کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف سے بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو متقی ہیں، پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔''

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ انہوں نے ان چیزوں کے حرام ہونے

کا علم ہونے کے باوجود بہت کم بدلہ مول لے لیا اور کہنے لگے: ہمارا رب ہمیں معاف کر دے گا، اور جب ایسے ہی کوئی دوسری چیز سامنے آ گئی تو اسے بھی لے لیتے ہیں، اور اپنے گناہوں پر مصر رہتے ہیں۔ یہی بات انھیں اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہنے پر ابھارتی ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا دین، اس کا حکم اور اس کی شریعت ہے، اور وہ جانتے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین، حکم اور اس کی شریعت اس کے خلاف ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کا دین اور اس کا حکم کیا ہے؟ اور کبھی اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کہتے ہیں جسے وہ جانتے ہی نہیں، اور کبھی اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کہتے ہیں جس کے باطل ہونے کو وہ جانتے بھی ہیں، اور جو لوگ متقی ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ آخرت کے گھر میں ملے گا وہ اس دنیا سے بہت بہتر اور بڑھ کر ہے۔ اس وجہ سے ان کی حکومت اور مقام و مرتبہ انھیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں۔''[1]

۱۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و جہاد فی سبیل اللہ کا ترک:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ اِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾ ﴾ (التوبة: ٣٨)

''اے ایمان والو! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر راضی ہو گئے ہو۔ سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کسی ایک کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جب کہ اس

[1] الفوائد: ۱۰۰-۱۰۱،

نے اس حق بات کو دیکھا ہو یا اس کا مشاہدہ کیا ہو۔ بیشک حق بات کہنا نہ ہی اسے موت کے قریب کرے گا، اور نہ ہی اس کے رزق کو اس سے دور کرے گا کہ وہ حق بات کہے یا اور عظیم ذات کو یاد رکھے۔'' ❶

۱۵۔ نصرت الٰہی میں تاخیر اور ہیبت کا اٹھ جانا:

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا . " فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنَّهُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِكُمْ الْوَهَنَ . " فَقَالَ قَائِلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: " حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .)) ❷

'' قریب ہے کہ تم پر دنیا کی اقوام چڑھ آئیں گی (تمہیں کھانے اور ختم کرنے کے لیے) جیسے کھانے والوں کو کھانے کے پیالے پر دعوت دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے؟ فرمایا کہ نہیں، بلکہ تم اس زمانہ میں بہت کثرت سے ہوگے لیکن تم سیلاب کے اوپر چھائے ہوئے کوڑ کباڑ کی طرح ہوگے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت و رعب نکال دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں '' وہن '' ڈال دے گا۔ کسی کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ! وہن کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری۔''

---

❶ أحمد : ١١٠٨٢ و صححه الألباني في صحيح الترغيب و الترهيب : ٣/ ٣٠۔ بنحوه۔

❷ ابوداؤد ، كتاب الملاحم، باب فی تداعی الأمم علی الاسلام: ٤٢٩٧ وصححه الألباني في المشكاة المصابيح : ١٦٥/٣.

۱۶۔ دنیا و آخرت کا خسارہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱﴾ (الحج: ۱۱)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آ گئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھا لیا یہ کھلا اور صریح نقصان ہے۔''

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حال یہ ہو گیا ہے کہ ہر انسان اس چیز میں مشغول ہے جو اس کے لیے اہم ہے، اور جس انسان کے ذہن پر کسی چیز کا بھوت سوار ہو جاتا ہے وہ اس کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس انسان کی آخرت نہیں اس کی کوئی دنیا نہیں، اور جو انسان اپنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہو، وہ دنیا میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے، اور آخرت میں بھی اس کے لیے گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔''[1]

۱۷۔ پیٹ کی پوجا اور دل کی موت:

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا سے محبت کرنے والے کی مثال ایسے ہی اگرچہ وہ عبادت میں خود کو تھکا دینے والا ہو، جیسے دھان بونے والی کی مثال، جو اپنا ایک پاؤں اٹھاتا ہے تو دوسرا رکھتا ہے، مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ ایسے ہی وہ انسان بھی ہے جس کا دل دنیا کی

---

[1] الزهد لأحمد بن حنبل: ۲۵۸.

محبت میں مشغول ہو اور اس کے اعضاء اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں۔
آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ تمام عمر اپنے ظاہر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، مگر وہ دل سے اس سے دور ہو رہا ہوتا ہے۔''[1]

۱۸۔ برا خاتمہ:

حافظ ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' جان لیجیے کہ برے خاتمہ سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے اس کے کئی اسباب ہیں اور کئی راہیں اور دروازے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا دروازہ دنیا کی محبت پر گر پڑنا، دنیا کی طلب میں لگ جانا اور اس کی حرص کرنا اور آخرت سے منہ موڑ لینا اور گناہ اور نافرمانی کے کام پر جرأت کرنا ہے، اور بسا اوقات ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ کسی انسان پر کوئی خطا اور کسی قسم کی کوئی معصیت غالب آ گئی ہو؛ اور اعراض کا کوئی پہلو اور گناہ پر اقدام کا کوئی حصہ اس کے نصیب میں آ گیا ہو۔ جس نے اس کے دل پر کنٹرول کرلیا، اور اس کی عقل کو قید کرلیا، اور اس کے نور کو بجھا دیا، اور اس پر اپنے پردے گرادیے۔ اس وقت انسان کو کوئی نصیحت فائدہ نہیں دیتی؛ اور نہ ہی کوئی وعظ اس پر اثر کرتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی موت اسی حالت پر آ جائے۔ تو ایسے انسان نے (وعظ و نصیحت کی) بات بہت دور سے سنی؛ مگر اس کے لیے مراد واضح نہ ہوسکی۔ اور نہ ہی اس کو یہ پتہ چلا کہ کہنے والا کیا کہنا چاہتا ہے [اس لیے کہ اس کے دل پر پردے پڑ چکے ہیں اور ہدایت حاصل کرنے کی توفیق چھین لی گئی ہے] جب بھی برائی کا کوئی سبب دوبارہ پیدا ہوتا ہے تو وہ برائی کر گزرتا ہے۔''[2] [جب کہ ہدایت کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتا]۔

---

[1] التذكرة في الوعظ: ٣٦.

[2] الجواب الكافي: ١١٦.

دنیا کی محبت کا علاج

کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دواء نہ ہو۔جس نے اسے جانا سو جان لیا، اور جو اس سے ناواقف رہا وہ جہالت میں رہا۔انھی میں سے ایک دنیا کی محبت کا مرض بھی ہے۔اس کا علاج ان امور میں پوشدہ ہے:

ا۔ دنیا کی حقیقت کا پختہ علم:

اس کے متعلق گفتگو ''دنیا کی حقیقت'' کی بحث میں گزر چکی ہے۔

۲۔ دنیا کی حقارت و ذلالت:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسحٰق بن ہانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المسائل'' میں فرماتے ہیں: میں اور ابو عبد اللہ اس کے گھر سے نکل رہے تھے کہ حسن رحمہ اللہ نے کہا: ''دنیا کو حقیر سمجھو۔اللہ کی قسم! جب اسے حقیر سمجھا جاتا ہے تو بہت آسان ہو جاتی ہے اور حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا مشرق میں چلی جائے یا مغرب میں۔''

اور آپ فرماتے ہیں: ابو عبد اللہ نے مجھ سے کہا: اے اسحاق! دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی کم تر چیز ہے۔''[1]

۳۔ دنیا کے جلد زوال پذیر ہونے میں غور و فکر:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'

''دنیا سے محبت کرنے والا اور اسے آخرت پر ترجیح دینے والا، مخلوق میں سب سے بڑھ کر بیوقوف ہے۔اور عقل میں ان سب سے زیادہ کمزور ہے۔کیونکہ اس نے خیال کو حقیقت پر ترجیح دی ہے، اور خواب کو بیداری پر اور ختم ہو جانے والے سائے کو ہمیشہ رہنے والی نعمتوں پر اور فنا ہونے والے گھر کو ہمیشہ رہنے والے گھر

1. عدۃ الصابرین: ۱۸۵.

پر ترجیح دی ہے، اور اس نے ہمیشہ کی من پسند زندگی کو چند سپنوں کے بدلے میں بیچ ڈالا۔ جیسے کہ ایک شاعر کہتا ہے:

أَحْلامُ نَــــوْمٍ أَوْ كَــــظِــــلٍّ زَائِــــلٍ
إِنَّ الْــــلَّبِيْــــبَ بِــــمِثْلِهَــــا لاَ يُــــخْدَعُ

''یا تو نیند کا خواب ہے، یا ختم ہونے والا سایہ، اور عقلمند انسان ایسی چیزوں سے دھوکا نہیں کھاتا۔''

[جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اِک حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ]

جیسا کہ ایک اعرابی کچھ لوگوں کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے کھانا پیش کیا۔ جب اس نے کھانا کھالیا تو خیمے کے سائے میں جا کر سو گیا، ان لوگوں نے خیمہ اکھاڑ لیا جب اسے سورج کی گرمی پہنچی تو بیدار ہوا اور یہ شعر کہا:

وَإِنَّ امْــــرَأً دُنْيَــــا أَكْبَــــرَ هَــــمِّــــهِ
لَــــمُسْتَــــمْسِكٌ مِنهَــــا بِــــحَبَلٍ غُــــرُوْرِ

''بیشک وہ انسان جس کی تمام تر فکر ہی دنیا ہے حقیقت میں وہ ایک دھوکا کی رسی کو پکڑے ہوئے ہے۔''

بعض سلف صالحین اس شعر سے مثال بیان کیا کرتے تھے:

يَــــا أَهْــــلَ لَــــذَّاتِ دُنْيَــــا لا بَــــقَــــاءَ لَهَــــا
إِنَّ اغْتِــــرَارَ بِــــظِــــلٍّ زَائِــــلٍ حُــــمَــــقٌ

''اے دنیا کی لذتوں کے مزے لینے والو! اس دنیا کو کوئی بقا نہیں ہے۔ بیشک ختم ہو جانے والے سائے سے دھوکا کھانا ایک حماقت ہے۔''

یونس بن عبد الاعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بلا شبہ دنیا کی تشبیہ ایک سوئے ہوئے آدمی سے دی گئی ہے جو خواب میں

پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزیں دیکھتا ہے اور پھر اسی خواب کے دوران وہ بیدار ہو جاتا ہے۔''[1]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔''یعنی یہ دنیا کی فانی اور ختم ہوجانے والی زندگی کی رونق اور خوبصورتی اور زیب و زینت یہ سب چیزیں ایک خیال ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ ''اور اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔''یعنی لوٹنے کی اچھی جگہ اور اچھا ثواب۔

ابن جریر الطبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے ابن حمید نے حدیث بیان کی ؛ وہ کہتے ہیں: ہم سے جریر نے حدیث بیان کی ،وہ عطاء سے روایت کرتے ہیں ؛ وہ ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے روایت کرتے ہیں ، انہوں نے فرمایا: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی : ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ﴾ ''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کردی گئی ہے۔''میں نے کہا:''اے پروردگار! جب کہ اسے ہمارے لیے مزین کردیا ہے۔تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾

''آپ کہہ دیجئے: کیا میں تمھیں اس سے بہت ہی بہتر چیز نہ بتاؤں؟ متقیوں کے لیے۔''اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیجئے: کیا میں تمھیں اس سے بہت ہی بہتر چیز نہ بتاؤں؟۔ اے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم]! آپ لوگوں سے کہہ دیجیے: کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر دوں جو اس سے بہتر ہے جو کہ تمہارے لیے اس دنیا کی زندگی اور اس کی

---

[1] عدة الصابرين : ١٩٠.

رعنائیوں اور نعمتوں کو مزین کیا گیا ہے؟ جو یقینی طور پر ختم ہو جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی اور فرمایا:

﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾

(آل عمران: ۱۵)

''متقیوں کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' [1]

نیز آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ (النحل: ۹۵)

''تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ بیچ دیا کرو۔''

یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بدلے دنیا کے ساز و سامان اور اس کی زینت کو مول مت لو، اس لیے کہ یہ تمام چیزیں بہت ہی کم ہیں۔ اگر ابن آدم کے لیے پوری کی پوری دنیا جمع کر دی جائے، تب بھی جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس ساری دنیا سے بڑھ کر اور بہتر ہے، اور یہ ثواب ان لوگوں کے لیے ہے جو اس کی امید رکھتے ہیں، اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے طلب گار رہتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدہ کی حفاظت کرتے ہیں، اور ان چیزوں پر یقین رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اسی لیے آخر میں فرمایا:

﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اگر تم جانتے ہو۔''

پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۶﴾ (النحل: ۹۶)

''تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۲.

ہے، اور صبر کرنے والوں کو ہم نیک اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔''

یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ گیا گزرا ہو جائے گا، اور ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اس لیے کہ اس کی مدت محدود ہے، اور یہ سب کچھ اپنی تقدیر کے دائرہ میں محصور اور بند ہے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ یعنی جنت میں جو کچھ ثواب ملے گا، نہ ہی وہ کبھی منقطع ہوگا اور نہ ہی ختم ہوگا، یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ثواب ہوگا۔ اسی لیے فرمایا:

﴿ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور صبر کرنے والوں کو ہم نیک اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر حرفِ تاکید لا کر قسم اٹھائی ہے کہ وہ ضرور بالضرور صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دے گا، اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔''[1]

۴۔ تھوڑی چیز پر قناعت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱﴾ (التکاثر: ۱)

''کثرتِ مال کی حرص نے تمہیں غافل کر دیا۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنْ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ.))[2]

''جسے آخرت کی فکر ہو اللہ تعالیٰ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے اور جسے دنیا کی فکر ہو اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۷۷۲. [2] ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب أحادیث ابتلینا بالضراء: ۲٤٦٥ وصححه الألباني رحمه الله في صحيح الترغيب و الترهيب ۳/۱۲۷.

اور اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور دنیا بھی اسے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لیے مقدر ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! اپنے دل کو دنیا کے ساتھ نہ لگا۔ بیشک دنیا کے ساتھ دل لگانا سب سے بری چیز سے دل لگانا ہے۔ اس سے اپنی امیدیں توڑ دے، اور دنیا کے دروازے بند کردے۔ اے ابن آدم! اس دنیا میں سے تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے جو تجھے تیری منزل تک پہنچا دے۔''[1]

۵۔ دنیا کی محبت کے انجام پر غور وفکر:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' دل میں دنیا کی شہوت ایسے ہی ہوتی ہے جیسے معدہ میں کھانے کی شہوت، اور عنقریب انسان موت کے وقت اپنے دل میں ان شہوات کے لیے کراہت اور ناپسندیدگی، قباحت اور بدبو پائے گا، جیسا کہ معدہ میں لذیذ کھانے جب ختم ہو جائے تو کراہت سی پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ کھانا جتنا ہی لذیذ اور ذائقے دار ہوگا اور جتنا ہی زیادہ مرغن اور میٹھا ہوگا؛ فضلہ اسی قدر بدبودار ہوگا۔ ایسے ہی ہر وہ شہوت جو نفس میں زیادہ لذت والی ہو، اور زیادہ قوت والی ہو، اسی قدر موت کے وقت اس کی اذیت سخت ہوگی، جس طرح کسی شخص کا محبوب اچانک اس سے بچھڑ جائے، یا مر جائے، تو جس قدر وہ محبوب پیارا ہوگا اسی قدر اس کا غم سخت ہوگا۔ بالکل ایسے ہی جب دنیا کی نعمتیں اور لذتیں انسان سے چھوٹیں گی، تو جس قدر انسان کو ان سے پیار ہوگا، اسی قدر وہ تکلیف اور دکھ اٹھائے گا۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ضحاک! تیرا کھانا کیا ہے؟ عرض کیا: ''گوشت اور دودھ۔ فرمایا: پھر آخر

---

[1] عدة الصابرين ١٩٣.

کاروہ کیا ہوجاتا ہے؟ عرض کیا، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ضَرَبَ مَا يَخْرُجُ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا .)) ❶

''بیشک اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے جو کچھ ابن آدم سے نکلتا ہے، وہی اس دنیا کی مثال ہے۔''

سلف صالحین میں سے کسی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میرے ساتھ چلو میں تمہیں دنیا دیکھاتا ہوں۔ وہ ان کو لے کر گندگی کے ایک ڈھیر کے پاس پہنچ گئے، اور فرمایا: ''دیکھو! ان کے پھلوں کا، اور ان کی مرغیوں کا اور ان کے شہد اور گھی کا یہ حال ہوگیا ہے۔'' ❷

۶۔ حقیقی لذت کے اسباب کے حصول کی کوششیں:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علی الاطلاق دنیا کی سب سے بڑی لذت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت کی لذت اور اس کی محبت کی لذت ہے۔ بیشک یہی دنیا کی اور اس کی عالیشان نعمتوں کی اصل لذت ہے۔ دنیا کی فانی لذتیں اس کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے سمندر میں ایک تنکا۔ بیشک روح، دل اور بدن اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ پس دنیا کی سب سے پاکیزہ چیز اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت ہے، اور آخرت کی سب سے عمدہ چیز اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کا مشاہدہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت آنکھوں کی ٹھنڈک اور روحوں کی لذت اور دلوں کی تروتازگی ہیں۔ دنیا کی نعمتیں اور اس کا سرور وہ منقطع ہونے والی لذتیں ہیں جن کا انجام دکھ اور عذاب ہے، اور ایسی لذتیں حاصل کرنے والا انتہائی تنگ اور سختی کی زندگی گزارتا ہے۔ پس پاکیزہ زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں ہے۔ بعض محبین پر ایسے اوقات گزرے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے: ''اگر اہل جنت بھی ایسی ہی نعمتوں میں ہیں تو بیشک وہ پاکیزہ اور خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں،

❶ احمد : ۲۰۷۳۳۔ وابن حبان ۷۰۲۔ صححه الأرناؤوط.
❷ عدة الصابرین : ۱۹۵.

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''اگر بادشاہوں اور شہزادوں کو یہ علم ہو جائے کہ ہم کس حلاوت اور چاشنی کی زندگی گزار رہے ہیں تو وہ تلواریں لے کر ہمارے ساتھ جنگ کرتے۔'' ❶

۷۔ اللہ کی رضا مندی کو باقی چیزوں پر ترجیح:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بعض پرانی کتابوں میں ہے:'' جو کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اس کے لیے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سے بڑھ کر ترجیح والی نہیں ہوتی، اور جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے اس کے لیے کوئی بھی چیز اپنی خواہشات سے بڑھ کر ترجیح والی نہیں ہوتی۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی اسناد سے سیّدنا حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا:

''میں نے نہ ہی کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا، اور نہ ہی اپنی زبان سے بولا، اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے چھوا، اور نہ ہی اپنے قدموں پر اٹھا یہاں تک کہ میں اس چیز میں دیکھ لیتا اور غور وفکر کر لیتا کیا یہ کام اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ہے یا اس کی نافرمانی کا، اور اگر وہ کام اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ہوتا تو میں اسے کر گزرتا، اور اگر اللہ کی نافرمانی کا کام ہوتا تو میں اس سے پیچھے ہٹ جاتا۔'' ❷

۸۔ جنت کی نعمتوں میں تفکر:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' اَللّٰھُمَّ لا عَیْشَ إِلَّا عَیْشُ الْآخِرَۃِ . ''

''اے اللہ کوئی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی۔''

اس کا سبب یہ ہے کہ ابن آدم جسم اور روح سے مرکب ہے، اور ان میں سے ہر ایک کو اس چیز کی ضرورت ہوتی ہے جس سے وہ توانائی اور قوت حاصل کرے اور نعمتیں پائے، یہی اس کی زندگی ہے۔ پس جسم کی زندگی کھانا، پینا، نکاح کرنا،

---

❶ الجواب الکافی: ۱۶۸. ❷ کلمة الإخلاص: ۳۵.

لباس استعمال کرنا اور اس طرح کی چیزیں ہیں جو کہ حسی لذات میں شمار ہوتی ہیں۔ ان لذات میں اس اعتبار سے ان اوصاف میں حیوانات کی مشابہت ہے جب کہ روح انتہائی لطیف اور روحانی چیز ہے۔ جو کہ ملائکہ کی جنس میں سے ہے۔ اس کی قوت اور لذت، خوشی اور سرور اس کے خالق و مالک اور پروردگار کی معرفت میں اور ان چیزوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کی عبادت اور اس کی محبت اور ذکر؛ اللہ تعالیٰ سے انس اور اس کی ملاقات کے شوق کے قریب کر دیں۔ یہ نفس کی عیش اور قوت ہے۔ جب یہ چیزیں مفقود ہو جائیں تو نفس روح بیمار ہو جاتی ہے، اور ایسے ہلاک ہو جاتی ہے جیسے جسم کو اگر کھانا اور پانی نہ ملے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی لیے آپ بہت سارے مال دار اور غنی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے جسم کی ہر طرح کی نعمتیں پہنچاتے ہیں مگر پھر ان کے دل میں ایک درد اور وحشت سی رہتی ہے۔ جاہل لوگ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ یہ درد اور وحشت ان حسی لذات کے زیادہ کرنے سے ختم ہو جائے گی اور بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جب کوئی نشہ والی چیز پی کر عقل ماردی جائے تو یہ وحشت اور درد ختم ہو جائیں گے، مگر ان میں سے جو بھی کام کرلیا جائے، اس سے یہ وحشت اور تکلیف [درد و درماندگی] بڑھیں گے کم نہیں ہو پائیں گے۔ بیشک اس کا سبب یہ ہے کہ روح کو اس کی قوت اور غذا نہیں مل رہی، اسی وجہ سے وہ بیمار پڑ گئی ہے، اور اسے تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔'' [1]

۹۔ آخرت کی نعمتوں پر یقین، اور انھیں دنیا پر ترجیح:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' ان دونوں زندگیوں کی اس دنیا کے گھر میں جمع کرنا ناممکن ہے۔ جو انسان اپنے دل اور روح کی زندگی میں مشغول ہو گیا، اسے اتنا وافر حصہ مل جاتا ہے کہ

[1] شرح حديث لبيك : ٥٨.

وہ اپنے جسم اور بدن کی عیش و راحت سے غافل ہو جاتا ہے، اور وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اس دنیا سے اپنی کوئی بہت بڑی شہوت پوری کر سکے، اور نہ ہی وہ اپنی حسی شہوات کو پانے کے لیے انھیں وسعت دیتا ہے۔ بس وہ اس دنیا سے اس قدر لے لیتا ہے جس سے اس کے بدن کی ضروریات پوری ہو جائیں۔ اس وجہ سے یقیناً بدن کی عیش و راحت کم ہو جاتی ہے۔ بیشک یہی انبیاء کرام علیہم السلام مرسلین عظام اور ان کے ماننے والوں کا طریقہ کار رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا بھی ایسے تھا کہ ان کے اجسام کی عیش و راحت کا حصہ کم کر دیا جائے، اور انھیں ان کے دلوں اور روحوں کی عیش کا حصہ پورا پورا دیا جائے۔ سیّدنا سہیل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کسی کو جتنا بھی اپنی قربت اور معرفت سے نوازتے ہیں، اسی معرفت کی قدر اسے دنیا سے محروم کر دیتے ہیں، اور جتنا اللہ تعالیٰ کسی کو اس دنیا سے نوازتے ہیں اپنی قربت اور معرفت سے اسی قدر محروم کرتے ہیں جتنا کہ دنیا سے نوازا گیا ہے۔'' [1]

دنیا کے جلد زوال پذیر ہونے پر تدبر و تفکر:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل دنیا کی غفلت میں مثال ان لوگوں کی ہے جو کشتی میں سوار ہوئے۔ وہ کشتی انھیں لے کر ایک جزیرہ میں پہنچی۔ ملاح نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ قضائے حاجت کے لیے اتریں، اور انھیں خبردار کیا کہ کوئی آدمی پیچھے نہ رہے ورنہ کشتی چلی جائے گی۔ وہ لوگ جزیرے کے کونوں میں بکھر گئے۔ ان میں سے بعض نے اپنی حاجت پوری کی، اور جلدی جلدی واپس کشتی میں آ گئے۔ انہوں نے خالی جگہ دیکھی، اور اپنے بیٹھنے کے لیے وسیع، نرم اور موافق جگہ تلاش کر لی۔ اور ان میں سے بعض جزیرہ میں ہی ٹھہرے رہے۔ جو کہ اس جزیرہ کے گل و لالہ اور رونق و

---

[1] شرح حديث لبيك : ٥٨.

رعنائیوں اور روشنیوں کے نظاروں میں کھو گئے۔ وہ وہاں کے پرندوں کے نغمے سنتے رہے، اور وہاں کے پتھر انھیں بڑے خوبصورت لگنے لگے۔ پھر ان میں سے بعض کے دل میں کشتی چھوٹ جانے، اور اس کے تیزی سے گزر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ جب وہ کشتی کے پاس پہنچے تو انھیں بہت ہی تنگ جگہ ملی۔ وہ وہیں پر بیٹھ گئے، اور بعض ایسے لوگ بھی تھے جو ان پتھروں کے حسن و جمال اور گل و لالہ کی حسن آفرینیوں میں ہی کھوئے رہے۔ان میں بعض نے وہاں سے کچھ پتھر اٹھا بھی لیے۔ جب انھیں کچھ دیر بعد خیال آیا وہ کشتی کے پاس پہنچے تو وہاں پر بہت ہی تنگ جگہ پائی، اور ان کے ساتھ لائے ہوئے سامان نے جگہ مزید تنگ کردی۔ اس وجہ سے کشتی میں بوجھ بھی بڑھ گیا جو کہ ایک وبال بن گیا۔ اب وہ نہ ہی اس بوجھ کو پھینک سکتے ہیں، بلکہ اسے اُٹھالے جانے کو ضروری خیال کرتے ہیں، اور کشتی میں اس کے رکھنے کے لیے جگہ ہی نہیں۔ اس لیے اس نے یہ بوجھ اپنے ہی کندھے پر اٹھالیا۔ اب وہ اس بوجھ کے اٹھانے پر نادم ہوا، مگر اس کی ندامت اسے کوئی فائدہ نہ دے سکی۔ پھر وہ پھول مرجھا گئے، اور ان کی خوشبو تبدیل ہوگئی۔ پھر وہ بدبو میں تبدیل ہوکر تکلیف دینے لگی، اور بعض لوگ اسی باغیچہ میں گھس گئے اور کشتی کو بالکل ہی بھول گئے، اور وہ اس گلستان میں دور تک چلے گئے۔ ملاح نے کشتی چلانے سے پہلے لوگوں کو آواز دی۔ مگر ان لوگوں کے مشغول ہونے کی وجہ سے آواز ان تک نہ پہنچ سکی۔ اس لیے کہ یہ لوگ کبھی تو پھول توڑتے، اور کبھی ان روشنوں کی خوشبو سونگھتے۔ کبھی اشجار کا حسن منظر انھیں بھلا لگتا۔ وہ اس کے ساتھ یہ خوف بھی رکھتے تھے کہ کہیں کوئی درندہ نکل کر ان پر حملہ نہ کردے، یا کوئی کانٹا ان کے کپڑوں میں پیوست ہوکر انھیں داغدار نہ کردے یا ان کے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھ جائے۔ یا کوئی ٹہنی ان کے جسم کو زخمی کردے، یا کوئی جھاڑی ان کے کپڑے پر اثر انداز ہو۔'' [1]

---

[1] عدة الصابرين : ١٩٥۔١٩٦.

۱۱۔ دنیا کی محبت سے صبر:

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ قارون کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''ایک دن قارون پوری ٹھاٹھ باٹھ اور زیب و زینت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ اس نے خوب خوبصورت منظر بنا رکھا تھا۔ کپڑے، سواری، خادم، نوکر چاکر، جاہ وحشم۔ جب اسے دنیادار لوگوں نے دیکھا جو کہ دنیا کی رونق و زینت چاہتے ہیں، اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ تمنا کرنے لگے کہ اے کاش! ان کے لیے بھی ایسے ہی ہو جیسے اس کو نوازا گیا ہے، اور کہنے لگے:

﴿يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

''کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قسمت کا دھنی ہے۔''

یعنی دنیا میں بہت بڑی قسمت والا ہے۔ جب اہل علم نے ان کی بات سنی تو کہنے لگے:

﴿وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾(القصص : ۸۰)

''افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انھیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔''

یعنی جو بدلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار مومن بندوں کے لیے آخرت کے گھر میں تیار کر رکھا ہے، وہ اس چیز سے بہت بہتر ہے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((قَالَ اللّٰهُ عَدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا وَ إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾))

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل

پر ان کا خیال گزرا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''پس کوئی نہیں جانتا جو آنکھ کی ٹھنڈک کے سامان ان کے لیے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔'' [1]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَ لَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ﴾ (القصص : ٨٠)

''اور نہیں اسے پا سکتے مگر وہی لوگ جو صبر کرنے والے ہوں۔''

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جنت کو صبر کرنے والوں کے علاوہ کوئی نہیں پا سکتا۔ گویا کہ اس سے ان لوگوں کے کلام کو پورا کر دیا گیا جنہیں علم دیا گیا ہے۔''

سیّدنا ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ کلمات (باتیں) صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو کہ دنیا کی محبت صبر کرنے والے اور آخرت میں رغبت رکھنے والے ہیں۔ گویا کہ تمام باتوں کے خلاصہ کے طور پر انھیں خبر دی جا رہی ہے کہ جنت اگر حاصل کرنی ہے تو اس کے لیے صبر کرنا پڑے گا۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة : ٣٢٤٤۔ صحیح مسلم : ٢٨٢٤۔ آیت سورة السجدة ١٧.

[2] تفسیر ابن کثیر ٦/٢٥٥۔ و تفسیر الطبري ١٩/٦٢٩.

خاتمہ

اپنی دنیا میں غور وفکر کیجیے۔اس نے کتنے ہی قتل کیے ہیں؟اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ اس نے کیا سلوک کیا؟ اس سے بچ کر رہیں۔ کیونکہ اس دنیا نے آپ کو بہت اہم چیزوں سے مشغول کردیا ہے۔خبردار کہ دنیا کی سکونت اختیار کرو اسے اپنے دل میں جگہ مت دو اس لیے کہ یہ جیسے ہی پڑاؤ ڈالتی ہے، پھر کوچ کر جاتی ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مردار بکری پر ہوا، جسے اس کے گھر والوں نے پھینک دیا تھا۔تو آپ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّ الدُّنْیَا أَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰی أَهْلِهَا .)) ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس [مردار بکری] کے اپنے اہل گھر والوں کے لیے [بے وقعت ہونے سے] سے بڑھ کر بے وقعت ہے۔''

سیّدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْیَا فِی الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا یَجْعَلُ أَحَدُکُمْ إِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ وَأَشَارَ یَحْیٰی بِالسَّبَابَةِ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ تُرْجِعُ .))❷

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے

---

❶ احمد : ٣٠٣٩ وصححه الألباني في صحيح الترغيب و الترهيب : ٣/ ١٤٢.

❷ صحيح مسلم: ٢٨٥٨.

کوئی آدمی اپنی انگلی اس دریا میں ڈال دے[یحییٰ راوی نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا] اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا لگتا ہے۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جو اس دھوکا دینے والی زندگی سے دور رہنے والے ہیں، اور جو دارِ سرور اور دارِ خلود کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے دوقسم کے سوالات رکھے جارہے ہیں۔ پہلی قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب فوراً دیا جاسکتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے سوال وہ ہیں جن کا جواب دینے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ دنیا کی محبت کے مظاہر کون سے ہیں؟

۲۔ دنیا کی محبت کے کئی اسباب ہیں، ان میں سے نمایاں سبب کون سے ہیں؟

۳۔ دنیا کی محبت پر مرتب ہونے والے ضرر اور خرابیاں کون سی ہیں؟

۴۔ دنیا کی محبت کا کامیاب ترین علاج کیا ہے؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ .))

''دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے؟''

اس کی وضاحت کریں۔

۲۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھ کر رو دیے تھے۔ انہوں نے کیا کہا تھا؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا جواب دیا تھا؟

۳۔ اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہنا، اور دنیا کی محبت کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

مفسدات القلوب

کٹ حجتی اور مناظرہ

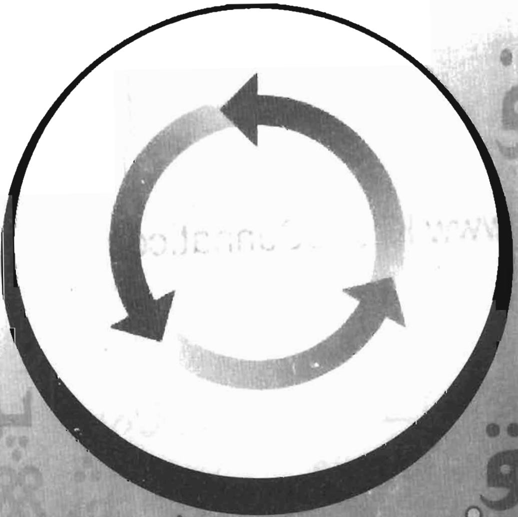

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

بیشک ''جدال'' یعنی مناظرہ بازی ان بڑی آفات میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس کے ان ہی خطرات کی وجہ سے علمائے کرام رحمہم اللہ اس سے منع کیا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسا اخلاق ہے جس سے سلف رحمہم اللہ منع فرمایا کرتے تھے، اور خود بھی مناظرہ ومجادلہ سے کوسوں دور رہتے تھے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''کسی بھی قرآن کا علم رکھنے والے انسان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ بحث و تکرار کرنے والوں کے ساتھ بحث وتکرار کرے، اور نہ ہی جہالت برتنے والوں کے ساتھ جہالت پر اتر آئے، بلکہ اسے چاہیے کہ جدال ومراء (مناظرہ بازی اور کٹ حجتی) ترک کر دینا چاہیے۔'' [1]

سیّدنا ابراہیم النخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سلف صالحین مناظرہ بازی اور کٹ حجتی کو مکروہ سمجھتے تھے۔'' [2]

پس جدال اور مراء (کٹ حجتی اور مناظرہ) کے کیا معانی ہیں؟

وہ کیا سبب ہے جس کی وجہ سے علمائے کرام اسے مکروہ سمجھتے تھے؟

مذموم اور محمود جدال میں کیا فرق ہے؟

---

[1] تفسیر القرطبي : ۱/۵۳.

[2] تفسیر ابن کثیر ۱/۳۱۹.

اور ان میں سے ہر ایک قسم کی مثالیں کیا ہیں؟

اور کیا مناظرہ انسانی طبیعت کے ساتھ مرکب ہے، یا عارض ہونے والی چیز ہے؟

اس طرح کے دیگر بہت سارے سوالات ہیں جن کے بارے میں اس کتابچے میں جوابات دیے گئے ہیں۔

میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے بہترین شکل و صورت میں چھپنے کے لیے کسی بھی طرح سے تعاون کیا۔

اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ہر خیر اور اصلاح کی توفیق دے، اور ہمارے قدموں کو راہ حق پر ثابت رکھے۔ بیشک وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

محمد صالح المنجد

جدل و مراء کی تعریف

جدال کا معنی:

جھگڑا کرنے اور کلام میں تو تکرار کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی انسان کا اپنے فریق مخالف پر رد کرنا تاکہ وہ اپنے کلام کی اصلاح کر سکے۔ فریق مخالف کے ساتھ جھگڑا کرنا۔

مجادلہ کا معنی: مجادلہ مناظرہ کو کہتے ہیں۔ جو کہ حق کو ظاہر کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اپنے فریق مخالف کو زچ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ [1]

لغت کے امام الزجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جدال کا معنی ہے جھگڑے میں مبالغہ کرنا، مناظرہ کرنا۔'' [2]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جدال کا معنی ہے: ''کسی کے قول کو قوت اور حجت کے ساتھ ردّ کرنا۔'' [3]

جب کہ ''مراء'' کا معنی: بعض نے کہا ہے کہ یہ جدال کے معنی میں ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کہا جاتا ہے "ماريت فلاناً إذا جادلته" میں نے فلاں سے مراء کیا؛'' جب کسی سے جدال و مناظرہ کیا جائے۔ [4]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "مراء" کا معنی ہے کسی دوسرے کلام میں خلل ظاہر کرنے کے لیے طعن کرنا۔ جب کہ اس میں دوسرے کی تحقیر کے علاوہ کوئی اور غرض شامل نہ ہو۔ [5]

---

[1] المعجم الوسيط : ١/٢٣١. [2] زاد المسير : ٤/٩٩.

[3] تفسير القرطبي : ٧/٦٧.

[4] فتح القدير : ٣/٣٩٦.

[5] التعاريف : ١/٢٦٦.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ''مراء'' باطل بات کو حق ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جب کہ جدال صرف اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے خواہ وہ حق ہو یا باطل۔

جدل اور مراء میں فرق:

ایک قول یہ ہے کہ جدال اور مراء دونوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ بس اتنا فرق ہے کہ ''مراء'' مذموم ہے۔ اس لیے کہ اس میں حق ظاہر ہونے کے بعد جھگڑا کیا جاتا ہے، جب کہ جدال میں ایسے نہیں ہوتا۔ ❶

قرآن میں جدل کا معنی

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمِرَاءِ فِی الْقُرْآنِ کُفْرٌ .)) ❷

''قرآن میں (مراء) ناحق جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصف بیان کیا ہے کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ قرآن میں جھگڑا کرنے کے کیا معانی ہیں؟

قرآن میں جھگڑا کرنے سے مراد: اس میں شک کرنا اور ایسا کرنا کفر ہے۔ جب کسی کو قرآن کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے میں شک ہو، یا وہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے یا پھر وہ ایسی چیزیں تلاش کرنے لگ جائے جن کے ذریعہ سے قرآن میں شکوک وشبہات کی راہیں کھولنے لگے، یا اس چیز کا انکار کرے جو کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں۔ یا اس طرح کی دیگر چیزیں۔ پس یہاں پر جدال اور مراء (مناظرہ وکٹ حجتی یا جھگڑا کرنے) سے مراد شک وشبہ کا مذہب اختیار کرنا ہے۔

اس سے مقصود ہرگز یہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کی علمی تفسیر میں بھی آپس میں بحث وتکرار

---

❶ الفروق اللغوية : ١٥٩/١.

❷ صحيح ؛ أحمد : ٢/ ٢٥٨ وابوداؤد ، كتاب السنة ، باب النهى عن الجدال فى القرآن: ٤٦٠٣.

نہ کی جائے۔ [علمی بحث وتکرار کی اجازت ہے]۔ کہ فلاں آیت سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا مقصود ہے؟ یہ جب کسی آیت کے مختلف معانی ہوں تو ان میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح دینا۔ یہ بحث وتکرار علم پر مبنی ہوتی ہے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی مراد کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے، سے مقصود وہ جھگڑا ہے جو کہ شک و انکار اور تکذیب کے طور پر ہو۔

سیّدنا جندب بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِقْـرَؤُا الْـقُـرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ .))

''تم قرآن کو اس وقت پڑھو جب تک کہ تمہارے دل ملے رہیں جب تم اختلاف کرنے لگو تو اس سے کھڑے ہو جاؤ۔'' [1]

❀ یعنی جب تمہارے درمیان اس کے معانی کے فہم میں اختلاف ہو جائے تو کھڑے ہو کر چل پڑو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان یہ اختلاف شر کی صورت اختیار کر لے۔

❀ اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ ممانعت نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی۔

❀ اور یہ بھی احتمال ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو، اور جو چیز تمہیں آپس میں جمع کرنے والی ہے، اسے اپنے درمیان لازم پکڑ لو، اور جب اختلاف واقع ہو جائے، یا کوئی ایسا شبہ پیدا ہو جائے جس سے اختلاف پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، تو اس کو چھوڑ دو؛ اور قرآن کی محکم آیات کو پکڑے رکھو، ان متشابہات میں دخل اندازی سے گریز کرو جو کہ اختلاف کا سبب بن سکتی ہیں۔

❀ اہل باطل قرآن کریم کی ان آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جن میں مشابہت یا

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیه قلوبکم: ٥٠٦٠.

اشتباہ ہے، اوران آیات میں جھگڑا کرتے ہیں تا کہ وہ فتنہ پیدا کرسکیں۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے متشابہ القرآن میں جھگڑا کریں گے۔ پس تم سنتوں پر کاربند رہو۔اس لیے کہ سنت پر عمل کرنے والے کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔'' ❶

جدل اور طبیعت انسانی

جدل انسانی طبیعت میں مرکب ہے۔ انسان بہت ہی زیادہ جھگڑا کرنے والا اور کٹ حجتی کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝٥٤﴾ (الكهف: ٥٤)

''اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

یعنی کثرت کے ساتھ جھگڑا کرنے والا، جو حق کی طرف رجوع نہیں کرتا اور نہ ہی کسی نصیحت سے سبق حاصل کرتا ہے۔'' ❷

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، تو فرمایا کہ تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

((أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا ، فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا . ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ .)) ❸

''ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا تو ہم اٹھیں گے۔جب ہم لوگوں نے یہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس پلٹ گئے اور ہم لوگوں کی

---

❶ الدارمي ١١٩. ❷ تفسير طبرى: ٢٤١/٨.

❸ صحيح بخارى، كتاب التهجد، باب تحريض النبيؐ على القيام: ١١٢٧.

طرف کچھ بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ اس حال میں واپس پلٹ رہے تھے کہ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ''انسان تمام چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

یعنی آپ ﷺ کو اس قدر جلد حاضر جوابی پر حیرت ہوئی، اور آپ ﷺ نے اس عذر پر عدم موافقت کا اظہار کیا۔ اسی لیے اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسروں سے بڑھ کر اچھے انداز میں مناظرہ و مجادلہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ طبیعت کے لحاظ سے جھگڑا و مناظرہ تمام لوگوں میں موجود ہوتا ہے، مگر لوگوں کے اس میں مختلف درجے ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو کفار کے متعلق فرمایا:

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ ٱلْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾﴾ (مریم: ۹۷)

''ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری دے اور جھگڑالو کو ڈرا دے۔''

یعنی حجت بازی کرنے والے اور باطل پر جھگڑا کرنے والے جو کہ حق کو قبول نہیں کرتے۔ اسی لیے اہل باطل کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾﴾ (الزخرف: ۵۸)

''بلکہ یہ لوگ ہیں محض جھگڑالو۔''

بعض لوگ دوسروں سے زیادہ جھگڑالو اور زبان کے تیز ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہے جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں کسی بھی ایسے معرکہ سے پیچھے نہیں رہا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑا ہو، سوائے غزوہ تبوک کے ...... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مجھے یہ خبر

پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس چل پڑے ہیں، تو مجھے فکر لاحق ہوئی، اور میں جھوٹ سوچنے لگ گیا، اور میں یہ کہتا کہ کل کو میں آپ ﷺ کی ناراضگی سے کیسے بچ سکوں گا۔ اس کے لیے میں نے اپنے اہل خانہ میں سے ہر عقلمند انسان سے مشورہ لیا۔

جب مجھے یہ بتلایا گیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لانے والے ہیں تو میرے دل سے تمام باطل خیالات ختم ہوگئے، اور میں سمجھ گیا کہ میں کسی طرح بھی جھوٹ بول کر آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔ میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے تبسم فرمایا، آپ کا یہ تبسم غصہ والوں کا سا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا:

(آگے آؤ)؛ میں چلتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا؛ آپ نے فرمایا:

تم کس چیز کی وجہ سے پیچھے رہے؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور اہل دنیا کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سامنے میں عذر پیش کر کے اس کے غضب سے چھٹکارا حاصل کرلیتا، اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت جدل دی ہے...... الخ الحدیث۔'' [1]

وجہ استدلال: (مجھے قوت جدل دی ہے) کے جملے سے مراد یہ ہے کہ مجھے فصاحت اور قوتِ کلام سے نوازا گیا ہے۔ میں اس طرح سے کسی بھی الزام سے نکل سکتا ہوں، اور اپنے آپ کو تمام الزامات سے ایسے بری کرسکتا ہوں جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر کسی جھگڑے کی آواز سنی آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک: ٤٤١٨۔ صحیح مسلم: ٢٧٦٩.

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ أَنْ يَّكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذٰلِكَ. فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيَتْرُكْهَا)) [1]

''بیشک میں تو محض ایک انسان ہوں اور میرے پاس مقدمہ آتا ہے، ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایک دوسرے سے زیادہ بلیغ ہو اور میں یہ گمان کر کے فیصلہ کر دوں کہ وہ سچا ہے، جس شخص کے لیے مسلمان کے حق میں فیصلہ کروں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب وہ اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے۔''

یہ جدل انسان کی طبیعت میں ہے جو کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کے بعد بھی یہ جدل ختم نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا﴾ (النحل: ١١١)

''جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لیے لڑتا جھگڑتا ہوا آئے گا۔''

یعنی جھگڑا کرے گا اور دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا اس کے متعلق حجتیں پیش کرے گا، اور اپنی ذات کا دفاع کرے گا۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

((مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ يَقُولُ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُولُ بَلَى قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِّنِّي قَالَ فَيَقُولُ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِي قَالَ

---

[1] صحيح مسلم: ٤٣٦٠.

فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُولُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُفَاضِلُ .))❶

''میں بندے کی اس بات سے ہنسا ہوں کہ جو وہ اپنے رب سے کرے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ فرمائے گا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بندہ عرض کرے گا: میں اپنے اوپر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ فرمائے گا:

''آج کے دن تیرے اوپر تیری ہی ذات کی گواہی اور کراماً کاتبین کی گواہی کفایت کر جائے گی۔''

آپ نے فرمایا: ''پھر اس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے دیگر اعضا کو کہا جائے گا کہ: بولو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس کے اعضاء اس کے سارے اعمال بیان کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بندہ اپنے اعضا سے کہے گا: ''دور ہو جاؤ! چلو دور ہو جاؤ میں تمہاری طرف ہی سے تو جھگڑا کر رہا تھا۔''

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار کے جھگڑے کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الأنعام ٢٣، ٢٤)

''پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔ ذرا دیکھو تو انہوں نے کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ

❶ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر: ٢٩٦٩.

سب غائب ہو گئے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَجِيءُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَائَنَا مِنْ نَبِيٍّ فَيَقُولُ لِنُوحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ.

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾

والوسط العدل.)) [1]

''(قیامت کے دن) نوح علیہ السلام مع اپنی قوم کے تشریف لائیں گے؛ تو اللہ پوچھے گا: کیا تم نے (ہمارا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ: ہاں اے پروردگار۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا کہ: ''کیا انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے: ''نہیں؛ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔'' اللہ تعالیٰ سیّدنا نوح علیہ السلام سے سے فرمائے گا: تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت''، تو ہم گواہی دیں گے کہ ہاں انہوں نے حکم پہنچا دیا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ:

''ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔''

وسط کے معنی درمیان کے ہیں۔''

جدل ومراء کے اسباب

اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے رک کر اپنے آپ سے سوال کریں کہ: ''لوگوں کے درمیان جھگڑے اور حجت بازی کیوں ہوتی ہیں؟ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس کے کئی ایک اسباب ہیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب الارواح جنود مجندة : ٣٣٣٩.

ان میں سے:

(۱)...... سر عام نصیحت کرنا۔

(۲)...... نا مناسب وقت پر نصیحت کرنا۔

(۳)...... غیر مناسب جگہ پر نصیحت کرنا۔ جہاں دوسرے لوگ بھی جمع ہو جائیں، اور انسان کے اندر حمیت پیدا ہو جائے۔

(۴)...... کبھی جدال کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسروں کے سامنے کسی کو چھوٹا یا حقیر ثابت کرنا مقصود ہو۔

(۵)...... کبھی اس کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی انسان دوسرے فریق پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہو، خواہ وہ حق طریقہ سے ہو یا باطل طریقہ سے۔

(۶)...... کبھی کبھار مجادلہ اور مناظرہ اور جھگڑا کی فضا پیدا کرنے میں معاشرتی اثر بھی ہوتا ہے۔ خاص کر جہاں پر نوجوان نسل کے لوگ ہوں، ان سے بچ کر رہنا چاہیے۔ کبھی کبھار ایسے بعض لوگوں میں دعوت دین کا کام کرنے والے اور دین دار لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو ان سب چیزوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، ان میں سے ہر فریق انھیں آشیر باد دیتا ہے اور حوصلہ بڑھاتا ہے [جس کے پیچھے مختلف قسم کے عوامل کارفرما ہوتے ہیں]، یہ حرکت میں لانے والی کارروائیاں اور معاشرتی ماحول جدل و جھگڑے کا سبب بن جاتا ہے۔

بعض تربیتی اداروں میں ایسے مدرسین پائے جاتے ہیں جو کہ جدال و مناظرہ کے لیے داد شجاعت دیتے ہیں، اور ڈھارس بندھاتے ہیں، اور اکثر و بیشتر یہ مدرسین اپنے شاگردوں کے ساتھ بھی مناظرہ کرتے ہیں۔ [اس سے مقصود انھیں مناظرہ وہ مجادلہ کی تربیت دینا بھی ہوسکتا ہے اور کچھ اور بھی]۔ تو یہ طبیعت طلبا میں سرایت کر جاتی ہے۔ ان کے نفوس اس جدل و مناظرہ کے عادی ہو جاتے ہیں۔

کبھی کبھی یہ طبیعت والد سے بھی بیٹے کو وراثت میں ملتی ہے جب والد کی طبیعت ایسے ہی جھگڑا کرنے اور کٹ حجتی کرنے والی ہو۔

تربیت کرنے والوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ نوجوانوں کو اس مصیبت سے چھٹکارا دلائیں۔

(۷)...... کبھی کبھار بعض لوگوں کے ہاں جھگڑے اور کٹ حجتی کا سبب، خود پسندی، غرور اور تکبر بھی ہوتے ہیں۔

(۸)...... کبھی اس کا سبب دل کا اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے خالی ہونا بھی ہوتا ہے۔

(۹)...... فراغت: فارغ البالی کا لشکر طرح طرح کی مصیبتیں لے کر آتا ہے۔ جو انسان اگر ان معاشروں پر غور کرے گا، جہاں پر کثرت کے ساتھ جھگڑے ہوتے ہیں، تو یقیناً دیکھ سکے گا کہ اس کا ایک بڑا سبب لوگوں کا بے کار ہونا ہے۔ ان کے ہاں کوئی دیگر ایسا پروگرام نہیں ہوتا جس میں وہ خود کو مشغول کر سکیں۔ یہ جھگڑے اور حجت بازی کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔

مجادلہ کی شروط

یہ معرفت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے کہ مناظرہ و مجادلہ میں کس چیز کا التزام کیا جائے؟، اور ہمیں مناظرہ یا مجادلہ سے پہلے کیا کیا شرطیں رکھنی چاہییں۔

محمود (اچھے اور جائز) مجادلہ کی شروط بذیل ہیں:

پہلی شرط :...... خالص نیت: مناظرہ یا مجادلہ کرنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہونی چاہیے۔ یہ سب سے پہلی شرط ہے۔ تاکہ اس سے بحث و مباحثہ میں برکت پیدا ہو، اور فائدہ بڑھے، اور بے مقصد باتیں ختم ہو جائیں۔ اس لیے کہ مقصود حق ہے یعنی حق بات تک پہنچنا اور اس کی معرفت حاصل کرنا۔ تو یہ انتہائی ضروری ہے کہ مناظرہ میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کو سامنے رکھا جائے۔ اچھی نیت کا ہونا سب سے اہم ہے۔

دوسری شرط:...... مناظرہ اچھے طریقے سے ہونا چاہیے۔

تیسری شرط:...... یہ بھی واجب ہے کہ مناظرہ و مجادلہ کی اساس علم پر قائم ہو۔ اللہ

تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ (آل عمران: ٦٦)

''سنو! تم لوگ اس میں جھگڑ چکے جس کا تمہیں علم تھا پھر اب اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

چوتھی شرط: ......اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہونی چاہیے۔ حق بات پر مناظرہ کرنے والے دونوں افراد کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کریں، اور شروع میں بسم اللہ لازمی پڑھیں اگر اپنی زبان سے آواز بلند نہ بھی کہے تو اسے اپنے دل میں بسم اللہ ضرور کہنا چاہیے۔

پانچویں شرط:...... بیٹھنے میں ادب اختیار کرے، اور اپنے ساتھی کی عزت و احترام کرے، جس کے ساتھ مناظرہ کیا جارہا ہے۔ اس کے سامنے اچھے طریقہ سے بیٹھے۔

چھٹی شرط: ......خواہش پرستی اور اتباع ھویٰ سے مکمل اجتناب کرے۔ کبھی بحث مباحثہ کے دوران یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان غلطی پر ہے، اور اس کا فریق ثانی حق پر ہے، تو اس صورت میں انسان کو چاہیے کہ حق بات کی طرح رجوع کرلے اور غلطی کو ترک کردے۔

جو کوئی سلف صالحین کے منصفانہ کلام پر غور کرے گا تو اس کے لیے غلطی سے رجوع کرنا آسان ہو جائے گا۔

محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: اس میں میری رائے یہ ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: ''یہ مسئلہ ایسے نہیں ہے، بلکہ ایسے ایسے ہے۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم میں نے صحیح بات کہی، مجھ سے غلطی ہوگئی، [اور پھر یہ آیت پڑھی؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:]

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝٧٦﴾ (یوسف: ٧٦)

''ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔'' ❶

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان حیض والی عورت کے طواف وداع سے پہلے مکہ چھوڑ جانے کے مسئلہ پر مناظرہ ہوا۔ یعنی کیا حائضہ طواف وداع کیے بغیر مکہ چھوڑ سکتی ہے یا نہیں؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ مکہ چھوڑ کر جا سکتی ہے۔

سیّدنا زید بن ثابت فرماتے تھے کہ نہیں جا سکتی۔

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا؛ تو انہوں نے فرمایا: ''جا سکتی ہے۔

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے تو مسکرا رہے تھے، اور فرما رہے تھے: بات تو وہی ہے جو آپ کہہ رہے تھے۔''

ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انصاف ایسے ہونا چاہیے۔ سیّدنا زید عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے استاذ ہیں۔ پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کی اقتداء و پیروی نہیں کرتے۔'' ❷
واللہ المستعان

ایک روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے حماد کو مناظرہ و مجادلہ کرنے سے روک دیا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق معروف ہے کہ آپ ان بہت بڑے ذہین مناظرین میں سے تھے جو کہ حق بات تک پہنچنے کے لیے مناظرہ کرتے ہیں۔

آپ کا بیٹا کہنے لگا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ تو خود ایسے مسائل میں گفتگو کرتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے منع کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! جب ہم گفتگو کرتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کی حالت یہ ہوتی ہے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ یہ حال اس خوف کی وجہ سے

---

❶ تفسير الطبري : ٢٥٩/٢٧.

❷ التمهيد : ٢٧٠/١٧.

ہوتا ہے کہ کہیں اس کا ساتھی لغزش نہ کھا جائے۔

اور آج کل آپ لوگ جب مناظرہ کرتے ہیں تو آپ کی حالت یہ ہوتی ہے کہ تم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کا فریق مخالف ہار جائے۔ (اور غلطی کر بیٹھے)۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میں نے جب بھی کسی سے مناظرہ کیا تو صرف خیر خواہی کی غرض سے کیا۔''[1]

اور نہ ہی کبھی کسی سے مناظرہ کرتے ہوئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میرا ساتھی غلطی کر کے پھر جائے۔ مقصود یہ ہے کہ کبھی بھی مناظرہ میں اس لیے حصہ نہیں لیا کہ ان کا مخالف فریق غلطی کا شکار ہو جائے (اور آپ جیت جائیں)۔ بلکہ ان کا مقصد تو حق بات تک پہنچنا ہوتا تھا خواہ وہ اپنے پاس ہو یا کسی دوسرے کے پاس۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ کچھ اہل علم کا ایسے مسئلہ میں مناظرہ ہو گیا جس میں دو رائے تھیں۔ امام شافعی نے دوسرے کی رائے کو ترجیح دی۔ اس دوسرے عالم مباحثہ کے امام شافعی کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ ان میں سے ہر ایک عالم دوسرے کی رائے پر مطمئن اور قانع ہو گیا، اور اس عجیب وغریب نتیجہ پر مناظرہ ختم ہو گیا۔

ساتویں شرط: ......مناظر کو بردباری اور صبر کے زیور سے آراستہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ صبر وتحمل کے بغیر ایسے چھوٹے چھوٹے مباحث بڑا طول پکڑ لیتے ہیں، اور معاملہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔

آٹھویں شرط: ......''مناظر کو چاہیے کہ تحمل اور دور اندیشی سے کام لے جلد بازی نہ کرے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر دوسرا انسان اپنے پورے دلائل پیش کر دے، تو صرف اس کے دلائل پیش کرنے سے ہی نقاش ختم ہو جائے۔ اور اس پر رد کرنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔ پس مناظر کو چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اپنے فریق ثانی کو اچھی طرح دلائل پیش کر لینے دے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے ذہن میں اس مسئلہ کی کوئی خاص صورت ہو، اور جب وہ

[1] تاریخ دمشق : ۵۱/۳۸۴.

اپنے دلائل پیش کردے تو ساری حقیقت کھل کر سامنے آجائے، اور جو فریق غلطی پر ہے، اس کی غلطی واضح ہوجائے۔

نویں شرط :......سچائی کا التزام۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ انسان حق وصداقت کا دامن پکڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (الإسراء: ۳٦)

''جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

دسویں شرط:......''اپنے فریق مخالف کے ساتھ نرمی و پیار و محبت کا مظاہرہ کرے۔ یہ انتہائی اہم ترین نکتہ ہے۔ جب ہم کسی مسئلہ میں گفتگو کرتے ہیں تو ہماری چاہت یہ ہوتی ہے کہ ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں، اور حق بات تک رسائی ہوسکے۔ صرف وقت گزارنا یا اپنے ساتھی پر غلبہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

یہ بالکل مناسب نہیں ہے کہ اپنے ساتھ مناظرہ کرنے والے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جائے، یا اسے لوگوں کے سامنے تکلیف میں مبتلا کیا جائے۔ یا پھر اسے اپنی بات سے رجوع کرنے کی فرصت ہی نہ دی جائے۔ یا اس پر ایسے سخت جملے کسے جائیں جس سے لوگوں کے سامنے اس کی جگ ہنسائی ہو، اور وہ مسخرہ بن کر رہ جائے۔ اس طرح کی باتیں بالکل نہیں ہونی چاہئیں۔

بحث وتکرار میں اہم یہ ہونا چاہیے کہ کیسے اپنے فریق پر مواقف دلائل سے واضح کیا جائے، نہ کہ اپنے موقف پر ڈٹا جائے۔

گیارھویں شرط :......اپنے ساتھی کے لیے رجوع کرنے کی راہیں پیدا کیجیے۔ جب اس سے کوئی غلطی ہوجائے تو اس پر اسے شرمندہ نہ کیا جائے، اور نہ ہی اس سے کوئی بری یا غیر شائستہ بات کہی جائے۔ بلکہ انتہائی پیار و نرمی سے اس حق کی طرف متوجہ کرے، اور خود

بھی اس کی بات اچھی طرح غور سے سنے۔اس لیے کہ اچھی طرح سے بات کو سننا نتیجہ تک پہنچنے کے لیے آدھا مددگار ہوتا ہے۔

بارھویں شرط:......''اپنے ساتھی کے ساتھ حق وانصاف کا برتاؤ کرے۔ جب دوسرا فریق حق بات کہے تو اس کی تصدیق کرے، اور اپنے ساتھی کے مقام ومرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا خیال رکھے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک دن میں دوپہر کے وقت ابو جعفر کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا:'' اے ابو عبد اللہ! لوگوں کے لیے ایک کتاب تیار کرو۔ اس میں اوسط درجہ کے امور بیان کرو، اور وہ چیزیں بیان کرو جن پر امت اور صحابہ کا اجماع ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو آپ کی کتابوں کو سونے کے پانی سے لکھوں گا، اور لوگوں کو یہ کتابیں پڑھنے پر لگاؤں گا۔

میں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! ایسا مت کرنا۔ اس لیے کہ لوگوں کے پاس پہلے سے اقوال موجود ہیں، اور انہوں نے احادیث مبارکہ سنی ہوئی ہیں۔ روایات کو نقل کیا ہے، اور ہر طبقہ نے وہی چیز اختیار کی ہے جو ان تک پہنچی ہے، اور اسی پر عمل کر رہے ہیں، اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔ اب وہ لوگ جس چیز کا عقیدہ رکھتے ہیں انھیں اس سے ہٹانا بہت ہی سخت ہوگا۔ لوگوں کو ان کے اعمال پر چھوڑ دیجیے، اور جو کچھ ہر اہل بلد (شہر والوں) نے اختیار کیا ہے، انھیں اسی پر رہنے دیجیے۔''[1]

یہ آپ کے انصاف کی ایک مثال ہے۔

ابو محمد بن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہمارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کے ساتھ میرا مناظرہ ہوگیا۔ میں اس کی

---

[1] ترتيب المدارك للقاضي عياض: ۲/۷۳.

زبان میں لکنت ہونے کی وجہ سے اس پر غالب آ گیا، اور اسی پر مجلس ختم ہوگئی کہ میری جیت ہوگئی ہے۔

جب میں واپس گھر پلٹا تو میرے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ جب میں نے کتابوں کا مراجعہ کیا تو پتا چلا کہ میرا قول غلط ہے، اور میرا ساتھی حق پر ہے، اوراس پر صحیح اورواضح دلیل موجود تھی۔ میرے ساتھ میرا ایک ساتھی بھی تھا جو اس مناظرہ کی مجلس میں بھی شریک ہوا تھا۔ میں نے کتاب میں اس جگہ پر نشانی لگائی۔ وہ ساتھی کہنے لگا: کیا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: یہ کتاب فلاں آدمی کے پاس لے جا کر اس کے سامنے پیش کرو اور یہ اعلان کرو کہ وہ حق پر ہے، اور میں غلطی پر ہوں، اور میں اس کے قول کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وہ ساتھی کہنے لگا: کیا تم اپنی ذات کے لیے ایسا کرنے پر راضی ہو جاؤ گے؟

میں نے کہا: ہاں، اور اگر یہ بات میرے لیے اس وقت ممکن ہوتی تو میں کل تک کے لیے تاخیر نہ کرتا، اور ابھی سے رجوع کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔''

تیرھویں شرط:...... بول چال اور کلام میں تہذیب کا ہونا ضروری ہے۔ نہ ہی آواز بلند کرنی چاہیے اور نہ ہی شور شرابہ کرنا چاہیے۔ ایک مناظرہ میں جب ایک انسان فیصلہ کرنے والوں کے سامنے مجلس میں چیخا تو اس سے کہا گیا: اے عبد الصمد! بیشک حق درست اور سیدھا چلنے میں ہے شدت اختیار کرنے میں نہیں۔''

تو یہ معاملہ چیخ و پکار کرنے اور آوازیں بلند کرنے کا نہیں، (بلکہ حق بات تک پہنچنے کا ہے)۔

چودھویں شرط:...... کٹ حجتی سے اجتناب: بہت سارے لوگ علمائے کرام کے علم سے اپنی کٹ حجتی کی وجہ سے محروم ہوگئے۔ اس لیے کہ وہ اپنے مشائخ سے جھگڑا کرتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض شاگردوں کا کہنا ہے:

''اگر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں رہتا تو میں ان سے بہت سارا علم حاصل کر لیتا۔''

ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے جو کچھ بھی عطاء ابن ابی رباح سے حاصل کیا ہے، وہ ان کے ساتھ نرمی اور تواضع کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔''

پندرھویں شرط:......مناظرہ کی شروط میں سے ہے کہ مناظرہ اہل علم لوگوں کی مجلس میں ہو؛ جہلاء کی مجلس میں نہ ہو۔

سولھویں شرط:......اختلاف رائے کو محبت کے لیے قینچی نہیں بنالینا چاہیے۔ [اختلاف کرنا دلیل کی موجودگی میں ہر ایک اہل علم کا حق ہے مگر اسے انانیت تک نہیں لے کر جانا چاہیے]۔

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا امام علی المدینی رحمہ اللہ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ ہوگیا، اور دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ مگر جب علی المدینی رحمہ اللہ وہاں سے اٹھ کر چلے تو امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ ان کے ساتھ سواری کی رکاب پکڑ کر چلتے رہے۔

سترھویں شرط:......افکار کو پراگندہ کرنے والی چیزوں سے گریز کرنا واجب ہے۔

اٹھارھویں شرط:...... بحث ومباحثہ میں حیلے اپنانے ترک کر دینا چاہیے، اور ایک آدمی کو جرگہ دار یا حکم مقرر کیا جانا چاہیے جو کہ دونوں فریقوں کے درمیان فیصلہ کرے۔ تاکہ ان میں سے کوئی بھی فریق اپنی بات سے انکار نہ کر سکے۔ یہی نہیں بلکہ یہ فیصلہ کرنے والا (جج) ان دونوں کی باتوں پر گواہ ہو کہ وہ کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔

انیسویں شرط:......کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ مناظرہ ومجادلہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ان میں سے ایک وہ جاہل بھی ہے جو اپنی جہالت کا اقرار نہ کرتا ہو، اور ایسے ہی اکڑا ہوا سرکش، حد سے تجاوز کرنے والا، بیوقوف اور جھوٹی گواہی دینے والا۔

جدال کی اقسام

جدال کی دو قسمیں ہیں: (۱)...... محمود جدال اور (۲)...... مذموم جدال۔

کبھی کبھار جدال صرف حجت قائم کرنا، باہمی گفت وشنید اور مناظرہ کرنا ہوتا ہے۔اس وقت سے اسے محمود (پسندیدہ) جدال یا قابل تعریف جدال کہتے ہیں، اور کبھی ایک دوسرے پر برتری ثابت کرنا، اور دوسرے کو نیچا دیکھنا ہوتا تو اس وقت اسے مذموم جدال کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محمود جدال کو اپنانے کا حکم دیا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: ۱۲۵)

''اوران سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔''

یعنی آپ کا ان سے گفتگو کرنا اچھے طریقے سے، اور پیار اور نرمی کے ساتھ اور اچھے انداز گفتگو سے ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ﴾ (العنکبوت: ٤٦)

''اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں۔''

﴿اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾: کا معنی یہ ہے کہ:

(۱)...... جدال بالقرآن۔

(۲)...... اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "لا إله إلا الله" سے جدال۔

(۳)...... اور یہی بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان سے مناظرہ و مجادلہ کیجیے بغیر کسی سختی کے اور بغیر ترش روی کے، بلکہ ان کے لیے اپنے پہلو میں نرمی رکھنی چاہیے۔

اس صورت میں پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿ وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا

﴿بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾ ''اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگراس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں۔'' کا معنی یہ ہوگا کہ صرف ان لوگوں سے مجادلہ کریں جو حق بات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، یا پھر جزیہ دینے سے انکار کرتے ہیں اور ان لوگوں نے آپ کے خلاف جنگ بھڑکا رکھی ہے۔ تو اس وقت ان لوگوں کے ساتھ جدال (لڑائی جھگڑا) تلوار سے ہوگا۔ اس لیے کہ اس حالت میں زبان سے جدال کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔

مذموم جدال:

یہ باطل کے اظہار سے تعلق رکھتا ہے۔ یا وہ جدال جو کہ حق کے اظہار اور درست بات کی توضیح یا وضاحت سے مشغول کردے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر جدال حق بات پانے یا حق ظاہر کرنے کے لیے ہو تو محمود ہے، اور اگر حق کو رد کرنے کے لیے یا بغیر علم کے ہو تو مذموم ہے۔''[1]

محمود جدال:

وہ جدال ہے جو خالص نیت پر مبنی ہو اور وہ خیر یا حق تک پہنچائے۔ یہ ان واجبات میں سے ہے جن کا اپنے دین کے دفاع کے لیے ادا کرنا مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''ہر وہ انسان جس نے اہل بدعت و الحاد سے ایسے مناظرہ نہیں کیا جس سے ان کی جڑیں کاٹ کر رکھ دے، اس نے اسلام کا حق ادا نہیں کیا، اور نہ ہی اس نے اپنے علم و ایمان سے وفاداری کی ہے، اور نہ ہی اس کے کلام سے دلوں کو شفاء اور نفوس کو اطمینان نصیب ہوسکتا ہے، اور نہ ہی اس کے کلام سے علم اور یقین کا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔''

حق کے ساتھ مجادلہ کرنا عظیم الشان عبادات میں سے ہے۔ جب نوح علیہ السلام کی قوم نے

---

[1] الکبائر: ۲۲۱.

اپنے نبی سے کہا تھا:

﴿ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ ﴾ (ھود: ۳۲)

''(قوم کے لوگوں نے) کہا اے نوح! تو نے ہم سے بحث کر لی اور خوب بحث کر لی اب تو جس چیز سے ہمیں دھمکا رہا ہے وہی ہمارے پاس لے آ اگر تو سچوں میں ہے۔''

آپ نے اپنی قوم سے مجادلہ کیا تا کہ انھیں حق کی پہچان کروا سکیں اور حق بات منوا سکیں۔ اسی لیے ان پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ﴾ (ھود ۳۳، ۳۴)

''جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ ہی لائے گا اگر وہ چاہے اور ہاں تم اسے ہرانے والے نہیں ہو۔ تمہیں میری خیر خواہی کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی، گو میں کتنی ہی تمہاری خیر خواہی کیوں نہ چاہوں، بشرطیکہ اللہ کا ارادہ تمہیں گمراہ کرنے کا ہو وہی تم سب کا پروردگار ہے اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔''

قرآن کریم کی آیات مبارکہ مناظروں کے قصوں سے بھری پڑی ہیں جیسے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مناظرہ، سیّدنا نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا مناظرہ، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے مابین مناظرہ، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے مناظرہ؛ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مناظرہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مابین مناظرہ۔ صحابہ اور مشرکین کے مابین مناظرے، اور اس طرح کے دیگر مناظرے اور واقعات۔

یہ اہل حق کا اہل باطل کے ساتھ مناظرہ و مجادلہ ہے تا کہ انھیں حق بات منوا سکیں۔ یہ جدال محمود ہے۔

اور ایسے ہی وہ عورت جو کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کے لیے حاضر ہوئی، اس کا قصہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ① ﴾ (المجادلة : ۱)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال جواب سن رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔''

یہ عورت چاہتی تھی کہ اسے اپنے شوہر کے ساتھ انجام کے بارے میں پتہ چل سکے، اور اسے اپنے شوہر کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟ کیا یہ اپنے شوہر کے لیے حرام ہو چکی ہے یا حلال ہے؟ (اس لیے کہ اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دے دی تھی۔ ایسا کرنے کو اظہار کہتے ہیں)۔ جدال کی یہ قسم محمود ہے۔

مذموم جدال:

ہر وہ جدال جو کہ اپنے ظاہر میں ہی باطل ہو، یا وہ باطل تک پہنچانے کا سبب ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ﴾

(الکہف : ٥٦)

''کافر لوگ باطل کے سہارے جھگڑتے ہیں اور (چاہتے ہیں) کہ اس سے حق کو لڑا کھڑا دیں۔''

مراد یہ ہے کہ تا کہ اسے رد کریں اور باطل ثابت کریں۔

مذموم جدال کفار کی طبیعت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ مَاۤ

أُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ (الکھف: ۵٦)

''ہم تو اپنے رسولوں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبریاں سنا دیں اور ڈرائیں۔ کافر لوگ باطل کے سہارے جھگڑتے ہیں اور (چاہتے ہیں) کہ اس سے حق کو لڑا کھڑا دیں، انہوں نے میری آیتوں کو اور جس چیز سے ڈرایا جاتا اسے مذاق بنا ڈالا ہے۔''

یہ عظیم الشان آیت دلالت کرتی ہے کہ کفار کا جدال حق کو مٹانے اور اسے ختم کرنے کے لیے جاری رہتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ الْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَ هَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَأْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾﴾ (المومن: ۵)

''قوم نوح نے اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا، اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا اور باطل کے ذریعے جھوٹے بحث مباحثے کیے تاکہ ان (کے ذریعے) سے حق کو بگاڑ دیں پس میں نے انھیں پکڑ لیا، سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔''

یعنی انہوں نے جدال و جھگڑا صرف اس وجہ سے کیا تاکہ حق کو ختم کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱٦﴾﴾

(الشوریٰ: ۱٦)

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اس کے بعد کہ (مخلوق) انھیں مان چکی ان کی خواہ مخواہ کی حجت اللہ کے نزدیک باطل ہے اور ان پر

غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔‘‘

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو اللہ کے بارے میں ناحق مجادلہ و مناظرہ اور حجت بازی کرتے ہیں۔ حالانکہ مومن اللہ تعالیٰ کو مان چکے ہیں، اور یہ کفار کوشش کرتے ہیں کہ مومنین کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کی راہ سے روک سکیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس عذاب کی وعید سنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④﴾ (المومن: ٤)

’’اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔‘‘

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ㉕﴾ (الانعام: ٢٥)

’’اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے۔ اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں تو بھی ان پر کبھی ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آ رہی ہیں۔‘‘

یعنی تم نے اسے اپنے سے پہلے لوگوں سے لیا ہے، اور ان کی کتابوں سے یا ان کی

زبانوں سے نقل کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾﴾ (الزخرف: ۵۸)

''اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں۔''

باطل پر مناظرہ ومجادلہ کرنے والے بہت ہی زیادہ جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عبد اللہ بن زبعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہنے لگا: ''تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ آیت نازل کی ہے:

﴿اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾﴾ (الانبیاء: ۹۸)

''تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن بنو گے، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔''

ابن زبعری نے کہا: ''میں نے سورج اور چاند اور ملائکہ کی پوجا کی ہے، اور [اللہ کے انبیاء کرام علیہم السلام] سیّدنا عزیر اور سیّدنا عیسیٰ کی پوجا کی ہے، تو کیا یہ سارے ہمارے معبودوں کے ساتھ جہنم میں ہیں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی [اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾﴾ (الزخرف: ۵۷ - ۵۸)

''اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا

محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔'' ❶

اور اس کے بعد پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾﴾

(الأنبياء: ١٠١)

''البتہ بیشک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے۔ وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔''

سیّدنا عزیر علیہ السلام اور سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اس آگ سے بہت ہی دور ہیں۔ ❷ جب کہ ان کے باقی جھوٹے معبود سب اس آگ میں ان کے ساتھ جل رہے ہوں گے۔ یہاں تک کہ چاند و سورج اور ان کے بت اس آگ میں ہوں گے، تا کہ ان کی عبادت کرنے والوں کو اور زیادہ عذاب ہو، اور ان سے کہا جائے گا: یہ ہے وہ جس کی تم پوجا کیا کرتے تھے،

❶ اخرجه ابن مردويه، كما في تفسير ابن كثير(٣/٢٦٥)۔ شرک کی تردید اور جھوٹے معبودوں کی بے وقعتی کی وضاحت کے لیے جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ تمہارے معبود بھی جہنم جائیں گے تو اس سے مراد وہ پتھر کی مورتیاں ہوتی ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں، نہ کہ وہ نیک لوگ جو اپنی زندگیوں میں لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے ہیں، مگر ان کی وفات کے بعد ان کے معتقدین نے انھیں بھی معبود سمجھنا شروع کر دیا ان کی بابت قرآن کریم نے ہی واضح کر دیا ہے کہ یہ جہنم سے دور رہیں گے۔ یہی حال زمانہ حاضر کے ان جھوٹے پیروں فقیروں کا ہے جنہوں نے لوگوں کو قبر پرستی پر لگا دیا ہے، یا جو قبروں پر مجاور بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ رہ گئے وہ اولیاء اللہ جن کی قبروں پر یہ لوگ عالیشان عمارتیں کھڑی کر کے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان کے افعال سے بالکل ایسے بری ہیں جیسے بھیڑیا سیّدنا یوسف کے خون سے بری تھا۔

❷ سیّدنا مسیح علیہ السلام کا جب ذکر آیا تو عرب کے مشرکین نے خوب شور مچایا۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: ''لَيْسَ اَحَدٌ يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌ.'' ''جسے بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا جائے، اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔'' (اس پر) کہنے لگے کیا مسیح میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں؟ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کا مطلب ان چیزوں سے متعلق تھا جن کی پرستش لوگ کرتے ہیں، اور وہ ان کو اس سے نہیں روکتے، اور اپنی بیزاری کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر ان معترضین کا منشا تو محض جھگڑے نکالنا اور کٹ حجتی کر کے حق کو روکنا تھا۔ اس لیے جان بوجھ کر ایسے معنی پیدا کرتے تھے جو مراد متکلم کے مخالف ہوں۔

اور یہی اب تمہارے جلنے کا سبب بن رہے ہیں۔ بس تم سب جہنم کا ایندھن بن چکے ہو، اب عذاب کا مزہ چکھو۔

مشرکین مکہ نے کئی بار نبی کریم ﷺ کے ساتھ ناحق اور باطل مجادلہ کرنے کی کوشش کی ؛ اورانہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی مجادلہ کیا۔ [ان کا مجادلہقرآن مجید میں ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھا جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تا کہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی بات ماننے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

آیت میں: ''یوحون'' دل میں ڈالنے سے مراد وسوسہ ڈالنا ہے۔

اور ''إلی أولیائهم'' سے مراد کافر لوگ ہیں۔

اور ''لیجادلوکم'' سے مراد یہ ہے کہ اس حجت بازی سے ؛ جس کے ذریعہ شرعی حکم کو مٹانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے۔ پس وہ مسلمانوں سے کہتے ہیں: ''جس چیز کو تم اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہوئے ، اسے کھا لیتے ہو، اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ مار دے ، یعنی گر کر مر جائے ، یا پھانسی لگ کر مر جائے۔ اسے تم نہیں کھاتے؟

دیکھیں ! اہل جاہلیت کی منطق کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ان کفار کا ردّ کیا اور فرمایا:

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾

''اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

بس یہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے، یہاں تک کہ جس چیز کو انسان ذبح کرتا ہے وہ

بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ وہ چوپایہ جو خود مرگیا وہ بھی تقدیر الٰہی ہے۔ مگر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے جائز رکھا ہے یعنی جب جانور کو اپنے ہاتھ سے بسم اللہ کہنے کے بعد ذبح کیا جائے تو یہ حلال ہے، اور دوسری چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی حرام ہے یعنی جو خود مر جائے۔

آپ ان کی اس حجت بازی کو دیکھیں! سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ! ہم وہ چیز کھا لیتے ہیں جسے ہم خود مارتے ہیں، اور وہ چیز نہیں کھاتے جسے اللہ تعالیٰ نے مارا ہو؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾﴾ (الأنعام: ۱۱۸۔۱۲۱)

''تو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہو۔ اور تمھیں کیا ہے کہ تم اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، حالانکہ بلاشبہ اس نے تمھارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ اور بے شک بہت سے لوگ اپنی خواہشوں کے ساتھ کچھ جانے بغیر یقیناً گمراہ کرتے ہیں، بے شک تیرا رب ہی حد سے بڑھنے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور ظاہر گناہ کو چھوڑ دو اور اس کے چھپے کو بھی، بے شک جو لوگ گناہ کماتے ہیں عنقریب

انھیں اس کا بدلہ دیا جائے گا، جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔ اور اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور بلاشبہ یہ یقیناً سراسر نافرمانی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلاشبہ تم یقیناً مشرک ہو۔'' ❶

❀ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کے وصف معراج کے بارے میں [جو کچھ آپ نے دیکھا تھا، اس کے متعلق] مشرکین کے جھگڑے کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝﴾

(النجم: ١١۔١٢)

''دل نے جھوٹ نہیں کہا (پیغمبر نے) دیکھا۔ کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں۔''

یعنی اے مشرکو! تم محمد ﷺ سے جھگڑا کرتے ہو؟ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی نشانیوں میں سے دیکھایا ہے، اور اسے جھٹلاتے ہو اور اس میں شک کرتے ہو؟

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝﴾ (الحج: ٦٨، ٦٩)

''پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے الجھنے لگیں تو آپ کہہ دیں کہ تمہارے اعمال سے اللہ بخوبی واقف ہے۔ بیشک تمہارے سب کے اختلاف کا فیصلہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آپ کرے گا۔''

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ناحق اور باطل جھگڑا کرنا شروع کیا۔ [اس آیت میں] ان کا رد کیا گیا ہے، فرمایا:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

---

❶ الترمذي وحسنه: ٣٠٩.

''اللہ تعالیٰ بہت خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''یعنی کفر اور تکذیب۔

اور اپنے نبی کو ان کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اعراض برتنے کا حکم دیا۔ تا کہ کہیں آپ ان کی سرکشیوں سے دفاع میں ہی مصروف ہو کر نہ رہ جائیں اس لیے کہ سرکش کے ساتھ بحث ومباحثہ کو نفع نہیں دیتا۔

❀ مشرکین اور کفار کے ان باطل مناظروں اور جھگڑوں میں سے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (المومن: ٤)

''اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تجادلوا في القرآن ؛ فإن جدالاً فيه كفر .))[1]

''قرآن کے بارے میں جھگڑا مت کرو، بیشک قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

جدال اور ایمانی کمزوری:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ ﴾ (الانفال: ٥۔٦)

''جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی۔ وہ اس حق کے بارے میں، اس کے بعد کہ اس کا ظہور ہوگیا تھا آپ سے اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکنے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں۔''

یعنی جب انھیں جنگ ہونے کا یقین ہوگیا، اور یہ کہ اب ہر حال میں ٹکراؤ ہو کر رہنا

---

[1] البيهقي (٢٢٥٧) وصححه الألباني رحمه الله.

ہے، تو انہوں نے اس چیز کو نا پسند کیا، اور کہنے لگے: ''ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا گیا کہ ہمارے دشمن سے ٹکراؤ ہوگا؟ تا کہ ہم اس کے لیے تیار ہو جاتے، اور ہم تو اونٹوں اور قافلے والوں کو پکڑنے کے لیے نکلے تھے، ہم دشمن سے جنگ کرنے کے لیے تو نہیں نکلے تھے۔''

یہ ان لوگوں کی طرف سے مجادلہ تھا۔

کفار کا انبیائے کرام علیہم السلام سے مجادلہ ان کے موجود ہونے کے وقت ہوتا تھا۔ یہ اللہ کے نبی سیّدنا ھود علیہ السلام ہیں، ان کے ساتھ ان کی قوم کے لوگوں نے اپنے بتوں کے بارے میں مجادلہ اور جھگڑا کیا۔

اللہ تعالیٰ سیّدنا ھود علیہ السلام کی زبان پر فرماتے ہیں:

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝﴾ (الأعراف: ٧١)

''انہوں نے فرمایا کہ اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیا ہے؟ ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سو تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔''

یعنی تم مجھ سے ان بتوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو، جن کے تم نے اور تمہارے باپ دادا نام رکھ لیے ہیں؛ جو نہ ہی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝﴾ (المومن: ٣٥)

''جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں اللہ

کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر مغرور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

یہ بات کس نے کہی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کس سے حکایت نقل کررہے ہیں؟

یہ بات آل فرعون میں سے ایک مومن نے کہی ہے، جب وہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے دفاع کے لیے کھڑا ہوا (تو اس نے یہ کلمات کہے)۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٥٦﴾ ﴾ (المومن: ٥٦)

''جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں بجز نری بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بیشک وہ پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں تین چیزوں کے درمیان ربط ہے: ''تکبر، جدال (جھگڑا) اور مراء (کٹ حجتی)۔ آپ دیکھیں کہ تکبر کیسے انسان کو ناحق جنگ و جدال پر لگاتا ہے، اور ناحق کٹ حجتی پر آمادہ کرتا ہے۔ جس سے مقصود حق کو مٹانا، اور تکبر و سرکشی کرتے ہوئے باطل کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ ﴾

(المومن: ٦٩)

''کیا تو نے نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں۔''

جدال مذموم کی دو قسمیں:

بغیر علم کے جدال (جھگڑا): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴾ (الحج: ٣)

''بعض لوگ اللہ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

(آل عمران: ٦٦)

''سنو! تم لوگ اس میں جھگڑ چکے جس کا تمہیں علم تھا پھر اب اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرنا بغیر علم کے مناظرہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴾ (الرعد: ١٣)

''گرج اس کی تسبیح و تعریف کرتی ہے اور فرشتے بھی، اس کے خوف سے اور وہی آسمان سے بجلیاں گراتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے کفار اللہ کی بابت لڑ جھگڑ رہے ہیں اور اللہ سخت قوت والا ہے۔''

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ سخت قوت والا اور زور آور ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ

مَّرِيۡدٍ ۙ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيۡهِ اَنَّهٗ مَنۡ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهۡدِيۡهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ﴿۴﴾﴾ (الحج ۳، ٤)

''بعض لوگ اللہ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ جس پر (قضائے الٰہی) لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی رفاقت کرے گا وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔''

وہ یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔ ایک کافر نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ہڈی لے کر آیا، جو کہ بوسیدہ ہو کر گل سڑ چکی تھی۔ آپ کے سامنے اسے مل کر اڑا دیا، اور کہنے لگا: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارا رب اس کو زندہ کرے گا؟

اہل مکہ ایسے نبی کریم ﷺ سے جھگڑا کیا کرتے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيۡرٍ ۙ﴿۸﴾ ثَانِىَ عِطۡفِهٖ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ ؕ لَهٗ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ‌ وَّ نُذِيۡقُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۹﴾﴾ (الحج: ۸، ۹)

''بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن دلیل کے جھگڑتے ہیں۔ جو اپنی پہلو موڑنے والا بن کر اس لیے کہ اللہ کی راہ سے بہکا دے، اسے دنیا میں رسوائی ہوگی اور قیامت کے دن بھی ہم اسے جہنم میں جلنے کا عذاب چکھائیں گے۔''

اس سے مراد وہ متکبر ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کرنا چاہتا ہو۔

اور جن چیزوں کے بارے میں یہ لوگ جھگڑا کیا کرتے تھے، ان میں ایک قیامت اور قیامت کا قائم ہونا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ ﴾ (الشوریٰ: ۱۸)

''اس کی جلدی انھیں پڑی ہے جو اسے نہیں مانتے اور جو اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈر رہے ہیں انھیں اس کے حق ہونے کا پورا علم ہے یاد رکھو جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔''

تقدیر میں جدال:

سیّدنا عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطہ سے ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْقَدَرِ فَكَأَنَّمَا يُفْقَأُ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنْ الْغَضَبِ فَقَالَ بِهَذَا أُمِرْتُمْ أَوْ لِهَذَا خُلِقْتُمْ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ بِهَذَا هَلَكَتْ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَتَخَلُّفِي عَنْهُ .))[1]

''رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس آئے وہ تقدیر کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ غصہ کی وجہ سے یوں محسوس ہوا کہ آپ کے چہرے پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ فرمایا: ''کیا تمھیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ یا تم اس چیز کے لیے پیدا کیے گئے ہو؟ تم قرآن کے ایک حصے کو دوسرے حصے کے مقابلہ میں بیان کرتے ہو؛ اسی کام کے سبب تم سے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے کسی مجلس کے بارے میں

[1] ابن ماجه، كتاب السنة، باب في القدر: ۸۵.

اتنا نہیں چاہا کہ میں اس سے بچا رہوں؛ جتنا اس مجلس کے متعلق چاہا (تا کہ نبی ﷺ کی ناراضگی سے بچتا)۔''

تشریح:...... وہ تقدیر کے متعلق جھگڑ رہے تھے: اس سے مراد مذموم جھگڑا ہے۔

انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں: اس سے مقصود یہ ہے کہ غصہ کی شدت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ سرخ ہوگیا تھا، اور غصہ میں اسی سرخی کا عالم یہ تھا گویا کہ آپ کے گالوں پر انار لے دانے نچوڑ دیے گئے ہوں۔

آپ ﷺ کو غصہ اس لیے آیا کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اور جو کوئی بغیر علم کے اس میں دخل اندازی کرتا ہے، اس کا انجام آخر کار گمراہی ہوتا ہے۔ یا تو وہ قدری بن جاتا ہے یا پھر جبری فرقہ میں چلا جاتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا۔

تقدیر میں بحث و تکرار کرنے سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ جب اس مسئلہ میں بغیر علم کے بحث ومباحثہ اور مناظرہ شروع کردیا جائے گا۔ تو پھر اس کے نتیجہ میں ایسے شکوک وشبہات پیدا ہوں گے جن کا رد نہیں ہوسکے گا۔ ایسا بحث و مباحثہ اور ایسا جدل و مناظرہ ممنوع اور مذموم ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس امت کا معاملہ اس وقت تک قریب رہے گا، یا نرم رہے گا، جب تک یہ لوگ مشرکین کے بچوں کے متعلق اور تقدیر میں بحث ومباحثہ نہیں کریں گے۔''

تشریح: ...... مشرکین کے بچوں کے متعلق سے مراد یہ ہے کہ ان کے انجام کے متعلق کہ ان کا آخرت میں ٹھکانا کون سا ہوگا؟

تقدیر مشہور ہے۔ اس سے مقصود تقدیر کے مسئلہ میں بغیر علم کے بحث ومباحثہ کرنا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث اگر صحیح ہے تو یہ ان لوگوں کی مذمت پر دلالت کرتی ہے جو بغیر علم کے

اس مسئلہ میں گفتگو کرتے ہیں، اور بعض نصوص کے مقابلہ میں دوسری نصوص پیش کر کے ایک دوسرے پر رد کرتے ہیں۔'' [1]

جدال کی دوسری قسم باطل جدال ہے۔ یعنی ایسا مناظرہ و جھگڑا جو باطل کی نصرت کے لیے کیا جائے، اور حق واضح ہونے کے باوجود اس پر رد کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ﴾ (المومن: ٥)

''اور باطل کے ذریعے جھوٹے بحث مباحثے کیے تاکہ ان کے ذریعے سے حق کو بگاڑ دیں۔''

مذموم جدال کے متعلق علامہ ابن بطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بیشک یہ ایک کھیل تماشہ ہے جو کہ سیکھا جاتا ہے، اور آپس میں دل لگی اور مزاح ہے، اور لذت لے کر راحت حاصل کرنا ہے۔ عقلی بد اخلاقی ہے، اور ادیان کو مٹانے کے لیے زبان سے زہر گھولنا؛ اور غلبہ حاصل کرنے کے لیے کوشش؛ اپنے فریق مخالفت کے دلائل سن کر مزے لینا ہے۔ جس سے مقصود دوسرے مناظر سے جیتنا ہے اور قیاس میں ایک دوسرے کو چکمہ دینا ہے۔ کلام میں لاجواب کرنا، احادیث کو جھٹلانا، اور نیک وکار اہل عقل و دانش لوگوں کو حماقت کی طرف منسوب کرنا ہے۔ جس میں قرآنی آیات کا احادیث سے (اور احادیث کا قرآن سے) ردّ کیا جاتا ہے۔ [کیونکہ کسی بھی فریق کا مقصد حق بات تک پہنچنا نہیں، بلکہ ہر ایک یہ چاہتا ہے کسی طرح وہ اپنے دوسرے ساتھ سے جیت جائے]۔ اسی طرح اس میں منعقد شدہ اجماع کو توڑنا ہے۔ اجتماعیت کا شیرازہ بکھیرنا، اور اہل ملت میں تفریق اور اہل امت پر شکوک و شبہات پیدا کرنا ہے۔ اس سے دلوں میں نفرت اور نفوس میں بغض و کدورت پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو

---

[1] أحكام أهل الذمة: ٢/١٠٩٢.

اس سے محفوظ رکھے اور ان لوگوں کی صحبت سے اپنی پناہ میں رکھے۔"

جدال محمود:

نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس جدال محمود کی طرف دعوت دی ہے۔ بلکہ یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ .)) [1]

"مشرکین سے جہاد کرو اپنے اموال سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔"

زبان سے جہاد کیسے کریں؟

اس طریقہ پر جدال کریں جو کہ اچھا ہو۔ پس اس لحاظ مناظرہ کرنا بھی ایسے ہی واجب ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں جہاد کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ جہاد بالنفس سے مراد گھر سے نکلنا اور کفار سے آمنا سامنا کرنا ہے، اور جہاد بالمال سے مراد مال اتنا مال خرچ کرنا ہے جس سے جہاد اور اسلحہ کے اور دیگر اخراجات پورے ہوسکیں، اور جہاد باللسان سے مراد یہ ہے کہ ان پر حجت قائم کی جائے، اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی جائے۔" [2]

حق کے ساتھ مناظرہ کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب۔

جب کہ مذموم جدال یا مناظرہ ہر حال میں ہی برا اور مذموم ہے۔ اس لیے کہ اس میں حق کو جھٹلایا جاتا ہے، اور باطل کی مدد کی جاتی ہے۔

کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی جگہ پر جدال محمود بھی ہوتا ہے اور مذموم بھی۔ مثال کے طور پر حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب کراهية ترك الغزو: ٢٥٠٤۔ وصححه الألباني رحمه الله.

[2] سبل السلام: ١/ ١٩٩۔

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ ﴾

(البقرۃ: ۱۹۷)

''حج چند مہینے ہے، جو معلوم ہیں، پھر جو ان میں حج فرض کر لے تو حج کے دوران نہ کوئی شہوانی فعل ہو اور نہ کوئی نافرمانی اور نہ کوئی جھگڑا، اور تم نیکی میں سے جو بھی کرو گے اللہ اسے جان لے گا اور زادِ راہ لے لو کہ بے شک زادِ راہ کی سب سے بہتر خوبی (سوال سے) بچنا ہے اور مجھ سے ڈرو اے عقلوں والو!''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَ إِنْ مْرُؤٌ قَاتَلَهُ وَشَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ.))

''روزہ ڈھال ہے، اس لیے نہ تو بری بات کرے اور نہ جہالت کی بات کرے اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں، دوبار کہہ دے۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَ بِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَ إِنْ كَانَ مَازِحًا وَ بِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ))

''جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جو مذاق ومزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اور اس شخص کے لیے جو اعلی

اخلاق کا مالک ہو، اعلی جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ:

((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ .))

اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندہ وہ آدمی ہے جو بہت جھگڑالو ہے۔

محمود جدال کی مثالیں

انبیاء کرام علیہم السلام اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی اہل باطل کے ساتھ مناظروں کی کئی ایک مثالیں ہیں، اور ان کے مناظروں اور مباحثوں میں کئی ایک علمی پہلو اور فقہی نکات پائے جاتے ہیں۔

❀ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا تا کہ اس کے ذریعے سے باطل کو مٹا سکیں۔ اللہ تعالیٰ [یہ مناظرہ بیان کرتے ہوئے] فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ ﴾

(البقرة: ۲۵۸)

''کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے اور تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ، اب تو وہ کافر ہکا بکا رہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

جب توحید ربوبیت کے مسئلہ میں بحث ہونے لگی تو کافر نے کہا:

﴿ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ ﴾ ''وہ کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔''

یعنی یہ شخص اس کے بارے میں قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے، اسے معاف کرتا ہوں، اور بری انسان ہے اسے قتل کرتا ہوں۔

[نمرود کا] یہ مناظرہ باطل ہے۔ اس لیے کہ اس زندگی اور موت سے وہ مقصود نہیں ہے جو کہ توحید ربوبیت میں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو عدم سے زندگی بخشتا ہے، اور اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو عدم سے زندگی بخشو؟ [ورنہ کتنے لوگ روزانہ قتل ناحق کا شکار ہو جاتے ہیں تو کیا ان سب کے قاتل رب بن جائیں گے]؟

جب نمرود باطل مناظرہ پر اتر آیا تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسا رخ اختیار کیا جس پر مناظرہ کرنا اس کے بس میں نہیں تھا، وہ یہ کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ﴾

'' اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے اور تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔''

مگر اس کا جواب اس نے کہاں دینا تھا، اللہ نے فرمایا: ﴿ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ﴾

''اب تو وہ کافر ہکا بکا رہ گیا۔'' یعنی خاموش ہو گیا، اس سے جواب نہ بن پڑا۔

❀ ایسے اس مناظرے کا قصہ بھی ہے جو کہ دو باغوں کے مالک اور ایک نیک اور صالح انسان کے درمیان ہوا۔ اس نے کیسے جواب دیا؟ اور کیسے باغ والے مغرور کی رہنمائی کی کہ اسے ان نعمتوں پر گھمنڈ کرنے کے بجائے کیا کہنا چاہیے تھا؟ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید کی وابستگی بھی ذکر کی۔ [اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ ﴾ (الکھف: ٤٠)

''بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے۔''

اور یہ بھی اسے بتایا کہ اس کی ناشکری کی وجہ سے یہ ممکن ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جائے، اور پھل اور میوے ختم ہو جائیں۔

❀ایسے ہی اہل علم کی ایک بڑی تعداد نے بھی کفار کے ساتھ بحث و مباحثے اور مناظرے کیے ہیں۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دہریوں کے ساتھ مناظرے کیے۔ دہریے یہ کہتے تھے کہ ساری کائنات نیچر (طبیعت) کا نتیجہ ہے۔ نیچر نے ہی کائنات کو پیدا کیا ہے۔ کوئی خالق نہیں ہے۔ کائنات خود بخود پیدا ہوئی، اور خود بخود فنا ہو جائے گی، اور ہر چھتیس ہزار میں یہ ایک دور مکمل ہوتا ہے، اور آدم دوبارہ اس دنیا میں لوٹ کر آتا ہے، اور وہی لوگ پھر واپس آتے ہیں پھر وہ دوبارہ مرتے ہیں ، پھر دوبارہ اس کائنات میں آتے ہیں، اور ایسے ہی یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ دجلہ میں ایک کشتی بغیر کسی ملاح کے چلتی ہے، اور چلتے ہوئے بندرگاہ تک پہنچتی ہے۔ وہاں سے وہ خود بخود سامان اٹھاتی ہے، کوئی اس میں سامان لادنے والا نہیں ہوتا۔ پھر خود بخود اپنا بادبان اٹھاتی ہے؛ کوئی اس کا بادبان اٹھانے والا نہیں ہوتا۔ پھر وہ سمندر میں داخل ہوتی ہے۔اور انتہائی مہارت کے ساتھ چلتے ہوئے (وہ سارا سامان لے کر) دوسری بندرگاہ تک پہنچ جاتی ہے، اور پھر اپنا سارا سامان خود بخود اتار دیتی ہے۔ کوئی اس سے سامان اتارنے والا نہیں ہوتا۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
>
> وہ کہنے لگے: جو ایسی بات کہتا ہے وہ تو کوئی پاگل ہی ہوسکتا ہے۔
>
> آپ نے فرمایا: '' اس کشتی کے بارے میں تم کہتے ہو کہ اس کے لیے ملاح کا ہونا ضروری ہے، اور پھر تمہارا اس کائنات کے بارے میں اور اس دنیا کے بارے میں کیا خیال ہے جس دنیا میں تم موجود ہو۔
>
> اس جواب پر دہریے رونے لگ گئے، اور حق بات کا اعتراف کرلیا۔

❀عمرو بن عبید بن مرہ-معتزلہ میں سے ایک شخص ہے ، جو کہتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا- کھڑا ہوا اور پوری جرأت کے ساتھ کہنے لگا:

''مجھے قیامت کے دن لایا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا: تم یہ بات کیوں کہتے تھے کہ قاتل کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا؟ تو میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا: اے اللہ تعالیٰ! تو نے ہی تو فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا﴾

(النساء: ۹۳)

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

سیّدنا قریش بن انس اس وقت اس مجلس میں موجود تھے، اور حاضرین مجلس میں سے سب سے کم عمر تھے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ فرمادیا کہ میں نے تو یہ بھی فرمایا تھا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾

(النساء: ۱۱٦)

''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔''

''پھر تمہیں کہاں سے پتہ چلا کہ میں نہ ہی چاہوں گا، اور نہ ہی مغفرت کروں گا؟ تو عمرو سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔'' [1]

❀ ایسے ہی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ کو خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے بھیجا۔

عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے خوارج سے کہا: (چونکہ خوارج مسلمان حکمرانوں کو ظلم کی وجہ سے کافر قرار دیتے تھے)۔ تم ایسے آدمی کی تلاش میں تھے جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے کام کرے۔ مگر جب عمر بن عبد العزیز آئے تو تم لوگ سب سے پہلے ان سے دور بھاگ گئے؟

---

[1] تهذيب الكمال : ۲۲/۱۳۱.

خوارج نے کہا: اس لیے کہ انہوں نے اپنے سے پہلے حکمرانوں پر نہ ہی لعنت کی اور نہ ہی ان سے برأت کا اظہار کیا، اور ہم نے یہ شرط رکھی تھی کہ اپنے سے پہلے کے تمام حکمرانوں پر لعنت کریں گے۔''

فرمایا: ''اچھا بتاؤ! ہامان پر تمہارا لعنت کرنا کیسا ہے؟ اور آخری بار تم نے ہامان پر کب لعنت کی ہے؟

کہنے لگے: ہم نے تو اس پر کبھی بھی لعنت نہیں کی۔

فرمایا: ''کیا تمہارے ہاں اس چیز کی گنجائش تو موجود ہے کہ تم فرعون کے وزیر کو چھوڑ دو جو کہ اس کے احکام کو نافذ کرتا تھا اور جس نے محل تعمیر کیا تھا، اور اس کی گنجائش نہیں کہ عمر بن عبد العزیز حق کے ساتھ فیصلے کرے، اور اپنے سے پہلے اہل قبلہ لوگوں پر لعنت نہ کرے؛ اگر چہ وہ خطا پر ہی ہوں، یا ان سے کوئی کمی کوتاہی ہوگئی ہو۔''

جب اس بات کی خبر سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تک پہنچی تو آپ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: ''اسی وجہ سے مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں آپ کے علاوہ کسی اور کو ان سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجوں۔

پھر ان سے پوچھا: تمہیں ہامان کا خیال کیسے آیا، اور فرعون کا نام اس موقع پر نہیں لیا؟

عرض کیا: مجھے اندیشہ تھا کہ اگر میں فرعون کا نام لوں گا تو وہ کہیں گے ہم اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

❀ ایسے ہی ایک اور قصہ ہے۔ خوارج کا ایک بڑا آدمی جس کا نام ضحاک شاری تھا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا، اور کہنے لگا: توبہ کرو۔

امام صاحب: کس بات سے توبہ کروں؟

ضحاک: اپنی اس بات سے کہ جو تم دو جرگہ داروں -سیّدنا عمرو بن العاص اور سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما- کے جرگہ کو جو کہ سیّدنا علی اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا تھا جائز سمجھتے ہو۔ (اس لیے کہ خوارج کسی کے فیصلہ یا جرگہ داری کو جائز نہیں سمجھتے؛ اور وہ کہتے ہیں

کہ دو آمیوں کے جھگڑے میں کوئی تیسرا انسان فیصلہ نہیں کرا سکتا۔ اس لیے کہ فیصلہ اور حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے؛ کسی جرگہ دار یا جج کا کوئی فیصلہ ہرگز نہیں۔

امام صاحب: تم مجھ سے مناظرہ کررہے ہو یا مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

ضحاک: میں تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔

امام صاحب: جس چیز میں تو مجھ سے مناظرہ کررہا ہے، اگر ہمارے درمیان اختلاف ہوگیا تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کون کرے گا؟

ضحاک: جسے چاہو جج مقرر کرلو۔

امام صاحب نے ضحاک الشاری کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی سے کہا: تم بیٹھو اور جس چیز میں ہمارا اختلاف ہو، تو اس کے بارے میں فیصلہ کرنا۔ پھر ضحاک سے کہا:

کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ یہ شخص میرے اور تمہارے درمیان جج ہو؟

ضحاک: ہاں میں اس پر راضی ہوں۔

امام صاحب: تم نے خود ہی کسی کو جج یا جرگہ دار بنانے کو جائز کردیا۔ [لہٰذا اب مناظرہ کس بات کا؟]

تو ضحاک کی دلیل ختم ہوگئی اور وہ خاموش ہوگیا، امام صاحب کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

❀ کسی اہل سنت والجماعت کا قدریہ فرقہ کے ایک آدمی سے مناظرہ ہوگیا۔

''قدریہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے واقع ہوجانے سے پہلے اس کا علم نہیں ہوتا، اور گناہ گار لوگ اپنے افعال خود پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برائی کو نہیں پیدا کرتے۔ جب کہ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ برائی اور بھلائی دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔

اہل سنت نے قدری سے کہا: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قدریہ فرقہ کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جوتیاں چُرا لیا کرتے تھے؟

قدری نے کہا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قدر کا مسئلہ ہی کہاں تھا۔ [یعنی اس زمانے میں یہ لوگ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے] تم تو تاریخ سے بالکل جاہل ہو۔ قدریہ فرقہ کے لوگ تو نبی کریم ﷺ کے بہت بعد میں پیدا ہوئے ہیں۔

سنی نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کے دور میں تمہارے اس ایمان وعقیدہ کی کوئی بنیاد ہی نہیں تھی، تو پھر تم یہ سب کچھ کہاں سے لے آئے؟

❀ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ روم کے سرکش باغیوں نے مسلمان قاضی ابو بکر الباقلانی رحمہ اللہ سے مناظرہ کرنے کے لیے ایک خرانٹ قسم کا عیسائی بھیجا جو آپ سے حدیث افک کے مسئلہ میں مناظرہ کرنا چاہتا تھا۔ تا کہ ام المومنین زوجہ رسول ﷺ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگا سکے اور کیچڑ اچھال سکے۔

عیسائی مناظر قاضی سے مخاطب ہو کر: ایک عورت کا ذکر قرآن میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زنا سے پاک قرار دیا ہے، وہ کون ہے؟

قاضی صاحب: وہ دو عورتیں ہیں۔ ان کے متعلق جو کہا گیا، سو کہا گیا۔ ایک ہمارے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری مریم بنت عمران [سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ]۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بیوی نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا جب کہ سیّدہ مریم اپنا بچہ اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی۔ مگر ان دونوں عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی اور لوگوں کے الزامات سے پاک قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی نے سیّدہ مریم کی برأت نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرمائی۔ تم ان دونوں میں سے کس کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ [1]

یہ سن کر بد بخت پادری لاجواب ہو گیا۔ اس سے کوئی حیلہ نہ بن پڑا۔ اس جملہ کے بعد وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

جملہ طور پر اہل باطل کو خاموش کرانے کے لیے، یہود ونصاریٰ اور کافر ملتوں پر ردّ کرنے

[1] تبین کذب المفتري : ۲۱۹.

کے لیے مسلمانوں پر مناظرہ کرنا واجب ہوتا ہے۔

کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے سامنے کفر پیش کیا جائے اور وہ اس پر خاموش رہے۔

مذموم جدال کے نقصانات

بیشک شارع حکیم اس وقت کسی چیز سے منع نہیں کرتے جب تک اس میں بندوں کے لیے کوئی نہ کوئی جلدی یا دیر سے پہنچنے والا ضرر نہ ہو۔ ان ہی (ممنوعہ) چیزوں میں سے ایک کٹ حجتی اور مناظرہ بھی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بہت ساری خرابیوں اور نقصانات کا سبب ہیں۔ ان میں سے سب سے نمایاں نقصانات یہ ہیں:

خیر سے محرومی:

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتے ہیں، تو انھیں مناظرہ اور جھگڑوں پر لگا دیتے ہیں، اور عمل سے روک لیتے ہیں۔'' [1]

اور معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خبردار اور خبردار! اپنے آپ کو خصومات (جھگڑوں اور مناظروں) سے بچا کر رکھو، بیشک ان چیزوں سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔'' [2]

علم سے محرومی:

کیا آپ جانتے نہیں ہیں کہ لیلۃ القدر کی تعین کا علم جھگڑے اور مناظرے کے سبب سے اٹھا لیا گیا تھا۔

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] اعتقاد أهل السنة والجماعة : ٢٩٦.

[2] اعتقاد أهل السنة للالكائي : ٢٢١.

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ .)) [1]

''بیشک رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کو شب قدر بتانے کے لیے نکلے۔ مگر (اتفاق سے اس وقت) دو مسلمان باہم لڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: (اس وقت) میں اس لیے نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر بتادوں۔ مگر (چونکہ) فلاں فلاں باہم لڑے، اس لیے (اس کی خبر دنیا سے) اٹھالی گئی، اور شاید یہی تمہارے حق میں مفید ہو (اب تم شب قدر کو) رمضان کی ستائیسویں اور انتیسویں اور پچیسویں (تاریخوں) میں تلاش کرو۔''

بس ان دو آمیوں میں جھگڑے، مناظرہ اور اختلاف کے سبب سے شب قدر کے متعین ہونے کا علم اٹھالیا گیا اور اس کے خاص اور مقرر دن میں ہونے کی معرفت ممکن نہ ہوسکی۔

حدیث میں وراد لفظ: (تَـــلَاحٰی) کا معنی ہے جھگڑا کرنا، بحث ومباحثہ اور تکرار کرنا، ان دونوں کے جھگڑے میں شیطان بھی داخل ہوگیا تھا، تو نبی کریم ﷺ کو شب قدر کی متعین تاریخ کا علم بھلا دیا گیا۔

یہ حدیث تکرار اور بلاوجہ بحث ومباحثہ کے مذموم اور برا ہونے کی دلیل ہے، اور یہ کے بلاوجہ جھگڑے سزا ملنے، اور خیر سے محروم رہنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا جھگڑا اور تکرار اور آواز بلند کرنے کا واقعہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارک میں اور آپ کی موجودگی میں مسجد النبوی الشریف میں پیش آیا تھا۔

یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میری طرف میمون بن مہران رحمہ اللہ نے خط لکھا: [جس کا یہ مضمون تھا]:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن من أن یحیط عمله وهو لا یشعر : ٤٩.

''خبردار! اپنے آپ کو جھگڑوں اور دین میں مناظروں سے بچا کر رکھنا۔ کبھی بھی نہ ہی کسی عالم سے مناظرہ کرنا اور نہ ہی کسی جاہل سے۔ اس لیے کہ عالم کے پاس تو تیرے علم کا بھی خزانہ تو کچھ کرے گا اسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی، اور جاہل سے مناظرہ اس لیے نہ کرنا کہ وہ تیرے دل کو تنگ کردے گا مگر تیری بات کبھی نہیں مانے گا۔'' [1]

روایات میں منقول ہے کہ ایک انسان علمائے کرام رحمہم اللہ کے ساتھ مناظرہ اور مباحثے کرنے کی وجہ سے علم سے محروم ہوگیا۔ جس پر اس بعد میں بہت ندامت ہوئی۔ وہ افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا: اے کاش! میں اگر ایسا نہ کرتا۔''

امتوں کی ہلاکت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ .)) [2]

''تم مجھے چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی بلا ضرورت مجھ سے سوال نہ کرو)۔ تم سے پہلے کی قومیں کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوگئیں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حدیر رحمہ اللہ سے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہوں کون سی چیز اسلام کو گرا دیتی ہے؟

کہا: میں نہیں جانتا۔

---

[1] رواه الدارمي : ٣٠٢.

[2] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ٧٢٨٨۔ صحیح مسلم : ١٣٣٧۔ واللفظ للبخاري۔ یہ آدھی حدیث ہے۔ اس حدیث میں آگے یہ الفاظ ہیں جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے پرہیز کرو اور تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اس کو کرو جس قدر تم سے ممکن ہو سکے۔

فرمایا: ''عالم کا راہ حق سے ہٹ جانا؛ منافق کا اللہ کی کتاب میں مناظرہ کرنا، اور گمراہ حکمرانوں کا احکام نافذ کرنا دین کو گرا دیتا ہے۔'' ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

''بیشک تم سے پہلے کے لوگ دین میں جھگڑا کرنے اور بلاوجہ حجت بازی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔'' ❷

بغض ونفرت اور دل کی سختی:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علم میں ناحق جھگڑا کرنے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے اور آپس میں بغض و نفرت پیدا ہوتے ہیں۔'' ❸

بہت سارے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنا ملانا صرف مناظروں کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ یہ لوگ نہ ہی تو ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں، اور نہ ہی ایک دوسرے سے ملنے کے لیے جاتے ہیں۔ اس کا سبب آپس میں بحث ومباحثہ، تکرار، بلاوجہ مناظرے، جھگڑے اور مجالس میں اختلاف کرنا ہے۔ جس کا انجام آپس میں جدائی اور دلوں کی دوری کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اسی وجہ سے سلف صالحین جدل و مناظرہ سے خبردار کیا کرتے تھے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''تمہارے ظالم ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مناظرے ہی کرتے رہو، اور تمہارے گناہ کے لیے یہی کافی ہے کہ ہمیشہ ناحق جھگڑا کرتے رہو۔'' ❹

محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جھگڑا کرنا دین کو مٹا دیتا ہے، اور اس کی وجہ سے مردوں کے دلوں میں بغض و

---

❶ سنن الدارمي : ٢١٤۔ وصححه الألباني رحمه الله.

❷ تفسير الطبري ٣٢٨/٤. ❸ شعب الإيمان : ٨٤٨٨.

❹ تاريخ دمشق : ٨٠/١٠.

حسد پیدا ہوتے ہیں۔''[1]

اور عبد اللہ بن الحسن رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''جھگڑا کرنا پرانی سے پرانی دوستی بگاڑ پیدا کر دیتا ہے، اور بڑے مضبوط تعلقات کو توڑ دیتا ہے۔ مناظرہ و مجادلہ میں سب سے کم چیز یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسرے فریق پر غالب آ جائے، اور غالب آنے کی کوشش کرنا تعلقات توڑنے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔''[2]

ابراہیم النخعی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

(المائدة: ٦٤)

''اور ہم نے ان میں آپس میں ہی قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔''

[فرمایا:] اس سے مراد دین کے معاملہ میں مناظرے اور جھگڑا کرنا ہے۔''[3]

توفیق سے محرومی:

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کبھی خیر کی توفیق نہیں دیتے جن کی مجلسوں میں ناحق جھگڑے اور مناظرے ہوتے ہوں، جن سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ سے دوری:

سب سے کم درجہ کی خرابی جو کہ ایسے مناظروں میں پائی جاتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں ہوتی، وہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد غافل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ مناظرے انسان کو نماز سے بھی مشغول کر دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اس مناظر کا ذہن ہی مناظرہ میں لگا ہوا ہے۔ اسے کسی دوسری چیز کا خیال ہی نہیں۔

---

[1] تاريخ دمشق: ٢/ ٣٨٠.
[2] تفسير ابن كثير ٢/ ١٠٤.
[3] تاريخ دمشق ١٠/ ٢٩٧.

سلف میں سے بعض نے کہا ہے:

''ہم نے کوئی چیز مناظرہ اور مجادلہ سے بڑھ کر ایسی نہیں دیکھی جو کہ دین کو ختم کرنے والی اور مروت کو کم کرنے والی ہو اور لذت کو ضائع کرنے والی اور دل کو مشغول کرنے والی ہو۔''[1]

راہ حق سے دوری:

مسلم بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خبردار! مناظرہ اور کٹ حجتی سے بچ کر رہو۔ اس لیے کہ یہ عالم انسان کی جہالت کی گھڑی ہوتی ہے اور اس وقت شیطان کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ انسان پھسل جائے۔''[2]

کرامت کا خاتمہ:

www.KitaboSunnat.com

بعض اعراب نے کہا ہے:

''جو لوگوں سے جھگڑا اور مناظرہ کرتا ہے اس کی کرامت کم ہو جاتی ہے، اور جو انسان کوئی کام کثرت سے کرتا ہے، وہ اسی کی نسبت سے مشہور ہو جاتا ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالُوْا سَكَتَّ وَقَدْ خُوصِمْتَ قُلْتُ لَهُمْ
إِنَّ الْجَوَابَ لِبَابِ الشَّرِّ مِفْتَاحُ
وَالصُّمْتُ عَنْ جَاهِلٍ أَوْ أَحْمَقَ شَرَفٌ
وَفِيْهِ أَيْضًا لِصَوْنِ الْعِرْضِ إِصْلَاحُ
أَمَا تَرَى الْأُسْدَ تُخْشٰى وَهِيَ صَامِتَةٌ
وَالْكَلْبُ لَعَمْرِيْ وَهُوَ نَبَّاحُ

---

[1] تاريخ دمشق : ۱۰/ ۲۹۷.

[2] سنن الدارمي : ۳۹٦۔ حلية الأولياء : ۲/ ۲۹٤.

''کہنے لگے: تم سے تو جھگڑا کیا گیا تھا، مگر تم خاموش ہو گئے، [کوئی جواب نہیں دیا]۔ میں نے ان سے کہا: ''بیشک جواب دینا برائی کے دروازے کی کنجی ہے۔ جاہل یا بیوقوف کے مقابلہ میں خاموش رہنے میں ہی عزت اور شرف ہے، اور اس میں عزت کی حفاظت اور اصلاح بھی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ شیروں سے لوگ ڈرتے ہیں، مگر وہ خاموش بیٹھے ہوتے ہیں۔ مجھے میری عمر کی قسم! کتا بھونکتا رہتا ہے، اور اسے رسوائی اٹھانا پڑتی ہے۔''

بدعات کا ظہور اور خواہش پرستی:

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو انسان اپنے دین کو جھگڑوں اور مناظروں کی نظر کر دے، وہ بہت زیادہ بدعات کا شکار ہوتا ہے۔''[1]

یعنی ایسا انسان ایک بدعت سے نکلتا ہے تو دوسری بدعت میں داخل ہو جاتا ہے، دوسری بدعت سے چھٹکارا پایا تو تیسری بدعت گلے لگا لیتا ہے۔ ایسے ہی ہر مقام پر پھسلتا رہتا ہے، کہیں بھی اسے ثبات یا قرار نصیب نہیں ہوتا۔

حکم بن عتیبہ الکوفی رحمہ اللہ سے کہا گیا:

''لوگوں کو کس چیز نے مجبور کیا کہ وہ اس خواہش پرستی کا شکار ہو گئے؟ - یعنی دین میں بدعات ایجاد کر لیں -؟ تو آپ نے فرمایا: دین میں ناحق جھگڑا [مناظرہ] ومجادلہ کرنے نے۔''[2]

خالد بن برمک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو شخص اپنے نفس کو چار چیزوں سے روک رکھے وہ اس بات کا حق دار ہے کہ اس پر کوئی بڑی مصیبت نازل نہ ہو۔ (۱)...... جلد بازی۔ (۲)...... لجاجت۔

---

[1] السنة لأحمد بن حنبل : ۱۰۳ و سنن الدارمي : ۳۰۴.

[2] اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي : ۲۱۸.

(۳)......خود پسندی (۴)......اور سستی۔

جلد بازی کی وجہ سے ندامت اٹھانا پڑتی ہے۔ لجاجت انسان کو حیرت و درماندگی کا شکار کر دیتی ہے۔ خود پسندی کی وجہ سے بغض جنم لیتا ہے اور سستی کی وجہ سے ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔''[1]

سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

انسان کو کب پتہ چل سکتا ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے منہج پر ہے؟

فرمایا: ''جب اسے اپنے نفس میں دس چیزوں کا علم ہو جائے: (۱) جماعت کو نہ چھوڑے۔ (۲) اصحاب النبی رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا نہ کہے۔ (۳) اور اس امت کے خلاف تلوار لے کر خروج نہ کرے۔ (۴) تقدیر کو نہ جھٹلائے۔ (۵) اور ایمان کے بارے میں شک و شبہ نہ رکھے۔ (۶) اور دین میں جھگڑا نہ کرے۔ (۷) اہل قبلہ میں سے جو کوئی گناہ گار مر جائے اس کی نماز جنازہ ترک نہ کرے۔ (۸) موزے پر مسح کرنا نہ چھوڑے، (۹) اور کسی بھی حکمران کے پیچھے نماز ترک نہ کرے خواہ وہ حاکم عادل ہو یا ظالم۔''

علماء سے جھگڑا

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ بعض علمی مسائل بہت ہی جھگڑالو ثابت ہوتے ہیں۔ وہ علمائے کرام اور دین کے طالب علم حضرات کی مجالس میں ایسے مسائل پر مباحثہ و تکرار کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے سامنے اپنی علمیت ظاہر کریں، اور اپنی فصاحت و بلاغت کا سکہ جمائیں، اور اپنی زبان دانی کے جوہر دیکھائیں۔

ایسا کرنا شرعی طور پر مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

---

[1] روضة العقلاء: ٢١٧.

((لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ وَلَا تَخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارَ النَّارَ .)) ❶

''علم اس لیے حاصل نہ کرو کہ علمائے کرام کے سامنے فخر کرو اور نہ ہی جاہلوں سے تکرار کرو اور نہ ہی علم سے (دنیوی جاہ کی) مجالس تلاش کرو جو ایسا کرے گا تو آگ ہے آگ۔''

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ ، أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ .)) ❷

جس نے اس لیے علم سیکھا کہ اس کے ذریعہ سے علما کا مقابلہ کرے یا بے وقوف لوگوں سے بحث و جھگڑا کرے اور لوگوں کو اس سے اپنی طرف متوجہ کرے (تاکہ وہ اسے مال وغیرہ دیں) تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم میں داخل کرے گا۔''

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ان لوگوں سے بچ کر رہا جائے جو صرف مناظروں کے لیے علم سیکھتے ہیں، اور ان لوگوں سے بھی بچا جائے جو کہ علمائے کرام سے ناحق اور بلا وجہ باطل مناظرے کرتے رہتے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا بس ایک ہی کام ہے یعنی مناظرے کرنا۔ خواہ علماء کے ساتھ خواہ دینی طالب علموں کے ساتھ۔ گویا کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں فلاں قاعدہ جانتا ہوں، اور فلاں دلیل میرے علم میں ہے۔ فلاں عالم کا کلام بھی جانتا ہوں۔

اس لیے آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں گے تو وہ بعض مشائخ سے سوال کرتے ہیں۔ جب

❶ ابن ماجة ، كتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به : ٢٥٤ و صححه الألباني.

❷ الترمذي (٢٦٥٤)۔ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ علم سیکھنے کی مذمت اس صورت میں ہے جب نیت خراب ہو، اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہ ہو۔ اس کے برعکس اخلاص کی برکت دیکھیں کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علم سیکھنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے؛ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مشائخ جواب دے دیتے ہیں تو کہتے ہیں: شیخ صاحب! فلاں عالم نے تو اس مسئلہ میں یوں کہا ہے، اور فلاں شیخ کا اس میں یہ قول ہے۔ انہوں نے اس کے بارے میں ایسے تو نہیں کہا۔ [یعنی اپنی علمیت ظاہر کرنا شروع کر دیتے ہیں]۔

جب اس شخص کو ان سارے اقوال کا پتہ ہے تو پھر سوال کس لیے کرتا ہے؟

یہی بات واضح ہوتی ہے کہ مسئلہ صرف اعتراض کرنے کا ہے۔

ایسا شخص نہ ہی اللہ کی رضا مندی کے لیے سبق حاصل کرتا ہے، اور نہ ہی خالص اللہ کے لیے کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ بس اس کا پڑھنے اور درس لینے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں نمایاں ہو شہرت کمائے اور مجلسوں کی زینت بنے۔

اور اس کی چاہت یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کا نام لیا جائے، اور لوگ اس کی طرف اشارہ کر کے کہیں یہ فلاں حافظ صاحب ہیں، فلاں عالم صاحب ہیں، مناظرہ میں بڑے مضبوط ہیں، اور اس کے علاوہ دیگر الفاظ میں اس کی تعریف کی جائے۔

خاتمہ

جب ہم یہ چاہتے ہوں کہ ہم ناحق کٹ حجتی اور جھگڑا بازی کا شکار نہ ہوں، تو ہم پر واجب ہے کہ اس دین قویم کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ اس لیے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑ دیتے ہیں ان کے لیے سزاؤں میں سے ایک سزا یہ بھی ہے کہ ان میں جھگڑا بازی اور کٹ حجتی پیدا ہو جاتی ہے۔

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا أُوْتُوا الْجَدَلَ .)) [1]

''کوئی بھی قوم ہدایت پر ہونے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر انھوں نے جھگڑا کیا (اور گمراہ ہو گئے)۔''

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸﴾ (الزخرف: ۵۸)

''تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔''

(إلا أوتوا الجدل) : سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے انتقام لیا، اور ان کو یہ سزا دی کہ انھیں اس علم کے بدلے جو انھیں ملا تھا، باہمی جھگڑوں میں مبتلا کر دیا، اور ناحق کٹی حجتی اور بلا فائدہ مناظرہ و مباحثہ میں لگ گئے۔ یعنی جب انہوں علمِ نافع کو ترک کر دیا تو آپس میں مناظرہ بازی شروع ہو گئی۔

یہ قاعدہ ہے کہ جو بھی قوم کتاب وسنت کے نفع بخش علوم سے روگردانی اور اعراض کرتی

---

[1] الترمذي : ٣٢٥٣ و حسنه الألباني رحمه الله.

ہے،تو انھیں آپس کے جھگڑوں اور باہمی الجھنوں کی سزا ملتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حق کو حق کر دکھائے اور اس کے اتباع کی توفیق دے، اور باطل کو باطل کر دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔ بیشک وہ دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔"

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ .

ذہنی آزمائش

آپ کے سامنے سوالوں کے دو درجے ہیں۔ پہلے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے جوابات براہِ راست دیے جاسکتے ہیں، اور دوسرے درجہ میں وہ سوالات ہیں جن کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی قسم کے سوالات:

۱۔ جدال اور مراء کی تعریف بیان کریں؟

۲۔ جدال اور مراء میں کیا فرق ہے؟

۳۔ جدال ومراء کے اسباب کون سے ہیں؛ ان میں سے چند نمایاں اسباب بیان کریں؟

۴۔ محمود جدال کی کیا شرائط ہیں؟

۵۔ جدال کی کتنی اقسام ہیں؟، ان میں سے ہر ایک قسم کی مثال بیان کریں۔

۶۔ جدال ومراء کے نتیجہ میں پیدا ہونے مضر اثرات بیان کریں؟

دوسری قسم کے سوالات:

۱۔ قرآن کریم میں مراء (جھگڑا کرنے) سے کیا مقصود ہے؟

۲۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے کیا معانی ہیں: ''تم قرآن کو اس وقت پڑھو جب تک کہ تمہارے دل ملے رہیں جب تم اختلاف کرنے لگو تو اس سے کھڑے ہو جاؤ؟''

۳۔ دنیا میں غافل کو کیا سزا ملتی ہے؟

۴۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا کیا معنی ہے: ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا أُتُوْا الْجَدَلَ)) ''کوئی بھی قوم ہدایت پر ہونے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر انھوں نے جھگڑا کیا (تو گمراہ ہو گئے)''

۵۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ﴾ (العنكبوت: ٤٦)

''اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں۔''

﴿ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ ''مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو'' کا کیا معنی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

مفسدات القلوب

تکبر کی ہلاکت

مقدمہ از مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

بے شک تکبر اور خود پسندی ان خطرناک نفسیاتی بیماریوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اخلاقی انحراف پیدا ہوتا ہے۔ انسان حق اور ہدایت کی راہ کو چھوڑ کر گمراہی اور باطل راستے پر چل پڑتا ہے۔اس لیے کہ شیخی خور اور متکبر انسان کے ناک میں جب غرور اور تکبر پھونکا جاتا ہے ، وہ اس متکبر اور مغرور انسان کی عقل و ارادہ پر غالب آ جاتے ہیں، اور اسے انتہائی سخت عنف اور سرکشی کی راہ پر لگا دیتے ہیں، جس سے انسان حق کو ٹھکرانے اور ردّ کرنے لگتا ہے، اور حق کی علامات اور نشانیوں کو مٹانے کے درپے ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی ایسی چکنی چپڑی باتوں سے باطل کی صورتوں کو مزین کرنے خوبصورت انداز میں پیش کرنے لگتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ، اور پھر اس کے ساتھ ہی ذلت وحقارت کے ساتھ لوگوں کو بھی کمتر سمجھنے لگتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس کتاب میں تکبر کے معنی تکبر اور خود پسندی میں فرق ، تکبر کے خطرات، اور اس کے مظاہر و اسباب اور بعض آثار کے متعلق گفتگو کی جائے گی ، اور اس کا خاتمہ تکبر کے علاج کے بیان پر ہوگا۔ آخر میں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام لوگوں کا شکریہ بھی ادا کر دوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری اور طباعت میں کسی طرح کا بھی تعاون کیا ، اور اب یہ کتاب خوب صورت طباعت کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں معاف کر دے ،اور اپنی عافیت سے نواز دے، اور دنیا و آخرت میں اپنے عفو و کرم کے سائے میں رکھے؛ آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

محمد بن صالح المنجد

تکبر کا معنی

ابن فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " الـکبر : العظمة " کِبر بڑائی کو کہتے ہیں، اور ایسے ہی کبریاء کا معنی ہے۔

اور کہا جاتا ہے: ((ورثـوا الـمـجد كابراً عن كابر أي كبيراً عن كبيرٍ في الشرف والعز .))

"انہوں نے بزرگی کو بڑوں سے وراثت میں پایا: یعنی: بڑوں نے عزت وشرف بڑوں سے حاصل کیا۔

ابن منظور رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((الكبر بالكسر والكبريا: العظمة والتجبر .))

"کبر (ک کے نیچے زیر کے ساتھ) اور کبریاء: عظمت اور جبروت کو کہتے ہیں۔

شرعاً:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((لا يَـدْخُـلُ الْـجَـنَّةَ مَـنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُـلُ : إِنَّ الـرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنُ ثَوْبُهُ حَسَنًا ونجَعْلَهُ حَسَنَةً قَـالَ: إِنَّ الـلّٰـهَ جَـمِيْـلُ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ .)) ❶

"جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے

---

❶ مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ٩١.

ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔‘‘

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تکبر کے معانی بیان کرتے ہوئے دو اہم چیزیں بتائی ہیں:

پہلی چیز :...... ’’بطر الحق‘‘ : یعنی حق کا انکار کرنا، اور اس کے ساتھ حق کو حقیر سمجھنا، اور خود کو حق کے قبول کرنے سے بالاتر سمجھنا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے سامنے اگر ان سے مقام و مرتبہ میں یا عمر [وعلم] میں کم درجہ کے لوگ ایسی حق بات پیش کریں جس کے حق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ مگر یہ حق ان کی رائے، یا ان کے فیصلہ یا ان کے سابقہ علم کے خلاف ہو تو اس کا انکار کر دیتے ہیں اور اسے نہیں مانتے، اور اس حق پیش کرنے والے کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں، اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں، اور بسا اوقات ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی ذاتی مصلحت بھی حق کی جانب ہو، اس باطل کی جانب نہ ہو جس پر وہ اصرار کیے ہوئے ہیں۔

اس قسم کے لوگ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ ایسے لوگ بالخصوص چھوٹے معاشروں میں، خاندان میں، سکول میں، دفاتر میں یا کام کے ٹھکانوں پر اور دوستوں کے درمیان ہیں۔

متکبر انسان کو اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے کی طرف سے صادر ہونے والی حق بات کو قبول کر لے گا تو عزت اور شرف دوسرے انسان کے نصیب میں آ جائے گا، اسی وجہ سے وہ حق بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے، اور لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی جتلاتا ہے۔ اسے یہ بات گوارہ نہیں ہوتی کہ وہ کسی دوسرے کی بات مان کر چلے۔

اگر اس متکبر اور شیخی خور انسان کو عقل ہوتی، اور وہ علم وبصیرت کے ساتھ دیکھتا تو اسے پتہ چل جاتا کہ اس کی عزت ومنزلت تو حق بات کے قبول کرنے میں ہے؛ نہ کہ باطل اور سرکشی کا شکار ہونے میں۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تھا:

''تمہیں کسی طرح تمہارا فیصلہ جو کہ گزشتہ کل میں کر چکے ہوں [آج حق بات کی طرف رجوع کرنے سے نہ روکے]، اگر تم آج حق کی طرف رجوع کرو گے تو کامیابی تمہارا مقدر ہوگی۔ حق کی طرف رجوع کرو۔ بے شک حق ہی قدیم، اور حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں سرکشی کرنے سے بہت بہتر ہے۔'' [1]

سیّدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم ایک جنازہ میں شریک تھے۔ اس جنازہ میں عبید اللہ بن الحسن رحمہ اللہ بھی تھے جو کہ قضاء کے منصب پر فائز تھے۔...... میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا؛ جس میں انہوں نے غلط جواب دیا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے؛ اس مسئلہ میں حق قول یعنی درست بات ایسے ایسے ہے......۔'' انہوں نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: ''تو پھر میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں۔ میں چھوٹا ہوں۔'' تو پھر میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں؛ میں چھوٹا ہوں۔'' یہ کہ حق بات میں میں ''دُم'' بن کر رہوں، یہ میرے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ میں باطل کا ''سر'' [سب سے آگے سرغنہ] بن کر رہوں۔'' [2]

دوسری چیز:...... ((وغمط الناسِ)): لوگوں کو کمتر اور حقیر سمجھنا۔

(غمط): کا معنی ہے، حقیر اور کمتر سمجھنا، انھیں معمولی اور چھوٹا جاننا۔

(غمط الناسِ): کا معنی ہوا لوگوں کو بے وقعت، کمتر، گھٹیا، اور حقیر سمجھنا۔ انھیں کوئی اہمیت نہ دینا، ان کے حقوق نہ ادا کرنا اور نہ ہی ان کا تسلیم کرنا، اور ان کی اچھی صفات یا صلاحیتوں کا انکار کرنا، اور اپنے تعریف وثنا کر کے [اپنے منہ میاں مٹھو] بن کر خود کو ان سے بالاتر سمجھ اور ان لوگوں پر اپنی برتری جتانا۔

---

[1] الدار قطني : ٤/٢٠٦. [2] تاريخ بغداد : ١٠/ ٣٠٨.

یہ سرکشی اور بغاوت اور حقارت کا نظریہ اس وقت اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ لوگوں کے فضائل کی دیوار کو ڈھانے لگتا ہے، اور ان کے کمالات کو مٹانے کے درپے ہو جاتا ہے، اور انھیں جھوٹ بول کر اور بہتان تراشی کر کے ذلیل وحقیر اور ادنیٰ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان ساری قبیح حرکات اور چال بازیوں سے اس کا مقصد اپنے مقام و مرتبہ کی حفاظت کرنا ہے تاکہ کوئی دوسرا اس مقام کو نہ پہنچنے پائے۔

اس لیے کہ متکبر انسان جب اپنے کمالات سے کسی شرف وعزت کی منزلت تک نہیں پہنچ پاتا تو پھر وہ دوسروں کے کمالات کو ڈھانے اور ان پر وار کرنے اور انھیں ان کے مقام و مرتبہ سے گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

تکبر اور خود پسندی میں فرق

سیّدنا ابو وہب مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا:

”تکبر کیا ہے؟

فرمایا: یہ کہ تم لوگوں کو حقیر سمجھو۔“

پھر میں نے آپ سے خود پسندی کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

”یہ کہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہے“، اور میں نہیں سمجھتا کہ نمازیوں میں خود پسندی سے بڑھ کر کوئی بری چیز ہو۔“

تکبر کے اسباب

متکبر کا یہ خیال اور احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے، اور وہ خود دوسروں سے ممتاز اور جداگانہ حیثیت رکھتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اس کے اندر کسی دوسرے شخص کے لیے تواضع کا کوئی ادنیٰ سا موقع بھی نہیں پایا جاتا۔

تکبر کے اسباب بذیل نقاط میں بیان کیے جا رہے ہیں:

ا۔ کسی کے لیے بھی عدمِ تواضع کی رغبت:

یہ رغبت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں، اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے [مگر یہ انسان اس کے احکامات ماننے سے بھی انکار کر دیتا ہے]

اس رغبت کے ساتھ متکبر کے دل میں یہ شعور اور احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ بے پرواہ اور مستغنی ہے۔ اسے کسی کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں؛ اس سے نظریہ اور سوچ سے سرکشی اور بغاوت پیدا ہوتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝٦ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰٓ ۝٧﴾ (العلق: ٦۔٧)

''سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ (یا تونگر) سمجھتا ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کہ انسان اپنی حد سے آگے گزر جاتا ہے، اور اپنے رب پر تکبر کرنے لگتا ہے اور وہ یہ سوچتا ہے کہ وہ بے پرواہ اور بے نیاز ہو گیا ہے۔''[1]

۲۔ دوسری سے امتیازی حیثیت کی طمع:

متکبر انسان کے دل میں یہ خیال رہتا ہے کہ یہ اس کا حق ہے کہ معاشرہ اسے امتیازی اور اونچی منزلت سے نوازے اور اس کے لیے بلند مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کا اعتراف کریں۔

اگر معاشرہ اس کے لیے ان چیزوں کا اعتراف نہ کرلے، تو اس کے جی میں منصوبے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ وہ جس چیز کی طمع و تمنا رکھتا ہے، اسے تکبر و فخر کے ذریعہ سے حاصل کر سکتا ہے۔

۳۔ اپنی ذات یا علم میں نقص کو چھپانے کی کوشش:

تکبر کرنے والا ہمیشہ سے اس بات کا حریص ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا نظر

---

[1] معالم التنزیل: ٤٧٩/٨.

آئے اور کوئی بھی انسان اس کا کوئی نقص نہ نکالنے پائے۔ پھر وہ اپنے اسی تکبر کی بدولت اپنے نفس کو رسوا کرتا ہے، اور لوگوں کو اپنے عیوب اور برائیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ اب لوگوں کی نظریں اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں جو کہ اس کی حقیقتِ حال کی متلاشی رہتی ہیں۔ اس سے اس کے (خفیہ) امور ظاہر ہوتے ہیں، اور اس کے نقائص واضح ہو کر سامنے آتے ہیں، اور لوگ اسے ذلیل و حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔

اس انسان کے بس میں تھا کہ تواضع اختیار کر کے اپنے عیوب پر پردہ ڈالتا، اور نرمی اختیار کیے رہتا۔ لوگوں کے ساتھ محبت کا سلوک کرتا، اور جس چیز کا علم نہیں اس کے متعلق خاموشی اختیار کر لیتا، اور جس کام کو اچھے طریقہ اسے انجام نہیں دے سکتا، اس کے متعلق عذر پیش کر دیتا، اور چیلنج سے دور رہتا، اور جھوٹے دعوے نہ کرتا۔

۴۔ دوسروں کی تعظیم میں مبالغہ:

کبھی کسی انسان کے تکبر کرنے کا سبب دوسرے لوگوں کا اس کے ساتھ تواضع میں مبالغہ کرنا؛ اور اپنی کسر نفسی تواضع و انکساری اور آگے بڑھ کر ذمہ داری قبول کرنے میں اور امانت کا بوجھ برداشت کرنے میں بے رغبتی بھی بن جاتا ہے۔ اس سے متکبر انسان یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ لوگ اس ذمہ داری سے اس لیے پیچھے ہٹ رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ پر اس شخصیت کی فضیلت اور اس کام کے لیے اس کی اہلیت کا انکار کر رہے ہیں۔ شیطان ایسے اس انسان کو بہکاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ باقی لوگوں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور خود تکبر کا شکار ہو کر شیطانی پھندے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

۵۔ لوگوں میں فضیلت کے معیار کا خاتمہ:

تکبر کے اسباب میں سے ایک لوگوں کے ہاں فضیلت کے معیار کا ختم ہو جانا بھی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگ مالدار اور جاہ و منصب والے شخص کو آگے بڑھاتے ہیں، خواہ وہ فاسق و فاجر اور گناہ گار ہی کیوں نہ ہو، اور ایک متقی، اللہ والے انسان کو محض اس کے فقر و افلاس؛ اور مقام و مرتبہ نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے کرتے ہیں۔ یہ چیز ان لوگوں کو آگے

بڑھانے کا سبب بن جاتی ہے جو کہ آگے بڑھنے کے مستحق نہیں ہیں۔ جس کی وجہ وہ دوسروں کو کم تر سمجھنے لگ جاتے ہیں، اور اپنے آپ کو ان سے اونچا یا ان پر بالا و برتر خیال کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس چیز کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے ایک عملی مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے لوگوں کے ہاں تقدیم و تاخیر (مقام و مرتبہ دینے اور پیچھے کرنے) کے اس [جھوٹے] معیار کو بالکل اس کی اصل سے رد کیا ہے۔

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ تو ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: ''اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟۔ تو اس نے کہا یہ شریف لوگوں میں سے ہے، یہ آدمی تو اللہ کی قسم! اس لائق ہے، کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے، تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ [سہل کا بیان ہے کہ] پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا کہ اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے جواب دیا کہ: فقیر مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق نہیں کہ اس سے نکاح کیا جائے اگر یہ پیغام نکاح بھیجے، اور اگر یہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اور اگر وہ کوئی بات کہے، تو اس کی بات بھی نہ سنی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

((هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلِ هٰذَا .)) [1]

''یہ شخص ساری دنیا کے اس جیسے (امیر لوگوں) سے بہتر ہے۔''

۶۔ نعمتوں سے مقابلہ اور اللہ تعالیٰ کو بھول جانا:

تکبر کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان ان نعمتوں کی طرف دیکھے جو اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الأکفاء فی الدین: ۵۰۹۱.

نے اس پر انعام کی ہیں، اور پھر ان نعمتوں کا مقابلہ ان دوسرے لوگوں سے کرنے لگ جائے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ (حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعام کی حکمت کو کوئی نہیں جانتا)۔ پھر انسان یہ گمان کرنے لگ جاتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کا حق دار ہے، اور وہ اس مقام تک اپنے استحقاق کی وجہ سے ہے۔ پس وہ اپنے آپ کو بڑائی اور تکبر کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے، اور دوسرے لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جن کے بارے میں اس کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اس مقام و مرتبہ کے مستحق نہیں ہیں۔

تکبر کیوں آتا ہے؟

وہ نعمتیں جن کی وجہ سے انسان تکبر کرتا ہے، بہت ساری ہیں، ان میں سے کچھ ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

ا۔ مال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾﴾ (الکھف: ٣٤)

"اور اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مال دار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ

﴿اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾٧٧

(القصص: ٧٦۔ ٧٧)

’’قارون تھا تو قوم موسیٰ علیہ السلام سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا ہم نے اسے (اس قدر) خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے۔ ایک بار اس کی قوم نے کہا کہ اِترا مت؛ اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیاوی حصے کو نہ بھول جا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾٤٩

(الزمر: ٤٩)

’’انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیں تو کہنے لگتا ہے کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہوں بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔‘‘

٢۔ علم:

بعض متعلّمین میں تکبر بہت ہی جلد سرایت کر جاتا ہے۔ بہت جلد ہی یہ لوگ اپنے نفس میں کمال علم محسوس کرنے لگتے ہیں، اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتے ہے۔ اور اس کے ساتھ دوسروں کو حقیر اور جاہل سمجھتے ہیں۔

علم پر تکبر کرنے کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: ...... وہ انسان کسی ایسی چیز میں مشغول ہو، جسے وہ علم کہتا یا سمجھتا ہو مگر

حقیقت میں وہ علم نہ ہو۔ اس لیے کہ حقیقی اور سچا علم وہ ہے جس سے انسان کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس علم سے انسان میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تواضع وانکساری پیدا ہوتی ہیں، تکبر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (الفاطر: ۲۸)

''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

دوسرا سبب:...... علم میں وہ انسان دخل اندازی شروع کردے جو نفس کا خبیث اور بداخلاق [وبدکردار] ہے۔ جب یہ انسان کوئی علم کی بات یاد کرلیتا ہے تو اسے تکبر کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ مواد مل جاتا ہے، اس طرح سے اس کا تکبر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ [ایک شاعر] معری العاری اپنی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَإِنِّـي إِنْ كُـنْـتُ الْأَخِيْـرَ زَمَـانُـهُ
لَآتٍ بِـمَـا لَـمْ يَـأْتِ بِـهِ الْأَوَائِـلُ

''اور بے شک میں اگرچہ زمانے کے اعتبار سے آخری زمانے میں آیا ہوں۔
لیکن میں ایسی چیز لایا ہوں جو پہلے لوگ نہیں لا سکے۔''[1]

یہ بھی تکبر ہے:

جیسا کہ بعض چھوٹے درجہ کے طالب علم کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بڑے علمائے کرام کے برابر سمجھنے لگتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں: نَحْنُ رِجَالٌ وَهُمْ رِجَالٌ .

''ہم بھی مرد ہیں اور وہ بھی مرد تھے۔''

سیّدنا ایوب العطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں بشر بن الحارث رحمہ اللہ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''ہم سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، اور پھر فرمایا:

''استغفر اللہ! بے شک اسناد ذکر کرنے سے دل میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔''

[1] وفيات الأعيان لابن خلكان: ۱/ ۴۵۰.

۳۔عمل اور عبادت:

بعض لوگ اپنی عبادت پر تکبر کرتے ہیں۔اس وجہ سے وہ لوگوں پر اپنا یہ حق سمجھتا ہے کہ وہ اسے آگے کریں۔اور اس کا تذکرہ زہد و عبادت اور ورع و تقویٰ کے ساتھ کریں، اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ باقی لوگ تو بس ہلاک ہونے والے ہیں اور نجات پانے والا وہ اکیلا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ .)) [1]

جب کوئی انسان یہ کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ خود ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔''

ابو اسحٰق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' مجھے علم نہیں کہ "أَهْلَكَهُمْ" [کاف پر زبر کے ساتھ] ہے یا پھر "أَهْلَكُهُمْ" [کاف پر پیش کے ساتھ] ہے۔''

مشکل پیرائے کی تشریح:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ .)) [لفظ] (أَهْلَكُهُمْ): کے اعراب میں دو طریقے مشہور ہیں۔اس میں کاف پر زبر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور پیش کے ساتھ بھی۔پیش کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔جب پیش کے ساتھ (أَهْلَكُهُمْ) پڑھیں گے تو اس لحاظ سے اس کا معنی یہ ہوگا کہ یہ ان سب سے بڑھ کر خود ہلاک ہونے والا ہے۔

اور جب یہ لفظ زبر کے ساتھ (أَهْلَكَهُمْ) پڑھیں گے تو اس لحاظ سے معنی ہوگا کہ اس نے دوسرے لوگوں کو ہلاکت میں ڈال دیا؛ یا ہلاک کر دیا۔نہ یہ کہ لوگ حقیقت میں ہلاک ہوئے۔علمائے کرام رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ یہ مذمت اس انسان کے لیے ہے جو ایسی بات تکبر کے طور پر کہے۔انھیں حقیر جانتے ہوئے ، اور ان پر اپنی فضیلت گمان کرتے ہوئے ؛ اور لوگوں کے احوال کی برائی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔اس لیے کہ خلقت میں اللہ تعالیٰ کے

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، باب النهي عن قول هلك الناس : ٢٦٢٣ .

رازوں کو اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

ہاں جو کوئی انسان ایسا کلام یا جملہ لوگوں کے حال پر غم کھاتے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے کہے؛ مثال کے طور پر دیکھے کہ لوگوں میں دین یا دینی امور کی رعایت ختم ہوتی جارہی ہے تو وہ ایسا کلمہ کہہ دے تو اس پر کوئی حرج نہیں, جیسا کہ سیّدنا ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ایک دن ابودرداء میرے پاس غصہ میں بھرے ہوئے آئے میں نے کہا کہ آپ اتنے غصے کیوں ہو؟ بولے کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کوئی بات اب میں نہیں دیکھتا صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں سواب اس میں کوتاہی ہونے لگی ہے۔'' ❶

امام مالک رحمہ اللہ نے اس جملہ کی ایسے ہی تفسیر کی ہے، اورلوگوں نے [اس میں] آپ کا اتباع کیا ہے۔ ❷

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بعض زہد کا اظہار کرنے والے لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے دل میں بہت جلد ہی یہ خیال گھر کر لیتا ہے کہ وہ محبوب اور مقبول ولی ہے۔اور بسا اوقات دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے، اوروہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ خود اس بیماری سے [جس کا شکار دوسرے لوگ ہیں] محفوظ ہے۔ اسے نماز کی وہ چند رکعات دھوکے میں ڈال دیتی ہیں جن کی وہ مشقت برداشت کرتا ہے، اور بسا اوقات تووہ یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ وہی زمین کا ''قطب'' ہے، اور اس کا یہ مقام اس کے بعد کوئی دوسرا انہیں حاصل کرسکتا۔'' ❸

امام خطابی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''العزلۃ'' میں فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب الأزان، باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ : ٦٥٠.

❷ شرح النووی : ١٦/١٧٥.

❸ صید الخاطر : ١٣٥.

"سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ خراسان تشریف لائے، اور ایک شخص کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو اپنے زہد وتقویٰ میں بڑا مشہور تھا۔ جب اس آدمی کے پاس داخل ہوئے تو وہ آپ کی طرف نہیں مڑا اور نہ ہی آپ کو کوئی اہمیت دی۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس کے پاس سے اٹھ کر چل دیے۔ اس آدمی کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے کہا: تم جانتے ہو یہ آدمی کون تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ کہا: یہ صاحب حدیث میں امیر المومنین سیّدنا عبداللہ بن مبارک تھے۔ وہ انسان ہکا بکا رہ گیا، اور جلدی جلدی ابن مبارک کے پیچھے نکلا اور اپنے عذر پیش کرنے لگا۔ اور کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! میرا عذر قبول فرمایئے اور مجھے نصیحت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ہاں بہت اچھا:

"جب تم اپنے ٹھکانے سے نکلو تو کسی پر تمہاری نظر نہ پڑے، مگر اسے اپنے آپ سے اچھا اور بہتر سمجھو۔" ❶

آپ نے ایسا اس وجہ سے کیا کہ یہ زاہد انسان خود پسندی اور خوش فہمی کا شکار تھا۔

یہ متکبر مغرور لوگوں کا حال ہے۔ جب کہ سلف صالحین [ایسی باتوں سے بہت دور تھے ان میں سے کسی نے کہا ہے: "میں اہل عرفات کی طرف دیکھتا ہوں، تو میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان لوگوں میں میں نہ ہوتا تو ان کی مغفرت کردی جاتی۔" ❷

مومن انسان ہمیشہ اپنے نفس اور علم کو کم تر سمجھتا رہتا ہے۔ سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے کہا گیا:

"جب آپ کا انتقال ہوجائے گا تو آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں دفن کریں گے۔" تو آپ نے فرمایا: "اگر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے علاوہ تمام گناہ لیے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کروں وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے آپ کو وہاں پر دفن کیے جانے کے قابل سمجھوں۔" ❸

---

❶ العزلة : ۲۲۰. ❷ رواه البيهقي في شعب الإيمان ۸۲۵۲۔ عن بكر بن عبد الله المزني.

❸ غذاء الألباب في منظومة الآداب : ۲/۲۲۹.

۴۔نسب:

بعض لوگ جو کسی اعلیٰ یا اونچے نسب والے ہوتے ہیں وہ ان لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں جو نسب کے لحاظ سے ان سے کم درجہ کے ہیں، اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں اور میل جول رکھنے میں عار سمجھتے ہیں۔ کبھی تو ان لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں:

تم کون ہو؟ اور تمہارا باپ کون ہے؟ تم مجھ جیسے آدمی سے بات کر رہے ہو؟

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، اور انہوں نے ہمارے سردار کو آزاد کیا ہے۔'' اس سے مقصود بلال رضی اللہ عنہ تھے۔'' [1]

معرور بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اور ان کے غلام کو ایک ہی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا کہ: کاش! آپ اس چادر کو لے کر پہنتے اور اس غلام کو دوسرا کپڑا دے دیتے، تو آپ کے لیے ایک جوڑا ہو جاتا۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ'' میرے اور ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی، اس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کو برا بھلا کہا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کی، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ:'' تو نے فلاں فلاں کو گالی دی ہے؟۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا:'' کیا تو نے اس کی ماں کو گالی دی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)).

''اے ابوذر! تم ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیت کی بو پائی جاتی ہے''.

میں پوچھا کہ: میری اس بڑی عمر میں بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب بلال بن رباح موئی أبی بکر: ۳۷۵٤.

أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ .))[1]

''ہاں! وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور جس کے ہاتھوں میں اس کے بھائی کو دے دے تو جو خود کھاتا ہے، اسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے، اس کو پہنائے اور اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے، جو اس سے نہ ہو سکے اور اگر تکلیف دے تو پھر اس کے کرنے میں خود بھی مدد کرے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ تمہارے بھائی ہیں'': اس سے مراد غلام اور خدمت گار ہیں کہ ان کے لیے غلامی کا ہونا کوئی ایسا عیب نہیں کہ انھیں حقیر سمجھا جائے۔

اس حدیث میں کسی بھی مسلمان کو گالی دینے یا اس پر لعنت کرنے یا اسے حقیر سمجھنے کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ شریعت نے تمام مسلمان لوگوں کے درمیان اپنے اکثر احکام میں مساوات قائم کی ہے۔ بے شک ان لوگوں کے درمیان حقیقی فضیلت اور برتری کا معیار تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی شریعت کی پاسداری] ہے۔ تو جب کوئی انسان اہل تقوی میں سے نہیں ہوگا تو کسی بڑے نسب والے انسان کو اس کا نسب کچھ بھی کام نہیں آئے گا۔ جب کہ [اہل دنیا کی نظر میں] کسی گرے ہوئے اور حقیر انسان کے لیے بھی اس کا نسب اس وقت نفع بخش ثابت ہوگا جب وہ خود متقیوں میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات : ۱۳)

''اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ ، إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) .

اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے اندر جاہلیت کی خصلتوں میں سے ایک خصلت باقی ہے۔ حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا قصہ ہے کہ ابھی تک سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو

[1] صحيح بخاری ، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن : ٦٠٥٠.

گالی دینے کے حرام ہونے کا علم نہیں ہوسکا تھا۔ اسی وجہ سے یہ خصلت بھی ابھی تک ان میں باقی تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے پوچھا کہ: ''اس بڑھاپے کی عمر میں بھی۔''تو آپ نے فرمایا: ہاں گویا کہ آپ اس عمر تک پہنچنے کے باوجود بھی اپنے اندر اس خصلت کے پوشیدہ ہونے پر تعجب کا اظہار کررہے ہیں۔ تو پھر آپ ﷺ نے ان کے لیے یہ واضح کردیا کہ ایسا کرنا شرعاً ایک مذموم خصلت ہے۔''[1]

متکبرین کی مثالیں

وہ متکبرین جن کا تکبر حق بات قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنا رہا۔

۱۔ ابلیس:

تکبر ابلیس کے کفر اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نافرمانی اور سرکشی کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۷۱ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝۷۲ فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۷۳ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۴ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝۷۵ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝۷۶ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝۷۷ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۷۸ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝۷۹ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝۸۰ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝۸۱ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۸۲ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝۸۳ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ۝۸۴ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ

---

[1] فتح الباری ۱/۸۷.

مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۸۵﴾ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ
اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ﴿۸۶﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۷﴾

(ص : ۷۱۔ ۸۷)

''جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں۔سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں، تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے (نہ کیا) اس نے تکبر کیا؛ اور وہ تھا کافروں میں سے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا؟ کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے؟ یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے؟۔اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں ،تو نے مجھے آگ سے بنایا، اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہوا، اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت و پھٹکار ہے۔ کہنے لگا میرے رب مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے دن تک مہلت دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: تو مہلت والوں میں سے ہے۔ متعین وقت کے دن تک۔ کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دونگا۔بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں۔فرمایا سچ تو یہ ہے، اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں۔کہ تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں میں (بھی) جہنم کو بھر دونگا۔کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ یہ تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت (و عبرت) ہے۔''

۲۔فرعون اور اس کے لشکر:

ایسے فرعون کا معاملہ بھی ہے۔اس کے کفر کا سبب بھی تکبر ہی تھا۔جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں:

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ
لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ
اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ
فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ
اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾﴾

(القصص: ۳۸، ۴۲)

’’فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمھارا معبود نہیں جانتا۔ سن اے ہامان! تو میرے لیے مٹی کو آگ سے پکوا؛ پھر میرے لیے ایک محل تعمیر کر تو میں موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں۔ اسے میں جھوٹوں میں سے ہی گمان کر رہا ہوں۔ اس نے اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا؛ اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے۔ بالآخر ہم نے اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا برد کر دیا۔ اب دیکھ لے کہ ان گنہگاروں کا انجام کیسا کچھ ہوا۔ اور ہم نے انھیں ایسے امام بنا دیئے کہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں اور روز قیامت مطلق مدد نہ کیے جائیں۔ اور ہم نے اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے اپنی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔‘‘

۳۔ صالح علیہ السلام کی قوم ثمود:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ
اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ

اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿٧٦﴾ (الاعراف : ٧٥۔ ٧٦)

''ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا ہے۔ وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اس کے منکرین ہیں۔''

۴۔ ہود علیہ السلام کی قوم: عاد:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿١٥﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيۡقَهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَخۡزٰى وَهُمۡ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ﴿١٦﴾ ﴾ (فصلت : ١٥۔١٦)

''اب قوم عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انھیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے اسے پیدا کیا وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انھیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا اور وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔''

۵۔ قوم شعیب علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴾ (الأعراف: ۸۸)

''اس قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور آپ کے ہمراہ جو ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے الا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔ شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں گو ہم اس کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔''

۶۔ قوم نوح علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝﴾ (نوح: ۵۔۹)

''(نوح علیہ السلام نے) کہا: اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔ مگر میرے بلانے سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے۔ میں نے جب کبھی انھیں تیری بخشش کے لیے بلایا؛ انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں؛ اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے؛ اور بہت بڑا تکبر کیا؛ پھر میں نے انھیں با آواز بلند بلایا۔ بیشک میں نے ان سے اعلانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی۔''

۷۔ بنو اسرائیل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَ اٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝۸۷ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ ﴾ (البقرة ۸۷۔ ۸۸)

''ہم نے سیّدنا موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ہم نے سیّدنا عیسیٰ ابن مریم کو روشن دلیلیں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کروائی لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی، تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کر ڈالا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف والے ہیں نہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے انھیں اللہ تعالیٰ نے ملعون کر دیا ان کا ایمان بہت ہی تھوڑا ہے۔''

۸۔ مشرکین عرب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِیْرًا ۝۲۰ وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ۝۲۱ ﴾ (الفرقان: ۲۰۔ ۲۱)

''ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے۔ اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے؛ اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا؛ کیا تم صبر کرو گے؟ تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے، اور جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں

اتارے جاتے؟ یا ہم اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیتے ان لوگوں نے اپنے آپ کو ہی بہت بڑا سمجھ رکھا ہے اور سخت سرکشی کر لی ہے۔"

سلوک پر تکبر کے اثرات

متکبر کے سلوک و برتاؤ پر تکبر کے کئی ایک برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے چند ایک اثرات یہ ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان؛ اس کی اطاعت اور عبادت سے تکبر:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ ﴾ (النساء: ۱۷۲۔ ۱۷۳)

"مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار نہیں یا تکبر و انکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور ان مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر و انکار کرے اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور شائستہ اعمال کیے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور اپنے فضل سے انھیں اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے ننگ و عار اور سرکشی اور انکار کیا انھیں المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی، اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الاعراف ۴۰ ـ ۴۱)

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے ؛اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر (اسی کا)اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔''

۲۔لوگوں کے گال چڑھانا اور متکبرانہ چال:

سیّدنا لقمان حکیم رحمہ اللہ کی وصیتوں میں سے ہے [اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں]:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝﴾ (لقمان : ۱۸)

''لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔''

لوگوں کے سامنے گال پھلانے سے مراد یہ ہے کہ :تکبر کرتے ہوئے اپنے منہ کو ان سے دوسری طرف موڑ لیا جائے۔

اور زمین میں اکڑ کر چلنے سے مراد تکبر اور غرور کی چال چلنا ہے۔

''تکبر کرنے والے شیخی خور۔''مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بڑا اور عزت والا سمجھتے ہیں اور تکبر کرتے ہوئے باقی لوگوں کو اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں۔

﴿فخور﴾ :فخر کرنے والے سے مقصود اپنی ذات پر، یا اپنی قوت پر یا اپنے مال یا اپنی ذہانت پر تکبر و فخر کرے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں متکبرانہ چال چلنے سے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝٣٧ ﴾ (الإسراء: ٣٧)

''اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔''

جب متکبرین کی عادات میں سے یہ بھی تھا کہ وہ زمین پر اکڑ کر اور تکبر کے ساتھ چلا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص اور مومن بندوں کی صفت بھی بیان کی کہ اللہ کے بندے جب زمین میں چلتے ہیں تو ان کی چال میں انتہائی درجہ کا تواضع و انکساری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّ إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝٦٣ ﴾ (الفرقان: ٦٣)

''رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر مصلحت کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔''

سلف صالحین اپنی چال ڈھال کی حفاظت فرمایا کرتے تھے۔ سیّدنا خالد بن معدان سے روایت ہے وہ عمرو بن اُسود العنسی سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ مسجد کی طرف نکلتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: میں اس ڈر سے ایسا کرتا ہوں کہ کہیں میرا ہاتھ منافق نہ ہو جائے۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ اس خوف سے اپنے ہاتھ کو پکڑا کرتے تھے کہ کہیں چلتے ہوئے ان کے ہاتھ سے کوئی اشارہ نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ ایسا کرنا تکبر میں سے ہے۔''[1]

سیّدنا علی بن الحسین رحمہ اللہ جب چلا کرتا تو آپ کے ہاتھ آپ کی رانوں سے آگے نہیں

[1] سير أعلام النبلاء: ٤/ ٨٠۔ و تاريخ دمشق: ٤٥/ ٤٧١.

بڑھتے تھے، اور نہ ہی کبھی آپ چلتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کرتے۔'' ❶

۳۔ کپڑا لٹکانا اور اسے زمین پر گھسیٹنا:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ إِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ .)) ❷

'' بے شک اللہ تعالیٰ اس انسان کی طرف نہیں دیکھیں گے، جو تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو کھینچتا چلا جاتا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' علمائے کرام نے فرمایا ہے: '' خیلاء '' یعنی تکبری اور '' مخیلہ '' تکبر، فخر، غرور اور شیخی خوری یہ سب ایک ہی معنی میں ہیں۔ کہا جاتا ہے: فلاں آدمی اکڑ کر چلا۔ جب کہ کوئی متکبرانہ انداز میں چلے۔'' ❸

سیّدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے عہد لیجیے۔ فرمایا کہ: '' تو ہرگز کسی کو برا بھلامت کہو (گالی مت دو)۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا خواہ وہ غلام ہو یا آزاد، اور نہ ہی اونٹ کو نہ بکری کو''، اور فرمایا کہ: '' نیکی کی کسی بات کو حقیر مت سمجھو اور اگر تم اپنے بھائی سے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملو؛ تو بیشک یہ نیکی ہے''، اور اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو۔ پس اگر اس سے انکار کرو تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ)۔ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو۔ اس لیے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے، اور اگر کوئی شخص

❶ سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٣٩٢.

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿قل من حرم......﴾: ٥٧٨٣۔ صحیح مسلم: ٢٠٨٥.

❸ شرح النووی علی صحیح مسلم: ١٤/ ٦٠.

تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے اندر جس عیب کا اسے علم ہو اس سے تمہیں عار دلائے تو تم اسے اس کے عیب سے عار مت دلانا جو تمہیں معلوم ہو۔ بے شک اس کا وبال اسی پر ہی پڑے گا۔"

اب تو تکبر کے بہت سارے مظاہر سامنے آ رہے ہیں۔ جیسے کہ تہبند کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، مختلف قسم کے فاخرانہ ومتکبرانہ لباس، اور پھر ان چیزوں کے حصول میں بہت بڑا مال خرچ کرنا بلکہ انتہائی درجہ کی فضول خرچی محض اس وجہ سے کی جاتی ہے تا کہ دوسروں پر اپنی بڑائی اور شان کو ظاہر کیا جا سکے۔

۴۔ اپنے لیے تعظیم وقیام کو پسند کرنا:

سیّدنا ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیّدنا ابن زبیر رحمہ اللہ اور ابن عامر رحمہ اللہ کے پاس آنے کے لیے نکلے تو ابن عامر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر بیٹھے رہے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر رحمہ اللہ سے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) ❶

"جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

۵۔ بات چیت میں حلق پھاڑ کر بولنا:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ

---

❶ ابو داؤد، كتاب الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك: ٥٢٢٩ و صححه الألباني في صحيح أبي داؤد: ٤٣٥٧.

الْـقِيَـامَةِ الثَّـرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰـهِ قَـدْ عَـلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ .)) ❶

’’ قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلاسوچے سمجھے اور بلا احتیاط بولنے والے اور (متفیہقون) ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں معلوم ہے (متفیہقون) کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے))۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ مشکل الفاظ کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(الثرثار): بہت کلام کرنے والا۔

(متشدق): گفتگو کے ذریعے لوگوں پر فخر کرنے والا ہے۔ زیادہ منہ بھر کر اور بتکلف فصاحت کے ساتھ باتیں کرنے والا تاکہ اس کے کلام کی تعظیم کی جائے۔

(متفیہق): اس کا اصل لفظ ’’فہق‘‘ سے نکلا ہے۔ اس کے معنی بھر جانے کے ہیں۔ یہی چیز اس کے منہ بھر کر بات کرنے پر دلالت کرتی ہے، اور وہ جان بوجھ کر اپنے کلام کو وسعت دینے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے سامنے دوسروں پر اس کی فضیلت کا اظہار ہو، اور وہ اپنا اونچا مقام ثابت کر سکے۔

۶۔ ٹھٹھہ و مذاق وطعنہ زنی اور عیب جوئی:

متکبر یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے بہت اونچا اور عالی مقام رکھتا ہے۔ اس وجہ سے وہ باقی لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے، ان پر طعنے کستا ہے، ان کی عیب جوئی کرتا ہے، اور ان کا مذاق اڑاتا ہے۔‘‘

۷۔غیبت:

متکبر انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ وہ دوسروں سے اچھا اور اعلیٰ ہے۔ وہ اپنے اس ہدف کو پانے کے لیے جن وسائل کو بروئے کار لاتا ہے، ان میں سے ایک غیبت اور دوسروں کے عیوب آشکار کرنے اور ان کے نقائص سے پردہ چاک کرنے کا وسیلہ بھی ہے۔

۸۔فقراء ومساکین اور ضعفاء کی مجلس سے دوری:

متکبر انسان ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے میں عار وعیب محسوس کرتا ہے جن لوگوں کو وہ مالی لحاظ سے، یا نسب کے لحاظ سے یا معاشرتی وطبقاتی تقسیم کے لحاظ سے اپنے سے کم درجے کا سمجھتا ہے۔

بعض مشرکین مکہ کے اسلام نہ لانے کا سبب بھی ان کا یہی تکبر ہے۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ بعض مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے دور کردو۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھنے کی جرأت کرتے ہیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے دل کو لگی اور آپ ﷺ کی اس حرص کی وجہ سے کہ شاید یہ لوگ ان فقراء صحابہ کے چلے جانے کی وجہ سے اسلام قبول کرلیں، اور جہنم کے عذاب سے بچ جائیں اور آپ کے دل میں جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا خیال آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ (الانعام: ۵۲)

''اوران لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔''

سیّدنا خباب سے روایت ہے اس آیت:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ

وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ (الأنعام: ٥٢)

''اوران لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''

کی تفسیر میں فرمایا کہ: قرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے، دیکھا کہ نبی کریم ﷺ صہیب اور بلال اور عمار اور خباب کے پاس بیٹھے ہیں اور دوسرے چند غریب مومنین کے ساتھ۔ جب اقرع اور عیینہ نے نبی کریم ﷺ کے اردگرد ان لوگوں کو دیکھا تو ان کو حقیر جانا، اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر آپ سے خلوت کی اور عرض کیا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ایک مقام اور وقت آنے کے مقرر کر دیجیے جس کی وجہ سے عرب لوگوں کو ہماری بزرگی معلوم ہو۔ کیونکہ آپ کے پاس عرب کی قوموں کے قاصد آتے ہیں اور ہم کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ تو جب ہم آپ کے پاس آئیں آپ ان کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ پھر جب ہم فارغ ہوکر چلے جائیں تو آپ کا اگر جی چاہے ان کے ساتھ بیٹھئے۔ آپ نے فرمایا: ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ایک تحریر اس مضمون کی لکھ دیجیے۔ آپ نے کاغذ منگوایا اور جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے لیے بلایا۔ خباب کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک کونے میں (خاموش) بیٹھے تھے کہ جو مرضی اللہ اور اسکے رسول کی۔ اتنے میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اترے اور یہ آیت لائے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ

مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ (الأنعام: ٥٢)

''اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اقرع بن حابس اور عیینہ کا ذکر کیا تو فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ (الانعام: ٥٣)

''اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں، کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا؛ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو خوب جانتا ہے۔''

اور پھر فرمایا:

﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ (الأنعام: ٥٤)

''یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ دیجیے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے جہالت کی بنا پر برا کام کر بیٹھے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے۔''

سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ جب آیتیں اتریں تو ہم پھر آپ سے نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے اپنا گھٹنا آپ کے گھٹنے پر رکھ دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا یہ حال ہوگیا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے، اور جب اٹھنے کا آپ قصد کرتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ دیتے تو یہ آیت اُتری:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں۔''

سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر تو یہ حال ہوگیا کہ ہم برابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ جب آپ کے اٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود اٹھ جاتے اور آپ کو اٹھنے کے لیے چھوڑ دیتے۔''[1]

۹۔ عیوب و نقائص:

متکبر انسان اپنے نفس کی اصلاح میں لوگوں میں سب سے بڑھ کر نکما ہوتا ہے، اور نہ ہی وہ اپنے عیوب کا علاج کرسکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے متعلق یہ خیال کرتا ہے کہ وہ کمال کے درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ وہ اپنی ذات کے عیوب پر کوئی دھیان ہی نہیں دیتا اور نہ ہی کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت کو سنتا یا قبول کرتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے عیوب اور نقائص میں ہی غرق رہتا ہے، اور یہ عیوب اس کی زندگی ختم ہونے تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے، اور یہ انسان ان لوگوں کی طرح ہوجاتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ ﴾

(الکھف: ۱۰۳۔ ۱۰۴)

''کہہ دیجیے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ با اعتبار اعمال سب سے

[1] ابن ماجة، كتاب الزهد، باب مجالسة القواء: ٤١٢٧.

زیادہ خسارے میں کون ہیں؟۔وہ ہیں کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔''

۱۰۔ نصیحت قبول نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ۝۲۰۶﴾ (البقرة : ٢٠٦)

''اور جب اسے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ ایسے کے لیے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔''

۱۱۔ علم حاصل نہ کرنا:

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبر کرنے والا اور طبعاً شرمانے والا علم نہیں سیکھ سکتے۔''[1]

تکبر کی وجہ سے متکبر انسان اپنے آپ کو اونچا اور بلند سمجھتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کے سامنے جا کر علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھنا گوارا نہیں کرتا، اور نہ ہی وہ کسی کی مہارت اور علم یا تجربات سے فیض حاصل کر پاتا ہے۔ اسی لیے وہ پوری زندگی جاہل اور تنگ ہی رہتا ہے۔

۱۲۔ ملنے والے کو سلام نہ کرنا:

ایسا متکبر انسان کسی کو سلام نہیں کرتا، اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملتا ہے، اور نہ ہی ان کے ساتھ اچھے اخلاق کا برتاؤ کرتا ہے، اور نہ ہی یہ سمجھتا ہے کہ کسی دوسرے کا اس پر کوئی حق ہے، اور خود اس کا لوگوں پر اپنا حق تو یاد رہتا ہے، اور نہ ہی اپنے پر کسی کا کوئی

---

[1] البخاري تعليقاً : باب الحياء في العلم ، وأبو نعيم في الحلية : ٣/ ٢٨٧ـ وقال ابن حجر رحمہ اللہ في الفتح (٢٢٩/١) قول مجاهد هذا وصله ابو نعيم في الحلية ، من طريق على بن المدينيى عن ابن عيينة و عن منصور عنه و إسناده صحيح على شرط مصنف. ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ''امام مجاہد کا یہ قول ابونعیم نے موصول سند کے ساتھ '' الحلیة'' میں علی بن المدینی کی سند؛ ابن عیینہ کی روایت ابن منصور سے نقل کرتے ہوئے روایت کیا ہے۔ اس کی سند مصنف کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

احسان یا فضل سمجھتا ہے۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ باقی لوگوں سے افضل ہے۔ [اس کی ایسی سوچ وفکر کی وجہ سے] یہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہوتا جاتا ہے، اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل وحقیر ہوتا جاتا ہے اور اس سے نفرت بڑھتی رہتی ہے۔

۱۳۔ اکیلے نہ چلنا:

متکبر انسان جب بھی چلتا ہے تو کوئی نہ کوئی اس کے پیچھے چلنے والا ہوتا ہے، اور ایسے ہی جب وہ مجلس میں بیٹھتا ہے تو نمایاں اور عزت کی جگہ پر بیٹھنا اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ لوگون کے درمیان شہرت کا طالب رہتا ہے۔ جب کہ متواضع اور منکسر المز اج لوگ ایسی چیزوں سے دُور بھاگتے ہیں۔

سیّدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے کہ ان کے پاس ان کا بیٹا عمر حاضر ہوا۔ جب سیّدنا سعد نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''میں سوار سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' جب بیٹا سواری سے اترا تو کہنے لگا: ''آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ اقتدار میں جھگڑا کر رہے ہیں؟۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا:

''خاموش ہوجاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمار ہے تھے:
بے شک اللہ تعالیٰ متقی غنی چھپ کر رہنے والے سے محبت کرتا ہے۔'' [1]

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غنی سے مراد دل کا تونگر (غنی) ہے۔ یہی تونگری محبوب ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔''
اور چھپے ہوئے مراد یہ ہے کہ جو کوئی دنیا سے منقطع ہوکر عبادت اور اپنی ذات کے معاملات میں مشغول ہو۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر : ۲۹٦۵.

[2] شرح النووی علی مسلم ۱۸/ ۱۰۰.

تکبر کی سزا......دنیا میں متکبر کی سزا

ا۔ متکبر، لوگوں میں حقیر اور کم تر ہوتا ہے:

متکبر کے ساتھ ہمیشہ اس کی چاہت و قصد کے برعکس معاملہ ہوتا ہے۔ لوگ اسے کم تر اور حقیر سمجھتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا بدلہ اور کائنات میں جاری اسی کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا مقام و مرتبہ اونچا کر دیتے ہیں، اور جو کوئی حق بات کے سامنے تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتے ہیں اور ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محرومی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ وَ اِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِہَا ۚ وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا ۚ وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الۡغَیِّ یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا عَنۡہَا غٰفِلِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ ﴾ (الاعراف: ۱٤٦)

''میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں ناحق تکبر کرتے ہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستے دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔''

اہم جملوں کی تفسیر:

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ ﴾ ''میں ایسے لوگوں کو

اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا'' سے مراد یہ ہے کہ کائنات میں پھیلی ہوئی اور اس کی ذات میں موجود اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے عبرت نہیں حاصل کر سکے گا، اور کتاب اللہ کے فہم و سمجھ سے دور رہے گا۔

﴿الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ ''جو دنیا میں ناحق تکبر کرتے ہیں'': یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تکبر کرتے ہیں، اور حق بات کے سامنے اکڑ جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے احکام کو اپنے تکبر کی وجہ سے نہیں مانتے۔ پس جس کسی کی یہ صفات ہوں، اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑی خیر سے محروم کر دیتا ہے، اور اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، اور اسے کتاب اللہ کی ان آیات کی کوئی سمجھ نہیں آتی جن سے فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بسا اوقات ایسے [متکبر] انسان پر حقائق الٹ جاتے ہیں اور وہ برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے۔''[1]

۳۔ دنیا میں عذاب کی نبوی وعید:

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَـزَالُ الـرَّجُـلُ يَـذْهَـبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهُ مَا أَصَابَهُمْ .)) [2]

''جو شخص اپنے نفس کو اس کے مرتبے سے اونچا لے جاتا اور تکبر کرتا ہے تو وہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اسے بھی اسی عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جس میں وہ مبتلا ہوتے ہیں۔''

مشکل پیرائے کی وضاحت:

((لَا يَـزَالُ الـرَّجُـلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ)) یعنی اپنے آپ کو اونچا کرتا ہے، رفعتوں پر لے جاتا ہے، اور لوگوں سے مرتبہ میں بڑا سمجھتا ہے، اور اپنے نفس کو

---

[1] تفسير السعدي : ۳۰۲.

[2] ترمذي ، كتاب البر والصلة ، باب ما جاء في الكبر : ۲۰۰۰۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

عظیم القدر اور بڑی شان والا ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے۔

((حَتّٰی يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ)) یعنی ظالموں اور متکبرین کے دیوان میں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے، جیسے فرعون، ہامان، قارون۔ یا پھر ان کے ساتھ جہنم کے نچلے طبقہ میں اس کا اندراج کر دیا دیا جاتا ہے۔ ❶

اس حدیث میں متکبر کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ وہ کیسے دھیرے دھیرے تکبر کی سیڑھیاں چڑھتا جاتا ہے؛ اور پھولتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ظالم ترین لوگوں میں سے ایک ظالم و جابر بن جاتا ہے۔ جب کہ شروع شروع میں اس کا یہ حال نہیں ہوتا۔ عقل مند انسان کو چاہیے کہ وہ تکبر کی عاقبت سے ڈرتا رہے، خواہ یہ تکبر کتنے ہی چھوٹے امور میں کیوں نہ ہو۔ کبھی کبھی چھوٹا مرض اتنا بڑھتا ہے کہ لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اکثر بڑی آگ ایک چھوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ تکبر نعمتوں کے زوال کا سبب:

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلَى فِيهِ .)) ❷

''نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' وہ کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسا کر بھی نہ پاؤ۔'' اس نے ایسا صرف تکبر کی بنا پر کہا. وہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بھر اپنا وہ ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔''

---

❶ تحفة الأحوذي : ٦/١١٧.

❷ صحيح مسلم، كتاب الأشربة ، باب آداب الطعام واشراب و أحكامها : ٢٠٢١.

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں بغیر کسی عذر کے شرعی حکم کی مخالفت کرنے والے پر بد دعا کرنے کا جواز ہے۔"❶

اس آدمی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے اور آپ کی اطاعت کرنے میں تکبر رکاوٹ بنا رہا۔ جس کی فوری سزا یہ ملی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عاجز ہو جانے کے لیے بد دعا فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی، اور اس انسان کو اسی وقت فوری طور پر عاجزی لاحق ہوگئی۔

کیا تکبر کرنے والے اس بات سے نہیں ڈرتے کہ جس نعمت کی وجہ سے وہ تکبر کر رہے ہیں، اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ نعمت ہی اللہ تعالیٰ ان سے چھین لے؟

۵۔ زمین میں دھنسنے اور عذاب قبر کا سبب:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.))❷

"تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں، ان میں سے ایک آدمی حلہ پہنے ہوئے اپنے سر میں کنگھی کرتا ہوا، اپنے دل میں بہت خوش ہوتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا رہے گا۔"

مشکل جملوں کی وضاحت:

علامہ فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (خَسَفَ الْمَكَانَ): یعنی زمین میں اتار دیا، اور کہا جاتا ہے: (خسَفَ اللّٰهَ بِفُلَانِ الْأَرْضِ) : فلاں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا

---

❶ شرح النووی علی صحیح مسلم : ۱۹۲/۱۳.

❷ صحیح بخاری ، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه خیلاء : ۵۷۸۹۔ صحیح مسلم : ۲۰۸۸.

دیا۔ یعنی زمین میں غائب کر دیا۔ ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ): حلہ تہبند اور چادر کو کہتے ہیں۔

صحیح مسلم میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

''ایک آدمی اپنی دو چادروں میں تکبر کے ساتھ چل رہا تھا۔''

(تُعْجِبُهُ جُمَّتَهُ): خود پسندی کا شکار ہو گیا تھا۔

(مرجل جمته): یعنی اپنے بالوں کو میں تیل لگائے ہوئے اور کنگھی کیے ہوئے؛ انھیں سنوارے ہوئے تھا۔ جمہ ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو کندھے تک لٹک رہے ہوں، یا اس سے بھی زیادہ لمبے ہوں۔

(يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ): تجلجل حرکت کو کہتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حرکت کے ساتھ آواز بھی پیدا ہو تو اسے تجلجل کہتے ہیں۔

علامہ ابن فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تجلجل: کا معنی یہ ہے کہ انتہائی سختی اور اضطراب کے ساتھ اس طرح سے زمین میں دھنسا دیا کہ ایک پسلی دوسری پسلی میں گھسی چلی جا رہی ہو۔ اس لحاظ سے معنی یہ ہو گا کہ وہ مسلسل اضطراب و بے چینی اور تکلیف در تکلیف کا شکار زمین میں دھنستا چلا جائے گا، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس انسان کے جسم کو زمین نہیں کھائے گی۔ جس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ بعض کافروں کے اجسام کو موت کے بعد مٹی نہیں کھائے گی بلکہ انھیں اپنے اس جسم کے ساتھ مسلسل عذاب کا سامنا رہے گا]۔

آخرت میں متکبر کی سزا

ا۔ متکبر کی ہلاکت یقینی ہے:

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمی ایسے ہیں جن کے متعلق سوال مت کرو۔ ایک وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ

---

❶ القاموس المحيط: ١/١٠٣٩.

کی کبریائی کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے۔ بے شک کبریائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے، اور اس کی ازار عزت ہے، اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہے۔'' ❶

[کبریائی سے مراد بڑائی اور تکبر ہے]۔

۲۔ متکبرین مبغوض اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے دور:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ .)) ❷

'' قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ نا پسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلاسوچے سمجھے اور بلا احتیاط بولنے والے اور ''متفیہقون'' ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں علم ہے ''متفیہقون'' کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ کا غضب:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمارہے تھے:

((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ أَوِ اخْتَالَ فِي نَشْيَتِهِ ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ

---

❶ . . . حبان : ٤٥٥٩۔ والطبراني : ٧٨٩۔ وصححه الألباني في صحيح الجامع : ٣٠٥٩.

❷ ۔ . . . كتاب البر والصلة ، باب ما جاء فى فعالى الأخلاق : ٢٠١٨۔ یہ حدیث حسن ہے۔

عَضْبَانُ .))

’’جس نے اپنے جی میں اپنی تعظیم کی (خود کو بڑا سمجھا) یا اپنی چال چلن میں تکبر اپنایا، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ کو اس پر غضب ناک ہوگا۔‘‘

۴۔ متکبرین کا ذلت آمیز حشر:

سیّدنا عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((یُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِی صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَیُسَاقُونَ إِلَی سِجْنٍ فِی جَهَنَّمَ یُسَمَّی بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْیَارِ یُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِینَةَ الْخَبَالِ .))[1]

’’قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ ہر طرف سے انھیں ذلت ڈھانپ لے گی۔ پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قیدخانے کی طرف دھکیلے جائیں گے جس کا نام بولس ہے۔ ان پر جہنم کی آگ چھا جائے گی اور انھیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے جو سڑا ہوا بدبودار کیچڑ ہے۔‘‘

مشکل پیرائے کی تشریح:

(......أمثال الذر) :عربی میں زبان میں ’’الذر‘‘ سرخ رنگ کی چھوٹی چیونٹی کو کہا جاتا ہے۔ النھایہ [لابن اثیر] میں لکھا ہے:

((یُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ .))

---

[1] ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ما جاء فی شدة الوعید للمتکبرین : ۲۴۹۲۔ وقال : حسن صحیح۔ ایک دوسری روایت میں ہے:((یُحْشَرُ الْجَبَّارُوْنَ وَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ یَومَ الْقِیَامَةِ فِی صُوَرِ الذَّرِّ یَطُؤُهُمُ النَّاسَ بِأَرْجَلِهِمْ)) (ترمذی- صحیح الجامع : ۸۰۴۰، مشکوٰة: ۵۱۱۲) ’’قیامت کے دن اہلِ جبروت و تکبر چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے، لوگ انھیں اپنے پیروں تلے روندیں گے۔‘‘

یعنی اپنی حقارت اور چھوٹے پن کی وجہ سے (فِي صُوَرِ الرِّجَالِ) آدمیوں کی صورت میں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی سی ہوں گی مگر ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔

((يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ)) (ہر طرف سے ذلت ان پر چھا رہی ہوگی)۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ انتہائی ذلت و رسوائی کے عالم میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی ذلت اور رسوائی کی وجہ سے اہل محشر انھیں پاؤں کے نیچے روندر ہے ہوں گے۔

((فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ)) (انھیں جہنم کی بولس نامی وادی کی طرف دھکیل دیا جائے گا)۔ جہاں پر جہنم کی آگ انھیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی اور ان کے لیے کوئی راہ فرار یا سبیل نجات نہ ہوگی۔

((نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ.)) عصارة: عصر سے ہے، نچوڑنے کے معنی میں ہے۔ یہاں پر مقصود جہنمیوں کے زخموں اور پھوڑے پھنسیوں سے نکلنے والی پیپ ہے۔"[1]

اس لیے کہ متکبر دنیا میں اپنے حجم سے زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے برعکس سزا اسے دیں گے، اور تمام لوگوں کے سامنے اسے یوں ذلیل و رسوا کریں گے کہ وہ چیونٹی سے بھی چھوٹا ہو جائے گا۔

۵۔ تکبر راہ جنت میں رکاوٹ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ

[1] تحفة الأحوذي: ١٦٢/٧.

النَّاسِ .)) ❶

''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔''اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی ہی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔''

۶۔ متکبرین اور جہنم کی وعید:

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ .)) ❷

''کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟، ہر کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری فرما دے۔ [پھر آپ ﷺ نے فرمایا] کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ ہر جاہل اکھڑ مزاج تکبر کرنے والا [دوزخی ہے]۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

(عتلٍ): تند مزاج، بدخو، باطل پر ناحق سخت جھگڑا کرنے والا جاہل۔ خشک مزاج، سخت غلیظ کلام کرنے والا۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه : ۹۱۔ دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) (مسلم: ۱۴۹) ''جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿و عتل بعد ذلك زنيم﴾ : ۴۹۱۸۔ و صحیح مسلم : ۲۸۵۳.

(جَوَّاظٍ): وہ موٹا انسان جو کہ متکبرانہ چال چلے۔ اکھڑ مزاج۔ بداخلاق۔ ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِحْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ وَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَآءُ وَالْمَسَاكِينُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهٖ اَنْتِ عَذَابِي اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَرُبَّمَا قَالَ اُصِيبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَقَالَ لِهٰذِهٖ اَنْتِ رَحْمَتِي اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا .)) ❷

''دوزخ اور جنت کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ نے کہا کہ میرے اندر بڑے بڑے ظالم اور متکبر لوگ داخل ہوں گے، اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے تو اللہ عزوجل نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا، اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا لیکن تم میں ہر ایک کا بھرنا ضروری ہے۔''

مشکل الفاظ کی تشریح:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبر کرنے والے اور جبر کرنے والے دونوں ایک ہی معنی میں ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ متکبر اس کو کہتے ہیں جو ایسی چیز سے اپنی عظمت کا اظہار کرے جو اس کے اندر نہیں ہے۔

اور متجبر اس کو کہتے ہیں جس تک پہنچنا ناممکن ہو اور وہ جو سختی سے اپنا حکم منواتا ہو۔

ضعفاء اور مساکین: ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو عام لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے

---

❶ شرح النووی علی صحیح مسلم : ۱۸۷/۱۷.

❷ صحیح بخاری: ۴۸۵۰ وصحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمهما، باب النار یدخلها الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء : ۲۸۴۶.

ہوں۔ یہ لوگوں کی اکثریت کی نسبت سے ہے [کہ وہ دوسروں کو ایسے سمجھتے ہیں]۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے یہ لوگ اللہ کے ہاں عظمت اور مقام والے ہیں، اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجات ہیں، اور یہ لوگ خود اپنی ذات کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے انتہائی درجہ کے خضوع وخشوع والے ہیں، اور عبادت میں انتہائی درجہ کا تذلل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے۔

اور اس کے معانی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ جنت میں اکثریت اور غالب تعداد مسکینوں اور کمزور لوگوں کی ہوگی۔ اسی لیے یہاں پر مسکینوں اور کمزوروں کا ذکر کیا گیا۔ [1]

۷۔ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَ لَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲ ﴾

(الزمر ۷۱، ۷۲)

”کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہتے؟ یہ جواب دیں گے ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوگیا۔ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو

[1] فتح الباری: ۸/۵۹۷.

جاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ﴿۶۰﴾ ﴾ (المومن: ٦٠)

''اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظْمَةُ إِزَارِيْ۔ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ .)) [1]

''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تکبر میری چادر ہے، عظمت میرا ازار ہے۔ پس جو کوئی مجھ سے ان دو میں سے کسی ایک کے بارے میں جھگڑا کرے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔''

پس کبریائی اور عظمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے مناسب نہیں۔ جب بندہ تکبر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس چیز میں جھگڑا کرتا ہے جس کا وہ اہل نہیں۔ تو اس وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ٹھہرتا ہے کہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

تکبر کا علاج

جان لیجیے کہ تکبر انتہائی مہلک امراض میں سے ہے اور اس کو ختم کرنا فرض عین ہے۔ تکبر کا خاتمہ فقط تمناؤں اور خواہشات سے نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے لیے علاج کرنا پڑے گا،

[1] ابو داؤد: کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر: ٤٠٩٠۔ وصححه الألباني رحمه الله.

اور تکبر کا علاج درج ذیل طریقے سے ممکن ہے:

ا۔دل سے تکبر کی بیخ کنی:

یہ اس طرح ممکن ہے کہ انسان اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے اور اپنے رب کو بھی پہچانے۔ اس لیے کہ جب کوئی انسان اپنے نفس کو ایسے پہچان لیتا ہے جیسے اس کی معرفت اور پہچان حاصل کرنے کا حق ہے؛ تو وہ جان لیتا ہے کہ اس کے لیے تواضع کے بغیر کوئی دوسری چیز ہرگز مناسب ہی نہیں۔

اور جب انسان اپنے رب کو ایسے پہچان لیتا ہے جیسے اس کی پہچان اور معرفت کا حق ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ کبریائی اور عظمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی شایان شان ہے۔

اپنے نفس کی معرفت اس طرح ممکن ہے کہ انسان اپنی ابتدائی خلقت (پیدائش) اور اس کے آخری انجام اور اس درمیانی عرصہ پر غور وفکر کرے۔

اس کی ابتدائی پیدائش نطفہ کے ایک گندے قطرے سے ہوئی۔ جو ایک گندے پانی کا قطرہ تھا۔ پھر اس کے بعد اس نے جونک کی شکل اختیار کی، پھر وہ ایک لوتھڑے کی شکل اختیار کر گیا۔ پھر اس میں ہڈیاں پیدا ہوئیں، اور پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا گیا۔

یہ انسان کی پیدائش کی ابتدا ہے۔ اسے شروع سے ہی ایک کامل انسان کی صورت میں نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ اس کی زندگی سے پہلی موت سے اس کی ابتداء ہوئی ہے، اور اس کے طاقت ور بننے سے پہلے کمزوری ہی لاحق تھی، اور علم سے پہلے جہالت تھی، اور ہدایت سے قبل گمراہی سے؛ اور تونگری سے قبل فقر وضرورت مندی سے اس کی ابتدا ہوئی۔ تو پھر اس کے لیے یہ کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ وہ اکڑ جائے، تکبر کرے، اور فخر سے متکبرانہ رویہ اختیار کرے؟

پھر جب انسان اس دنیا میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر طرح طرح کے امراض و آفات مسلط کر دیے۔ جن کا انسان کو چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسے نہ چاہنے کے باوجود بھوک لگتی ہے، وہ نہیں چاہتا مگر پیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اس سے بھاگتا ہے، مگر کوئی نہ کوئی بیماری اسے گھیر لیتی ہے۔ وہ موت کو بالکل ناپسند کرتا ہے، اور ہرگز

مرنا نہیں چاہتا مگر موت اسے آ کر رہتی ہے۔ وہ چاہتا کہ وہ کسی چیز کا کچھ علم حاصل کرے، مگر وہ جہالت کا شکار رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کوئی چیز اسے یاد رہے، مگر وہ اسے بھول جاتا ہے، اور کسی چیز کو بھولنا چاہتا ہے، مگر وہ اسے نہیں بھولتی بلکہ ہر وقت یاد رہتی ہے۔ انسان ایک ایسا غلام ہے جس کا اپنا نفس بھی اپنی ملکیت نہیں، اور نہ ہی وہ اپنے نفس کے لیے کسی نفع نقصان یا خیر و شر کا مالک ہے۔

اگر انسان اپنے نفس پر صحیح معنوں میں غور وفکر کرے تو کون سی چیز اس سے بڑھ کر ذلیل ہوسکتی ہے؟

جب کہ اس انسان کا آخری انجام موت ہے۔ جب موت آتی ہے تو انسان کی روح کو چھین لیتی ہے اس کی سماعت و بصارت، علم و قدرت، حس و ادراک اور حرکات و سکنات کو ختم کر دیتی ہے۔ انسان ایک جامد چیز ہو کر رہ جاتا ہے؛ جیسا کہ پہلے وہ کسی وقت میں تھا۔ پھر اسے مٹی میں دبا دیا جاتا ہے اور اس کی حالت ایک بدبودار مردار کی طرح ہو جاتی ہے۔

اے کاش! کہ اسے یونہی باقی رہنے دیا جاتا۔ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک لمبے زمانہ تک قبر میں پڑے رہنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ وہ اس سے بھی سخت بلا و مصیبت سے دوچار ہو؛ پھر اسے اس کی قبر سے قیامت کی ہولنا کیوں کی طرف لایا جائے گا، اور اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال بکھیر کر اس سے کہا جائے گا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭﴾

(الإسراء: ١٤)

''لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے۔ آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔''

جب وہ اپنے نامہ اعمال کا مشاہدہ کر لے گا تو وہ کہے گا:

﴿وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

أَحۡصَىٰهَاۚ وَوَجَدُواْ مَا عَمِلُواْ حَاضِرٗاۗ وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ أَحَدٗا ﴿٤٩﴾

(الکہف : ٤٩)

''اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ پس دیکھو گے کہ گنہگار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا گناہ شمار کیے بغیر چھوڑا ہی نہیں، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔''

احنف [بن قیس] رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں اس انسان پر تعجب کرتا ہوں کہ جو دو بار پیشاب کی نالی میں چلا ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے۔''[1]

مطرف بن شخیر رحمہ اللہ نے یزید بن مہلب کو دیکھا کہ وہ اپنا تہ بند زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ ایسی چال ہے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ اس نے جواب میں کہا: کیا تو مجھے جانتا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''ہاں میں جانتا ہوں تو کون ہے؟ پہلے تو منی کا ایک حقیر قطرہ تھا، اور آخر میں ایک بدبودار مردار ہو جائے گا، اور اس عرصے کے درمیان گندا اٹھائے پھرتا ہے۔''[2]

ابو محمد عبد اللہ بن محمد البسامی الخوارزمی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو شعر کے قالب میں ڈھالا ہے، آپ فرماتے ہیں:

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجِبٍ بِصُوْرَتِهٖ
وَكَانَ مِنْ قَبْلُ نُطْفَةً مَذِرَةً
وَفِيْ غَدٍ بَعْدَ حُسْنِ صُوْرَتِهٖ
يَصِيْرُ فِي الْاَرْضِ جِيفَةً قَذِرَةً

---

[1] وفيات الأعيان لابن خلكان : ٢/٥٠٥۔ وسير الأعلام النبلاء : ٤/٩٣

[2] سير الأعلام النبلاء : ٤/٥٠٥.

وَهُوَ عَلَى عُجْبِهِ وَنَخْوَتِهِ
مَا بَيْنَ ثَوْبَيْهِ يَحْمِلُ الْعَذِرَة

”مجھے اس انسان پر تعجب ہوتا ہے جسے اپنی صورت اچھی لگتی ہے [اور وہ اس پر تکبر کرتا ہے؛ حالانکہ وہ اس سے پہلے منی کا ایک حقیر قطرہ تھا۔ اس اچھی شکل و صورت کے بعد کل کو پھر زمین میں ایک گندہ مردار ہو جائے گا۔ وہ اپنی اس نخوت اور تکبر و خود پسندی کے باوجود وہ اپنے دونوں کپڑوں کے درمیان گندگی اٹھائے ہوئے ہے۔“

ایک اور نے کہا ہے:

يَا مُظْهِرَ الْكِبَرِ إِعْجَابًا بِصُوْرَتِهِ
مَهْلًا فَإِنَّكَ بَعْدَ الْكِبْرِ مَسْلُوْبٌ
لَوْ فَكَّرَ النَّاسُ فِيْمَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ
مَا سْتَشْعَرَ الْكِبَرَ شَبَانٌ وَلَا شَيْبٌ
يَا ابْنَ التُّرَابِ وَمَأْكُوْلَ التُّرَابِ غَدًا
أَقْصِرْ فَإِنَّكَ مَأْكُوْلٌ وَمَشْرُوْبٌ

”اے اپنی صورت پر خود پسندی کی وجہ سے تکبر کا اظہار کرنے والے! ذرا ٹھہر جا، پس بے شک اس تکبر کے بعد تجھ سے سب کچھ چھین لیا جانے والا ہے۔ اگر لوگ اس بات میں غور وفکر کریں کہ ان کے پیٹوں میں کیا ہے؟ تو کبھی بھی کسی جوان یا بوڑھے کے دل میں تکبر کا احساس تک نہ پیدا ہو۔ اے مٹی والے! کل تک تو پھر مٹی کا کھانا ہوگا [مٹی تجھے پھر سے کھا جائے گی]۔ اپنی بداعمالیوں میں کمی کر۔ بے شک تو کھایا ہوا اور پیا ہوا مادہ ہے۔“

۲۔ تکبر کے اسباب میں غور وفکر:

تکبر کے اسباب پر نظر اور غور وفکر اور اس چیز کا ادراک کرنا کہ تکبر کسی طرح بھی اس

لیے مناسب نہیں ہے۔ پس جس انسان کو تکبر اس کے نسب وخاندان کی وجہ سے لاحق ہو، اس کے دل کی اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے کہ اسے اس بات کی معرفت کرائی جائے کہ اس کا یہ خیال [کہ اپنے اہل خاندان یا بزرگوں کے کارناموں کی وجہ سے فخر وتکبر] جہالت پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ اس کا اپنا کمال تو کوئی ہے نہیں اور وہ دوسروں کے کارناموں پر فخر کر رہا ہے۔ کسی عاقل کے لیے یہ بات کیسے مناسب ہوسکتی ہے کہ وہ کسی دوسرے کے کمال پر فخر کرے؟

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو آدمی کھڑے ہوئے اور اپنا اپنا نسب بیان کر کے فخر کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''میں فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ؛ تو کون ہے؟ تیری کوئی ماں ہی نہیں ہے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں دو آدمی کھڑے ہوئے اور اپنا اپنا نسب بیان کر کے فخر کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''میں فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ؛ یہاں تک کہ اپنی نو پشتیں گن ڈالیں ، اور تو کون ہے؟ تیری کوئی ماں ہی نہیں ہے۔'' [دوسرے نے کہا:] میں فلاں ابن فلاں ابن اسلام کا بیٹا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: بے شک یہ دونوں جو اپنے خاندان پر فخر کرنے والے ہیں ؛ یا اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرنے والے ہیں۔ [ان سے کہہ دو:] اے اپنے آپ کو نو پشتوں کی طرف منسوب کرنے والے! وہ نو کے نو سارے جہنم میں ہیں ، اور تو دسواں بھی ان کے ساتھ جہنم میں ہی جائے گا'' اور جس نے اپنے آپ کو دو پشتوں کی طرف منسوب کیا ہے ؛ وہ دونوں جنت میں ہیں اور ان کے ساتھ تیسرا تو بھی جنت میں ہے۔'' [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا

---

[1] أحمد : ٢٠٦٧٤، و صححه الألباني في الصحيحة : ١٢٧٠.

بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتِنَ.)) ❶

''بیشک اللہ نے تم سے جاہلیت کے نخوت اور اس زمانہ کی آباء و اجداد پر فخر کرنے کی عادت کو دُور کر دیا۔ انسان دو طرح ہیں۔ یا تو متقی مومن بندے۔ یا فاسق و فاجر بد بخت بندے۔ تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں لوگ اپنی قوموں پر فخر کرنا ضرور چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہی ہے ورنہ اللہ کے نزدیک گوبر کے اس کیڑے سے زیادہ ذلیل ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے بدبو اور گندگی کو دھکیلتا ہے۔''

مشکل الفاظ کی تشریح:

(عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ) : یعنی جاہلیت کا تکبر، فخر اور نخوت۔

(مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَ فَاجِرٌ شَقِيٌّ): امام خطابی رحمہ اللہ اس کے معنی میں فرماتے ہیں: ''لوگ دو قسم کے ہیں: ایک مومن متقی فاضل ہے جو خیر پر قائم ہے۔ اگر چہ وہ اپنی قوم میں حسب ونسب والا نہ بھی ہو، اور دوسرا فاجر و شقی [گنہگار اور بد بخت انسان] ؛ یہی وہ گرا ہوا انسان ہے [جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے انتہائی ذلت کا شکار ہے] اگر چہ قوم میں اس کا بڑا مقام و مرتبہ اور حسب ونسب ہی کیوں نہ ہو۔''

اور اس کے معنی میں یہ بھی ایک قول ہے کہ اس سے مراد متکبر اور فخر کرنے والا انسان ہے۔ جب مومن اور متقی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان پر تکبر کرے۔ جب کہ بد بخت اور گناہ گار انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا ذلیل و حقیر ہوتا ہے، اور

❶ أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في الاتفاخر بالأحساب: ٥١١٦، و حسنه الألباني في صحيح الجامع: ١٧٨٧.

ذلیل انسان تکبر کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ تکبر کی ہر حال میں ہی نفی کی گئی ہے۔

(أَنْتُمْ بَنُوْ آدَمَ ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ) : مراد یہ ہے کہ جس کی اصل مٹی سے ہو، اس کے لیے تکبر و فخر اور نخوت جائز و مناسب نہیں۔

(لَيَدَعَنَّ): یہاں پر تاکید کے ساتھ فرمایا جا رہا ہے کہ ضرور بالضرور اپنے آباء و اجداد پر تکبر و فخر کو ترک کر دینا چاہیے۔

(لَيَكُوْنَنَّ) : یہاں بھی تاکید کے ساتھ اس کا انجام بیان کیا جا رہا ہے۔ یعنی اگر وہ لوگ تکبر و نخوت اور فخر کو ترک نہیں کریں گے تو اپنے اس انجام کو پالیں گے [جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے]۔

(أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ): یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ذلیل [ہو جائیں گے]۔

(مِنَ الْجِعْلَانِ) جعلان ایک چھوٹا سا کالے رنگ کا کیڑا ہوتا ہے جو اپنے ناک کے بل گوبر میں چلتا رہتا ہے۔

(الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتِنَ) : یعنی اپنے ناک سے گندگی کو ہٹاتا ہے۔

[(النَّتِن): گندگی کو کہتے ہیں۔ [1]

سیّدنا ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس انسان نے اپنے آپ کو نو (۹) کافر آباء و اجداد کی طرف منسوب کیا اور اس نسب سے وہ عزت و فخر حاصل کرنا چاہتا ہو، تو وہ ان کے ساتھ جہنم میں دسواں ہوگا۔“ [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے۔“ [3]

اور جو انسان علم کی وجہ سے تکبر کرنے والا ہو؛ تو اسے جان لینا چاہیے کہ اہل علم پر اللہ تعالیٰ کی حجت باقی لوگوں سے بڑھ کر اور سخت متاکد ہے، اور جو انسان علم ہونے کے باوجود

---

[1] عون المعبود : ١٤/١٦.   [2] رواه أحمد ١٦٧٦.

[3] فتح الباری : ٦/٥٥١.

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اس کا جرم بڑا اور سخت ہوتا ہے۔

اور اسے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ وہ تکبر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی دوسرے کے لیے ہرگز مناسب اور شایان شان نہیں، اور جب انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے غضب اور ناراضگی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس چیز کے علم سے تکبر کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور تواضع پیدا ہوسکتی ہے۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ علم وعمل کی وجہ سے تکبر کرنا بندوں کے لیے ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

'بنی اسرائیل میں دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ رکھنے والے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک تو گناہ گار تھا اور دوسرا عبادت میں کوشش کرنے والا تھا۔ عبادت کی جدوجہد میں لگے رہنے والا ہمیشہ دوسرے کو گناہ کرتا ہی دیکھتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ ان گناہوں سے رک جاؤ۔ ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے پایا تو اس سے کہا کہ اس گناہ سے رک جاؤ۔ تو گناہ گار نے کہا کہ مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے۔ کیا تو مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہیں کریں گے یا کہا کہ اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پھر ان دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں تو دونوں کی روحیں رب العالمین کے سامنے جمع ہوئیں تو اللہ نے عابد سے فرمایا: ''کیا تو اس چیز پر قادر ہے جو میرے قبضہ قدرت میں ہے؟، اور گناہ گار سے فرمایا: جاؤ میری رحمت کی بدولت جنت میں داخل ہو جاؤ اور دوسرے (عابد) سے فرمایا کہ: اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔'' سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس عابد نے ایسا کلمہ کہہ دیا جس نے اس کی دنیا وآخرت دونوں تباہ کر دیں۔'' [1]

---

[1] ابو داؤد: ٤٩٠١۔ و صححه الألباني رحمه الله.

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب تک انسان یہ گمان کرتا رہے گا کہ اللہ کی مخلوق میں ایسے بھی ہیں جو اس سے کم تر ہیں، تو وہ متکبر ہی رہے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی میں سبق لے جانے والوں کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت کے کام کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے ہوتے ہیں اور اس کا خوف محسوس کرتے ہیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کے یہ اعمال رد نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ ﴾

(المومنون: ٦٠ تا ٦١)

''اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔''

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا: ﴿ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ ﴾ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ.)) [1]

---

[1] ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المؤمنين: ٣١٧٥۔ وصححه الألباني في السلسلة الصحيحة ١/٣٠٤.

"اے صدیق کی بیٹی! نہیں، بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے نماز پڑھتے صدقہ دیتے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے قبول نہ کیا جائے۔ یہی لوگ اچھے اعمال میں جلدی کرتے اور سبقت لے جاتے ہیں۔"

۳۔ دعا اور اللہ سے مدد کی طلب:

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ کو ایک نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ثَلَاثًا عَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ)) [1]

مشکل الفاظ کے معانی:

(وَنَفْثِهِ): سے مراد شعر و شاعری۔ (نَفْخِهِ): سے مراد غرور اور گھمنڈ اور تکبر ہے۔

(همزه): سے مراد وسوسہ اور جنون ہے۔

۴۔ تواضع

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

((إِنْ كَانَتِ الْأُمَّةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ، لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَ تْ .)) [2]

"مدینہ طیبہ کی باندیوں میں ایک باندی ہوا کرتی تھی؛ وہ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی روک کر بات کر لیتی تھی۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فتنطلق به حيث شاء ت): "وہ جہاں چاہتی آپ ﷺ کو لے جاتی۔

---

[1] ابن حبان : ۱۷۸۰۔ والطبراني : ۱۵۶۸۔ زصححه الألباني رحمه الله في صحيح الكلم الطيب : ۸۰.

[2] صحيح بخاری ، کتاب الأدب، باب الكبير : ٦٠٧٢.

مسند احمد بن حنبل کی روایت میں ہے: (فتنطلق به في حاجتها): وہ آپ کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے لے جایا کرتی۔''

[ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس عورت کے دماغ میں خلل تھا، اور پھر بھی آپ ﷺ اس کا اتنا زیادہ خیال رکھا کرتے تھے، یہ آپ کے تواضع کی معراج ہے۔ مترجم]

آپ ﷺ کی تواضع کے کئی تذکرے نقل کیے گئے ہیں۔ جن میں مرد تو مرد عورتوں کے ساتھ آپ کی تواضع نقل کی گئی ہے، اور پھر آزاد عورتیں ہی نہیں لونڈیوں کے ساتھ بھی آپ کی تواضع کے واقعات درج ہیں۔ اس حدیث میں بھی لونڈیوں کا عام ذکر ہے کہ جو عورت نبی کریم ﷺ کو ہاتھ سے پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی؛ وہ آزاد عورت نہ تھی بلکہ ایک باندی تھی۔ اور پھر حدیث کے یہ الفاظ کہ ''آپ ﷺ کے دست مبارک سے پکڑ کر لے جاتی'' یہ اس عورت کے انتہائی تصرف کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کی ضرورت مدینہ طیبہ سے باہر بھی ہوتی، اور اسے اپنا کام نبھانے میں کسی کی مدد کی ضرورت ہوتی تو وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاتی۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی انتہائی تواضع و انکساری اور ہر قسم کے تکبر سے برأت پر دلالت کرتا ہے۔'' ❶

سیّدنا اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ وہ بولیں:

((كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مَهْنَةِ أَهْلِهِ ، تَعْنِي الْخِدْمَةَ ، فَإِذَا حَضِرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ .)) ❷

''اپنے گھر والوں کی محنت یعنی خدمت میں مصروف رہتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ نماز کے لیے چلے جاتے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ فتح الباری: ١٠/٦٧٦.

❷ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب من كان فی حاجة أهله فأقيمت الصلاة فخرج: ٦٧٦.

(مَهْنَةُ أَهْلِهِ) : حدیث میں اس کی تشریح خدمت سے کی گئی ہے، اور اہل سے مراد یا تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے [یعنی اپنے ذاتی کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیا کرتے تھے] یا پھر یہ لفظ عام ہے [تمام گھر والوں کو شامل ہے]۔

شمائل ترمذی میں سیّدنا عمرہ کی روایت سے یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تفصیل کے ساتھ روایت کی گئی ہے، اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

((مَا كَانَ إِلَّا بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ.)) ❶

''رسول اکرم ﷺ ان آدمیوں میں سے ایک تھے جو اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ دودھ لیتے تھے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے تھے۔''

مسند احمد بن حنبل اور ابن حبان کی روایت میں سیّدنا عروہ رحمہ اللہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، آپ فرماتی ہیں:

''آپ ﷺ اپنا کپڑا خود سی لیتے، اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے۔'' ❷

اس حدیث میں تواضع کی ترغیب، تکبر ترک کرنے اور کسی انسان کے اپنے اہل خانہ کی خدمت کرنے کا بیان ہے۔''

سیّدنا نافع بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

((تَقُوْلُوْنَ فِيَّ التِّيهِ۔ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاءَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبَرِ شَيْءٌ.)) ❸

---

❶ شمائل الترمذی : ۳۲۲.   ❷ فتح الباری : ۱۶۳/۲.

❸ اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الکبر: ۲۰۰۱.

''لوگ کہتے ہیں کہ مجھ میں تکبر ہے حالانکہ میں گدھے پر سوار ہوا۔ موٹی چادر لباس کے طور پر استعمال کی اور بکری کا دودھ دوھویا، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جس نے یہ کام کیے اس میں کسی قسم کا تکبر نہیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

(فِيَّ التِيه): یعنی میرے نفس میں تکبر ہے۔ التیہ: تکبر کو کہتے ہیں۔

(لَبِسْتُ الشَّمْلَةَ): شملہ اس موٹے کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر ڈھانپا جاتا ہے، اور اسے سر پر بطور پگڑی کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ [اور اسی میں بوقت ضرورت سامان وغیرہ بھی باندھا جاتا ہے]۔

(مَنْ فَعَلَ هٰذَا): جس نے یہ مذکورہ کام کیے۔ یعنی گدھے پر سواری کی، موٹا لباس پہنا، اور بکری کا دودھ خود نکال لیا۔

(فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ): یہ کام کرنے والوں میں کچھ بھی چیز تکبر کی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کاموں کے کرنے سے وہی لوگ کتراتے ہیں جن کے دل میں تکبر ہوتا ہے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا گزر بازار میں ہوا، اور آپ اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گھٹا اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو ایسی چیزوں سے بے نیاز کردیا ہے، پھر آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کے تکبر کا علاج کروں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''وہ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔'' [2]

---

[1] تحفة الأحوذي : ١١٨/٦.

[2] رواه الطبراني : ١٢٩ وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد : ١١٧/١.

خاتمہ

ww.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تمام غلطیوں [خطاؤں] کی بنیاد تین باتوں پر ہے:

ا۔ تکبر: یہی وہ مرض ہے جس کی وجہ سے ابلیس کا جو حال ہونا تھا وہ ہوا [یہ سب پر ظاہر ہے، کسی سے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے]۔

۲۔ حرص: حرص وہ بیماری ہے جس نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا۔

۳۔ حسد: یہ وہ بیماری ہے جس کی وجہ سے سیّدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے اپنے دوسرے بھائی پر جرأت کی [اور اسے قتل کر ڈالا]۔

''جو انسان ان تین برائیوں سے بچا لیا گیا، وہ باقی برائیوں سے محفوظ ہو گیا۔ کفر تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ باقی گناہ حرص کی وجہ سے ہوتے ہیں، اور بغاوت اور ظلم حسد کی وجہ سے ہوتے ہیں۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دے جو اس کی مخلوق کے لیے تواضع اختیار کرتے ہیں، اور ہمیں تکبر متکبر لوگوں سے محفوظ رکھے۔ [بے شک وہ دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے'']۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

99 ... لاہور
نمبر ....

Series

Diseases of Hearts

سلسلہ

مفسدات القلوب

الفرقان ٹرسٹ

خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبة الکتاب

حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

NooN Printers +92-321-4167895, 4503606